اسلام اور ذات پات

ڈاکٹر مظہر معین

ادبستان لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	ـــــ	اسلام اور ذات پات
نام مصنف	ـــــ	ڈاکٹر مظہر معین
طابع	ـــــ	اولستان۔ لاہور
طباعت	ـــــ	آفسٹ، سفید کاغذ
اشاعت	ـــــ	ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ / مارچ ۲۰۰۰ء
صفحات	ـــــ	۴۶۴
قیمت	ـــــ	۲۰۰ روپے

اولستان
۴۳۔ ریٹی گن روڈ، لاہور۔
فون نمبر: ۷۱۱۷۷۹۳

انتساب

ابو البشر سیدنا آدمؑ و ام الناس سیدہ حواؑ کے نام،

جو تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ، صحابہؓ و اہل بیتؓ اجمعین،

نیز جملہ اہل اسلام و بنی نوع انسان کے والدین ہیں۔

يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكر و أنثى

وجعلناكم شعوباً و قبائل لتعارفوا

إن أكرمكم عند الله أتقاكم

إن الله عليم خبير. (الحجرات: ١٣).

فہرست

تعارف تصنیف : ڈاکٹر خالد علوی ۹

تعارف تصنیف : ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ۱۵

تقدیم : ڈاکٹر مظہر معین ۱۷

۱۔ باب اول :- قرآن مجید اور ذات پات ۱۹

الف۔ آیات قرآن حوالہ ذات پات ۲۱

ب۔ سورۃ الحجرات۔ آیت : ۱۳۔ شرح و تفسیر حوالہ :-

۱۔ الامام ابن کثیر الدمشقیؒ۔ تفسیر القرآن العظیم ۴۹

۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ - التفسیر المظہری ۵۴

۳۔ علامہ شہاب الدین آلوسیؒ-روح المعانی ۶۲

۴۔ الاستاذ سید قطبؒ -فی ظلال القرآن ۸۰

۵۔ الشیخ احمد مصطفیٰ المراغیؒ - تفسیر المراغی ۸۴

۶۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ - ۹۰

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن- تفسیر ثنائی

۷۔	مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ۔ بیان القرآن	۹۳
۸۔	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔ تفہیم القرآن	۹۶
۹۔	مولانا امین احسن اصلاحیؒ۔ تدبر قرآن	۱۰۰
۱۰۔	پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ۔ ضیاء القرآن	۱۰۲
ج۔	خلاصہ و نتیجہ آیات قرآن حوالہ ذات پات	۱۰۷
۲۔	باب دوم :۔ حدیث نبوی اور ذات پات	۱۱۳
الف۔	احادیث نبویہ حوالہ ذات پات	۱۱۶
ب۔	احادیث فضائل و مناقب صحابہؓ (از مختلف النسب قبائل عرب و عجم)	۱۳۴
ج۔	خلاصہ و نتیجہ احادیث نبویہ حوالہ ذات پات	۱۸۸
۳۔	باب سوم :۔ ذات پات حوالہ سیرت و تاریخ	۱۹۳
۱۔	مختلف النسب جدات و ازواج و داماد و اقارب رسولؐ	۱۹۴
۲۔	نکاح و ازواج صحابہؓ و اہل بیتؓ بلا تمیز ذات پات	۲۴۶
۳۔	خلاصہ و نتیجہ بحث ذات پات حوالہ سیرت و تاریخ	۲۶۶
۴۔	باب چہارم :۔ اقوال اکابر امت بسلسلہ ذات پات	۲۷۹
الف۔	حق ولی در نکاح خاتون	۲۸۲
۱۔	احادیث نبویہ	۲۸۲
۲۔	امام شرف الدین النوویؒ	۲۸۴
۳۔	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	۲۸۴
۴۔	مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ	۲۸۵

۵۔	مولانا امجد علی رضویؒ	۲۸۵
۶۔	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	۲۸۶
۷۔	مولانا گوہر رحمٰن	۲۸۷
۸۔	خلاصہ بحث حق ولی در نکاح خاتون	۲۹۲
ب۔	اقوال اکابر امت بحوالہ "کفو" و نکاح وازدواج بلا تمیز ذات پات	۲۹۳
۱۔	امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ	۲۹۴
۲۔	امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ	۲۹۵
۳۔	امام محمد بن ادریس الشافعیؒ	۲۹۷
۴۔	امام احمد بن حنبلؒ	۲۹۸
۵۔	امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ	۲۹۹
۶۔	الامام الموفق بن احمد المکی الکردریؒ	۳۰۰
۷۔	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلویؒ	۳۰۲
۸۔	پیر سید مہر علی شاہ گیلانیؒ	۳۰۳
۹۔	علامہ محمد اقبالؒ	۳۱۲
۱۰۔	مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ	۳۱۴
۱۱۔	حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۳۱۴
۱۲۔	مفتی کفایت اللہ دھلویؒ	۳۱۶
۱۳۔	مولانا ابو الکلام آزادؒ	۳۱۸
۱۴۔	مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ	۳۲۰

۱۵۔	مولانا نعیم صدیقیؒ	۳۲۰
۱۶۔	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	۳۲۱
۱۷۔	مولانا عطا محمد بندیالوی چشتیؒ	۳۲۵
۱۸۔	مولانا عبدالحکیم شرف قادری۔	۳۴۴
۱۹۔	سید نصیر الدین نصیر گیلانی	۳۴۶
۲۰۔	ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن	۳۴۸
۲۱۔	مفتی سیف اللہ حقانی	۳۴۹
۲۲۔	مفتی عبداللطیف (پشاور)	۳۴۹
۲۳۔	مولانا سید ایوب جان بنوری	۳۴۹
۲۴۔	مفتی عبداللطیف (لاہور)	۳۵۰
۲۵۔	مفتی عبدالقیوم خان	۳۵۰
۲۶۔	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	۳۵۲
۲۷۔	قاضی محمد طاہر ہاشمی	۳۵۳
ج۔	خلاصہ و نتیجہ اقوال اکابر امت بسلسلہ ذات پات	۳۷۱
۵۔	باب پنجم :۔ طب جدید اور ذات پات	۳۸۳
	خلاصہ و نتیجہ کلام حوالہ "اسلام اور ذات پات"	۳۹۳
	فہرست المراجع	۴۰۱
	آراء اہل علم و تحقیق	۴۱۱

تعارف تصنیف

(از : ڈاکٹر خالد علوی)

پاکستان میں نام و نسب اور ذات پات کے حوالے سے جو بحث چلی' اس کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اس سے متعلق افراد کا تعلق علماء و مشائخ کے طبقوں سے ہے۔ جہلاء اگر ذات پات کے حوالے سے امتیاز و تفوق کی بات کریں تو اسے جہالت اور غیر مسلم معاشرتی اثر قرار دیا جا سکتا ہے' لیکن جب اہل دین نسلی تفاخر کی بات کریں اور اسے دین کی حکمت عملی قرار دیں تو اسے جہالت تو نہیں کہا جا سکتا۔ یہ تو کھلا تعصب اور انحرافی رویہ ہے۔ نسلی تفاخر کے بارے میں اسلام کا ایک واضح موقف ہے اور اسے تعبیر کی الجھنوں سے دھندلایا نہیں جا سکتا۔

ادیان عالم اور انسانی تہذیبوں میں اسلام اور اسلامی تہذیب کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ کئی ایسے امتیازات ہیں جن کی وجہ سے اسلام کا نام روشن ہے۔ لیکن دو امتیازات ایسے ہیں جن کے سامنے کوئی مذہب اور کوئی تہذیب برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ ان میں ایک وحدت ربانی کا تصور ہے اور دوسرا وحدت نسل انسانی کا۔ حیات انسانی کا تجربہ شاہد ہے کہ فکر کی تمام گمراہیوں کی جڑ وحدت ربانی کے تصور سے انحراف ہے اور اجتماعی زندگی کے جملہ فسادات کی بنیاد وحدت نسل انسانی کے تصور کا انکار ہے۔ جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ انہی اصولوں سے انحراف پر مبنی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی کی رہنمائی میں جس طرح توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کو مبرہن کیا' اسی طرح وحدت نسل انسانی کے تصور کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔ اسلام وحدت نسل انسانی کا داعی ہے۔ وہ انسانوں کی محدود تفریق کا قائل نہیں اور ان کے درمیان مخصوص وجوہ (رنگ' نسل' وطن اور زبان) کی بنا پر فضیلت و ذلت کو نہیں مانتا۔ قرآن نے اس اصول کو جس طرح بیان کیا ہے اس سے کوئی ابہام باقی نہیں رہا۔ سورہ نساء کی پہلی آیت ہی اس تصور کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :-

يا أيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً و نساء واتقوا الله الذى تساء لون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا۔ (النساء : ١)

لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

نسل انسانی کے بڑھنے' خاندانوں اور قبیلوں کے پھیلاؤ اور جغرافیائی اثرات کے تحت زبانوں اور رنگوں کے فرق نے وحدت نسل انسانی کے تصور کو دھندلا کیا۔ انسانوں نے اپنی گمرہی کے باعث رنگ زبان اور خاندان قبیلہ کی بنیاد پر امتیازات قائم کئے اور انہی کی بنیاد پر فضیلت و ذلت کے فیصلے کئے۔ اسلام نے اس انحراف کی اصلاح کرتے ہوئے بتایا کہ یہ اختلاف تو محض شناخت کا اختلاف ہے' فضیلت کا اختلاف نہیں۔ فضیلت کا معیار تو کردار ہے :- وجعلناكم شعوباًو قبائل لتعارفوا إن أكرمكم عندالله اتقاكم. (الحجرات: ۱۳).

اور تم کو مختلف قومیں اور برادریاں بنایا تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں اعلان فرمایا :-

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی أسود ولا لأسود علی أحمر إلا بالتقوی.

کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر' نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر' سوائے تقویٰ کے۔ (مسند احمد : ۵/ ۵۱۱)۔

یہ تھیں اصولی تعلیمات جن کی بنیاد پر ایک نیا معاشرہ وجود میں آیا تھا۔ بد قسمتی سے مسلمان اس اعلیٰ معیار کو قائم نہ رکھ سکے اور وقتاً فوقتاً انحراف کے مرتکب ہوتے ہے۔ بنو امیہ کی حکومت خالص عربی حکومت تھی لیکن اس کا زوال بھی قبائلی عصبیت کی وجہ سے ہوا۔ اس کے آخری حکمران کے دور میں مضری اور نزاری قبائل کی چپقلش نے حکومت کی عسکری قوت کو مفلوج کر دیا تھا۔

بنو عباس کی خلافت اہل بیت کی دعوت کے نتیجے میں وجود پذیر ہوئی لیکن اہل بیت کو نظر انداز کر دیا گیا۔ علویوں نے بغاوت کی جسے کچل دیا گیا۔ محمد نفس ذکیہ اور منصور کی

خط و کتابت نسلی تفاخر کے اظہار کی عمدہ مثال ہے۔ اس خط و کتابت کو تاریخ نے محفوظ کر رکھا ہے اور عرب مسلمانوں کی اعلیٰ سیاسی قیادت کے فکری رویوں کی شہادت فراہم کر دی ہے۔ عباسی تحریک کی کامیابی میں عجمیوں کی حب اہل بیت کو بنیادی دخل تھا' لیکن یہ تحریک عجمی تشخص اور عجمی حکمت عملی کی عمدہ مثال تھی۔ عباسیوں کے آخری دور میں عجمی عناصر غالب آگئے تھے۔ لیکن عربیت اور قرشیت کی اعلیٰ دینی و معاشرتی حیثیت مسلم رہی۔ عربی غلبے کے دور میں غیر عربوں کو کسی عرب قبیلے سے منتسب رہ کر ہی اپنا مقام قائم رکھنا پڑتا تھا اور اس کا سبب عسکری و سیاسی تغلب تھا۔ بلاشبہ اسلام ایک غالب قوت کے طور پر موجود تھا' لیکن عربیت و عجمیت کے روایتی اثرات معاشرتی سطح پر دیکھے جا سکتے تھے۔ اس عہد کے سیاسی افکار اور فقہی آثار کا جائزہ لیا جائے تو زمینی حقائق کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً الماوردی اور ابو یعلی دونوں سیاسی مفکرین ہیں اور اسلامی نظام سلطنت پر انکی کتابیں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دنوں کے ہاں خلافت کیلئے قرشیت شرط ہے۔ اسی طرح کفو کا مسئلہ ہے۔ فقہ کے تشکیلی دور میں بھی اور بعد کے ادوار میں بھی عربیت کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ان فقہاء کی زیادہ سے زیادہ پرواز یہاں تک ہوئی ہے کہ عجمی عالم کو عربی جاہل کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔ ایک اور عنصر بھی ہماری فکری و فقہی کاوشوں میں کار فرما رہا ہے اور وہ بنو فاطمہ کے ساتھ ہونے والا سلوک ہے۔ تعلق بالرسولؐ کی بنیاد پر اور ذاتی صلاحیتوں کے لحاظ سے مختلف افراد نے سیاسی سیادت کے حصول کی جدوجہد کی اور ہر مرتبہ انہیں اپنے دور و نزدیک کے رشتہ داروں سے زبردست تکلیف پہنچی۔ امت مسلمہ کے اجتماعی شعور نے ان سے ہونے والے سلوک کو قبول نہیں کیا اور ان کی مظلومیت کا اثر ہماری پوری تاریخ پر موجود ہے۔ گو امت مسلمہ نے عملی طور پر کچھ زیادہ سرگرمی نہیں دکھائی' لیکن ذہنی اور نفسیاتی طور پر وہ ہمیشہ بنو فاطمہؓ کے ساتھ رہے۔ اس نفسیاتی رجحان نے بنو فاطمہؓ کی روحانی سیادت اور معاشرتی فضیلت کو مسلمہ حقیقت کے طور پر قبول کیا۔ اسلامی معاشرت کے طالب علم کو ایک پیچیدہ معاشرتی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ قرآن اور اسوہ رسولؐ ایک کامل معاشرتی مساوات کا تصور دیتے ہیں جبکہ عملاً اسلامی معاشرہ تہہ بہ تہہ امتیازات کی تصویر پیش کرتا ہے۔ عجم و عرب کا امتیاز' پھر عربوں میں قبائل کا امتیاز اور ازاں بعد سادات و غیر سادات اور قرشی و غیر قرشی کا تفاوت اور اکفاء کا نظام مساوات کے اس بنیادی تصور کی

نفی کر دیتا ہے۔

اس پر مستزاد' امت کے عالمی تشخص کے زیر سایہ علاقائی معاشرتوں نے اپنے وجود کو برقرار رکھا۔ اسلام نے ایک عالمی تحریک کے طور پر مختلف قوموں' معاشروں اور ثقافتوں کو جذب کیا' لیکن جذب و انجذاب کے اس عمل میں بعض علاقائی ثقافتوں نے نہ صرف اپنے تشخص کو باقی رکھا' بلکہ اسلام کے مجموعی مزاج کو متاثر کیا۔ انہی بعض رسوم و قیود اور افکار و مظاہر کو نہ صرف اسلامی رنگ دیا' بلکہ انہیں اسلامی تشخص عطا کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر عہد کے مفکرین و مصلحین نے اصلاح و تطہیر کے عنوان سے اپنی کاوشیں جاری رکھیں۔ افکار کی تطہیر اور اعمال کی اصلاح کے یہ پروگرام مسلمانوں کی تاریخ کا ایک جاندار نظام ہیں جو اور کسی مذہب اور کسی معاشرے میں اس طرح نہیں دیکھا جا سکتا۔ یہ کوششیں انفرادی بھی رہی ہیں اور اجتماعی بھی' کلی بھی اور جزئی بھی۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک دور میں حیات انسانی کا کوئی ایک پہلو توجہ کا باعث بنا اور مصلحین نے اس پہلو کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس بارے میں اسلام کا حقیقی نقطہ نظر واضح کیا۔

اسلام جس نے رنگ و نسل کی بنیاد پر امتیازات کو مٹا کر ایک مساواتی انسانی معاشرت کا تصور دیا تھا' آج معرض نقد میں ہے۔ کیونکہ بعض فکری محدودیتوں اور علاقائی تاثیرات کے باعث نسلی تعصبات مسلم معاشرت کا حصہ بن گئے ہیں اور اس کے بعض مظاہر مسلمہ حقیقتوں کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں۔ انہی مظاہر میں سے ایک مفروضہ سیدہ و غیر سید کے نکاح کا عدم جواز ہے۔ پاکستانی معاشرت تاریخی طور پر ہندو پس منظر رکھتی ہے جو ذات پات کی مکروہ تفریق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ اس لئے یہاں دوسری ذات برادریوں کے ساتھ عربی النسل سادات و غیر سادات خانوادے بھی شامل ہو گئے۔ اس پیچیدہ معاشرتی صورت حال کا تجزیہ گہرے معاشرتی شعور اور پختہ دینی علم کا متقاضی ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین کی کتاب "اسلام اور ذات پات" اس تجزیے کی جاندار مثال ہے۔ ڈاکٹر صاحب' جو پنجاب یونیورسٹی میں عربی زبان و ادب کے استاد ہیں اور غیر عرب معاشروں میں عربی زبان و علوم کے فروغ اور تاثیر پر محققانہ نظر رکھتے ہیں' نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اس سے متعلق بیش قیمت مواد یکجا کیا ہے۔ کتاب اس مسئلے پر تاریخی تسلسل کی ایک مکمل تصویر ہے۔

سب سے پہلے نسل انسانی کا قرآنی تصور پیش کیا ہے اور اس کی وضاحت میں قدیم وجدید مفسرین کے اقوال دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد حدیث نبوی سے مساوات انسانی سے متعلق حضور اکرمؐ کے ارشادات نقل کئے گئے ہیں۔

پھر سیرت و تاریخ کے حوالے سے نسلی امتیازات پر بحث کی گئی ہے اور بڑی محنت سے ان رشتہ داریوں کو بیان کیا ہے جو قرون اولیٰ میں ساوات و غیر ساوات بلحہ عرب و غیر عرب کے درمیان وجود پذیر ہوئیں۔

چوتھے باب میں ذات پات کے بارے میں اکابر امت کے اقوال بیان کئے ہیں۔ اس میں قدیم و جدید اکابرین شامل ہیں۔ اس باب میں بالخصوص "کفو" کے مسئلہ پر ائمہ فقہاء و محدثین کی آراء دی گئی ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں ہونے والی بحث کے ضمن میں برصغیر پاک و ہند کے علماء و مشائخ اور دانشور حضرات کی آراء دی گئی ہیں۔

اور پانچویں باب میں طب جدید اور ذات پات کے حوالے سے مختصر بحث ہے جس میں بعض ماہرین طب کی آراء کو خصوصیت کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

کتاب کا اسلوب علمی ہے۔ کوئی بات حوالہ کے بغیر نہیں کی گئی۔ ترتیب عمدہ ہے اور بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر باب کے اختتام پر خلاصہ یا حاصل بحث درج ہے۔ قرآن و سنت کی نصوص پیش کرتے ہوئے من مانی تاویلات سے گریز کیا گیا ہے اور ثقہ مفسرین و محدثین کی توضیحات پیش کی گئی ہیں۔ قرآن و سنت کی نصوص تو واضح ہیں۔ ان میں نسلی امتیاز اور خاندانی تفوق کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہ تو مساوات انسانی کا ایسا تصور پیش کرتی ہیں جس کے اظہار و تنفیذ کا یارا عصر حاضر کے مفکرین و مقتدر قوتوں کو بھی نہیں۔ حقوق انسانی کے علمبردار اور عظمت انسان کے حدی خوان ترقی یافتہ معاشروں سے نسل پرستانہ رجحانات کو ختم نہیں کرا سکے۔ یورپ و امریکہ میں غیر سفید فام انسانی گروہوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان کے لئے ندامت کا باعث ہونا چاہیے۔ مگر وہ باب چشم کشا ہے جس میں مسلمانوں کی تاریخ کے عہد زریں سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ان مثالوں سے ایک معاشرتی تصویر ابھرتی ہے جس میں رنگ و نسل کے امتیازات کا کوئی داغ دھبہ نہیں۔ خانوادہ رسولؐ کی شادیاں، صحابہؓ و اہل بیتؓ کے ازدواجی رشتے، اقارب رسولؐ اور غیر ہاشمی خاندان کے تعلقات، مساوات انسانی پر مبنی معاشرے کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان تعلقات میں ذات

و نسل کے بجائے کردار، باہمی مناسبت و مودت اور دینی مزاج کو ترجیح حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ جاہلیت قدیمہ کے تعصبات کو اسی طرح توڑا جا سکتا تھا۔ اصحاب رسولؐ، اہل بیتؓ اور تابعین کرامؒ نے اسلام کی اس پالیسی کو سمجھا تھا جو اس نے نسل پرستی کے حوالے سے اختیار کی تھی۔

اس باب کا وہ حصہ خصوصاً توجہ کا متقاضی ہے جس میں کفو، نکاح و ازدواج اور حق ولی کی بحثیں ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ فقہاء کی یہ آراء اس پس منظر میں دیکھی جانی چاہییں جسے ہم گذشتہ سطور میں بیان کر آئے ہیں۔ ڈاکٹر مظہر صاحب نے ائمہ سلف کے ساتھ عصر حاضر کے ان علماء کے فتاوی کو بھی بیان کیا ہے جو ہماری فرقہ وارانہ تقسیم کے باعث قابل توجہ ہیں۔ انہوں نے اہل سنت کے دونوں گروہوں "حنفی دیوبندی و بریلوی" کے مقتدر علماء و مشائخ کو شامل کیا ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد اور سید ابوالاعلیٰ مودودی جیسے مفکرین کی آراء کو بھی جگہ دی ہے۔ البتہ اہل سنت کے ایک اہم گروہ "اہل حدیث" کی کوئی شخصیت سوائے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مجھے نہیں نظر آئی۔ ان کی رائے کا شامل ہونا مفید ہوتا۔

میرے نزدیک یہ باب بے حد اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ہمارے تاریخی تسلسل کی تصویر پیش کرتا ہے۔ آراء کے تنوع کے باوجود اور مصالح عامہ کے ادراک کے باوصف ہمارے علماء و مفکرین نے قرآن و سنت کی نصوص کے متعین کردہ دائرہ سے نکلنے کی کوشش نہیں کی۔ اور نکل بھی کیسے سکتے تھے۔

علمی اسلوب سے مرتب شدہ یہ معلوماتی کتاب قاری کیلئے علمی تشفی کا باعث ہوگی۔ قاری اس موضع پر لکھی جانے والی بعض اہم کتابوں سے بھی متعارف ہوگا۔ ڈاکٹر مظہر معین نے سلیقہ مندی کے ساتھ ان کتابوں کے بعض اہم اقتباسات بھی دیئے ہیں جو بہت مفید ہیں۔ جن علماء، مشائخ اور دانشور حضرات نے بحث میں حصہ لیا تھا، ان کی آراء بھی دی گئی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ ایک جامع کتاب ہے۔ اللہ مؤلف کو جزائے خیر دے۔

(خالد علوی)

پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی

(ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب)

تعارف تصنیف

(از : ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ازھری)

فضائل و مناقب کی اہمیت' فضیلت اور اصلیت سے انکار ممکن نہیں کیونکہ خالق کائنات نے خود اپنی کتاب مقدس میں اور باعث کون و مکاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں جلیل القدر انبیاء کرامؑ اور جانثار صحابہ کرامؓ کی عظمتوں کا اظہار فرمایا ہے۔ اہل حقیقت نے حقائق کی آشکارا نگاہوں سے عظیم المرتبت شخصیات کی فضیلتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔

لیکن تحقیق کے طالبان ارفع و ادنیٰ میں حدود قائم کرتے کرتے اتنی گہرائی میں چلے جاتے ہیں کہ ارفع و ادنیٰ کے بنیادی قواعد تو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور غیر مستقل' عارضی' واجبی چیزیں لازم قرار پا جاتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں بسا اوقات ارفع' ادنیٰ اور ادنیٰ' ارفع ہو جاتی ہیں۔ اور یہی کچھ سرگزشت برصغیر پاک و ہند میں ذات پات اور کفو کے مسئلہ کے ساتھ درپیش ہوئی۔

اسلام نے تکریم انسانیت اور تعظیم آدمیت کی بنیاد تو "إن أكرمكم عندالله أتقاكم" کو قرار دیا تھا' لیکن اہل دل اور عقیدت و محبت سے سرشار محبین شرائط و واجبات تقویٰ سے صرف نظر کرتے ہوئے ذات پات کی تقسیم کو اصل شناخت قرار دے بیٹھے۔

برصغیر پاک و ہند میں ذات پات کی تقسیم کے جہاں بہت سے اسباب ہیں' ان میں سے اکثر پر صاحب کتاب نے تفصیلی بحث کی ہے۔ اور ان اسباب میں سے ایک سبب جاگیردارانہ نظام بھی ہے۔ قوم و ملک کے فروخت کنندگان کو غاصبین و قابضین وطن نے ان کی خدمت گزاری کے صلہ میں جاگیریں عطا کیں جن کے نتیجے میں نسل پرستی کی ایسی زہر آلود تخم ریزی کی گئی ہے جس کے زہریلے کانٹوں میں قوم آج بھی الجھی ہوئی ہے۔

مصنف کتاب ڈاکٹر مظہر معین صاحب نے اپنی کتاب بعنوان :۔ "اسلام اور

ذات پات" کی تصنیف میں انتہائی محنت سے ایسا مواد یکجا کر دیا ہے جو مستقبل کے طالبان تحقیق کے لئے بہترین علمی سرمایہ ثابت ہوگا۔ کتاب مذکور میں نہ صرف تالیفی پہلو کو مد نظر رکھا گیا ہے' بلکہ ان سے حاصل شدہ ثمرات و نتائج کو بھی سپرد قرطاس کیا ہے' جس کا اندازہ فہرست عنوانات کے ساتھ ساتھ مصادر' مراجع اور ماخذات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ حوالہ جات میں بھی ماخذات اصلیہ کو ترجیح اور پھر ماخذات ثانویہ کو بالترتیب ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے قرآن کریم کے فرامین کو قدیم و جدید تفاسیر کی روشنی میں بیان کرنے کی سعی کی ہے۔

اس کے بعد احادیث نبویہ اور ان میں ذکر کردہ فضائل و مناقب کی اساس پر تعمیر شدہ شخصیات کے پس منظر کا بھی ذکر کیا ہے۔

نیز بر صغیر پاک و ہند کے جید علماء کرام کے اقوال' فرمودات اور فتاویٰ کو مع ادلّہ کا ذکر کر کے ذات پات کے نقصانات کو اجاگر کیا ہے۔

طب جدید اور ذات پات کے عنوان سے میدان طب کے مختلف اطباء اور ڈاکٹر حضرات کے تجربات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس کو اگرچہ حرف آخر تو قرار نہیں دیا جاسکتا' لیکن بہر حال اس کے ثمرات سے آگاہی کا ایک سلسلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

محترم ڈاکٹر مظہر معین صاحب کی اس کوشش اور جدوجہد کو اسلامی تعلیمات کی حقانیت اجاگر کرنے کا ایک سلسلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

(سرفراز نعیمی)

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ازہری
(رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)
(ناظم "جامعہ نعیمیہ" لاہور)

تقدیم

باسم رب آدم و أولاد آدم،
حامداً و مصلیاً و مسلماً و بعد:—

دین اسلام نے اہل عرب و فارس و روم و یونان کے نسلی تفاخر کے خصوصی پس منظر میں توحید ربانی و وحدت انسانی کا جو آفاقی پیغام بنی نوع انسان کو دیا، اس نے ہر زمان و مکان میں امت مسلمہ کی بلا امتیاز عرب و عجم مساوات انسانی کی بنیاد پر تشکیل و تنظیم کی۔ اور بنی نوع انسان کو ایک ہی ماں باپ آدم و حوا سلام اللہ علیھما کی اولاد قرار دیتے ہوئے ان کے مابین حقیقی معیار شرف و فضیلت فقط عقیدہ و تقویٰ کو قرار دیا۔

مگر اہل اسلام و عالم اسلام میں مختلف زمان و مکان میں نسل پرستی کی بنیاد پر تعصب و تفاخر و تنافر کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہوتا رہا۔ اور بالخصوص بر صغیر پاک و ہند کے ہندو مسلم مخلوط معاشرہ میں ہندو اکثریت کے فلسفہ ذات پات و طبقات (۱- برہمن ۲- کھشتری ۳- ویش ۴- شودر) کے گہرے اثرات براہ راست نیز دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے کروڑوں مقامی باشندوں کے توسط سے ناقص دینی تعلیم و تربیت نیز دیگر علاقائی و معاشرتی عوامل کے زیر اثر مسلمانان بر صغیر میں منتقل ہوتے رہے۔ و نوبت بایں جا رسید کہ قریشی، ہاشمی، فاطمی، انصاری، مغل، پٹھان، راجپوت، جاٹ، ارائیں، گوجر، کشمیری، سندھی، بلوچ وغیرہ، مختلف عربی و عجمی و ترکی و ہندی نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانان بر صغیر کے مابین اپنی ذات برادری سے باہر نکاح و ازدواج بالعموم قولاً و فعلاً ناقابل برداشت و باعث ننگ و عار حتیٰ کہ منجانب برادری "حقہ پانی بند" کر دینے کا باعث قرار پاتا رہا۔ اور یہ سلسلہ تقسیم ہند و قیام پاکستان کے بعد بھی کافی حد تک جاری و ساری ہے۔

اس صورتحال پر ایک طرف تو ہمسایہ ممالک کے اہل اسلام، باشندگان عرب و ایران و ترکستان، محو حیرت و انگشت بدنداں ہیں۔ اور دوسری طرف بر صغیر پاک و ہند

کے عظیم رہنما ڈاکٹر بی آر امبیدکر (م ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء 'ہند) کے ہمنوا و پیروکار کروڑوں اچھوت نیز دیگر علمبرداران مساوات انسانی حیرت زدہ ہیں، جن کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ڈاکٹر امبیدکر نے دھمکی دی تھی کہ اگر نچلی جاتیوں اور اچھوتوں کے ساتھ اونچی جاتی کے ہندوؤں کا توہین آمیز سلوک بند نہ ہوا تو کروڑوں اچھوت (ہریجن) من حیث الجماعت اسلام کے دامن رحمت و مساوات میں پناہ لے لیں گے۔ اور جن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے انتقال پر رد ذات پات کے حوالہ سے وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لعل نہرو نے فرمایا تھا کہ :۔ ڈاکٹر امبیدکر کا مشن اب ہم سب کا مشن ہونا چاہیے۔

پاکستان و برصغیر کے اس تاریخی و ثقافتی پس منظر میں "اسلام اور ذات پات" تبلیغی و معاشرتی حوالوں سے ایک انتہائی اہم اور قابل توجہ موضوع قرار پاتا ہے۔ اور چونکہ آج بھی شادی بیاہ اور معاشرتی رویوں میں "کفو" اور "غیر کفو" کے فقہی و شرعی عنوانات کے تحت خلط مبحث وسیع پیمانے پر باعث اشکال و اضطراب ہے، لہذا قرآن و سنت، فقہ و سیرت اور تاریخ و تعامل امت کی روشنی میں نسلی تفاخر و تنافر کی حقیقت و نوعیت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ مسلمانان برصغیر کے مذہبی و ثقافتی پس منظر میں ایک ناگزیر علمی و عملی ضرورت ہے۔ تاکہ تبلیغی و معاشرتی سطح پر علماء و مثقفین' نیز عامۃ المسلمین "اسلام اور ذات پات" کے حوالہ سے افراط و تفریط سے بچتے ہوئے معتدل و متوازن طرز عمل اختیار کر سکیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ نیز افکار علماء و فقہاء و محققین کو جامع و مربوط انداز میں مرتب و مدون کرنے کی کوششوں کا حاصل یہ مختصر کتاب ہے۔ جو نہ تو اس سلسلہ کا نقش اول ہے اور نہ حرف آخر۔ نیز جس کی افادیت و عدم افادیت کا صحیح اندازہ علماء و دانشوران و دیگر قارئین محترمین کی تائیدی و تنقیدی آراء و تاثرات کی نوعیت سے ہی بہتر طور پر ہو سکے گا۔

وما توفیقی إلا باللّٰہ۔

(مظہر معین)

باب اول

قرآن مجید اور ذات پات

۱- قرآن مجید اور ذات پات

قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں جن میں تمام بنی نوع انسان کو حیثیت اولاد آدم و حوا سلام اللہ علیہما مشترک الاصل، مساوی النسب نیز تخلیق و مادہ تخلیق کے لحاظ سے یکسانیت اور ایک ہی نہج و طریق کے حامل بتلایا گیا ہے۔ نیز قرآن مجید میں متعدد اقوام و شخصیات کے حوالہ سے بہت سی ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جن میں بظاہر عالی النسب و حاملین جاہ و مرتبت کے مقابلے میں بظاہر کمتر خاندانوں اور گھرانوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو دین و تقویٰ و خدمت انسانیت کی بنیاد پر معزز و مکرم تر قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ کفر و عصیان و فساد و غارتگری کی بناء پر متعلقین انبیاءؑ و مرسلین تک کو مقہور و مذموم ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی تسلسل میں آیات قرآن کی رو سے متعدد ہاشمی و قریشی و عرب' اپنے تمام تر تفاخر نسبی کے باوجود کفر و عصیان کی بناء پر قابل مذمت و مستحق عذاب قرار دیئے گئے ہیں۔ اور متعدد غیر ہاشمی، غیر قریشی اور غیر عرب حتی کہ کنیز و غلام، خواتین و حضرات، دین و تقویٰ کی بناء پر قریش و بنو ہاشم و قبائل عرب سے افضل و برتر قرار پائے ہیں۔ نیز کفو نسبی پر کفو دینی کی فیصلہ کن حیثیت و فضیلت و برتری بھی اجاگر کی گئی ہے۔ چنانچہ ان حوالوں سے قرآن مجید کی متعدد آیات آئندہ صفحات میں درج کی جارہی ہیں۔ تاکہ " ذات پات" کے حوالہ سے قرآنی تعلیمات کا فہم و ادراک ممکن و آسان تر ہو سکے۔ اور اس سلسلہ میں مزید تحقیقات کی راہ ہموار ہو۔ نیز بے بنیاد نسلی تعصبات کا خاتمہ ہو۔

اسی سلسلہ میں قرآن مجید کی بنیادی اور فیصلہ کن آیت (یا یھا الناس إنا خلقناکم من ذکر و أنثی..... الحجرات : ۱۳) کی تفسیر و توضیح میں بعض متقدم و متأخر، مستند و معتبر، مفسرین کے تفسیری بیانات سے بھی قدرے تفصیلی اقتباسات نقل کیے جارہے ہیں تاکہ قرآن مجید اور ذات پات کے حوالہ سے مختلف و متنوع تفاسیر پر مبنی حتی الامکان مختصر مگر جامع شرح و تفسیر منظر عام پر آسکے۔

اب اس سلسلہ میں پہلے آیات قرآنیہ اور بعد ازاں اقوال مفسرین بسلسلہ تفسیر سورۃ الحجرات، آیہ ۱۳، ملاحظہ ہوں :-

آیات قرآن بحوالہ ذات پات

۱۔ تمام انسان اولاد آدمؑ و حواؑ، آل نبی و اولاد رسول (آدمؑ) ہیں۔ اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیے گئے۔

ا۔ یایها الناس إنا خلقنا کم من ذکر و أنثی و جعلنا کم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أکرمکم عندالله أتقاکم إن الله علیم خبیر.....(الحجرات:۱۳)۔

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ب۔ هوالذی خلقکم من نفس واحدة و جعل منها زوجها لیسکن إلیها..... (الأعراف: ۱۸۹)۔

ترجمہ: وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

ج۔ إن مثل عیسی عندالله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون.... (آل عمران: ۵۹)۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے۔ کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔

د۔ ولقد خلقناكم ثم صورناكم ثم قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس لم يكن من الساجدين۔ قال ما منعك ألا تسجد إذ أمرتك قال أنا خير منه خلقتنى من نار و خلقته من طين ۔ قال فاهبط منها فما يكون لك أن تتكبر فيها فاخرج إنك من الصاغرين..... (الأعراف: ١١—١٣)۔

ترجمہ: ہم نے تمہاری تخلیق کی ابتدا کی، پھر تمہاری صورت بنائی۔ پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ اس حکم پر سب نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس سجدہ کرنیوالوں میں شامل نہ ہوا۔

پوچھا کہ تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا؟ وہ بولا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔ فرمایا کہ اچھا تو یہاں سے نیچے اتر۔ تجھے حق نہیں ہے کہ یہاں بڑائی کا گھمنڈ کرے۔ نکل جا کہ درحقیقت تو ان لوگوں میں سے ہے جو خود اپنی ذلت چاہتے ہیں۔

ھ۔ إذ قال ربك للملائكة إنى خالق بشراً من طين ۔ فإذا سويته ونفخت فيه من روحى فقعوا له ساجدين ۔ فسجد الملائكة كلهم أجمعون۔ إلا إبليس إستكبر وكان من الكافرين۔ قال يا إبليس ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدىّ أستكبرت أم كنت من العالين ۔ قال أنا خير منه خلقتنى من نار وخلقته من طين ۔ قال فاخرج منها فإنك رجيم....(ص ٧١—٧٧)۔

ترجمہ: جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا: میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ پھر جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔ اس حکم کے مطابق فرشتے سب کے سب سجدے میں گر گئے۔ مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ رب نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے کیا چیز اس کو سجدہ کرنے سے مانع ہوئی جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟ تو بڑا بن رہا ہے یا تو ہے ہی کچھ اونچے درجے کی ہستیوں میں سے؟ اس نے جواب

دیا :۔ میں اس سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ فرمایا: اچھا تو یہاں سے نکل جا، تو مردود ہے۔

و۔ هو الذی خلقکم من طین ثم قضی أجلا و أجل مسمی عنده ثم أنتم تمترون ..... (الأنعام : ۲)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تمہارے لیے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی۔ اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے ہاں طے شدہ ہے۔ مگر تم لوگ ہو کہ شک میں پڑے ہوئے ہو۔

ز۔ منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة أخری ...(طه:۵۵)۔

ترجمہ: اسی زمین سے ہم نے تو کو پیدا کیا، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

ح۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ۔ ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ۔ ثم خلقنا النطفة علقة فجلعنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فکسونا العظام لحماً ثم أنشانه خلقاً آخر فتبرك الله أحسن الخالقین ۔ ثم إنکم بعد ذلك لمیتون ثم إنکم یوم القیامة تبعثون ۔ (المؤمنون:۱۲—۱۶)

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا۔ پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا۔ پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی۔ پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا ۔ پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا۔ پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔ پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنا ہے۔ پھر قیامت کے روز یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے۔

ط۔ ذلك عالم الغیب والشهادة العزیز الرحیم ۔الذی أحسن کل شئی

خلقه و بدأ خلق الإنسان من طين ۔ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهين ۔ ثم سوّاه ونفخ فيه من روحه وجعل لكم السمع و الأبصار والأفئدة قليلاً ما تشكرون.... (السجدة : ٦—٩).

ترجمہ : وہی ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، زبردست اور رحیم۔ جو چیز بھی اس نے بنائی، خوب ہی بنائی۔ اس نے انسان کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی۔ پھر اس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔ پھر اس کو نک سک سے درست کیا اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی۔ اور تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں اور دل دیئے۔ تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔

ی۔ فاستفتهم أهم أشد خلقاً أم من خلقناه إنا خلقناهم من طين لازب .... (الصافات:١١).

ترجمہ : اب ان سے پوچھو : ان کی پیدائش زیادہ مشکل ہے یا ان چیزوں کی جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں ؟ ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔

ك۔ أولم ير الإنسان أنا خلقناه من نطفة فإذا هو خصيم مبين. وضرب لنا مثلاً و نسى خلقه قال من يحيى العظام وهى رميم. قل يحييها الذى أنشأها أول مرة وهو بكل خلق عليم. . (يس: ٧٧—٧٩)۔

ترجمہ :- کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا ؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے۔ اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں ؟ اس سے کہو کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا۔ اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔

ل۔ خلق الإنسان من صلصال كالفخار وخلق الجان من مارج من نار فبای آلاء ربكما تكذبن.... (الرحمن:١٤—١٦).

ترجمہ : انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے گارے سے بنایا۔ اور جن کو آگ کی

لپٹ سے پیدا کیا۔ پس اے جن و انس! تم اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

أيحسب الإنسان أن يترك سدى .
ألم يك نطفة من منى يمنى .
ثم كان علقة فخلق فسوى .
فجعل منه الزوجين الذكر والأنثى .
أليس ذلك بقادر على أن يحيى الموتى .
(القيامة : ٣٦-٤٠)' الجزء : ٢٩)-

ترجمہ: کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟
کیا وہ ایک حقیر پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے؟
پھر وہ ایک لوتھڑا بنا' پھر اللہ نے اس کا جسم بنایا اور اسکے اعضاء درست کئے۔
پھر اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔
کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مرنے والوں کو پھر سے زندہ کر دے؟

☆☆☆

۲-اللہ نے اولاد آدمؑ پر مشتمل مختلف قوموں اور نسلوں میں اولاد آدمؑ ہی میں سے انبیاء و مرسلینؑ مبعوث فرمائے۔ اور ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بھی دی۔ مگر بنیادی طور پر سب اولاد آدمؑ و حواؑ ہیں۔

ا۔ إن اللّٰه اصطفى آدم و نوحاً و آل ابراهيم و آل عمران على العالمين۔ ذرية بعضها من بعض واللّٰه سميع عليم۔ (آل عمران:۳۳-۳٤)۔

ترجمہ: اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراھیم اور آل عمران کو تمام دنیاوالوں پر ترجیح دیکر (اپنی رسالت کے لئے) منتخب کیا تھا۔ یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم اللّٰه و رفع بعضهم درجات و آتينا عيسى ابن مريم البينات وأيدناه بروح القدس ، ولو شاء اللّٰه ما اقتتل الذين من بعدهم من بعد ما جاء تهم البينات و لكن اختلفوا فمنهم من آمن ومنهم من كفر ولو شاء اللّٰه ما اقتتلوا ولكن اللّٰه يفعل ما يريد .... (البقرة: ۲۵۳)۔

ترجمہ: یہ رسول (جو ہماری طرف سے انسانوں کی ہدایت پر مامور ہوئے) ہم نے ان کو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کیے: ان میں کوئی ایسا تھا جس سے خدا خود ہمکلام ہوا، کسی کو اس نے دوسری حیثیتوں سے بلند درجے دیے، اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم کو روشن نشانیاں عطا کیں اور روح پاک سے اس کی مدد کی۔ اگر اللہ چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ ان رسولوں کے بعد جو لوگ روشن نشانیاں دیکھ چکے تھے، وہ آپس میں لڑتے۔ مگر (اللہ کی مشیت یہ نہ تھی کہ وہ لوگوں کو جبراً اختلاف سے روکے، اس وجہ سے) انہوں نے باہم اختلاف کیا۔ پھر کوئی ایمان لایا اور کسی نے کفر کی راہ اختیار کی۔ ہاں، اللہ چاہتا تو وہ ہرگز نہ لڑتے۔ مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۳۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کفر و عصیان کی بناء پر اہل بیت نوحؑ سے خارج قرار پایا

ونادى نوح ربه فقال رب إن ابنى من أهلى وإن وعدك الحق وأنت أحكم الحاكمين . قال يا نوح إنه ليس من أهلك إنه عمل غير صالح فلاتسئلن ما ليس لك به علم إنى أعظك أن تكون من الجاهلين. قال إنى أعوذ بك أن أسئلك ما ليس لى به علم وإلاتغفر لى و ترحمنى أكن من الخاسرين . قيل يا نوح اهبط بسلام منا وبركات عليك وعلى أمم ممن معك، وأمم سنمتعهم ثم يمسهم منا عذاب أليم....(هود:٤٥—٤٨)۔

ترجمہ : نوح نے اپنے رب کو پکارا۔ پس کہنے لگے کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے۔ جواب میں ارشاد ہوا :-اے نوح !وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے۔ لہذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالے۔ نوح نے فوراً عرض کیا : اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔ حکم ہوا : اے نوح! اتر جا۔ ہماری طرف سے سلامتی اور رحمتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے، پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

۴-ابراھیم خلیل اللہ کے والد کفر کی بناء پر ملت ابراھیمی سے خارج ہیں۔

۱-واذكر فى الكتاب ابراهيم إنه كان صديقاً نبياً.. إذ قال لأبيه يا أبت لم تعبد ما لا يسمع ولا يبصر ولا يغنى عنك شيئاً . يا أبت إنى قد جاء نى من العلم مالم يأتك فاتبعنى أهدك صراطاً سوياً .يا أبت لا تعبد الشيطان إن الشيطان كان للرحمن عصياً . يا أبت إنى أخاف أن يمسك عذاب من الرحمن فتكون للشيطان ولياً . قال أراغب أنت عن آلهتى يا إبراهيم لئن لم تنته لأرجمنك واهجرنى ملياً . قال سلام عليك سأستغفر لك ربى إنه كان بى حفياً .وأعتزلكم وما تدعون من دون الله وأدعوا ربى عسى ألاَ أكون بدعاء ربى شقياً ... (مريم: ٤١-٤٨).

ترجمہ : اور اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو۔ بے شک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا۔(انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ) جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ :- ابا جان! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟ ابا جان ! میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میرے پیچھے چلیں ، میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ ابا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کریں، شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔ ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمٰن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں۔ باپ نے کہا :- ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے ؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ بس تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے الگ ہو جا۔ ابراہیم نے کہا : سلام ہے آپ کو۔ میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے۔ میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔ میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور ان ہستیوں کو بھی جنہیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں

گا۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہ رہوں گا۔

ب–لن تنفعكم أرحامكم ولا أولادكم يوم القيامة يفصل بينكم والله بما تعملون بصير ۔ قد كان لكم أسوة حسنة فى إبراهيم والذين معه إذ قالوا لقومهم إنا براء ؤا منكم و مما تعبدون من دون الله كفرنا بكم و بدأ بيننا و بينكم العداوة والبغضاء أبداً حتى تؤمنوا بالله وحده إلا قول إبراهيم لأبيه لأستغفرن لك وما أملك لك من الله من شئ ربنا عليك توكلنا وإليك أنبنا وإليك المصير ۔ ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا واغفرلنا ربنا إنك أنت العزيز الحكيم ۔ لقد كان لكم فيهم أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر ومن يتول فان الله هو الغنى الحميد۔ (الممتحنة:۳–٦)۔

ترجمہ :- قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمہاری اولاد۔ اس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور وہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے ۔

تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا :- ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو، قطعی بیزار ہیں ۔ ہم نے تم سے کفر کیا۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا' جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا (اس سے مستثنی ہے) کہ :- میں آپ کے لئے مغفرت کی درخواست ضرور کروں گا۔ اور اللہ سے آپ کے لئے کچھ حاصل کر لینا میرے بس میں نہیں ہے۔ (اور ابراہیم واصحاب ابراہیم کی دعا یہ تھی کہ) اے ہمارے رب! تیرے ہی اوپر ہم نے بھروسا کیا اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کر لیا، اور تیرے ہی حضور ہمیں پلٹنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنا دے۔ اور اے ہمارے رب! ہمارے قصوروں سے درگزر فرما۔ بے شک تو ہی زبردست اور دانا ہے۔

انہی لوگوں کے طرز عمل میں تمہارے لئے اور ہر اس شخص کے لئے اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخر کا امیدوار ہو۔ اس سے کوئی منحرف ہو تو اللہ بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

۵- کافر زوجہ نوحؑ ولوطؑ خاندان رسالت میں شامل ہونے کے باوجود قابل مذمت ہیں۔ اور مسلمان زوجہ فرعون (سیدہ آسیہؑ) نیز سیدہ مریمؑ، قابل تعظیم و تقلید ہیں۔

ا-ضرب اللّٰه مثلاً للذين كفروا امرأة نوح و امرأة لوط، كانتا تحت عبدين من عبادنا الصالحين فخانتاهما فلم يغنيا عنهما من اللّٰه شيئاً وقيل ادخلا النار مع الداخلين. وضرب اللّٰه مثلاً للذين آمنوا امرأة فرعون إذ قالت رب ابن لى عندك بيتاً فى الجنة و نجنى من فرعون و عمله و نجنى من القوم الظالمين.

و مريم ابنت عمران التى أحصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا وصدقت بكلمات ربها و كتبه و كانت من القانتين. (التحريم: ۱۰-۱۲).

ترجمہ :- اللہ کافروں کے معاملہ میں نوح اور لوط کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں۔ مگر انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی۔ اور وہ اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔ اور اہل ایمان کے معاملہ میں اللہ فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے جب کہ اس نے دعا کی :- اے میرے رب! میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنادے - اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے - اور ظالم قوم سے مجھ کو نجات دے۔

اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تھی - پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی - اور اس نے اپنے رب کے ارشادات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔ اور وہ اطاعت گزار لوگوں میں سے تھی۔

ب-وإذ قالت الملائكة يا مريم إن اللّٰه اصطفاك وطهرك و

اصطفاك على نساء العالمين ۔ يا مريم اقنتى لربك و اسجدى و اركعى مع الراكعين .....(آل عمران: ٤٢ — ٤٣).

ترجمہ :- پھر وہ وقت آیا جب مریم سے فرشتوں نے آکر کہا :- اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی۔ اور تمام دنیا کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دیکر اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ۔ اس کے آگے سر بسجود ہو- اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں، ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔

٦- اعلیٰ نسب پیروان موسیٰؑ (بنی اسرائیل) معصیت خداوندی کی بنا پر مستحق عذاب ٹھہرے۔

١—يا بنى اسرائيل اذكروا نعمتى التى أنعمت عليكم وأنى فضلتكم على العالمين ۔ واتقوا يوماً لا تجزى نفس عن نفس شيئاً ولا يقبل منهم شفاعة ولا يؤخذ منها عدل ولا هم ينصرون۔ وإذ نجيناكم من آل فرعون يسومونكم سوء العذاب يذبحون أبنائكم و يستحيون نسائكم و فى ذلكم بلاء من ربكم عظيم ۔ واذ فرقنا بكم البحر فأنجينا كم و أغرقنا آل فرعون و أنتم تنظرون ... (البقرة: ٤٧۔٥٠).

ترجمہ :- اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو، جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی۔ اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا، نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول ہو گی، نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا، اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔

یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات بخشی۔ انہوں نے تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے - اور اس حالت میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری

بڑی آزمائش تھی۔

یاد کرو وہ وقت جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لئے راستہ بنایا، پھر اس میں سے تمہیں خیریت گزروا دیا، پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو غرقاب کیا۔

ب—وإذ أخذنا ميثاقكم ورفعنا فوقكم الطور خذوا ما آتيناكم بقوة واذكروا ما فيه لعلكم تتقون ۔ ثم توليتم من بعد ذلك فلو لا فضل الله عليكم و رحمته لكنتم من الخاسرين ۔ ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم فى السبت فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين. فجعلنها نكالاً لما بين يديها و ما خلفها و موعظة للمتقين ...(البقرة:٦٣— ٦٦).

ترجمہ :- یاد کرو وہ وقت جب ہم نے طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ : جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی کے ساتھ تھامنا اور جو احکام و ہدایات اس میں درج ہیں، انہیں یاد رکھنا۔ اس ذریعے سے توقع کی جا سکتی ہے کہ تم تقویٰ کی روش پر چل سکو گے۔ مگر اس کے بعد تم اپنے عہد سے پھر گئے۔ اس پر بھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا۔ ورنہ تم کبھی کے تباہ ہو چکے ہوتے۔ پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو معلوم ہی ہے جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا۔ ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ ذلیل و خوار۔ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔ اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لئے عبرت اور ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بنا کر چھوڑا۔

ج—فلما عتوا عن ما نهوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خاسئين ۔ ...(الأعراف: ١٦٦).

ترجمہ :- پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا، تو ہم نے کہا: بندر ہو جاؤ ذلیل اور خوار۔

۷- محمد صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ دادا نہیں۔

(اگرچہ بچپن میں فوت شدہ قاسمؓ وعبداللہؓ وابراہیمؓ ، فرزندانؐ رسولؐ تھے)

۱.ما كان محمدأبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين وكان الله بكل شئ عليماً .... (الأحزاب:٤٠).

ترجمہ :- (لوگو!) محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

(بلا تمیز ذات پات شادی بیاہ سمیت ہر معاملہ میں)

لقد كان لكم فى رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر و ذكر الله كثيراً... (الأحزاب:٢١).

ترجمہ :در حقیقت تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو' اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

۹۔ تمام ازواج رسولؐ (قرشیہ و غیر قرشیہ، عربیہ و عجمیہ)
امھات المؤمنین ، اہل بیت رسولؐ ،
مطہرات (پاکیزہ ، مصداق آیہ تطہیر)
لاثانی و بیمثال (لستن کأحد من النساء) ہیں۔

ا–النبی أولی بالمؤمنین من أنفسهم و أزواجه أمهاتهم...
(الأحزاب:٦).

ترجمہ :-بلاشبہ نبیؐ تو اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔
اور نبیؐ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں-

ب–یا نساء النبی من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین و کان ذلك علی اللّه یسیراً ۔ ومن یقنت منکن لله و رسوله و تعمل صالحاً نؤتها أجرها مرتین و أعتدنا لها رزقاً کریماً ۔ یانساء النبی لستن کأحد من النساء إن اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض و قلن قولاً معروفاً ۔ و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولی و أقمن الصلاة و آتین الزکوٰة و أطعن اللّه و رسوله إنما یریداللّه لیذهب عنکم الرجس أهل البیت و یطهرکم تطهیراً ۔ و اذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللّه و الحکمة إن اللّه کان لطیفاً خبیراً ....
(الأحزاب: ٣١–٣٥).

ترجمہ : نبی کی بیویو! تم میں سے جو کسی صریح فحش حرکت کا ارتکاب کرے گی، اسے دہرا عذاب دیا جائے گا۔ اللہ کے لئے یہ بہت آسان کام ہے۔
اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کیلئے رزق کریم مہیا کر رکھا ہے۔
نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دلی

زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے۔ بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔ اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور رکھے۔ اور تمہیں پوری طرح پاک رکھے۔ اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔ بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔

۱۰- غیر ہاشمیہ (قرشیہ تیمیہ) سیدہ عائشہ امّ المؤمنین کی عصمت وطہارت اور تعظیم و برأت کے سلسلہ میں آیات سورہ نور نازل ہوئیں۔ (راجع النور : ۱-۲۶)-

۱ -لولا إذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خيراً و قالوا هذا إفك مبين . لو لا جاء واعليه بأربعة شهداء فإذ لم يأتوا بالشهداء فاولئك عندالله هم الكأذبون... (النور ۱۲-۱۳)

ترجمہ :- جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا' اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا' اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے- وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے ؟ اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں' اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

ب-إن الذين يرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا فى الدنيا و الآخرة ولهم عذاب عظيم ...(النور ۲۳)۔

ترجمہ :جو لوگ پاکدامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی۔ اور ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

۱۱- دختران رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(سیدہ زینبؓ و رقیہؓ وام کلثومؓ وفاطمہؓ)

نیز اولاد دختران رسولؐ کے لئے

نکاح و حجاب کے عام مؤمنات سے

علیحدہ کوئی قرآنی احکام نازل نہیں ہوئے۔

اور نہ ہی انہیں ازواج رسولؐ کی طرح

امہات المؤمنین قرار دیکر امت کے لئے

ان سے نکاح ممنوع قرار دیا گیا۔

يا يها النبى قل لأزواجك و بناتك و نساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن ، ذلك أدنى أن يعرفن فلا يؤذين ، وكان الله غفوراً رحيماً...(الأحزاب:٥٩)۔

ترجمہ :-اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ بے شک اللہ تعالی غفور و رحیم ہے۔

۱۲- ماں بہن بیٹی بھتیجی بھانجی اور دیگر حرام کردہ (براہ راست یا بالواسطہ) رشتوں کے علاوہ تمام مسلمان مرد و زن کا باہم نکاح وازدواج شرعاً درست ہے۔

حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ و بنات الأخت وأمهاتكم اللاتى أرضعنكم وأخواتكم من الرضاعة وأمهات نسائكم وربائبكم اللاتى فى حجوركم من نسائكم اللاتى دخلتم بهن فان لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم ، وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قدسلف إن الله كان غفوراً رحيماً.

والمحصنات من النساء إلا ما ملكت أيمانكم كتاب الله عليكم وأحل لكم ما وراء ذلكم أن تبتغوا بأموالكم محصنين غير مسافحين فما استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن فريضةً ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة إن الله كان عليماً حكيماً.

ومن لم يستطع منكم طولاً ان ينكح المحصنات المئومنات فمن ما ملكت أيمانكم من فتياتكم المئومنات ، والله أعلم بإيمانكم ، بعضكم من بعض فانكحوهن باذن أهلهن وآتوهن أجورهن بالمعروف محصنات غير مسافحات ولا متخذات أخدان. فاذا أحصن فإن أتين بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب ذلك لمن خشى العنت منكم وأن تصبروا خيرلكم والله غفور رحيم... (النساء: ۲۳-۲۵).

ترجمہ : تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں، اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری

گودوں میں پرورش پائی ہے۔ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا تعلق زن و شو ہو چکا ہو۔ ورنہ اگر (صرف نکاح ہوا ہو اور) تعلق زن و شو نہ ہوا ہو تو (انہیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں) تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔

اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں۔ اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ ایک ساتھ نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو، مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات)۔ البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جو (جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے۔

ان کے ماسوا جتنی عورتیں ہیں، انہیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، بشرطیکہ حصار نکاح میں ان کو محفوظ کرو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو۔ پھر جو ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ، اس کے بدلے ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔ البتہ مہر کی قرارداد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ علیم اور دانا ہے۔

اور جو شخص تم میں سے اتنی قدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے۔ اسے چاہیے کہ تمہاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں اور مومنہ ہوں۔ اللہ تمہارے ایمانوں کا حال خوب جانتا ہے۔ تم سب ایک ہی گروہ کے لوگ ہو۔ لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو۔ اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کر دو۔ تاکہ وہ حصار نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں۔ آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں۔ پھر جب وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور اس کے بعد کسی بدچلنی کی مرتکب ہوں تو ان پر اس سزا کی نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات) کے لیے مقرر ہے۔ یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے بند تقویٰ کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۱۳- کم نسب مؤمن غلام و کنیز شادی کے لیے عالی نسب کافر و حسین مرد و زن سے بہتر ہیں۔

ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمنّ ولأمة مؤمنة خير من مشركة ولو أعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو أعجبكم أولائك يدعون إلى النار والله يدعو إلى الجنة والمغفرة باذنه ويبين آياته للناس لعلهم يتذكرون... (البقرة:۲۲۱).

ترجمہ : تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے۔

۱۴- حلال خداوندی کو حرام ٹھہرانا اور شرعی حد سے تجاوز کرنا گناہ ہے۔

يأيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين... (المائدة: ۸۷)۔

ترجمہ :- اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں، انہیں حرام نہ کر لو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ کو زیادتی کرنے والے سخت ناپسند ہیں۔

۱۵- غیر ہاشمی (قرشی تیمی) والد زوج رسولؐ، سیدنا ابوبکرؓ کو ثانی رسولؐ (ثانی اثنین) خاص رفیق رسولؐ (صاحبه) اور نبیؐ کے ہمراہ معیت الٰہی کا حامل قرار دیا گیا۔

إلا تنصروه فقد نصره الله إذا أخرجه الذين كفروا ثاني اثنين إذ هما في الغار إذ يقول لصاحبه لا تحزن إن الله معنا..... (التوبة:٤٠).

ترجمہ: تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اسے نکال دیا تھا، جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۱۶- غیر ہاشمی (اموی قرشی) دوہرے داماد رسولؐ سیدنا عثمانؓ کی خاطر چودہ ہزار صحابہ کرامؓ سے بیعت رضوان لی گئی۔

(مشرکین مکہ کے ہاتھوں شہادت عثمانؓ کی افواہ پر برائے قصاص عثمانؓ).

لقدرضى الله عن المؤمنين إذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فأنزل السكينة عليهم وأثابهم فتحاً قريباً ومغانم كثيرة يأخذونها وكان الله عزيزاً حكيماً... (الفتح:١٨-١٩).

ترجمہ: اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا۔ اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی۔ ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔ اور بہت سا مال غنیمت انہیں عطا کر دیا۔ جسے وہ (عنقریب) حاصل کریں گے۔ اور اللہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

۱۷- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاشمی، قریشی چچا چچی عالی نسبی کے باوجود کفر کی بناء پر قابل مذمت ہیں۔

تبت يدا أبي لهب وتب . ما أغنى عنه مّاله وما كسب.
سيصلى ناراً ذات لهب .وامرأته حمالة الحطب.
فى جيدها حبل من مسد. (اللهب:١-٥).

ترجمہ : ٹوٹ گئے ابو لہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا، وہ اس کے کسی کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور (اس کے ساتھ) اس کی عورت بھی، لگائی بجھائی کرنے والی، اس کی گردن میں مونچھ کی رسی ہو گی۔

۱۸- غیر ھاشمی و غیر قریشی غلام رسالتمآبؐ (زید بن حارثہؓ محکم رسولؐ ' نواسی عبد المطلب سیدہ زینب بنت جحشؓ ' (قرشیہ ہاشمیہ اسدیہ) کے شوہر اور داماد قریش و بنو ہاشم بنے۔

وإذ تقول للذى أنعم الله عليه وأنعمت عليه أمسك عليك زوجك واتق الله وتخفى فى نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله أحق أن تخشاه ، فلما قضى زيد منها وطراً زوجناكها لكى لا يكون على المؤمنين حرج فى أزواج أدعيائهم إذا قضوا منهن وطراً وكان أمرالله مفعولاً...(الأحزاب: ٣٧).

ترجمہ : اے نبی یاد کرو وہ موقع جب تم اس سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ :- اپنی بیوی کو نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر۔ اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا- تمہیں لوگوں کا خوف تھا حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا- تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں

کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں۔ اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا یہی تھا۔

۱۹- اسلام (بلا تمیز ذات پات) فلاح انسان اور انتخاب رحمٰن ہے - باقی سب خسارہ و نقصان ہے۔

ا- إن الدين عنداللّه الاسلام وما اختلف الذين أوتوا الكتاب إلامن بعد ماجاء هم العلم بغياً بينهم ومن يكفر بآيات اللّه فان اللّه سريع الحساب...(آل عمران: ۱۹)۔

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ اس دین سے ہٹ کر جو مختلف طریقے ان لوگوں نے اختیار کئے جنہیں کتاب دی گئی تھی، ان کے اس طرز عمل کی کوئی وجہ اس کے سوا نہ تھی کہ انہوں نے علم آجانے کے بعد آپس میں ایک دوسرے سے زیادتی کرنے کے لئے ایسا کیا۔ اور جو کوئی اللہ کے احکام و ہدایات کی اطاعت سے انکار کر دے' اللہ کو اس سے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی:

ب- ومن يبتغ غير الإسلام ديناً فلن يقبل منه وهو في الآخرة لمن الخاسرين ...(آل عمران: ۸۵)۔

ترجمہ: اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا- اور آخر میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

۳- والعصر . إن الإنسان لفى خسر. إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتوا صوا بالصبر... (العصر: ۱-۳)۔

ترجمہ: زمانے کی قسم- انسان در حقیقت خسارے میں ہے- سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے- اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

۲۰- امت مسلمہ بلا تمیز ذات پات امت واحدہ متوسطہ ہے۔
تمام مومن بھائی بھائی ہیں اور تقوی بہترین زادراہ ہے۔

ا- كان الناس أمة واحدة فبعث اللّه النبيين مبشرين ومنذرين وأنزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف فيه إلا الذين أوتوه من بعد ماجاء تهم البينات بغياً بينهم فهدى اللّه الذين آمنوا لما اختلفوا فيه من الحق بإذنه واللّه يهدى من يشاء إلى صراط مستقيم... (البقرة : ۲۱۳)۔

ترجمہ : ابتدا میں لوگ ایک ہی طریقے پر (امت واحدہ) تھے۔ (پھر یہ حالت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے)۔ تب اللہ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کج روی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تا کہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہو گئے تھے، ان کا فیصلہ کرے۔

اختلاف ان لوگوں نے کیا جنہیں حق کا علم دیا جا چکا تھا۔ انہوں نے روشن ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لئے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے۔ پس جو لوگ (انبیاء پر) ایمان لے آئے' انہیں اللہ نے اپنے اذن سے اس حق کا راستہ دکھا دیا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست دکھا دیتا ہے۔

ب-وإن هذه أمتكم أمةً واحدةً وأنا ربكم فاتقون ۔ فتقطعوا أمرهم بينهم زبراً كل حزب بما لديهم فرحون۔ فذرهم فى غمرتهم حتى حين... (المؤمنون:۵۲-۵٤)۔

ترجمہ : اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس مجھی سے تم ڈرو۔ مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ ہر گروہ

کے پاس جو کچھ ہے، اسی میں وہ مگن ہے۔ اچھا، تو چھوڑو انہیں، ڈوبے رہیں اپنی غفلت میں ایک خاص وقت تک۔

ج- وكذلك جعلناكم أمة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس يكون الرسول عليكم شهيداً ... (البقرة: ١٤٣).

ترجمہ : اور اس طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے- تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

د- إنما المؤمنون أخوة فاصلحوا بين أخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون... (الحجرات: ١٠).

ترجمہ : مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو۔ امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

ھ- وما تفعلوا من خير يعلمه الله وتزودوا فان خير الزاد التقوى واتقون يا أولى الألباب... (البقرة: ١٩٧).

ترجمہ : اور جو نیک کام تم کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہو گا۔ اور زاد راہ ساتھ لے جاؤ پس سب سے بہتر زاد راہ پرہیزگاری ہے۔

تمام اصحاب رسولؐ (ایک لاکھ سے زائد)
بلا تمیز قریش و بنوہاشم و عرب و عجم
مغفرت یافتہ اور قابل تعظیم و تقلید ہیں۔

محمد رسول اللّٰه والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من اللّٰه ورضواناً سيماهم فى وجوههم من آثر السجود ذلك مثلهم فى التوراة ومثلهم فى الانجيل، كزرع أخرج شطئه فآزره فاستغلظ على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار، وعد اللّٰه الذين آمنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة وأجراً عظيماً... (الفتح:٢٩)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود، اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت تورات میں اور انجیل میں۔ ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی، پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر وہ اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے۔ تاکہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔ اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

۲۱- روز قیامت حسب نسب باعث نجات نہ ہو گا۔

فإذا نفخ فى الصور فلا انساب بينهم يومئذ ولا يتساء لون۔
(المؤمنون:١٠١)

ترجمہ: جس روز (قیامت) صور پھونکا جائے گا تو ان لوگوں کے درمیان نسبی رشتہ داریاں باقی نہ رہیں گی۔ اور نہ ہی کوئی کسی سے سوال کرے گا۔

خلاصہ کلام بزبان قرآن

تمام مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
تفاخر حسب ونسب یا کسی بھی غلط بنیاد پر باہم تمسخر،
لمز و تنابز ، ظن و تجسّس اور غیبت ممنوع ہے۔
تمام لوگ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔
اور شعوب وقبائل کی تقسیم محض تعارف کے لئے ہے۔
اللہ کے نزدیک معیار فضیلت صرف دین و تقوی ہے۔

إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون۔

يأيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيراً منهم ولا نساء من نساء عسى أن يكن خيراً منهن ولا تلمزوا ولا تنابزوا بالألقاب بئس الإسم الفسوق بعد الإيمان ومن لم يتب فأولئك هم الظالمون۔

يأيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضاً أيحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتاً فكرهتموه واتقوا الله إن الله تواب رحيم۔

يأيها الناس انا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم ۔ إن الله عليم خبير۔

(الحجرات: ۱۰-۱۳)

ترجمہ :- مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان

تعلقات کو درست کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں، وہ ظالم ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو' کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو! تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کی جاننے والا اور باخبر ہے۔

خلاصہ آیات مذکورہ

قرآن مجید اور ذات پات کے حوالہ سے درج شدہ ان آیات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ تمام انسان سیدنا آدم و حوا سلام اللہ علیھما کی اولاد ہونے کے لحاظ سے آل رسولؐ اور اولاد نبی (آدمؑ) ہیں۔ البتہ ان کے مابین امتیاز کفر و اسلام انہیں امت مسلمہ اور امت غیر مسلمہ میں مستقل طور پر تقسیم کرنے کا باعث ہے۔ امت مسلمہ میں سیدنا آدمؑ سے النبی الخاتمؐ تک بلا تمیز ذات پات مبعوث شدہ تمام انبیاء و مرسلین سلام اللہ علیھم اجمعین اولاد آدم میں سے ہونے کے باوجود دیگر تمام انسانوں پر فضیلت کلیہ کے حامل ہیں۔ اور ان کے بعد بلا امتیاز ذات پات ایک لاکھ سے زائد جملہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ازواج و اولاد و دیگر

اہل بیتؓ سمیت) تمام انسانوں پر تا قیامت فضیلت کلیہ اور انبیاءؑ و مرسلین کے بعد ان سے متصل مقام و مرتبہ شرعیہ کے حامل ہیں۔ جن کے مابین مختلف شرعی حوالوں سے باہم مدارج فضیلت، سبقت فی الاسلام، ہجرت اور دیگر حوالوں سے موجود ہیں۔ تاہم اس فضیلت کی بنیاد و امتیاز رنگ و نسب و ذات پات کے بجائے، محض دین و تقویٰ و انتخاب خدا ہے۔

نسبی و غیر نسبی فضیلت کی بنیاد پر بھی نہ تو انبیاءؑ و مرسلینؑ اور ان کی اولاد کا غیر انبیاءؑ و مرسلینؑ یا ان کی اولاد سے رشتہ ناطہ ممنوع قرار پایا اور نہ ہی صحابہ کرامؓ کا غیر صحابہؓ سے نکاح و ازدواج ممنوع قرار پایا۔ بلکہ انبیاءؑ و مرسلینؑ نیز ازواج و اولاد و اصحاب انبیاءؑ و مرسلینؑ کے نکاح و ازدواج میں ذات پات یا افضل و غیر افضل کی تفریق بر قرار نہیں رکھی گئی۔ اور سیدہ آسیہؓ (زوجہ فرعون) و سیدہ مریمؑ نیز سیدنا ابو بکرؓ و عائشہؓ و عثمانؓ (غیر ہاشمی) کی تعظیم و تمجید میں آیات قرآن نازل ہوئیں۔ نیز زوجہ نوحؑ و لوطؑ، والد ابراھیمؑ و فرزند نوحؑ نیز بنی اسرائیل سے ابو لہب ہاشمی قرشی تک مختلف عالی النسب خواتین و حضرات کی مذمت کر کے قرآن نے تفاخر نسبی کے دین و تقویٰ کے مقابلے میں بے وقعت ہونے کا بخوبی اثبات کر دیا ہے۔ اور کسی فضیلت نسبی کو بھی اولاد آدمؑ کے مابین نکاح و ازدواج میں رکاوٹ قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کے اصل و نسب میں یکساں طور پر اولاد آدم و حوا ہونے کا اثبات کرتے ہوئے آدم کی مٹی سے تخلیق کی صراحت کر دی گئی ہے۔ اور ان تمام قرآنی تعلیمات کا خلاصہ سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ میں مختصر و جامع انداز میں بیان کر دیا گیا ہے:

يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكر و أنثى وجعلنا كم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عندالله أتقاكم إن الله عليم خبير۔ ...(الحجرات:۱۳)۔

ترجمہ: لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد و زن سے پیدا کیا۔ پھر تمہارے شعوب و قبائل بنا دئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو۔ یقیناً اللہ کے ہاں تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

اب اس آیت کی شرح و تفسیر میں بعض اہم متقدم و متاخر علمائے مفسرین کے اقوال و روایات ملاحظہ ہوں:-

۱-ابن کثیر دمشقیؒ (م ۷۷۴ھ)
" تفسیر القرآن العظیم "

صدیوں پر محیط تفاسیر سابقہ کی روایات و آثار کے جامع' امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر قرشی دمشقی (م ۷۷۴ھ) اپنی عظیم الشان " تفسیر القرآن العظیم " میں سورۃ الحجرات' آیت ۱۳' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"يقول تعالى مخبراً للناس أنه خلقهم من نفس واحدة وجعل منها زوجها وهما آدم و حواء. وجعلهم شعوباً وهى أعم من القبائل. وبعد القبائل مراتب أخر كالفصائل والعشائر والعمائر والأفخاذ وغير ذلك. وقيل المراد بالشعوب بطون العجم وبالقبائل بطون العرب كما أن الأسباط بطون بنى اسرائيل. وقد لخصت هذا فى مقدمة مفردة جمعتها من "كتاب الأنبياء" لأبى عمر بن عبدالبر، ومن كتاب "القصد والأمم فى معرفة أنساب العرب والعجم". فجميع الناس فى الشرف بالنسبة الطينية إلى آدم وحواء عليهما السلام سواء. وإنما يتفاضلون بالأمور الدينية وهى طاعة الله تعالى ومتابعة رسوله صلى الله عليه وسلم. ولهذا قال تعالى بعد النهى عن الغيبة واحتقار بعض الناس بعضاً منبهاً على تساويهم فى البشرية:

(يايها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى
وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا).

أى ليحصل التعارف بينهم كل يرجع إلى قبيلته. وقال مجاهد فى قوله عز وجل: (لتعارفوا). كما يقال: فلان بن فلان من كذا وكذا أى من قبيلة كذا وكذا.

وقال سفيان الثورى: كانت حمير ينتسبون إلى محاليفها

وكانت عرب الحجاز ينتسبون إلى قبائلها".

(ا بن كثير، تفسير القرآن العظيم، الجزء الرابع، ص٢١٧، حم ٢٦، الحجرات ٤٩، آیت ١٣ سهيل اكيڈيمی، لاهور، ١٩٧٣/١٣٩٣م).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لوگوں کو خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اس نے انہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور وہ دونوں ہیں، آدم و حوا۔ پھر انہیں شعوب میں بانٹ دیا جو "قبائل" سے وسیع تر مفہوم پر محیط ہے (ایک شعب میں کئی قبیلے شامل ہوتے ہیں) - اور قبائل کے بعد دیگر درجات و مراتب بھی ہیں۔ مثلاً فصائل وعشائر وعمائر وافخاذ وغیرہ۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شعوب سے مراد بطون عجم اور قبائل سے مراد بطون عرب ہیں۔ جیسا کہ اسباط سے بطون بنی اسرائیل مراد ہیں۔ اس تفصیل کی میں نے ایک علیحدہ مقدمہ میں تلخیص کر دی ہے جو میں نے ابو عمر بن عبدالبر کی "کتاب الأنبياء" اور کتاب "القصد والأمم فی معرفتہ أنساب العرب والعجم" سے جمع کی ہے۔ پس تمام لوگ شرف میں مٹی کی نسبت سے آدم و حوا علیہما السلام کی جانب لوٹنے میں برابر ہیں۔ اور ان کے درمیان باہم فضیلت و مقابلہ محض امور دینیہ کی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غیبت اور باہم ایک دوسرے کی تحقیر سے منع کرنے کے بعد بشری لحاظ سے ان سب کے برابر ہونے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔ (لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد و زن سے پیدا کیا- اور تمہارے شعوب و قبائل محض اس لیے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو)۔

یعنی تمہارے مابین حصول تعارف ہو۔ ہر کوئی اپنے قبیلے کی طرف راجع ہو۔

اور مجاہد نے اس عزت و جلال والے کے قول (لتعارفوا۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو) کے بارے میں فرمایا:۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں ان میں سے، یعنی فلاں فلاں قبیلہ میں سے ہے۔

اور سفیان ثوری نے بیان کیا کہ حمیر اپنے حلیفوں کی طرف نسبت رکھتے تھے۔

جبکہ عرب اپنے اپنے قبائل سے منسوب ہوتے تھے۔

اس کے بعد (امام عماد الدین ابو الفداء اسماعیل) ابن کثیر القرشی الدمشقی (م ۷۷۴ھ) نے آیت مذکورہ کی تائید و تشریح میں بکثرت احادیث نبویہ نقل فرمائی ہیں، جن کا ترجمہ درج ذیل ہے :۔

"ابو عیسی ترمذی نے فرمایا کہ ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا ' کہ ہم سے عبداللہ بن مبارک نے عبدالملک بن عیسی ثقفی سے روایت کر کے بیان کیا 'جو یزید مولی منبعث سے' اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

نسب کا علم حاصل کرو تاکہ صلۂ رحمی کر سکو۔ صلۂ رحمی سے لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ تمہارے مال اور تمہاری زندگی میں خدا برکت دے گا۔ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

پھر فرمایا :۔ حسب نسب خدا کے ہاں نہیں چلتا' وہاں تو فضیلت' تقویٰ اور پرہیزگاری سے ملتی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے ؟ آپ نے فرمایا : جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ لوگوں نے کہا : ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے۔ فرمایا : پھر سب سے زیادہ بزرگ یوسف علیہ السلام ہیں جو خود نبی تھے، نبی زادے تھے، دادا بھی نبی تھے' پردادا تو خلیل اللہ تھے۔ انھوں نے کہا : ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ پھر فرمایا : پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو ؟ سنو ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے' وہی اب اسلام میں بھی پسندیدہ ہیں جب کہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔

صحیح مسلم شریف میں ہے :۔ اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ابوذرؓ سے فرمایا :۔ خیال رکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ ہاں تقوی میں بڑھ جا تو فضیلت والا ہے۔

طبرانی میں ہے :- سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں - کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

مسند بزار میں ہے :- تم سب اولادِ آدم ہو اور خود حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ لوگو اپنے باپ دادوں کے نام پر فخر کرنے سے باز آجاؤ ' ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریت کے تودوں اور آبی پرندوں سے بھی زیادہ ہلکے ہو جاؤ گے۔

ابنِ ابی حاتم میں ہے :- حضور علیہ السلام نے فتحِ مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر طواف کیا- اور ارکان کو آپ اپنی چھتری سے چھو لیتے تھے۔ پھر چونکہ مسجد میں اس کے بٹھانے کی جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی کو بطن مسیل میں لے جا کر بٹھایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا :-

لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کی باپ دادوں پر فخر کرنے کی رسم اب دور کر دی ہے- پس انسان دو ہی قسم کے ہیں یا تو نیک کار پرہیز گار جو خدا کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں- یا بدکار غیر متقی جو خدا کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی- پھر فرمایا :- میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

مسند احمد میں ہے کہ :- تمہارے یہ نسب نامے کوئی کام دینے والے نہیں- تم سب برابر برابر کے حضرت آدمؑ کے لڑکے ہو' کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، ہاں فضیلت دین و تقویٰ سے ہے- انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو' بخیل اور فحش کلام ہو۔

ابن جریر کی روایت میں ہے کہ :- اللہ تعالیٰ تمہارے حسب و نسب کو قیامت کے دن نہ پوچھے گا- تم میں سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہیں جو تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں۔

مسند احمد میں ہے کہ حضور علیہ السلام منبر پر تھے جو ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا :- جو سب سے زیادہ مہمان نواز' سب سے زیادہ پرہیز گار' سب سے زیادہ اچھی بات کا حکم دینے والا' سب سے زیادہ بری بات سے

روکنے والا' سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔

مسند احمد میں ہے :۔ حضورؐ کو دنیا کی کوئی چیز یا کوئی شخص کبھی بھلا نہیں لگتا تھا بجز تقویٰ والے کے۔

اللہ تمہیں جانتا ہے اور تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

ہدایت کے لائق جو ہیں انہیں راہ راست دکھاتا ہے اور جو اس لائق نہیں وہ بے راہ ہو رہے ہیں۔ رحم اور عذاب اس کی مشیت پر موقوف ہیں۔ فضیلت اس کے ہاتھ ہے' جسے چاہے جس پر چاہے' بزرگی عطا فرمائے۔ یہ تمام امور اس کے علم اور اس کی خبر گیری پر مبنی ہیں۔

اس آیۂ کریمہ اور ان احادیث شریفہ سے استدلال کر کے علماء نے فرمایا ہے کہ نکاح میں قومیت اور حسب نسب کی شرط نہیں۔ سوائے دین کے اور کوئی شرط معتبر نہیں۔ دوسروں نے کہا کہ ہم نسبی اور قومیت بھی شرط ہے۔ اور ان کے دلائل انکے سوا اور ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ اور ہم بھی انہیں "کتاب الاحکام" میں ذکر کر چکے ہیں۔ فالحمد للہ۔

"طبرانی" میں حضرت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے بنو ہاشم میں سے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ نسبت اور تمام لوگوں کے بہت زیادہ قریب ہوں۔ دوسرے نے کہا : تیری نسبت میں آپ سے بہت زیادہ قریب ہوں اور مجھے آپ سے نسبت بھی ہے۔

(ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' ص ۲۱۷-۲۱۸ نیز دیکھئے "تفسیر ابن کثیر" اردو ترجمہ' جلد پنجم' نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی' سورہ حجرات' پارہ نمبر ۲۶' حم' ص ۷۶-۸۸)۔

۲- قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

(م ۱۲۲۵ھ، ہند)

" التفسیر المظهری"

بیہقی ہند قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی پانی پتیؒ، حنفی، مظہری، مجددی نقشبندی (م ۱۲۲۵ھ) بر صغیر کے جلیل القدر علمائے مفسرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ نے اپنی مستند و معتبر اور مقبول و معروف عربی تفسیر اپنے مرشد اور بر صغیر کے ممتاز عالم و صوفی و مجاہد مرزا مظہر جانجاناں شہیدؒ کے نام سے موسوم فرمائی۔ آپ' سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کی توضیح و تفسیر میں مختصر و جامع انداز میں تحریر فرماتے ہیں :-

" ذكر البغوى أنه قال مقاتل:۔ لما كان يوم فتح مكة ، أمر رسول الله صلعم بلالاً حتى أتى على ظهر الكعبة و أذن . فقال عباد بن أسيد: الحمد لله الذى قبض أبى حتى لم ير هذا اليوم . وقال الحارث بن هشام : أما وجد محمد غير هذا الغراب الأسود مؤذناً؟ وقال سهيل بن مرو: إن يرد الله شيئاً يغيره . وقال أبو سفيان: إنى لا أقول شيئاً أخاف أن يخبر به رب السماء .

فأتاه جبرئيل عليه السلام فأخبر رسول الله صلعم بما قالوا . فدعاهم و سألهم عما قالوه فأقروا. فأنزل الله تعالى هذه الآية و زجر هم عن التفاخر بالأنساب ، و التكاثر بالأموال ، والإزدراء بالفقر . وقال:— يأيها الناس .... الآية. ولم يقل: يأيها الذين آمنوا لأنهم لم يكونوا آمنوا فى ذلك الوقت.

وأخرج ابن أبى حاتم عن أبى مليكة هذه القصة مختصراً . وقال ابن عساكر فى مبهماته :— وجدت بخط ابن بشكوال أن أبابكر بن أبى داؤد أخرج فى تفسير له أنها نزلت فىّ ... اى هذا أمر رسول الله صلعم

بنی بیاضة أن یزوجوه امرأة منهم فقالوا : یا رسول اللّٰه ! تزوج بناتنا موالینا؟ فنزلت الآیة.

وقال البغوی: قال ابن عباس : نزلت فی ثابت بن قیس و قوله للرجل الذی لم ینفسح له إبن فلانة . فقال النبی صلعم: من الذاکر فلانة ؟ فقال ثابت : أنا یا رسول اللّٰه ! فقال: أنظر وجه القوم. فقال: ما رأیت یا ثابت ؟ فقال : رأیت أبیض و أحمر و أسود .قال: فإنك لا تفضلهم إلا فی الدین و التقوی. فنزلت فی ثابت هذه الآیة ، و فی الذی لم یفسح:

یأیها الذین آمنوا إذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا .

(القاضی ثناء اللّٰه پانی پتی ، التفسیر المظهری ،المجلد التاسع ، الحجرات ص٦٥، دار الاشاعت لندوة المصنفین ، دهلی).

ترجمہ:۔بغوی نے ذکر کیا ہے کہ مقاتل نے بیان کیا کہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو رسول اللہ صلعم نے بلال کو حکم دیا' تو وہ چھت پر چڑھے اور اذان دی۔اس پر عباد بن اسید کہنے لگا :۔تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے باپ کی جان قبض کرلی تاکہ وہ یہ دن نہ دیکھ پائے۔اور حارث بن ہشام کہنے لگا :۔کیا محمد کو اس کالے کوے کے سوا اذان دینے کے لئے کوئی نہیں ملا؟ اور سہیل بن عمرو کہنے لگا :۔اگر اللہ کسی چیز کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے بدل ڈالے گا ،اور ابوسفیان نے کہا :۔میں کوئی بات نہیں کروں گا۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں رب آسمان آپؐ کو اس کی اطلاع نہ دیدے۔

پس جبرئیل علیہ السلام آپؐ کے پاس آئے ۔پھر جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا،اس کی آپ کو خبر دیدی۔ پس آپ نے ان سب کو بلالیا اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا. اس کے بارے میں ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے اقرار کرلیا۔

پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور انہیں نسب کی بنیاد پر باہم فخر کرنے، کثرت اموال میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے اور فقر و افلاس کی بناء پر کسی کو حقیر جاننے سے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے منع کیا۔ اور فرمایا :۔ یایھاالناس... پوری آیت۔نیز

اللہ نے "اے ایمان والو!" کے بجائے" اے لوگو!" فرمایا- کیونکہ وہ لوگ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔

ابن ابی حاتم نے ابی ملیکہ سے روایت کر کے یہ قصہ اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے- اور ابن عساکر نے اپنی "مبہمات" میں بیان کیا ہے کہ :- میں نے ابن بشکوال کے ہاتھ سے لکھا ہوا پایا ہے کہ ابو بکر بن ابی داؤد نے اپنی تفسیر میں اس کی تخریج کی ہے کہ یہ آیت بنی بیاضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی بیاضہ کو حکم دیا تھا کہ اپنے (قبیلہ) میں سے کسی عورت کی شادی ان سے کر دیں۔ تو انہوں نے عرض کیا :- یارسول اللہ ! کیا آپ ہماری بیٹیوں کی شادیاں ہمارے غلاموں سے کروائیں گے ؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بغوی نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت ثابت بن قیس کے بارے میں اس آدمی کے حوالہ سے نازل ہوئی' جس نے ان کے لئے کسی مجلس میں جگہ خالی نہیں کی تھی۔ تو انہوں نے اس کو (حقارت سے) کہا : ابن فلانۃ ! (او فلانی کے بیٹے !)- تو نبی صلعم نے فرمایا :- فلاں عورت کا ذکر کس نے کیا ؟ پس ثابت نے عرض کیا ! میں نے یارسول اللہ !۔ تو آپ نے فرمایا :- اے ثابت ! لوگوں کے چہرے دیکھ کر بتلاؤ کہ تمہیں کیا نظر آیا ہے ؟ تو انہوں نے عرض کیا :- سرخ و سفید و سیاہ (چہرے) نظر آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یقیناً تجھے ان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں الا یہ کہ دین و تقوی میں ہو۔

پس یہ آیت ثابت کے بارے میں نازل ہوئی- اور اس شخص کے بارے میں جس نے کشادگی اختیار نہیں کی تھی۔ وہ آیت نازل ہوئی کہ :- اے ایمان والو ! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کشادگی اختیار کرو تو کشادہ ہو جایا کرو۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اسی تسلسل میں رقمطراز ہیں :-

"إنا خلقناكم من ذكر و أنثى .

يعنى نوع البشر من آدم و حواء ، أو كل واحد منكم من أب و أم ، فلا مزية لأحد على غيره ولا وجه للتفاخر . و جاز أن يكون تقريراً

للأخوة المانعة من الإغتتاب."(القاضی ثناء الله ، التفسیر المظهری ، المجلد التاسع ، الحجرات ، ص ٥٦ ، ادارة اشاعة العلوم لندوة المصنفین، دهلی).

ترجمہ :- یقیناً ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔

یعنی پوری نوع بشر کو آدم و حوا سے پیدا کیا۔ یا مراد ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو ایک ہی ماں باپ سے پیدا کیا۔ لہذا کسی کو کسی دوسرے پر کوئی امتیاز حاصل نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے پر فخر کرنے کی کوئی وجہ ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیت اس (پہلے بیان شدہ) اخوت (إنما المؤمنون إخوة) کی تائید و اثبات میں آئی ہو جو غیبت کرنے سے مانع ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی " شعوب و قبائل " کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں.

وجعلنا کم شعوباً و قبائل :—

کانت العرب یعتبر فی النسب ست طبقات ، أعلاها الشعب. وهی الجمع العظیم المنتسبون إلی أصل واحد . وهی تجمع القبائل ، والقبیلة تجمع البطون. والطبن تجمع الأفخاذ. والفخذ تجمع الفصائل . والفصیلة تجمع العشایر . ولیس بعد العشیرة حی یوصف به .

و قیل: الشعوب من العجم ، والقبائل من العرب ، والأسباط من بنی إسرائیل.

وقال أبو رواق : الشعوب من الذین لا یعتزون إلی أحد بل ینتسبون إلی المدن والقری، والقبائل من العرب الذین ینتسبون إلی آبائهم.

لتعارفوا. حذف أحد التائین— أی لتعرف بعضهم بعضاً فی قرب النسب و بعده لا لیتفاخروا".

ترجمہ :- اور ہم نے تمہیں شعوب و قبائل بنایا۔

عرب نسب میں چھ طبقات کو معتبر جانتے تھے۔ان میں سب سے اعلی "الشعب" ہے-جو کہ اس گروہ عظیم کو کہتے ہیں جو سب ایک ہی اصل کی طرف نسبت رکھتے ہوں۔ اور یہ کئی قبیلوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔جبکہ "قبیلہ" کئی "بطون" کا مجموعہ ہوتا ہے۔اور "بطن" کئی "افخاذ" کا مجموعہ ہے۔ہر "فخذ" کئی "فصائل" کا مجموعہ ہے- اور ہر "فصیلہ" کئی "عشائر" کا مجموعہ ہے -جبکہ "عشیرہ" سے کمتر (حی) قبیلہ کی کوئی ایسی چھوٹی تقسیم نہیں جو قابل بیان ہو۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ :-"شعوب" عجمیوں کے لئے مخصوص (اصطلاح) ہے-اور "قبائل" عربوں کے لئے مستعمل ہے۔اور بنی اسرائیل (کے قبیلوں) کے لئے "اَسباط" (کی اصطلاح) مخصوص ہے۔

اور ابو رواق نے بیان کیا کہ :-"شعوب" کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو کسی (خاندان) کی طرف منسوب ہو کر معزز قرار نہیں پاتے' بلکہ شہروں اور بستیوں کی طرف نسبت رکھتے ہیں۔ جبکہ "قبائل" عربوں میں سے ہیں' جو اپنے آباء و اجداد کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

(لتعارفوا) :-ایک تاء محذوف ہے (اصل میں "تتعارفوا" ہے)۔

یعنی : تاکہ ان میں سے بعض بعض کو نسب کے قرب وبعد کے لحاظ سے پہچان سکیں۔اس لئے نہیں کہ آپس میں ایک دوسرے سے فخر میں مقابلہ کرنے لگیں۔

"إن أكرمكم عبدالله أتقاكم:-

قال قتادة فى هذه الآية :- إن أكرم الكرم التقوى ، وألأم اللوم الفجور.

و عن سمرة قال قال رسول الله ﷺ :- الحب المال ، الكرم التقوى ، رواه أحمدو الترمذى و صححه و ابن ماجة و الحاكم.

وقال ابن عباس :- كرم الدنيا: الغناء- و كرم الآخرة: التقوي.

و عن ابن عمر أن النبى ﷺ طاف يوم الفتح على راحلة يستلم الأركان بمحجنه - فلما خرج لم يجد مناخاً ، فنزل على أيدى الرجال ، ثم

قام فخطب بهم فحمد اللّه و أثنى عليه وقال:—

الحمد لله الذى أذهب عنكم عيبة الجاهلية و تكبرها ـ

الناس رجلان : برتقى كريم على اللّه ، و فاجر شقى هين على اللّه

ثم تلا:— يأيها الناس إنا خلقنا كم من ذكر و أنثى... الآية ـ ثم قال:ـ أقول قولى هذا و استغفر اللّه لى ولكم ـ رواه الترمذى و البغوى .

و أخرج الطبرانى فى الأوسط عن أبى هريرة قال : قال رسول اللّه ﷺ :— إذا كان يوم القيامة أمر اللّه منادياً ينادى:—

ألا إنى جعلت نسباً و جعلتم نسباً ، فجعلت أكرمكم أتقاكم فأبيتم إلا أن تقولوا:— فلان بن فلان خير من فلان بن فلان — فاليوم أرفع نسبى و أضع نسبكم ، أين المتقون؟.

وعن أبى هريرة قال: سئل رسول اللّه ﷺ :—

أى الناس أكرم عند اللّه ؟ قال: أكرمهم عند اللّه أتقاهم . قالوا : ليس عن هذا نسألكم . قال: فأكرم الناس يوسف نبى اللّه ابن نبى اللّه بن نبى اللّه بن خليل اللّه ـ قالوا : ليس عن هذا نسألك . قال: فعن معادن العرب تسألون؟ قالوا : نعم ـ قال: فخياركم فى الجاهلية ، خياركم فى الاسلام إذا فقهوا ـ رواه البخارى وغيره.

و عنه قال: قال رسول اللّه ﷺ :— إن اللّه لا ينظر إلى صوركم و أموالكم ولكن ينظر إلى قلوبكم و أعمالكم. رواه مسلم و ابن ماجة .

(القاضى ثناء اللّه ، التفسير المظهرى ، المجلد التاسع ، الحجرات ، ص ٧٥).

ترجمه : — (إن اكرمكم عند اللّه أتقاكم).

یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔

قتادہ نے اس آیت کے سلسلے میں بیان کیا ہے کہ سب عزتوں سے بڑھ کر عزت و کرامت والی چیز تقوی ہے اور سب ملامتوں سے بڑھ کر قابل ملامت فسق و فجور ہے۔

سمرہ سے روایت ہے - انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :-

"حب" مال ہے اور "کرم،، تقوی ہے۔ اسے احمد نے' اور ترمذی نے صحیح حدیث قرار دیتے ہوئے' نیز ابن ماجہ و حاکم نے روایت کیا۔

اور ابن عباس نے فرمایا :- دنیا کا کرم و عزت 'مال ہے اور آخرت کی عزت و کرامت' تقوی ہے۔

اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر طواف (کعبہ) فرمایا- اور ہجوم کی وجہ سے اپنے عصا سے ارکان کا استلام (بوسہ دینا) فرمایا۔ پس جب آپ باہر نکلے تو (ہجوم کی وجہ سے) اونٹنی بٹھانے کی جگہ نہ پائی۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کے ہاتھوں پر ہی نزول فرمایا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور ان سے خطاب فرمایا۔ پس اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمانے لگے :-

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تم سے جاہلیت کے عیب و تکبر کو دور کر دیا۔ لوگ صرف دو قسم کے ہیں۔ نیک متقی 'جو اللہ کے نزدیک عزت والا ہے۔ اور فاجر بدبخت 'جو اللہ کے نزدیک حقیر و ذلیل ہے۔ پھر آپ نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی :-

(یا یھا الناس إنا خلقناکم من ذکر و أنثی...)-

پھر فرمایا :- میں اپنی یہ بات بیان کرتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔ اسے ترمذی و بغوی نے روایت کیا۔

اور طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں ابو ھریرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا :-

جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ ایک پکارنے والے کو یہ آواز لگانے کا حکم دے گا کہ :- دیکھو! میں نے ایک نسب قرار دیا اور تم نے بھی ایک نسب قرار دیا۔ پس میں نے تم میں سے سب سے زیادہ متقی کو سب سے زیادہ عزت والا ٹھہرایا' تو تم نے اسے تسلیم نہ کیا' بلکہ یہ کہتے رہے کہ فلاں بن فلاں، فلاں بن فلاں سے بہتر ہے۔ آج میں اپنے نسب

(تقویٰ) کو سر بلند کرتا ہوں۔ اور تمہارے نسب (قبیلہ) کو سر نگوں کرتا ہوں۔ پس کہاں ہیں متقی لوگ ؟

اور ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا : اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا شخص کون ہے۔ آپ نے فرمایا :۔ ان میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا : ہم آپ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہے۔ آپ نے فرمایا : تو سب لوگوں سے زیادہ عزت والے یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا :۔ ہم آپ سے اس کے بارے میں بھی نہیں پوچھ رہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا تم معادن عرب (عربوں کے عمدہ واصیل افراد) کے بارے میں پوچھ رہے ہو ؟ انہوں نے عرض کیا : جی ہاں۔ آپ نے فرمایا :۔ پس جاہلیت میں تمہارے بہترین لوگ ہی اسلام میں بھی تمہارے بہترین لوگ ہیں۔ جبکہ وہ (دین کی) سمجھ بوجھ پیدا کرلیں۔ اسے بخاری وغیرہ نے روایت کیا۔

اور انہی (ابو ہریرہ) سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا :۔ بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا' بلکہ تمہارے قلوب واعمال کو دیکھتا ہے۔ اسے مسلم وابن ماجہ نے روایت کیا۔

۳- علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادیؒ

(م ۱۲۷۰ھ)

تفسیر "روح المعانی"

مفسر قرآن علامہ سید شہاب الدین محمود آلوسی حنفی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) اپنی شہرہ آفاق عربی تفسیر "روح المعانی" میں آیت مذکورہ (الحجرات : ۱۳) کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

"(یایها الناس إنا خلقناکم من ذکر وأنثی)

من آدم و حواء علیهما السلام. فالکل سواء فی ذلك فلا وجه للتفاخر بالنسب. ومن هذا قوله:—

الناس فی عالم التمثیل أکفاء. أبوهم آدم و الأم حواء"

(الآلوسی، تفسیر روح المعانی، مکتبة امدادیة، ملتان، ج ۲٦، م۲۱، ص ۱٦۱—۱٦۲ سورة الحجرات).

ترجمہ : (لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا)۔

آدم و حوا علیہما السلام سے۔ پس اس معاملہ میں سب برابر ہیں۔ لہذا نسب پر باہم فخر کرنے کی کوئی بنیاد نہیں۔ اور اسی سے شاعر کا یہ قول ہے :۔

عالم تمثیل میں تمام انسان برابر ہیں۔ ان سب کے والد آدم اور ماں حوا ہیں۔

"(وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا).

علة للجعل أی جعلناکم کذلك لیعرف بعضکم بعضاً فتصلوا الأرحام وتبینوا الأنساب والتوراث لا لتفاخروا با لآباء والقبائل...".

(الآلوسی، روح المعانی، ج ۲٦ ، ص ۱٦۲، سورة الحجرات، مکتبة امدادیة، ملتان)—

ترجمہ : (اور ہم نے تمہیں شعوب و قبائل بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو)۔
یہ علت ہے (شعوب و قبائل) بنانے کی۔ یعنی ہم نے تمہیں ایسا (شعوب و قبائل) اس لئے بنایا تاکہ تم میں سے بعض بعض کو پہچان لیں۔ پھر تم صلح رحمی کر سکو اور انساب و وراثت میں واضح ہو جاؤ۔ نہ اس لئے کہ آپس میں ایک دوسرے کے مقابلے میں آباء واجداد و قبائل کی بنیاد پر فخر جتلانے لگو۔

"(إن أكرمكم عندالله أتقاكم)۔

تعليل للنهى عن التفاخر بالأنساب المستفاد من الكلام بطريق الإستئناف الحقيقى كأنه قيل: إن الأكرم عندالله تعالى والأرفع منزلة لديه عزوجل فى الآخرة والدنيا هوالأتقى فان فاخرتم ففاخروا بالتقوى۔

(الآلوسى، روح المعانى، ج ٢٦، ص ١٦٢)۔

ترجمہ : اللہ کے ہاں تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے
جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

یہ استئناف حقیقی کے طریق پر کلام سے حاصل شدہ، انساب پر باہم فخر جتلانے کی ممانعت کی تعلیل ہے۔ گویا کہ یوں کہا گیا کہ :۔ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ عزت و کرامت والا اور اس عزت و جلال والے کے ہاں زیادہ اونچی قدر و منزلت والا دنیا و آخرت میں وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ پس تمہیں باہم فخر کرنا ہے تو تقویٰ کی بنیاد پر کرو۔

"(ان الله عليم) بكم و بأعمالكم۔
(خبير۔ ١٣) بباطن أحوالكم"۔
(الآلوسى روح المعانى ص، ١٦٣)

ترجمہ :(یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے)۔ تمہیں اور تمہارے اعمال کو۔
(پوری خبر رکھنے والا ہے)۔ تمہارے پوشیدہ احوال کی۔

" روى أنه لما كان يوم فتح مكة أذن بلال على الكعبة فغضب الحارث بن هشام وعتابَ بن أسيد قالا: أهذا العبد الأسود يؤذن على ظهر الكعبة؟ فنزلت۔

وعن ابن عباس:- سبب نزولها قول ثابت بن قيس لرجل لم يفسح له عند النبى صلى الله تعالى عليه وسلم: يا ابن فلانة! فوبخه النبى عليه الصلاة والسلام وقال: إنك لا تفضل أحداً إلا فى الدين والتقوى. ونزلت.

وأخرج أبو داؤد فى مراسيله وابن مردويه والبيهقى فى سننه عن الزهرى قال: أمر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بنى بياضة أن يزوجوا أباهند امرأة منهم فقالوا: يا رسول الله! أنزوج بناتنا موالينا؟ فأنزل الله تعالى: (يايها الناس إنا خلقناكم من ذكرو أنثى) الآية.

(الآلوسى، روح المعانى، ج ٢٦، الحجرات، تفسير الآية ١٣ ، ص ١٦٣).

ترجمہ :۔روایت کیا گیا کہ فتح مکہ کے روز بلال نے کعبہ (کی چھت) پر اذان دی تو حارث بن ھشام اور عتاب بن اسید غضبناک ہو کر کہنے لگے : کیا یہ سیاہ فام غلام کعبہ کی پشت پر اذان دے رہا ہے ؟اس پر یہ (آیت) نازل ہوئی۔

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اس کا سبب نزول ثابت بن قیس کا اس شخص سے ، جس نے ان کے لئے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہاں جگہ نہیں چھوڑی تھی' یہ کہنا تھا کہ : او فلانی کے بیٹے۔ پس نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا :۔ تجھے کسی پر فضیلت حاصل نہیں۔ الا یہ کہ دین و تقوی کے معاملے میں ہو۔اور یہ آیت نازل ہو گئی۔

ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں نیز ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں زہری سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ ابو ہند کی اپنے میں سے کسی عورت سے شادی کر دیں۔ تو انہوں نے عرض کیا :۔یارسول اللہ ! کیا ہم اپنی بیٹیوں کی اپنے غلاموں سے شادیاں کر دیں ؟ پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی :۔ (لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد وزن سے پیدا کیا ہے)۔

اس کے بعد اختصار کے پیش نظر علامہ آلوسی کے آیت مذکورہ کے سلسلہ میں اگلے تفصیلی بیان (عربی متن) کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے :۔

"زہری نے بیان کیا ہے کہ یہ خاص طور پر ابی ہند کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حجام (پچھنے لگانے والے) تھے۔ اور ابن مردویہ کی روایت میں زہری کے طریق روایت سے عروہ نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا :۔ أنكحوا أبا هند و أنكحوا اليه. (ابو ہند کا نکاح کرو اور ان کو رشتہ دو)۔ اور آیت (یاایها الناس... الحجرات:۱۳) اس بارے میں نازل ہوئی۔

اور یزید بن شجرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ کے بازار سے گزرے تو انہوں نے ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے تو اس شرط پر کہ مجھے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے پیچھے نماز پنجگانہ ادا کرنے سے نہیں روکے گا۔ پس ایک شخص نے اسے خرید لیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر نماز میں دیکھتے تھے۔ پھر جب اسے غیر حاضر پایا تو اسکے ساتھی سے اس کے بارے میں پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اسے بخار ہے۔ پس آپ نے اس کی عیادت فرمائی۔ پھر چند روز بعد اس کے بارے میں پوچھا تو ساتھی نے عرض کیا کہ وہ بیماری کی حالت میں ہے۔ آپ اس کے پاس تشریف لائے تو وہ انتہائی لاغر و قریب الموت تھا۔ پس آپ نے اس کے غسل و تدفین کا کام خود سنبھالا۔ چنانچہ مہاجرین و انصار کو یہ بات بہت گراں گزری۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مگر اس بات کی صحت کے بارے میں دل میں خلش ہے۔ واللہ تعالی اعلم)۔

اس روایت نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ انساب پر باہم فخر نہیں کرنا چاہیے۔ اور دیگر اخبار و روایات نے بھی اسی بات کو بیان کیا ہے۔

ابن مردویہ نے، نیز بیہقی نے "شعب الایمان" میں، اور عبد بن حمید و ترمذی وغیرہم نے بھی ابن عمر سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کعبہ فرمایا اور اپنے عصا کے ذریعے ہر بار ارکان (حجر اسود) کو چھو کر استلام کیا (بوسہ دیا)۔

پس جب آپ باہر تشریف لائے تو اونٹنی کو بٹھانے کی جگہ نہ ملی۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کے ہاتھوں پر ہی نزول فرمایا۔ پھر ان سے خطاب فرمایا۔ پس آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثناء فرمائی۔ اور فرمایا :۔

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے تم سے جاہلیت کے عیب و تکبر کو دور فرما دیا۔ لوگو! انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک نیک متقی ' اللہ کے ہاں کریم (عزت والے)۔اور دوسرے فاجر 'بدبخت 'اللہ کے ہاں ذلیل و حقیر۔ تمام کے تمام انسان آدم کی اولاد ہیں 'اور آدم کو اللہ نے مٹی سے تخلیق کیا۔اللہ تعالی نے فرمادیا ہے :-

(یأیها الناس إنا خلقناکم من ذکر و أنثی...خبیر).

پھر فرمایا :۔ میں یہ بات کہتے ہوئے اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

اور بیہقی نیز ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق کے وسط میں ہم سے خطاب فرمایا اور الوداعی خطبہ (خطبۃ الوداع) دیتے ہوئے فرمایا :۔

اے لوگو! دیکھو تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں 'نہ سرخ کو سیاہ پر اور نہ سیاہ کو سرخ پر 'مگر صرف تقویٰ کی بناء پر۔ بیشک تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں (صحابہؓ) نے عرض کیا :۔ جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پس حاضر' اسے غیر حاضر تک پہنچا دے۔

اور بیہقی نے ابی امامہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

بے شک اللہ نے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر و تکبر کی روایت کو ختم فرمادیا ہے۔ تم سب آدم و حوا سے ہو۔ اور پیمانہ کے لحاظ سے بالکل برابر ہو۔

اور یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہے۔ پس جب تمہارے پاس رشتہ کے لیے ایسا شخص آجائے جس کا دین و امانت تمہیں اچھے معلوم ہوں تو اس سے نکاح کر دیا کرو۔

اور امام احمد نیز ایک جماعت نے بھی تقریباً اسی حدیث کو بیان کیا ہے مگر اس میں (جب تمہارے پاس ایسا شخص آجائے...الخ) والا جملہ موجود نہیں۔

اور بزار نے حذیفہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

تم سب اولاد آدم ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ پس لوگوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آجائیں۔ ورنہ وہ اللہ کے نزدیک کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہوں گے۔

اور طبرانی وابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے' جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا :۔

اللہ قیامت کے روز فرمائے گا :۔اے لوگو! میں نے ایک نسب مقرر کیا اور تم نے بھی ایک نسب مقرر کیا۔ پس میں نے تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا سب سے زیادہ تقوی والے کو قرار دیا۔ مگر تم اس بات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کہتے رہے کہ فلاں بن فلاں، فلاں شخص سے زیادہ معزز ہے۔ پس آج میں اپنے نسب (تقویٰ) کو سربلند کرتا ہوں اور تمہارے (معیار) نسب کو سرنگوں کرتا ہوں۔ دیکھو میرے دوست اہل تقوی ہیں۔

خطیب نے بھی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے اسی کے مثل مرفوعاً روایت کیا ہے۔

احمد نے ' نیز بخاری نے اپنی تاریخ میں' اور ابو یعلی، بغوی، ابن قانع، طبرانی نے' نیز بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابی ریحانہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

جس نے اپنے آپ کو' نو عدد کافر باپ دادا کی طرف اس ارادے سے منسوب کیا کہ ان کے ذریعے عزت ملے اور تکبر کرے' تو (جہنم کی) آگ میں ان کے ہمراہ دسواں وہ خود ہوگا۔

اور بخاری ونسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ عزت والا شخص کون ہے ؟ تو آپ نے فرمایا :۔ ان میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین ان میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا! ہم آپ سے اس بارے میں نہیں پوچھ رہے۔ آپ نے فرمایا :۔ تو

لوگوں میں سے معزز ترین اللہ کے نبی یوسف ہیں۔ جو اللہ کے نبی (یعقوبؑ) کے بیٹے اور خلیل اللہ (ابراھیمؑ) کی اولاد ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اس کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھ رہے۔ آپ نے فرمایا:۔ تو کیا تم معادن عرب (عربوں میں سے بہترین) کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا:۔ ان میں سے جو (زمانہ) جاہلیت میں بہترین تھے ' وہ (زمانہ) اسلام میں بھی بہترین ہیں بشرطیکہ دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرلیں۔

اس موضوع پر احادیث بے شمار ہیں اور اس آیت میں وجہ رد تفاخر بالنسب کی طرف اشارہ ہے' اس لحاظ سے کہ اس آیت نے بتلایا ہے کہ شرف نسب قابل اکتساب نہیں۔ اور یہ کہ (لیس للانسان الا ما سعی) انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے کوشش کی۔ اور یہ کہ نسیب (عالی نسب) اور اس کے علاوہ دوسرے (کم نسب) میں اس مادہ کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں جس سے ان کی تخلیق ہوئی ہے۔ اور نہ ہی فاعل (خالق) کے لحاظ سے کوئی فرق ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایک ہی خدائے بزرگ وبرتر ہے۔ پس نسب کوئی ایسا حاصل شدہ شرف نہیں جس پر انحصار کیا جاسکے۔ اور جس پر اللہ عزوجل کے ہاں ثواب کا دار ومدار ہو۔ اور نہ اس پاک ذات کے نزدیک تقوی کے علاوہ کسی اور بنیاد پر کوئی شخص کسی دوسرے سے زیادہ عزت والا ہے۔ اور اسی (تقوی) کے ذریعے نفس کی تکمیل ہوتی ہے اور اشخاص کے مابین فضیلت قائم ہوتی ہے۔

مگر یہ بات عربوں کے عجمیوں سے اشرف ہونے' اور عرب وعجم میں سے ہر ایک کے مابین شرف میں فرق مراتب کی نفی نہیں کرتی۔ کیونکہ (راویان نے) ذکر کیا ہے کہ اہل فارس نبطیوں سے زیادہ شرف والے ہیں اور بنی اسرائیل قبطیوں سے افضل ہیں۔ اور مسلم نیز دیگر (محدثین) نے واثلہ بن اسقع سے روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

بے شک اللہ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا۔ اور بنو کنانہ میں سے قریش کو چن لیا۔ اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا۔ اور بنو ہاشم میں سے میرا انتخاب فرمایا۔

چونکہ یہ (انتخاب) صرف خصال حمیدہ (قابل تعریف اوصاف) کے اعتبار سے ہے لہذا عربوں کا عجمیوں پر شرف محض اس اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں دوسروں کے مقابلے میں بکثرت فضائل واوصاف حمیدہ میں امتیاز بخشا ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور جن میں سے بہت سی (احادیث) علامہ ابن حجر ھیثمی نے اپنی کتاب "مبلغ الأرب فی فضائل العرب" میں جمع فرمائی ہیں۔ مگر اس سے ہم یہ مطلب نہیں نکال رہے کہ قابل تعریف اوصاف کے لحاظ سے ہر عرب ہر عجمی پر امتیاز رکھتا ہے بلکہ مجموعی لحاظ سے عرب غیر عربوں سے ممتاز ہیں۔

پھر عربوں میں سے شرف نسبی کے لحاظ سے اعلی ترین اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت نبی ﷺ کی طرف ہے۔ جیسا کہ فقہاء کی ایک جماعت نے صراحت فرمائی ہے۔

اور طبرانی نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا :-"

(كل بنى آدم ينتمون إلى عصبة إلا ولد فاطمه فأنا وليهم و أنا عصبتهم)- تمام بنی آدم اپنے اپنے گروہ (باپ دادا) کی طرف نسبت رکھتے ہیں۔ سوائے اولاد فاطمہ کے۔ پس میں ہی ان کا ولی اور جد امجد ہوں۔

اور انہی کی ایک روایت میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :-(كل ابن انثى كانت عصبتهم لأبيهم ما خلا ولد فاطمة فأنا عصبتهم و أنا أبوهم)- ہر عورت کے بچے کا خاندان ان (بچوں) کے باپ کی نسبت سے ہے سوائے اولاد فاطمہ کے۔ پس میں ہی ان کا جد امجد ہوں اور میں ہی ان کا باپ ہوں۔

اور ہمیں ان (روایتوں) کی صحت میں پراگندگی لگتی ہے۔ جبکہ جلال الدین سیوطی نے پہلی (حدیث) کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ "حسن" ہے۔ (و تعقب) اور تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ اور یہ بات صرف اسی پر موقوف نہیں جس کا ذکر کیا گیا کیونکہ اس کی دلیل واضح ہے۔

اور احمد نیز حاکم نے مستدرک میں مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ جس میں

کوئی کلام نہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ :- آپ ﷺ نے فرمایا :-

(فاطمة بضعة منی یقبضنی ما یقبضها و یبسطنی ما یبسطها)۔

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس بات سے وہ تنگ دل ہو میں بھی تنگ ہوتا ہوں اور جس سے وہ خوش ہو میں بھی کھل جاتا ہوں۔

(و أن الأنساب کلها تنقطع یوم القیامة غیر نسبی و سببی و صهری)۔ اور یہ کہ قیامت کے روز تمام انساب منقطع ہو جائیں گے' سوائے میرے نسب وسبب وسسرالی رشتہ کے۔

اور فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کے جگر گوشہ ہونے کی حدیث کی تخریج صحیح البخاری میں بھی کی گئی ہے۔

شریف السمہودی نے فرمایا :- یہ بات معلوم ہے کہ ان (فاطمہؓ) کی اولاد ان کے جسم کا ٹکڑا ہے۔ پس وہ ان (فاطمہؓ) کے واسطہ سے آپ ﷺ کے جسم کے بھی ٹکڑے قرار پاتے ہیں۔

اور آپ ﷺ کے نسب کا منقطع نہ ہونا اس حدیث میں بھی آیا ہے جسے ابن عساکر نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ :-

کل نسب و صهر ینقطع یوم القیامة إلا نسبی وصهری.

(قیامت کے روز ہر نسبی اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائیگا سوائے میرے نسبی اور سسرالی رشتہ کے)۔

اور اگرچہ ذہبی نے اس حدیث پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس کے راویوں میں ابن وکیع بھی ہے جو قابل اعتماد نہیں' لیکن یہ استدراک بھی کیا ہے کہ اس بارے میں مرسل حسن حدیث وارد ہوئی ہے۔

اور جو کچھ ذکر کیا گیا' اس سے نیز ایسی ہی دوسری باتوں سے' جیسا کہ مناوی کا قول ہے' آپ ﷺ کی طرف نسبت کا نفع عظیم معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اس سے وہ دیگر احادیث متصادم نہیں جن میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے اپنے اہل بیت کو اللہ تعالی کی خشیت اور اس پاک ذات کا تقوی اختیار کرنے پر ابھارنے کا ذکر ہے۔ نیز یہ ذکر ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ

والسلام ان کیلئے اللہ تعالی کے ہاں کچھ بھی نہ کر پائیں گے۔(آپ نے ایسا فرمایا ' محض ان کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کی حرص رکھتے ہوئے اور انہیں اس بات سے بچنے کا خوف دلاتے ہوئے کہ کہیں وہ صرف نسب پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ پس ان کے قدم متقین سابقین سے جا ملنے میں کوتاہ ثابت ہوں۔

اور اس لئے بھی تاکہ ان کے لئے دو شرف جمع ہو جائیں، شرف تقوی اور شرف نسب۔ نیز مقام تخویف کی رعایت سے بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں اپنے اس قول کے ذریعے مخاطب فرمایا کہ :(لا اغنی عنکم من اللّٰہ شیئاً ۔ اللہ کے ہاں میں تمھارے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا)۔اور مراد یہ ہے کہ میں محض اپنی ذات کی بناء پر تمہارے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا ماسوائے اس کے کہ تمھارے معاملے میں شفاعت اور اپنی جانب سے تمہارے لئے مغفرت کے سلسلہ میں اللہ تعالی مجھے یہ اعزاز بخشے۔اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کسی کے لئے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے مگر صرف اللہ تعالی کی جانب سے اختیار دئے جانے (تملیک) کی بناء پر۔ اور اللہ سبحانہ آپ کو اپنی امت کی نفع رسانی کا اختیار دے رہے ہیں۔لہذا قرابت دار بھلائی کے زیادہ حقدار ہیں۔

پس اس بنیاد پر کسی شخص کے تحدیث نعمت کے طور پر' اور اسی طرح شرعی مقاصد کے حوالہ سے' یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسل میں سے ہوں۔

اور مناوی نے ابن حجر سے روایت کر کے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نسب پر باہم فخر کرنے سے ممانعت کا مقام' ایسا فخر کرنا ہے جس کا مقصد غرور و تکبر اور کسی مسلمان کی تحقیر ہو۔ جبکہ جس بناء پر ہم نے ذکر کیا ہے (کہ اعلان نسب میں کوئی حرج نہیں) وہ اولاً یہ کہ اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا یہ قول وارد ہوا ہے کہ :-

(إن اللّٰہ اصطفی کنانة من ولد اسماعیل.. الحدیث).

اللہ نے اولاد اسماعیل میں سے بنو کنانہ کو منتخب فرمایا۔

نیز آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :-

(أنا النبی لا کذب ۔ أنا ابن عبدالمطلب)

اس میں کوئی جھوٹ نہیں کہ میں نبی ہوں اور میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

نیز دیگر احادیث۔

مگر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف شرف انتساب کے ساتھ ساتھ اس شخص کو جسے یہ عطا کیا گیا' ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اس شرف کو تقوی کے زیور سے خالی رہنے دے ۔اور اسے خواہش نفس کی پیروی کر کے میلا کر دے۔ پس اچھائی تو اچھائی ہے' اور بیت نبوت میں ہو تو خوب تر۔ اور برائی تو فی نفسہا برائی ہے اور اہل بیت نبوت میں ہو تو بدتر۔ اور کبھی خواہش نفس کی پیروی اس شریف النسب کو اس مقام تک پہنچا دیتی ہے جہاں وہ اس بات سے شرماتا ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے۔ بلکہ بسا اوقات وہ اپنے نسب کا انکار کر دیتا ہے۔ اور اسی بناء پر برے اعمال والے شریف النسب سے کہا گیا ہے :-

قال النبی مقال صدق لم یزل – یحلو لدی الأسماع والأفواہ

إن فاتکم أصل المرء ففعالہ – تنبیکم عن أصلہ المتناھی

وأراك تسفر عن فعال لم تزل – بین الأنام عدیمة الأشباہ

وتقول إنی من سلالة أحمد – أفأنت تصدق أم رسول اللّٰہ

نبیؐ نے سچی بات فرمائی ہے جو منہ اور کانوں کے لئے باعث حلاوت ہے۔

کہ اگر تمہیں کسی شخص کی اصلیت معلوم نہ ہو تو اس کے افعال تمہیں اس کی دور دراز تک اصلیت کا پتہ بتلا دیں گے۔

اور میں تجھ سے ایسے (بد) اعمال ظاہر ہوتے دیکھ رہا ہوں، جن کی مخلوق کے درمیان مثال نہیں ملتی۔

جبکہ تو یہ بھی کہتا ہے کہ تو احمدؐ کی نسل سے ہے۔ پس کیا تو سچا کہلائے گا' یا رسول اللہ (جو فرما رہے ہیں کہ کسی شخص کی اصلیت اس کے اعمال سے معلوم ہوتی ہے)۔

پس کسی شریف النسب (سید) کو اس موقع پر صرف اپنی ذات ہی کو ملامت کرنا چاہیے جب اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو اسے پسند نہیں۔ اور جب اس پر ایسے شخص کو مقدم رکھا جائے جو نسب کے لحاظ سے اس سے کئی درجے کم تر ہے۔ جیسا کہ حکایت

کیا جاتا ہے کہ کوئی شریف (سید) بلاد خراسان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (نسبی لحاظ سے) دیگر تمام لوگوں کی نسبت قریب ترین تھا۔ مگر وہ ایسا فاسق تھا جس کا فسق ظاہر تھا۔ اور وہیں ایک سیاہ فام غلام بھی تھا جو علم و عمل میں بہت آگے تھا۔ پس لوگ اس کی تعظیم کی خاطر ہجوم کئے رہتے تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اپنے گھر سے مسجد کے ارادے سے نکلا تو خلق کثیر اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کے پیچھے چل پڑی۔ چنانچہ شریف (سید) اسے نشہ کی حالت میں ملا' جسے لوگ اس (سیاہ فام) کے رستے سے ہٹا رہے تھے۔ پس وہ ان پر غالب آگیا اور شیخ کے اطراف سے لٹک کر کہنے لگا :۔

يا أسود الحوافر والمشافر! يا كافر ابن كافر! أنا ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم أذل و أنت تجل ، و أهان و أنت تعان؟

اے سیاہ ہونٹوں پیروں والے! او بد ذات ابن بد ذات! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوتے ہوئے میری تو تذلیل واہانت کی جارہی ہے اور تیری تجلیل واعانت کی جا رہی ہے۔

پس لوگوں نے اسے مارنے کا ارادہ کیا تو شیخ فرمانے لگے :۔ ایسا مت کرو۔ اس کی باتیں اس کے جد امجد کی خاطر قابل برداشت ہیں اور یہ قابل معافی ہے۔ اگرچہ یہ اپنی حد سے آگے بڑھ گیا ہے۔

"ولكن أيها الشريف بيضت باطني و سودت باطنك فرؤى بياض قلبي فوق سواد وجهي فحسنت وسواد قلبك فوق بياض وجهك فقبحت ، وأخذت سيرة أبيك وأخذت سيرة أبي فرآني الخلق في سيرة أبيك ورأوك في سيرة أبي فظنوني ابن أبيك وظنوك ابن أبي ، فعملوا معك مايعمل مع أبي وعملو معي ما يعمل مع أبيك.

مگر اے شریف (سید)! میں نے اپنے باطن کو اجلا سفید بنالیا ہے۔ اور تو نے اپنے باطن کو کالا سیاہ کر دیا ہے۔ پس میرے دل کی سفیدی میرے چہرے کی سیاہی کے اوپر چھائی دیکھ لی گئی اور میں حسن والا بن گیا۔ اور تیرے دل کی سیاہی بھی تیرے چہرے کے گورے پن کے اوپر چھائی دیکھ لی گئی' پس تو بد صورت ہو گیا۔ اور میں نے تیرے باپ کی سیرت اپنالی

جبکہ تو نے میرے باپ کی سیرت اپنالی۔ پس لوگوں نے مجھے تیرے باپ کی سیرت میں دیکھا اور تجھے میرے باپ کی سیرت میں دیکھا' تو انہوں نے مجھے تیرے باپ کا فرزند خیال کیا اور تجھے میرے باپ کا فرزند گمان کیا۔ پس انہوں نے تیرے ساتھ وہ سلوک کیا جو میرے باپ کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اور میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو تیرے باپ کے ساتھ کیا جاتا تھا۔

اور اسی لئے نیز اس کے مثل کے لئے کہا گیا ہے :۔

ولا ينفع الأصل من هاشم... إذا كانت النفس من باهله.

(ہاشمی الأصل ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا جبکہ نفس باہلیوں کی طرح کمینہ ہو)۔

مطلب یہ کہ عمدہ خصلتوں والوں پر شرف امتیاز کے سلسلہ میں (ہاشمی الاصل ہونا) فائدہ نہیں دیتا جبکہ نفس اپنی ذات کی حد میں باہلیوں جیسا ردی اور کمالات سے خالی ہو۔ باھلہ دراصل ہمدان کی ایک عورت کا نام ہے جو کہ معن بن اعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کی بیوی تھی۔ پس اس کی اولاد اس عورت سے منسوب ہوئی۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ بنو باہلہ خساست میں معروف لوگ ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ بچا کھچا کھانا دوسری مرتبہ کھا لیتے تھے۔ اور وہ مردوں کی ہڈیاں حاصل کر کے انہیں پکاتے تھے اور ان کی چربی بھی نکال لیتے تھے۔ پس عربوں نے انہیں بہت ہی گھٹیا شمار کیا۔ یہاں تک کہ کسی عرب سے کہا گیا کہ کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ باہلی بن جائے اور جنت میں داخل ہو؟ تو اس نے جواب دیا :۔

ہرگز نہیں۔ مگر اس شرط پر کہ اہل جنت کو یہ پتہ نہ چلے کہ میں باہلی ہوں۔

اور یہ بھی کہا گیا :۔

إذ قيل للكلب يا باهلى – عوى الباهلى من شؤم هذا النسب.

جب کسی کتے کو "باہلی" کہ کر مخاطب کیا جائے تو وہ بھی اس نسب کی نحوست سے (احتجاجاً) بھونکنے لگتا ہے۔

فقہاء نے اسی بناء پر انہیں دیگر عربوں کا کفو قرار نہیں دیا۔ مگر یہ بات قابل غور ہے۔ کیونکہ نص (حدیث) یعنی :۔ إن العرب بعضهم أكفاء لبعض. عرب ایک

دوسرے کے ہم پلہ (کفو) ہیں، نے انہیں (باہلیوں کو) علیحدہ نہیں کیا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب اور ان کے اخلاق کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ مگر آپ نے کوئی قید نہیں لگائی۔ اور ہر باہلی بھی ایسا نہیں ہوتا' جیسا لوگ کہتے ہیں۔ بلکہ ان میں بھی عمدہ سخی لوگ ہوتے ہیں۔ اور ان کے کسی ٹکڑے یا بطن قبیلہ کا چور اور مفلوک الحال ہونا جنہوں نے برے کام کئے، تمام باہلیوں کو قصوروار نہیں ٹھہراتا۔ کیونکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کفائت و عدم کفائت کا دارومدار لوگوں کے درمیان عرف عام میں عار و عدم عار پر ہے۔ پس جب تک انہوں نے باہلی ہونے کو باعث شرم و عار شمار کیا اور ان کے مابین اس کا باعث تنقیص اور گھٹیا ہونا زبان زد عام رہا اور ان کے نفوس اس سے انکاری رہے تو اس کا اعتبار کیا گیا۔ مگر اس کی کوئی اصولی بنیاد نہ تھی۔

اور اس کی مثال ویسی ہی ہے جیسا کہ لوگوں نے اس بارے میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کوئی گھر خریدا تو اسے معلوم ہوا کہ لوگ اسے منحوس سمجھتے ہیں۔ مگر وہ اس کے لئے باعث خیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی علماء کی بڑی تعداد کا قول لوگوں کے درمیان متعارف نحوست کی نفی کرتا ہے۔ اس اعتبار سے کہ یہ لوگوں کے درمیان قدر و قیمت کو گھٹیا دیتا ہے۔ اگرچہ اس کی کوئی حقیقی بنیاد نہ ہو۔ پس اس پر غور کرو۔

خلاصہ کلام یہ کہ شرف نسب ان چیزوں میں سے ہے جن کو جاہلیت و اسلام میں معتبر جانا گیا۔ جہاں تک (زمانہ) جاہلیت کا تعلق ہے تو اس کا معتبر ہونا اتنا واضح ہے کہ کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں۔ اور جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس پر نکاح کے سلسلہ میں نسب میں برابری (کفائت، کفو نسبی) کا معتبر ہونا دلالت کرتا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ اور اس سلسلہ میں ہمارے علم کی حد تک امام مالک و ثوری نیز حنفیوں میں سے امام کرخی کے سوا کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اور پہلے بیان کی گئی روایات میں سے بعض ان کے قول کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن ان کا ان کے مقام پر جواب دیدیا گیا ہے۔

اور اسی طرح اس پر وہ بات بھی دلالت کرتی ہے جس کا انہوں نے شرائط امامت عظمیٰ بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ اس میں امام کے قریشی ہونے کی شرط ہے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ ماوردی نے کہا۔ اور اس بارے میں ضرار اور ابو بکر باقلانی کا قول قابل

غور نہیں جنہوں نے علیحدہ موقف اختیار کرتے ہوئے امامت کو تمام لوگوں میں (بلا تمیز قریشی وغیر قریشی) جائز قرار دیا ہے۔

جبکہ شوافع کا قول ہے کہ اگر قریشی نہ ملے' یعنی ایسا جس میں شروط امامت جمع ہوں' تو پھر کنانہ بن خزیمہ کی اولاد میں سے کسی کنانی کے امام ہونے پر غور واعتبار کیا جائے۔ پس اگر ایسا بھی نہ ہو پائے تو پھر اس کے ہو جرہم میں سے ہونے کا اعتبار کیا جائے۔ کیونکہ انہیں اسماعیل علیہ السلام کے سسرالی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔

مگر اس سب کچھ کے باوجود تقوی' ہاں تقوی ہی اصل چیز ہے۔ کیونکہ نسب پر بھروسہ اور نفس و خواہش نفس کو کھلا چھوڑ دینا رائے کی کمزوری اور کم عقلی ہے۔ اور اس سلسلہ میں اللہ تعالی کا نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے کنعان کے بارے میں یہ فرمانا کافی ہے کہ : إنه ليس من أهلك إنه عمل غير صالح۔ (بے شک وہ تیرے اہل بیت میں سے نہیں بلکہ وہ عمل غیر صالح ہے)۔

نیز آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ قول :۔ (سلمان منا أهل البيت).

سلمان (فارسی) ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

پس عالی نسب کے لئے اس کے شایان شان عقلمندی یہی ہے کہ اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرے۔ اور ان قابل تعریف صفات کا اکتساب کرے کہ جو اگر کم نسب میں بھی ہوں تو اس کے لئے کفایت کرتی ہیں۔ تاکہ وہ ایسا بن سکے جس نے مکھن پر شہد کا اضافہ کر لیا ہو۔ اور جس نے حسینہ کی گردن میں ہار ڈال دیا ہو۔ اور صرف پہلے گزرے ہوئے اجداد کی طرف نسبت پر اکتفاء نہ کر بیٹھے کہ اس کے بارے میں کہا جائے :۔

نعم الجدود ولكن بئس ماخلفوا۔

کتنے اچھے باپ دادا تھے اور کیسا برا پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

اور بہت سے لوگوں کو اسی آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ پس تجھے ان میں سے کوئی (اسلاف کی) بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرتا نظر آئے گا۔ حالانکہ وہ خود سوئی کی طرح ہر کمال سے خالی ہے۔ اور وہ کہتا ہے :۔ میرا باپ ایسا اور ایسا تھا۔ مگر یہ تو اس کے باپ کا وصف ہے جس کی

مثال ایسی ہے جیسے کوبج اپنے بھائی کی ڈاڑھی پر فخر کرے۔ اور اسی حوالہ سے کہا گیا ہے :۔

وأعجب شئ إلى عاقل　　أنا س عن الفضل مستأخره

إذا سئلوا ما لهم من علا　　أشاروا إلى أعظم ناخره

عقلمند کے لئے عجیب ترین چیز وہ لوگ ہیں جو خود فضیلت سے پیچھے رہ جائیں۔

مگر جب ان سے پوچھا جائے کہ ان کے اعلیٰ کارنامے کیا ہیں؟ تو وہ بوسیدہ ہڈیوں (فوت شدہ آباؤاجداد) کی طرف اشارہ کر دیں۔

اور الفاضل السری عبدالباقی آفندی العمری نے کہا ہے :۔

أقول لمن غداني كل وقت　　يباهينا بأسلاف عظام

أتقنع بالعظام وأنت تدري　　بأن الكلب يقنع بالعظام

جو شخص ہمارے ساتھ ہر وقت اپنے عظیم اسلاف کی بنا پر فخر میں مقابلہ کرتا ہے' میں اس سے کہتا ہوں۔

کیا تو صرف عظیم اسلاف کی ہڈیوں پر قناعت کر بیٹھا ہے؟ یہ جانتے ہوئے بھی کہ محض ہڈیوں پر تو کتا قناعت کیا کرتا ہے۔

اور شاعر کا یہ شعر بھی کتنا لطیف ہے :۔

لم يجدك الحسب العالي بغير تقى　　مولاك شيئاً فحاذر واتق الله

وابغ الكرامة في نيل الفخار به　　فأكرم الناس عندالله أتقاها

تیری عالی نسبی تقویٰ کے بغیر تیرے آقا و مولا کے سامنے کچھ فائدہ نہ دے پائے گی۔ پس احتیاط کر اور اللہ سے ڈر۔

اور تو فخر حاصل کرنے میں اس (تقویٰ) کے ذریعے عزت کا خواہاں ہو۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر متقی ہو۔

(الآلوسی روح المعانی، الجزء ۲۴، ص ۱۶۳۔۱۶۶، ترجمہ عربی متن)۔

علامہ آلوسی' الحجرات کی آیت ۱۳ کے سلسلہ میں اپنے اس قیمتی و طویل تفسیری بیان کے آخر میں فرماتے ہیں :۔

"وأكثر ما رأينا ذلك الافتخار البارد عند أولاد مشايخ الزوايا الصوفية فإنهم إرتكبوا كل رذيلة وتعروا عن كل فضيلة ، ومع ذلك إستطالوا بآبائهم على فضلاء البرية واحتقروا أناساً فاقوهم حسباً ونسباً ، وشرفوهم أماً وأباً ، وهذا هوالضلال البعيد والحمق الذى ليس عليه مزيد ، ولولا خشية السأم لأطلقنا فى هذا الميدان عنان كميت القلم على أن فيما ذكرنا كفاية لمن أخذت بيده العناية ، والله تعالى أعلم".

(سيد شهاب الدين محمود الآلوسى، روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى، الجزء ٢٤، سورة الحجرات، تفسير الآية رقم ١٣، ص ١٦٧، مكتبة امدادية، ملتان، بدون تاريخ)۔

ترجمہ:۔ اور اکثر ہم نے یہ خالی خولی تفاخر صوفیانہ خانقاہوں زاویوں کے مشائخ کی اولاد میں ملاحظہ کیا ہے۔ پس وہ ہر گھٹیا پن کا ارتکاب کر بیٹھے اور ہر فضیلت سے عاری ہو چکے ہیں۔ مگر اس کے باوجود مخلوق کے اہل فضیلت کے مقابلے میں اپنے باپ دادا پر فخر کرتے رہے۔ اور ان لوگوں کو حقیر جانتے رہے جو حسب و نسب کے لحاظ سے ان پر فوقیت رکھتے تھے ' اور ماں باپ کے لحاظ سے ان سے زیادہ صاحب شرف تھے۔ حالانکہ یہ سخت گمراہی ہے۔ اور ایسی انتہائی حماقت ہے جس پر اضافے کی گنجائش نہیں۔ اور اگر اکتاہٹ کا خوف نہ ہوتا تو ہم اس میدان میں قلم کے گھوڑے کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتے۔ مگر جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے' اس میں اس شخص کے لئے کفایت ہے جس کا ہاتھ فکر و توجہ نے تھام لیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑھ کر علم رکھنے والا ہے۔"

علامہ آلوسی حنفی بغدادی کا یہ طویل تفسیری بیان بڑا جامع، مدلل اور مکمل ہے۔ جس سے اسلام اور ذات پات کے حوالہ سے انتہائی قیمتی اور مختلف النوع روایات و مباحث یکجا وبیک وقت سامنے آتے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام انسان آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ تقوی حقیقی معیار فضیلت ہے۔ بنو فاطمہ و بنو ہاشم' قریش و غیر قریش' نیز عرب و عجم میں بطور مجموعی خصائص حمیدہ کی بنیاد پر فرق مراتب موجود ہے۔ اور شادی بیاہ کے سلسلہ میں کفو نسبی برحق ہے۔ مگر امام مالکؒ، سفیان ثوری اور ابوالحسن کرخی حنفیؒ جیسے اکابر ائمہ اسے

تسلیم نہیں کرتے۔ جبکہ فقہ حنفی کی رو سے خود امام ابو حنیفہؒ اور ان کے پیروکار فقہائے احنافؒ (بشمول علامہ آلوسیؒ) کا فقہی مسلک یہ ہے کہ ہر عورت اپنے کفو نسبی میں بلا اجازت ولی' اور غیر کفو میں کسی بھی مسلمان کے ساتھ بااجازت ولی' بلا تمیز ذات پات' شرعاً نکاح کر سکتی ہے۔

۴- سید قطب شہیدؒ

(م۱۹۶۶ء ، قاہرہ)

"فی ظلال القرآن"

جدید عالم اسلام کے جلیل القدر مؤلف و مفکر، ادیب و ناقد، یکے از قائدین "جماعۃ الاخوان المسلمین" سید قطب شہید (پھانسی قاہرہ جیل، ۲۵ اگست ۱۹۶۶ء) محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی عظیم الشان علمی و دینی و ادبی خدمات اور بیسیوں اہم اسلامی تصانیف کے ساتھ ساتھ آپ کی معرکۃ الآراء تفسیر "فی ظلال القرآن" لاکھوں قارئین سے خراج عقیدت وصول کرنے والا علمی و ادبی شاہکار ہے۔ جس کے فارسی، اردو اور دیگر زبانوں میں تراجم بھی معروف و مقبول ہیں۔ سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کی تفسیر میں اپنے منفرد اسلوب میں رقمطراز ہیں :-

(يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر و أنثى ' وجعلنا كم شعوباً وقبائل لتعارفوا ' إن أكرمكم عندالله أتقاكم ' إن الله عليم خبير).

يا أيها الناس. يا أيها المختلفون أجناساً وألواناً ، المتفرقون شعوباً وقبائل. إنكم من أصل واحد. فلا تختلفوا ولا تتفرقوا ولا تتخاصموا ولا تذهبوا بدداً.

يا أيها الناس. والذى يناديكم هذا النداء هو الذى خلقكم.. من ذكر وأنثى.. وهو يطلعكم على الغاية من جعلكم شعوباً وقبائل. إنها ليست التناحر والخصام. إنما هى التعارف والوئام. فأما إختلاف الألسنة والألوان ، واختلاف الطباع والأخلاق ، واختلاف المواهب والإستعدادات ، فتنوع لا يقتضى النزاع والشقاق، بل يقتضى التعاون للنهوض بجميع التكاليف والوفاء بجميع الحاجات. وليس للون والجنس واللغة والوطن وسائر هذه المعانى من حساب فى ميزان الله . إنما هنالك ميزان واحد تتحدد به القيم ، ويعرف به فضل الناس: (إن أكرمكم عندالله

أتقاكم) والكريم حقاً هو الكريم عندالله . وهو يزنكم عن علم وعن خبرة بالقيم والموازين: (إن الله عليم خبير).

وهكذا تسقط جميع الفوارق ، وتسقط جميع القيم ، ويرتفع ميزان واحد بقيمة واحدة ، وإلى هذا الميزان يتحاكم البشر ، وإلى هذه القيمة يرجع اختلاف البشر فى الميزان.

وهكذا تتوارى جميع أسباب النزاع والخصومات فى الأرض ، وترخص جميع القيم التى يتكالب عليها الناس. ويظهر سبب ضخم واضح للألفة والتعاون: ألوهية الله للجميع ، وخلقهم من أصل واحد . كما يرتفع لواء واحد يتسابق الجميع ليقفوا تحته: لواء التقوى فى ظل الله. وهذا هو اللواء الذى رفعه الإسلام لينقذ البشرية من عقابيل العصبية للجنس و العصبية للأرض ، والعصبية للقبيلة ، والعصبية للبيت . وكلها من الجاهلية وإليها ، تتزيا بشتى الأزياء ، وتسمى بشتى الأسماء. وكلها جاهلية عارية من الإسلام.

وقد حارب الإسلام هذه العصبية الجاهلية فى كل صورها وأشكالها ، ليقيم نظامه الإنسانى العالمى فى ظل راية واحدة: راية الله.. لا راية الوطنية. ولا راية القومية. ولا راية البيت. ولا راية الجنس. فكلها رايات زائفة لا يعرفها الإسلام.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كلكم بنو آدم و آدم خلق من تراب. ولينتهين قوم يفخرون بآبائهم، أو ليكونن أهون على الله تعالى من الجعلان.(١. رواه أبو بكرالبزار فى مسنده من حديث حذيفة).

وقال صلى الله عليه وسلم عن العصبية الجاهلية: دعوها فإنها منتنة.. (٢.رواه مسلم فى صحيحه من حديث جابر بن عبدالله).

وهذه هى القاعدة التى يقوم عليها المجتمع الإسلامى. المجتمع الإنسانى العالمى ، الذى تحاول البشرية.فى خيالها المحلق أن تحقق لوناً

من ألوانه فتخفق ، لأنها لا تسلك إليه الطريق الواحد المستقيم.. الطريق إلى الله.. ولأنها لا تقف تحت الراية الواحدة المجمعة .. راية الله..

(سيد قطب فى ظلال القرآن ، المجلد السادس ، الأجزاء: ٢٦ – ٣٠، الحجرات ، ص ٣٣٤٨ – ٣٣٤٩، دار الشروق القاهرة، الطبعة الشرعية العاشرة ، ١٤٠١ھ/١٩٨١م).

ترجمہ :۔ اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ اور پھر تمہارے شعوب و قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے۔ اے لوگو! اے حاملین اختلاف رنگ و جنس! اے شعوب و قبائل میں متفرق! تم سب دراصل ایک ہو۔ پس باہم اختلاف و تفریق مت پیدا کرو نہ آپس میں جھگڑا کرو اور نہ ٹکڑوں میں بٹو

اے لوگو! تمہیں پکارتے ہوئے یہ صدا بلند کرنے والا وہی ہے جس نے تمہاری تخلیق کی۔ ایک ہی مرد و زن سے۔ اور وہ تمہیں مطلع کر رہا ہے اس غرض و غایت سے جو تمہارے شعوب و قبائل بنانے میں مضمر ہے۔ مقصد' باہم مقابلہ اور جھگڑا نہیں' بلکہ تعارف و موافقت ہے۔ پس جو زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے، نیز خداداد صلاحیت و استعداد میں اختلاف ہے، تو یہ ایسا تنوع ہے جس کا تقاضا جھگڑا اور علیحدگی نہیں' بلکہ باہم تعاون ہے۔ تاکہ تمام بوجھ اٹھائے جا سکیں اور تمام ضروریات پوری کی جا سکیں۔ رنگ و جنس، زبان و وطن' اور اس قبیل کی دیگر تمام اشیاء کا اللہ کی میزان میں کوئی وزن نہیں۔ وہاں تو بس ایک ہی میزان ہے' جس میں قدر و قیمت کی حد بندی ہوتی ہے' اور جس کے ذریعے لوگوں کی فضیلت کی پہچان کی جاتی ہے : إن اكرمكم عند الله اتقاكم..

در حقیقت عزت والا وہ ہے جو اللہ کے ہاں عزت والا ہے۔ اور وہ تمہیں تولتا ہے، قیمتوں اور میزانوں کا علم و تجربہ رکھتے ہوئے۔

اور یوں تمام فرق ساقط ہو جاتے ہیں، تمام قیمتیں گر جاتی ہیں، اور صرف ایک میزان، ایک قدر و قیمت کے ہمراہ سربلند ہوتی ہے، اور اسی میزان کی جانب لا کر انسان کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اور اسی قدر و قیمت کی جانب اختلاف بشر کو میزان میں لوٹایا جاتا ہے۔

اس طرح تمام اسباب نزاع و مخاصمت زمین میں جا چھپتے ہیں۔ اور وہ تمام بنیادیں

رخصت ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ باہم دشمن بن جاتے ہیں۔ اور الفت و تعاون کے لئے ایک ضخیم واضح سبب ظاہر ہو جاتا ہے۔ سب کے لئے اللہ کا الہ ہونا، اور ان کا ایک اصل مشترک سے پیدا کیا جانا۔ جس طرح کہ ایک ہی پرچم سربلند ہوتا ہے جس کے نیچے کھڑے ہونے کے لئے لوگ ایک دوسرے پر سبقت میں مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ ہے پرچم تقوی در سایۂ خدا۔ یہی وہ پرچم ہے جسے اسلام نے سربلند کیا تاکہ انسانیت کو تعصبات کی بیماریوں سے بچا سکے۔ تعصب سرزمین، تعصب قبیلہ، تعصب بیت، جو سب کے سب جزو جاہلیت اور اس کی طرف راجع ہیں۔ جو مختلف لبادے اوڑھ لیتے ہیں اور مختلف ناموں سے موسوم ہوتے ہیں، مگر سب کے سب جاہلانہ اور اسلام سے عاری ہیں۔

اور بے شک اسلام نے اس عصبیت جاہلیہ سے اس کی تمام اشکال و صور میں جنگ کی ہے۔ تاکہ اپنے عالم گیر انسانی نظام کو ایک ہی پرچم کے سائے تلے قائم کر دے۔ یعنی پرچم خدا۔ نہ پرچم وطنیت، نہ پرچم قومیت، نہ پرچم بیت، نہ پرچم نسل۔ کیونکہ یہ سب جھوٹے پرچم' کھوٹے سکے ہیں جن سے اسلام واقف نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ لوگوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں۔ ورنہ وہ اللہ کے نزدیک کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ ذلیل قرار پائیں گے۔ (رواہ ابو بکر البزار وفی مسندہ من حدیث حذیفہ)۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت جاہلیہ کے بارے میں فرمایا:۔

دعوھا فانھا منتنۃ۔ (اسے ترک کر دو کیونکہ یہ بری چیز ہے۔)

(رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث جابر بن عبداللہ)۔

یہی وہ بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ وہ عالمگیر انسانی معاشرہ جس کی رنگا رنگیوں میں سے کسی ایک رنگ و نوع کو عملی وجود بخشنے کے لئے انسانیت اپنی گردش خیال میں کوشاں و مصروف جہد ہے۔ مگر کامیاب نہیں ہو پاتی۔ کیونکہ اس تک پہنچنے کے لئے وہ صراط مستقیم اختیار نہیں کرتی' جو خدا کی جانب لے جانے والا راستہ ہے۔ اور اس لئے بھی کہ وہ واحد جامع پرچم تلے وقوف نہیں کرتی۔

۵- الأستاذ احمد مصطفیٰ المراغیؒ

" تفسیر المراغی "

عصر جدید کے جلیل القدر عرب عالم و مفسر (سابق استاذ عربی زبان و شریعت اسلامیہ، "کلیہ دار العلوم" القاھرۃ) اپنی معرکۃ الآراء تصنیف " تفسیر المراغی " میں سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"المعنی الجملی

بعد أن نهى سبحانه فيما سلف عن السخرية بالناس والإزدراء بهم ، وعن اللمز والتنابز بالألقاب ذكر هنا مايؤكد النهى ويؤيد ذلك المنع ، فبين أن الناس جميعاً من أب واحد و أم واحدة ، فكيف يسخر الأخ من أخيه؟ إلى أنه تعالى جعلهم شعوبا وقبائل مختلفة ، ليحصل بينهم التعارف والتعاون فى مصالحهم المختلفة ، ولا فضل لواحد على آخر إلا بالتقوى والصلاح وكمال النفس ، لا بالأمور الدنيوية الزائلة.

ذكر أبو داؤد أن الآية نزلت فى أبى هند وكان حجام النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بنى بياضة أن يزوجوا أباهند امرأة منهم فقالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: نزوج بناتنا موالينا؟ فأنزل الله عزوجل. إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوباً وقبائل.... الآية ".

(أحمد مصطفى المراغى، تفسير المراغى، القاهرة ١٣٦٥هـ، الجزء ٢٦، تفسير سورة الحجرات، الآية ١٣، ص ١٤٢).

ترجمہ:۔ **اجمالی معنی**

بعد اس کے کہ اللہ سبحانہ نے گزشتہ آیات میں لوگوں کا تمسخر اڑانے اور ان کی

تحقیر کرنے نیز لمز و تنابز بالالقاب سے منع فرمادیا، یہاں اس بات کا تذکرہ فرمایا جو اس ممانعت کی تاکید مزید کرتی ہے۔ پس اس نے واضح فرمایا کہ تمام لوگ ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں سے ہیں۔ تو کوئی بھائی اپنے بھائی سے کیونکر تمسخر کر سکتا ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے انہیں مختلف شعوب و قبائل بنادیا، تاکہ ان کے مختلف مصالح میں ان کے مابین تعارف و تعاون کا حصول ہو۔ تاہم کسی ایک کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں مگر تقوی و صالحیت و کمال نفس کی بنیاد پر۔ نہ کہ فانی دنیاوی امور کی بناء پر۔

ابو داؤد نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت ابی ھند کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام (پچھنے لگانے والے) تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ ابو ہند کی شادی اپنے (قبیلہ) میں سے کسی عورت سے کر دیں۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:۔ کیا ہم اپنے موالی (غلاموں، آزاد کردہ غلاموں) سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کر دیں؟ پس اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوباً وقبائل...

(بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد وزن سے پیدا کیا اور تمہارے شعوب و قبائل بنائے...)

الإيضاح

(يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى):۔

إنا أنشأنا كم جميعاً من آدم و حواء، فكيف يسخر بعضكم من بعض، ويلمز بعضكم بعضاً وأنتم إخوة فى النسب، وبعيد أن يعيب الأخ أخاه أو يلمزه أو ينبزه.

وعن أبى مليكة قال: لما كان يوم فتح مكة رقى بلال فأذن على ظهر الكعبة. فقال عتاب بن أسيد بن أبى العيص: الحمد لله الذى قبض أبى حتى لا يرى هذا اليوم. وقال الحارث بن هشام: ماوجد محمد غير هذا الغراب الأسود مؤذنا؟ وقال سهيل بن عمرو: إن يرد الله شيئا يغيره.

فأتى جبريل النبى صلى الله عليه وسلم وأخبره بما قالوا، فدعاهم وسألهم عما قالوا فأقروا ، فأنزل الله الآية زجراً لهم عن التفاخر بالأنساب والتكاثر بالأموال والإزدراء بالفقراء ، وبين أن الفضل بالتقوى.

وروى الطبرى قال: خطب رسول الله بمنى فى وسط أيام التشريق وهو على بعير فقال:-

يأيها الناس! ألا إن ربكم واحد ، وإن أباكم واحد ، ألا لافضل لعربى على عجمى ، ولا لعجمى على عربى ، ولا لأسود على أحمر ، ولا لأحمر على أسود إلا بالتقوى. ألاهل بلغت؟ قالوا: نعم. قال: فليبلغ الشاهد الغائب.

وعن أبى مالك الأشعرى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا ينظر إلى أحسابكم ولا إلى أنسابكم ولا إلى أجسامكم ولا إلى أموالكم، ولكن ينظر إلى قلوبكم ، فمن كان له قلب صالح تحنن الله عليه ، وإنما أنتم بنو آدم ، وأحبكم إليه أتقاكم.

(وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا):-

أى للتعارف لا للتناكر ، واللمز والسخرية والغيبة تفضى إلى ذلك.

ثم ذكر سبب النهى عن التفاخر بالأنساب بقوله:-

(إن أكرمكم عندالله اتقاكم):-

أى إن الأكرم عندالله الأرفع منزلة لديه عزوجل فى الآخرة والدنيا هو الأتقى. فإن فاخرتم ففاخروا بالتقوى. فمن رام نيل الدرجات العلا فعليه بها.

روى ابن عمررضى الله عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم خطب الناس يوم فتح مكة وهو على راحلته فحمد الله وأثنى عليه بما هو له أهل ، ثم قال:-

أيها الناس إن الله قد أذهب عنكم عيبة الجاهلية وتعظمها بآبائها. فالناس رجلان: رجل بر تقي كريم على الله، ورجل فاجر شقي هين على الله تعالى.

إن الله عزوجل يقول: (يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عندالله أتقاكم).

ثم قال: أقول قولي هذا، وأستغفر الله لي ولكم.

(إن الله عليم خبير)

أي إن الله عليم بكم وبأعمالكم، خبير بباطن أحوالكم، فاجعلوا التقوى زادكم لدى معادكم".

(المراغي تفسير المراغي سوة الحجرات، الآية ١٣، الجزء ٢٦، ص ١٤٣ — ١٤٤، القاهرة، ١٣٦٥ھ).

ترجمہ:۔ **تشریح**

(يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكرو أنثى)

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک ہی مرد وزن سے پیدا کیا۔

یعنی ہم نے تم سب کو آدم و حواء سے پیدا کیا۔ پس تم میں سے بعض بعض کا مذاق کیونکر اڑا سکتے ہو؟ اور ایک دوسرے کی عیب جوئی کیسے کر سکتے ہو؟ جبکہ تم سب نسب کے لحاظ سے بھائی بھائی ہو۔ اور یہ بات بعید از قیاس ہے کہ کوئی بھائی اپنے بھائی میں نقص نکالے یا عیب جوئی کرے اور اسے برے لقب سے نوازے۔

اور ابی ملیکہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے روز بلال اوپر چڑھے، پھر انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان دی۔

تو عتاب بن اسید بن ابی العیص کہنے لگا:۔ شکر ہے خدا کا جس نے میرے باپ کی

جان قبض کرلی تاکہ وہ یہ دن دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہے۔

اور حارث بن ھشام نے کہا :۔ محمد کو اس کالے کوے کے سوا اذان دینے کے لئے کوئی نہ ملا ؟

اور سہیل بن عمرو کہنے لگا :۔ اگر اللہ کسی چیز کا ارادہ کرلے' تو اسے بدل دیتا ہے۔

پس جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا، اس کی آپ کو خبر دی۔ پس آپ نے انہیں بلا بھیجا' اور جو کچھ انہوں نے باتیں کی تھیں، ان کے بارے میں ان سے پوچھا، تو انہوں نے اقرار کرلیا۔ چنانچہ اللہ نے یہ آیت ان کو نسب کی بنیاد پر باہم تفاخر، کثرت اموال میں مقابلہ بازی' اور غریبوں کی تحقیر سے منع کرنے کے لئے نازل فرمائی۔ اور یہ واضح کردیا کہ فضیلت کی بنیاد تقوی ہے۔

اور طبری نے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایام تشریق کے وسط میں منی میں خطبہ دیا جب کہ آپ اونٹ پر سوار تھے، پس آپ نے فرمایا :۔

اے لوگو! دیکھو یقیناً تمہارا رب ایک ہے۔ اور یقیناً تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے۔ دیکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی سیاہ کو کسی سرخ پر اور نہ کسی سرخ کو سیاہ پر، ہاں مگر تقوی کی بنیاد پر۔ دیکھو! کیا میں نے بات پہنچادی ؟ لوگوں نے عرض کیا! جی ہاں۔ آپ نے فرمایا :۔ پس جو موجود ہے وہ غیر حاضر تک بات پہنچادے۔

اور ابو مالک اشعری سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ بے شک اللہ تمہارے حسب و نسب کو نہیں دیکھتا ' اور نہ تمہارے اجسام و اموال کو۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں پر نظر ڈالتا ہے۔ پس جس کا دل صالح ہوتا ہے' اللہ اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔ تم سب اولاد آدم ہو اور تم میں سے اسے سب سے زیادہ وہ محبوب ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

(وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا)۔

اور تمہارے شعوب و قبائل بنادیئے' تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو۔

یعنی باہم پہچان (تعارف) کے لئے نہ کہ ایک دوسرے کی نفی اور باہم دشمنی کے

لئے۔ جبکہ عیب جوئی، تمسخر اور غیبت اسی طرف لیجاتے ہیں۔

پھر اللہ نے تفاخر بالانساب سے منع کرنے کی وجہ اپنے اس قول کے ذریعے بیان فرمائی :.....(ان أكرمكم عند الله أتقاكم)۔

یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ وہ عزت والا اور اس کے ہاں سب سے بلند مقام والا دنیا و آخرت میں وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ تو اگر تم اگر ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کرنا چاہتے ہو تو تقوی کی بنیاد پر کرو۔ پس جو درجات عالیہ حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس (تقوی) کو لازم پکڑے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز لوگوں سے خطاب فرمایا جب کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ پس آپ نے اللہ کی حمد و ثناء اس کے شایان شان طریقے پر بیان کی۔ پھر فرمایا :۔

اے لوگو! بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کے عیب اور اس کے' باپ دادا کی عظمت کے گن گانے کے' طریقے کو ختم کر دیا ہے۔ پس انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ شخص جو نیک متقی اور اللہ کے ہاں عزت والا ہے۔ اور دوسرا وہ جو فاجر، بدبخت اور اللہ کے ہاں ذلیل و حقیر ہے۔ بے شک خدائے عزوجل فرماتا ہے :۔

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہارے شعوب و قبائل بنا دیے۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

پھر فرمایا :۔ میں اپنی یہ بات کہتے ہوئے اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت کا طلبگار ہوں۔

(ان الله عليم خبير ۔ بے شک اللہ بڑا علم رکھنے والا بہت باخبر ہے)۔

یعنی بے شک اللہ تمہارے اور تمہارے اعمال کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ تمہارے احوال باطن سے بہت باخبر ہے۔ پس تقوی کو آخرت کے لئے اپنا زادراہ بنالو۔

۶۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

(م ۱۹۴۸ء)

"تفسیر القرآن بکلام الرحمن"

و "تفسیر ثنائی"

برصغیر پاک و ہند کے عظیم المرتبت سلفی عالم و مفسر و سیرت نگار (مؤلف "مقدس رسول" وغیرہ) شیخ الاسلام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۹۴۸ء' سرگودھا) کی عربی تفسیر اختصار و جامعیت کی حامل ہے۔ سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"(یأیها الناس!) کیف یتفضل أحد علی أحد و الحال:۔

(إنا خلقناکم من ذکر و أنثی)۔ آدم و حواء۔

(وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا)۔

بینکم أقربکم نسباً وإلاّ فلا فخر بالنسب

لقوله تعالی:۔ (إن أکرمکم عنداللّه أتقاکم)

کائناً من کان ومن أی قوم کان لقوله تعالی:۔

ومن یعمل مثقال ذرة خیراً یره

ومن یعمل مثقال ذرة شراً یره۔

(الجزء ۳۰، ع۔ ۲٤)۔

إن اللّه علیم خبیرً۔

(ثناء اللّه الأمرتسری، تفسیر القرآن بکلام الرحمن

تکمیل ۱۳۲۱ھ الجزء السادس والعشرون، سورة الحجرات،

ص ۳۳۸ ، ادارة إحیاء السنة، کوجرانواله و لاهور)۔

ترجمہ:۔ (اے لوگو) تم میں سے کوئی کسی دوسرے پر فضیلت کیسے پا سکتا ہے

جبکہ صورتحال یہ ہے کہ :۔

(ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے)۔ یعنی آدم و حوا سے۔

(اور پھر تمہارے شعوب و قبائل بنا دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو)۔

اپنے مابین نسب کے لحاظ سے قریب تر کو۔ اور اگر ایسا نہیں تو بہر حال نسب کا کوئی فخر نہیں، اللہ تعالی کے اس قول کی بناء پر :۔

(بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے

جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے)۔ خواہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی قوم سے ہو۔

کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :۔ جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرتا ہے تو اسے پالے گا۔

اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرتا ہے تو اسے بھی دیکھ لے گا۔

(پارہ : ۳۰، رکوع ۲۴)۔

بے شک اللہ خوب جاننے والا، بڑا باخبر ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ آیت مذکورہ کی تشریح کرتے ہوئے "تفسیر ثنائی" (اردو) میں رقمطراز ہیں :۔

ترجمہ :۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اسلئے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا معزز، بڑا پرہیز گار ہے۔ خدا جانتا ہے اور خبر دار ہے۔

تفسیر :۔ اے لوگو! سنو! تمہارا یہ خیال کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں، ہم سید ہیں، ہم شیخ ہیں، ہم وہ ہیں، ہم یہ ہیں، اور مخالف ہمارا ذلیل ہے، کمین ہے کیونکہ وہ دہنیا ہے، جولاہا ہے، وغیرہ، یہ خیال سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ ہم (خدا) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے۔ تم میں کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننھیال اچھے نہیں یا ددھیال برے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہی خاندان سے ہو، باپ ہے تو ماں بھی ایک ہے۔ اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لئے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو۔ چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس

حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے، اس لئے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں۔ جیسے قریش، افغان وغیرہ۔ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں' نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں۔ افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے۔ دگر ہیچ۔ یعنی اللہ سے تعلق۔ اس لئے بگوش ہوش سنو کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے۔ جتنا پرہیزگاری میں بڑھا ہوگا، اتنا ہی خدا کے دربار میں زیادہ معزز ہوگا۔ رہی یہ بات کہ کون پرہیزگار ہے؟ کیا پرہیزگاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں۔ بلکہ خدا خود سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبردار ہے۔ اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں۔ اسی لئے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ فریب نہیں کھاتا"۔

(ثناء اللہ امرتسری، تفسیر ثنائی، جلد سوم، ص ۲۷۹،
حم ۲۶، الحجرات ۴۹، ادارہ ترجمان السنہ' لاہور، طبع دوم،
نقوش پریس، ستمبر ۱۹۷۱ء)۔

۷- مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

(م ۱۹۴۳ء)

"بیان القرآن"

برصغیر کے جلیل القدر عالم و مؤلف و شیخ طریقت، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۹۴۳ء' تھانہ بھون' مظفر نگر' یوپی' ہند) سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کی تشریح کرتے ہوئے اپنی مختصر و جامع اردو تفسیر "بیان القرآن" میں فرماتے ہیں :۔

" حکم ششم نهی از تفاخر بالأنساب"

يا يها الناس إنا خلقناكم من تعالى ذكر وأنثى (الى قوله تعالىٰ).... إن الله عليم خبير.

اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم و حوا) سے پیدا کیا ہے۔ (پس اس میں تو سب برابر ہیں)۔ اور (پھر جس بات میں فرق رکھا ہے کہ) تم کو مختلف قومیں اور (پھر ان قوموں میں) مختلف خاندان بنایا۔ (سو محض اسلئے) تاکہ ایک دوسری کو شناخت کر سکو (جس میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ نہ اس لئے کہ ایک دوسری پر تفاخر کرو۔ کیونکہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (اور پرہیزگاری ایسی چیز ہے کہ اس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ بلکہ اس کے حال کو محض) اللہ خوب جاننے والا (اور وہی اس سے) پورا خبردار ہے۔ (پس اس پر بھی شیخی مت کرنا کما قال تعالى :۔ فلا تزكوا أنفسكم).

ف۔ "شعب" خاندان کی جڑ کو کہتے ہیں' اور قبیلہ اس کی شاخ کو۔ مثلاً سید ایک "شعب" ہے اور حسنی و حسینی "قبائل" ہیں۔ وعلی ہذا۔ اور تعارف کی مصلحتیں متعدد ہیں۔ مثلاً ایک نام کے دو شخص ہیں۔ خاندان کے تفاوت سے دونوں میں تمیز ہو سکتا ہے۔ اور مثلاً یہ کہ اس سے دور کے اور نزدیک کے رشتوں کی پہچان ہوتی ہے۔ اور بقدر قرب و بعد نسب کے ان کے حقوق شرعیہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اور مثلاً اس سے عصبات کا قرب و بعد معلوم

ہوتا ہے تو حاجب و محجوب متعین ہوتا ہے۔ اور مثلاً یہ کہ اپنا خاندان معلوم ہوگا تو اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب نہ کریگا جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے۔ اور شرف نسبی معتبر ہونے کی حد اور درجہ پارہ "الم" کے ختم آیت :۔ تلك أمة قد خلت.....۔ واقعہ موقع اول کی تفسیر میں لکھ چکا ہوں۔ ملاحظہ کرلیجیے۔

ربط :۔ اوپر تفاخر بالانساب کے بعد :۔" إن اكرمكم.. الخ" میں دعوی تقدس سے منع کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جیسا اوپر تفسیر کی تقریر سے معلوم ہو چکا ہے۔

(اشرف علی تھانوی، بیان القرآن، حم ۲۶، الحجرات : ۱۳، جلد ۱۱، ص ۴۸، مکتبۃ الحسن، مکہ پریس لاہور، طبع اول، اشرف المطابع تھانہ بھون، مظفر نگر، ۱۳۵۳ھ)۔

مولانا تھانوی آیت : تلك أمة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔ (الم، البقرة:۱٤۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

"عدم کفایت انتساب بمقبولین در نجات

تلك أمة قد خلت (إلى قوله) ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔

یہ (ان بزرگوں کی) ایک جماعت تھی جو (اپنے زمانہ میں) گزر چکی۔ ان کے کام ان کا کیا ہوا آویگا۔ اور تم سے ان کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہوگی۔ (اور خالی تذکرہ بھی تو نہ ہوگا)۔ رہا اس سے تم کو نفع پہنچنا، یہ تو بڑی دور ہے۔

ف۔ انتساب بالمقبولین کا نافع نہونا اس شخص کے لئے ہے جو عقائد قطعیہ میں بھی ان مقبولین کا مخالف ہو۔ گو طبعاً ان حضرات سے محبت بھی رکھتا ہو۔ اور یہود و نصاری ایسے ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت چونکہ عقائد قطعیہ سے ہے اور سب انبیاء اس کے مصدق تھے، یہ لوگ اسی میں مخالف تھے۔ اور جو شخص ایسے عقائد میں موافق و متبع ہو گو کسی امر جزئی میں عاصی بھی ہو، ایسے شخص کو اس انتساب کا کسی درجہ میں نافع ہونا، خواہ شفاعت سے یا محبت سے یا بناء بر معیت کے محض مشیت سے، یہ نصوص صحیحہ سے

ثابت ہے۔ اور اسی انتساب کو نسب سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ انتساب مؤمنین کو نافع ہوگا' نہ کہ کفار کو۔ اور نسب اس معنی کے اعتبار سے نافع ہے' نہ کہ شرافت بالمعنی العرفی کے اعتبار سے۔ خوب سمجھ لو۔

اب یہ سب نصوص ودلائل متطابق ومتوافق ہوگئے مثل آیت :۔

والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بإیمان الحقنا بهم ذریتهم۔

و آیت:۔ فلا أنساب بینهم یومئذ۔

و آیت:۔ إن أکرمکم عنداللّٰه اتقاکم۔

وحدیث شفاعت ...

وحدیث:۔ المرء مع من أحب۔

وحدیث: یا فاطمة ! أنقذی نفسك من النار

لا أغنی عنك من اللّٰه شیئاً۔

رہا دنیا میں تفاوت انساب، اپنے آثار کے اعتبار سے بلاشبہ متضمن مصالح کثیرہ مشاہدہ ہے۔ لیکن اپنا تفاخر اور دوسرے کی تحقیر حرام ہے"۔

(اشرف علی تھانوی، بیان القرآن، جلد ۱، ص ۷۴، پارہ الم، البقرہ، طبع اول، اشرف المطابع تھانہ بھون، مظفر نگر، ۱۳۵۳ھ، ثم مکتبہ الحسن، لاہور)۔

۸- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(م ۱۹۷۹ء)

"تفہیم القرآن"

عالمی شہرت یافتہ مفکر و مؤلف اسلامی، بانی "جماعت اسلامی" مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (م ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء بفلو' امریکہ، و تدفین، لاہور) کی ذات بابرکات عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی سو سے زائد معرکۃ الآرا تصانیف و مقالات کے علاوہ چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل تفسیر "تفہیم القرآن" سے بھی عالم اسلام میں لاکھوں قارئین مستفید ہو چکے ہیں۔

سورۃ الحجرات' آیت ۱۳ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بڑے تفصیلی و قیمتی نقاط بیان فرمائے ہیں :۔

يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى
وجعلناكم شعوباً وقبائل لتعارفوا.
إن اكرمكم عندالله أتقاكم.
إن الله عليم خبير.

ترجمہ :۔ لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔
اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں
تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔
در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے'
جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔
یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

"اس مختصر سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے تین نہایت

اہم اصولی حقیقتیں بیان فرمائی ہیں :۔

ایک یہ کہ تم سب کی اصل ایک ہے، ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے تمہاری پوری نوع وجود میں آئی ہے، اور آج تمہاری جتنی نسلیں بھی دنیا میں پائی جاتی ہیں، وہ درحقیقت ایک ابتدائی نسل کی شاخیں ہیں، جو ایک ماں اور ایک باپ سے شروع ہوئی تھیں۔ اس سلسلہ تخلیق میں کسی جگہ بھی اس تفرقے اور اونچ نیچ کے لئے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے جس کے زعم باطل میں تم مبتلا ہو۔ ایک ہی خدا تمہارا خالق ہے، ایسا نہیں ہے کہ مختلف انسانوں کو مختلف خداؤں نے پیدا کیا ہو۔ ایک ہی مادۂ تخلیق سے تم بنے ہو، ایسا بھی نہیں ہے کہ کچھ انسان کسی پاک یا بڑھیا مادے سے بنے ہوں اور کچھ دوسرے انسان کسی ناپاک یا گھٹیا مادے سے بن گئے ہوں۔ ایک ہی طریقے سے تم پیدا ہوئے ہو، یہ بھی نہیں ہے کہ مختلف انسانوں کے طریق پیدائش الگ الگ ہوں۔ اور ایک ہی ماں باپ کی تم اولاد ہو، یہ بھی نہیں ہوا ہے کہ ابتدائی انسانی جوڑے بہت سے رہے ہوں جن سے دنیا کے مختلف خطوں کی آبادیاں الگ الگ پیدا ہوئی ہوں۔

دوسرے یہ کہ اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود تمہارا قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو جانا ایک فطری امر تھا۔ ظاہر ہے کہ پوری روئے زمین پر سارے انسانوں کا ایک ہی خاندان تو نہیں ہو سکتا تھا۔ نسل بڑھنے کے ساتھ ناگزیر تھا کہ بے شمار خاندان بنیں اور پھر خاندانوں سے قبائل اور اقوام وجود میں آجائیں۔ اسی طرح زمین کے مختلف خطوں میں آباد ہونے کے بعد رنگ، خدوخال، زبانیں اور طرز بود و ماند بھی لا محالہ مختلف ہی ہو جانے تھے۔ اور ایک خطے کے رہنے والوں کو باہم قریب تر اور دور دراز خطوں کے رہنے والوں کو باہم بعید تر ہی ہونا تھا۔

مگر اس فطری فرق و اختلاف کا تقاضا یہ ہرگز نہ تھا کہ اس کی بنیاد پر اونچ نیچ، شریف اور کمین، برتر اور کمتر کے امتیازات قائم کئے جائیں۔ ایک نسل دوسری نسل پر اپنی فضیلت جتائے۔ ایک رنگ کے لوگ دوسرے رنگ کے لوگوں کو ذلیل و حقیر جانیں۔ ایک قوم دوسری قوم پر اپنا تفوق جمائے۔ اور انسانی حقوق میں ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر ترجیح حاصل ہو۔ خالق نے جس وجہ سے انسانی گروہوں کو اقوام اور قبائل کی شکل میں مرتب کیا

تھا، وہ صرف یہ تھی کہ ان کے درمیان باہمی تعارف اور تعاون کی فطری صورت یہی تھی۔ اسی طریقے سے ایک خاندان، ایک برادری، ایک قبیلے اور ایک قوم کے لوگ مل کر مشترک معاشرت بنا سکتے تھے۔ اور زندگی کے معاملات میں ایک دوسرے کے مددگار بن سکتے تھے۔ مگر یہ محض شیطانی جہالت تھی کہ جس چیز کو اللہ کی بنائی ہوئی فطرت نے تعارف کا ذریعہ بنایا تھا، اسے تفاخر اور تنافر کا ذریعہ بنالیا گیا۔ اور پھر نوبت ظلم و عدوان تک پہنچادی گئی۔

تیسرے یہ کہ انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی بنیاد اگر کوئی ہے اور ہو سکتی ہے تو وہ صرف اخلاقی فضیلت ہے۔ پیدائش کے اعتبار سے تمام انسان یکساں ہیں، کیونکہ ان کا پیدا کرنے والا ایک ہے، ان کا مادۂ پیدائش اور طریق پیدائش ایک ہی ہے، اور ان سب کا نسب ایک ہی ماں باپ تک پہنچتا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کا کسی خاص ملک، قوم یا برادری میں پیدا ہونا ایک اتفاقی امر ہے جس میں اس کے اپنے ارادہ و انتخاب اور اس کی اپنی سعی و کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ کوئی معقول وجہ نہیں کہ اس لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہو۔ اصل چیز جس کی بنا پر ایک شخص کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ دوسروں سے بڑھ کر خدا سے ڈرنے والا، برائیوں سے بچنے والا، اور نیکی و پاکیزگی کی راہ پر چلنے والا ہو۔ ایسا آدمی خواہ کسی نسل، کسی قوم اور کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو، اپنی ذاتی خوبی کی بناء پر قابل قدر ہے۔ اور جس کا حال اس کے برعکس ہو، وہ بہر حال ایک کمتر درجے کا انسان ہے، چاہے وہ کالا ہو یا گورا، مشرق میں پیدا ہوا ہو یا مغرب میں"۔

(سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، سورۃ الحجرات، تفسیر آیت ۱۳، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، طبع چہارم ستمبر ۱۹۷۳ء، ص ۴۶-۴۸)۔

اسی سلسلہ کلام میں سید مودودی مختلف احادیث نبویہ نقل فرمانے کے بعد آخر میں شادی بیاہ کے سلسلہ میں "کفو" (برابری، ہم پلہ ہونا) کے حوالہ سے فرماتے ہیں :۔

"اس سلسلہ میں ایک غلط فہمی کو رفع کر دینا بھی ضروری ہے۔ شادی بیاہ کے معاملہ میں اسلامی قانون "کفو" کو جو اہمیت دیتا ہے، اس کو بعض لوگ اس معنی میں لیتے ہیں کہ کچھ برادریاں شریف اور کچھ کمین ہیں اور ان کے درمیان مناکحت قابل اعتراض ہے۔ لیکن دراصل یہ ایک غلط خیال ہے۔ اسلامی قانون کی رو سے ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان

عورت سے نکاح ہو سکتا ہے۔ مگر ازدواجی زندگی کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ زوجین کے درمیان عادات، خصائل، طرز زندگی، خاندانی روایات اور معاشی و معاشرتی حالات میں زیادہ سے زیادہ مطابقت ہو تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح نباہ کر سکیں۔ یہی کفائت کا اصل مقصد ہے۔ جہاں مرد اور عورت کے درمیان اس لحاظ سے بہت زیادہ بعد ہو، وہاں عمر بھر کی رفاقت نبھ جانے کی کم ہی توقع ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسلامی قانون ایسے جوڑ لگانے کو ناپسند کرتا ہے، نہ اس بناء پر کہ فریقین میں سے ایک شریف اور دوسرا کمین ہے، بلکہ اس بناء پر کہ حالات میں زیادہ بین فرق و اختلاف ہو تو شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنے میں ازدواجی زندگیوں نے ناکام ہو جانے کا زیادہ امکان ہوتا ہے"۔

(ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، تفسیر سورۃ الحجرات، آیت ۱۳،
ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ستمبر ۱۹۷۳ء، ص ۵۰-۵۱)۔

۹- مولانا امین احسن اصلاحیؒ

(م ۱۹۹۷ء)

"تدبر قرآن"

تلمیذ امام حمید الدین فراہیؒ، مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحیؒ (م ۱۴ شعبان ۱۴۱۸ھ / ۱۵ دسمبر ۱۹۹۷ء، لاہور)۔ بر صغیر کے جلیل القدر علمائے مفسرین و محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور بیک وقت درویشی و بے باکی کا عمدہ امتزاج تھے۔ آپ کی متعدد و متنوع علمی و دینی تصانیف میں کئی ضخیم جلدوں میں ہزاروں صفحات پر مشتمل تفسیر "تدبر قرآن" منفرد و ممتاز اور لاکھوں قارئین میں مقبول عام ہے۔ جس کی خاص صفت نظم قرآن یعنی ہر سورۃ کے سابقہ و آئندہ سورہ، نیز ہر ہر آیت کے ماسبق و مابعد سے ربط و تعلق کا اثبات اور لغوی و نحوی نقاط کا بیان ہے۔ سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کی تفسیر میں استاذ امین احسن اصلاحیؒ رقمطراز ہیں :۔

یأیھاالناس إنا خلقناکم من ذکر و أنثی
وجعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا
إن أکرمکم عندالله أتقاکم إن الله علیم خبیر.

ترجمہ :۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی نر اور ناری سے پیدا کیا ہے۔ اور تم کو کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے کہ تم باہمدگر تعارف حاصل کرو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ اشرف وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ بڑا ہی علیم و خبیر ہے : ۱۳)۔

(مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، جلد ششم، ص ۵۰۴).

"ایک عام خطاب سے اس نسلی، خاندانی اور قبائلی غرور کا یک قلم خاتمہ کر دیا جو ان برائیوں میں سے اکثر کا سبب بنتا ہے جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ اے لوگو! اس حقیقت

کو اچھی طرح ذہن نشین رکھو کہ ہم نے سب کو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے۔ یعنی تمام بنی نوع انسان کا آغاز آدمؑ ہی سے ہوا ہے۔ اس وجہ سے باعتبار خلقت کسی کو کسی پر کوئی شرف و تفوق حاصل نہیں ہے۔ خاندانوں اور قبائل کی تقسیم محض تعارف اور شناخت کے لئے ہے۔ کسی خاص خاندان یا قبیلہ کو اللہ تعالیٰ نے بجائے خود یہ امتیاز نہیں بخشا ہے کہ جو اس میں پیدا ہو' وہ اللہ کے ہاں معزز بن جائے اور دوسروں کے مقابل میں وہ اپنے کو اشرف و اعلیٰ سمجھنے لگے۔ جس طرح اللہ نے لوگوں کی شکلوں، ان کے رنگوں اور ان کے قدو قامت میں فرق رکھا تاکہ لوگ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔ اس سے زیادہ ان حد بندیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ کسی خاندان یا قبیلہ کے لوگ اس پندار میں مبتلا ہو جائیں کہ وہ اللہ کے نزدیک معزز ہیں' اس نے ان کو دوسروں پر کوئی برتری بخشی ہے۔ اللہ کے ہاں عزت کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ اس کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی حدود کی سب سے بڑھ کر پابندی قائم رکھنے والا ہے۔

ان اللہ علیم خبیر :۔ یعنی اس مقرر کردہ معیار پر لوگوں کو پرکھنے میں اللہ تعالیٰ کو کوئی زحمت یا کوئی مغالطہ پیش آنے کا امکان نہیں۔ وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر ایک کے ہر قول و فعل کی خبر رکھنے والا ہے۔ جو عزت کا مستحق ہو گا، وہ اپنا عزت کا مقام پا کے رہے گا۔ اگرچہ وہ کتنے ہی کم تر اور حقیر خاندان کے اندر سے اٹھا ہو۔ اور جو اس کا مستحق نہیں ہو گا، وہ خواہ کتنا ہی بڑا قریشی و ہاشمی یا سورج بنسی اور چاند بنسی ہو، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو اس کھڈ میں پھینکے گا، جس کا وہ سزاوار ہو گا"۔

(مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، جلد ششم، ص ۵۱۲-۵۱۳، تفسیر سورۃ الحجرات، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، طبع اول' ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ/ نومبر ۱۹۷۸ء، مکتبہ جدید پریس، لاہور)۔

۱۰- پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

(م ۱۹۹۸ء)

"ضیاء القرآن"

پاکستان کے نامور عالم و مصنف و سیرت نگار (مؤلف "ضیاء النبیؐ") صاحب شریعت و طریقت جسٹس (ر) پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (م ۹ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ / ۷-اپریل ۱۹۹۸ء، اسلام آباد، و مدفون بھیرہ) اپنی معرکۃ الآرا تفسیر "ضیاء القرآن" میں (سورۃ الحجرات، آیت: ۱۳) کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

يأيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ إن أكرمكم عند الله أتقاكم۔ إن الله عليم خبير۔

اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو (۲۶)۔ تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے (۲۷)۔

(۲۶)۔ دور جاہلیت کے عرب دیگر گوناگوں خرابیوں کے ساتھ ساتھ تفاخر کی بیماری میں بری طرح مبتلا تھے۔ وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف اور اعلیٰ خیال کرتے۔ ان سب میں قریش کے فخر و مباہات کی شان ہی الگ تھی۔ جب مکہ فتح ہوا اور اس کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلالؓ نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دینی شروع کی تو شرفائے قریش پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلی حزن و ملال کا اندازہ اس مکالمہ سے لگایئے جو ان میں ہوا۔

عتاب ابن اسید بولا:- اللہ کا شکر ہے میرا باپ یہ روح فرسا منظر دیکھنے سے پہلے مر گیا۔

حارث ابن ہشام کہنے لگا کہ :۔ اس کالے کوے کے بغیر محمد (فداہ ابی وامی) کو اور کوئی مؤذن نہیں ملا۔

سہیل ابن عمرو نے کہا :۔ جیسے اللہ کی مرضی۔

ابو سفیان نے کہا :۔ میں تو کچھ نہیں کہتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری اس گفتگو پر اللہ تعالی اس کو آگاہ کر دے۔

اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعمِ باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

تفاخر کا یہ نظریہ جاہل اور غیر مہذب عربوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روئے زمین پر جو متمدن اور شائستہ قومیں آباد تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس بیماری میں مبتلا تھیں۔ کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا۔ کہیں ان کے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی۔ کہیں زبان ورنگ وجہ افتخار بنے ہوئے تھے۔ اس فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر قوم اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطۂ زمین کی عظمت کے باعث اپنا یہ حق سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کو تاخت و تاراج کرے، ان کی دولت کو لوٹے، ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے۔ اس شر انگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا۔ اور شرفِ انسانی کی قبا تہذیب و تمدن کے علمبرداروں کے ہاتھوں تار تار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں صرف اس زمانہ میں ہی موجود نہ تھیں جنہیں ازمنۂ مظلمہ کہا جاتا ہے' بلکہ آج بھی ان کی ہلاکت آفرینیوں سے انسانیت کی جبین شرم کے مارے عرق آلود ہوتی رہتی ہے۔ بھارت، جسے دنیا بھر میں سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا دعوای ہے، وہاں آج بھی طبقاتی امتیازات جوں کے توں قائم ہیں۔ بھارت کے طول و عرض میں اس بیسویں صدی میں بھی اچھوت نہ اعلی ذات کے ہندوؤں کے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کنوؤں سے پانی بھر سکتے ہیں۔ امریکہ میں بے شمار ایسے ہوٹل ہیں جن کے دروازوں پر جلی حروف میں لکھا ہوتا ہے :۔

"ریڈ انڈین (وہاں کے اصل باشندے) اور کتے داخل نہیں ہو سکتے"۔

سفید فام باشندوں کے سکول اور کالج تک مخصوص ہیں جہاں سیاہ فام حبشی تعلیم

حاصل نہیں کر سکتے۔ اپنی قومی برتری کا یہ غرور تھا جس نے جرمن قوم میں ہٹلر کا روپ اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وطنیت، قوم، رنگ نسل اور زبان کے بتوں کی پوجا آج بھی اسی زور شور سے ہو رہی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں ان تمام بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا :۔ اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو، تمہاری نسل کا سلسلہ اس ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے۔ تمہارا مادۂ تولید بھی یکساں ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعوی سراسر کم فہمی اور نادانی ہے۔ اولادِ آدم کا مختلف شعوب و قبائل میں بٹنا اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف و اعلی خیال کرے، بلکہ اس لیے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔

الشعوب: رؤس القبائل مثل ربيعة، مضر، الأوس والخزرج۔

شعوب کا واحد شعب ہے۔ وہ ایسے اصل کو کہتے ہیں جس سے کئی قبیلے نکلتے ہوں۔ ان کی ترتیب یہ ہے :۔ شعب، قبیلہ، فصیلہ، عمارہ، بطن اور فخذ۔

(۲۷)۔ کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا 'اور چہرے کی کوئی خاص رنگت' اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہ تھا۔ اس لیے قرآنِ کریم نے اس کو وجہِ افتخار قرار نہ دیا' البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلی ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے۔ اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنا پر جو معزز و محترم ہو گا وہ فخر و غرور سے یکسر پاک ہو گا۔ اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لیے باعثِ خیر و برکت ہو گا بلکہ تمام نوعِ انسانی اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مختلف مواقع پر بڑے اثر انگیز انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشاداتِ نبوی سماعت فرمایئے :۔

فتح مکہ کے دن حضورؐ نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے لیے بھی جگہ نہ تھی۔ حضورؐ لوگوں کے بازوؤں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اترے۔ حضورؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا :۔

يأيها الناس! إن الله تعالى قد أذهب عنكم عيبة الجاهلية وتعظمها بآبائها' فالناس رجلان: رجل برتقى كريم على الله تعالىٰ ورجل فاجر شقى هين على الله تعالىٰ ۔ الناس كلهم بنو آدم و خلق الله آدم من تراب۔ (بيهقى. شعب الايمان، ترمذى).

ترجمہ:۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے تم سے عہدِ جاہلیت کی خامیاں دور کر دیں اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! انسانوں کے بس دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک متقی جو اللہ کے نزدیک محترم ہے۔ دوسرا بدکار، بدبخت جو اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔ ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا :۔

يأيها الناس! ألا إن ربكم واحد ، لا فضل لعربى على عجمى ولا لعجمى على عربى، ولا لأسود على أحمر ولا لأحمر على أسود إلا بالتقوىٰ۔ إن اكرمكم عندالله أتقاكم۔ ألاهل بلغت؟ قالوا: بلىٰ يا رسول الله! قال: فليبلغ الشاهد الغائب۔ (بيهقى).

ترجمہ:۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کسی کالے کو سرخ پر اور نہ کسی سرخ کو کالے پر برتری حاصل ہے بجز تقویٰ کے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہو گا۔ لوگو! کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا : یارسول اللہ! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا : جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

كلكم بنو آدم و آدم خلق من تراب. ولينتهين قوم يفخرون بآبائهم أو ليكونن أهون على الله من الجعلان..(بزار)

ترجمہ:۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آجائیں، ورنہ وہ اللہ کے نزدیک گوبر کے کالے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان اللّٰہ لا یسئلکم عن أحسابکم ولا عن أنسابکم یوم القیامة. إن أکرمکم عنداللّٰہ أتقاکم... (تفسیر ابنِ جریر)۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ روزِ محشر تم سے تمہارے حسب و نسب کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

إن اللّٰہ لا ینظر إلیٰ صورکم و أموالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم وأعمالکم... (مسلم)۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا' بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

0 0 0

قرآنِ کریم کی اس تعلیم اور نبی کریمؐ کے ان ارشادات کا اعجاز تھا کہ ایک ایسی امت معرضِ وجود میں آگئی جن کے نزدیک عظمت و بزرگی کا معیار فقط تقویٰ اور پارسائی تھی۔ باقی تمام جھوٹے امتیازات مٹ گئے۔ فخر و مباہات کے جملہ اسباب کا قلع قمع ہو گیا"۔

(پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، جلد چہارم، تفسیر سورۃ الحجرات، آیت ۱۳، ص ۵۹۹-۶۰۱، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، رمضان ۱۳۹۹ھ)۔

خلاصہ و نتیجہ آیات قرآن

بحوالہ ذات پات

۱۔ تخلیق آدم سے روز قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسان بشمول جملہ انبیاء و مرسلین و صحابہ و اہل بیت، سلام اللہ ورضوانہ علیہم اجمعین' رسول خدا سیدنا آدم و سیدہ حوا سلام اللہ علیہما کی اولاد ہیں۔ اور آل رسول و اولاد نبی (آدمؑ) ہونے کی حیثیت سے مشترک الأصل و مساوی النسب ہیں۔

۲۔ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا۔ اور اس میں روح پھونک کر انہیں مسجود ملائک قرار دیا۔ پھر انہی سے ان کا جوڑا بصورت حوا' بلا مادر و پدر تخلیق فرمایا۔ اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو اولاد آدم میں سے سیدہ مریمؑ کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا کر کے آدمؑ و حواؑ کی طرح ایک منفرد شان تخلیق بخشی۔

مگر جس طرح آدم و حوا کا بغیر ماں باپ کے پیدا کیا جانا' ان کے مخلوق خدا کے بجائے جزو خالق و شریک خدا ہونے کی دلیل قرار نہیں دیا جا سکتا، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے تخلیق شدہ ہونا عیسیٰؑ و مادر عیسیٰؑ کو مخلوق خدا کے بجائے جزو خالق و شریک خدا ٹھہرانے کی دلیل قرار نہیں پاتا۔

۳۔ رسول خدا سیدنا آدمؑ و سیدہ حواؑ کی تمام اولاد مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ روئے زمین کے مختلف اطراف و اکناف میں پھیلتی چلی گئی۔ اور اپنی کثرت تعداد کی بناء پر بالکل فطری طور پر مختلف رنگ و نسل و علاقہ و زبان کے حامل شعوب و قبائل میں تقسیم در تقسیم ہوتی چلی گئی۔ مگر اس تقسیم شعوب و قبائل کا مقصد حقیقی مختلف دینی و معاشرتی و دیگر ضروریات کے حوالہ سے محض تعارف و باہم پہچان کرانا ہے' نہ کہ باہم تفاخر و تحقیر۔ کیونکہ بنیادی طور پر تمام افراد و اقوام و قبائل مشترک الاصل و مساوی النسب اولاد آدمؑ و حواؑ ہیں'

جن میں اللہ کے نزدیک بلا امتیاز رنگ و نسل و علاقہ و زبان سب سے زیادہ مقام عزت و کرامت کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ ایمان و تقوی کا حامل ہے۔ (إن الدين عند الله الإسلام. إن أكرمكم عند الله أتقاكم).

۴- ابتدائے آفرینش سے یوم قیامت تک اربوں انسانوں پر مشتمل پوری نوع انسانی کے اہل اسلام میں سے بلحاظ ایمان و تقوی عظیم ترین مقام و فضیلت کلیہ کے حامل سیدنا آدمؑ سے النبی الخاتمؐ تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار جملہ انبیاءؑ و مرسلینؑ سلام اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ جو مختلف زمان و مکان و اقوام و قبائل و اوطان میں توحید و رسالت و حیات بعد الموت کے مشترک و ابدی پیغام ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ اور جن کے مابین خالق کائنات کی جانب سے باہم مدارج فضیلت رکھے گئے۔ (تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض). مگر بحیثیت اولاد آدم سب مشترک الأصل و مساوی النسل آل رسول و اولاد نبی (آدمؑ) ہیں۔ اور ان کے مابین فضیلت باہم بر بنائے اختلاف اصل و نسل نہیں بلکہ بر بنائے اصطفاء و انتخاب و مصالح رب والہ ہے۔ مگر اس فضیلت باہم و فضیلت کلیۂ انبیاءؑ و مرسلینؑ علی غیرھم من الناس اجمعین کے باوجود نہ تو ان جملہ انبیاء و مرسلین کا نکاح و ازدواج اپنے سے کمتر فضیلت کی حامل مختلف اقوام و قبائل سے تعلق رکھنے والی (غیر نبی و غیر رسول) خواتین سے ممنوع قرار دیکر انہیں شادی بیاہ سے محروم رکھا گیا۔ اور نہ ہی جملہ انبیاء و مرسلین کی ان خواتین کے بطنوں سے پیدا شدہ کروڑوں مرد و زن پر مشتمل مختلف زمان و مکان و اقوام و قبائل میں منتشر اولاد کے لیے اپنے خانوادہ ہائے نبوت و رسالت سے باہر شادی بیاہ کو رب العالمین یا انبیاءؑ و مرسلینؑ کی جانب سے ممنوع و حرام ٹھہرایا گیا۔ اور نہ ہی اسوہ انبیاء و اولاد انبیاء سے نکاح و ازدواج کے سلسلہ میں ذات پات و رنگ و نسل و شعوب و قبائل کی کسی لازمی پابندی و تفریق کی تائید ہوتی ہے۔

۵- انبیاء و مرسلین کے خاندانوں سے تعلق رکھنے والا ہر وہ عالی النسب مرد و زن علو نسبی کے باوجود بحکم خدا قابل مذمت و خارج از اہل بیت رسولؐ قرار پایا جو ایمان و تقوی سے

محروم اور کفر و شرک کا مرتکب ٹھہرا۔ جن میں فرزند نوحؑ، والد ابراہیمؑ (آذر) زوجہ نوحؑ و لوطؑ اور عم رسولؐ، ابو لہب و زوجہ ابو لہب نمایاں ترین قرآنی مثالیں ہیں۔

اس کے برعکس اللہ نے زوجہ فرعون سیدہ آسیہؑ کو قرآن میں وہ مقام عظمت، دین و تقویٰ کی بناء پر عطا فرمایا جو تا قیامت جملہ اہل دین و تقویٰ کے لئے قابل رشک و تقلید اور نادر المثال ہے۔

اسی طرح بغیر باپ کے پیدا شدہ سیدنا مسیحؑ اور ان کی بہتان زدہ مادر مظلوم و معصوم سیدہ مریمؑ کو منفرد و بیمثال ابدی مقام و عظمت عطا فرما کر عیسیٰؑ و مادر عیسیٰؑ کے دشمن، عالی نسب بنی اسرائیل کو لاچار و لاجواب کر دیا۔

۶۔ آدمؑ تا خاتمؐ جملہ انبیاءؑ و مرسلینؑ کے بعد اللہ کے ہاں ان سے کمتر مگر متصل مقام و منصب دین و تقویٰ و فضیلت علی غیرھم کے حامل اصحاب جملہ انبیاءؑ و مرسلینؑ قرار پائے ہیں۔ جن میں خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لاکھ سے زائد (تقریباً ڈیڑھ لاکھ) جملہ صحابہ کرامؓ بلا امتیاز مرد و زن و رنگ و نسل و اقوام و اوطان، افضل الناس اجمعین بعد الانبیاء والمرسلین اور مغفرت و جنت و رضوان خدا کے بلا استثناء بشارت یافتہ ہیں۔

قریش و بنو ہاشم اور عرب و عجم کے لاتعداد شعوب و قبائل و اقوام و اوطان سے تعلق رکھنے والے ان جملہ صحابہ کرامؓ کی انبیاءؑ والمرسلینؑ کے بعد تمام جن و انس پر بلا تمیز ذات پات و ملک و ملت فضیلت کلیہ و لدیہ ایمان و تقویٰ کے ہمراہ صحبت نبوی پر مبنی ہے۔ اور بعد ازاں ان کے مابین فضیلت باہم دینی و نبوی حوالوں سے موجود ہے۔ (السابقون الاولون، انصار و مہاجرین، مجاہدین بدر و احد و خندق، ایمان و اسلام قبل و بعد فتح مکہ، اھل بیت و اقارب و مقربان رسولؐ وغیرہ)۔

مگر نہ صرف باہم اختلاف فضیلت کی بناء پر ان جملہ صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد و اقارب، فرزندان و دختران کا (ماں، بہن، بیٹی اور دیگر محرمات شرعیہ کے علاوہ) خاندان نبوت (قریش و بنو ھاشم و اولاد رسولؐ) میں نیز خارج از قبیلہ نکاح و ازدواج کا

سلسلہ شرعاً ممنوع و منقطع قرار نہیں دیا گیا ' بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مختلف افراد و قبائل میں اپنے اور اپنی اولاد کے رشتے ناطے قائم کئے۔ اور اہل بیت سمیت جملہ صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے سے کمتر غیر صحابہؓ (تابعینؒ و تبع تابعینؒ) میں اپنی اور اپنے بیٹوں بیٹیوں' عزیز و اقارب کی شادیاں کیں۔ اور اسے قرآن و رسولؐ و صحابہ کرامؓ نے کبھی بھی فضیلت نبوت و رسالت و صحابیت کے منافی یا ممنوع قرار نہیں دیا۔ (نکاح زیدؓ و زینبؓ، وغیرہ)۔

۷- قرآن مجید نے بلا تمیز ذات پات تمام ازواج رسولؐ (از قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم) کو تا قیامت امہات المؤمنین، اہل بیت رسولؐ، مصداق آیہ تطہیر (ازواج مطہرات) اور لاثانی و بیمثال قرار دیا۔ اور بحیثیت امہات المؤمنین ' تمام صحابہؓ و اہل بیتؓ و اھل اسلامؓ کے لئے ازواج رسولؐ سے نکاح کو تا قیامت حرام قرار دے دیا گیا۔

مگر امہات المؤمنینؓ کے علاوہ دختران و فرزندان و دیگر اقارب رسولؐ (از روئے احادیث نبویہ اہل بیت رسولؐ) کے بارے میں نہ تو قرآن مجید میں کوئی علیحدہ احکام حرمت نکاح و ازدواج نازل کئے گئے' اور نہ ہی ماں، بہن، بیٹی اور دیگر براہ راست و بالواسطہ محرمات شرعیہ کے حوالہ سے قرآنی بیانات میں امت کے لئے اولاد و اقارب رسولؐ و قریش و بنی ھاشم سے نکاح و ازدواج کو حرام ٹھہرایا گیا۔

۸- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین بیٹیوں یعنی سیدہ زینب ہاشمیہؓ (زوجہ ابو العاصؓ اموی قرشی) نیز سیدہ رقیہؓ و ام کلثومؓ ہاشمیہ (یکے بعد دیگرے زوجہ عثمانؓ اموی قرشی) کی شادیاں بنو ہاشم سے باہر کیں۔ جبکہ سیدہ رقیہؓ و ام کلثومؓ کو آپؐ کے ہاشمی النسب چچا' ابو لہب کے بیٹوں عتبہ و عتیبہ نے بعثت نبویہ کے بعد بلا رخصتی طلاق دیدی تھی۔

نیز آپؐ نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب الھاشمیہ القرشیہ کا نکاح مقدادؓ بن اسود (غیر ہاشمی غیر قریشی غیر عرب آزاد کردہ غلام) سے بنفس نفیس فرمایا۔

قرآن مجید میں حرمت متبنی (منہ بولا بیٹا بنا کر اپنے نسب میں شامل کرنے کی

ممانعت) سے پہلے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ (غیر ہاشمی غیر قریشی و بروایت غیر عرب) کو نہ صرف اپنا متبنی (منہ بولا بیٹا) بنایا' بلکہ اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ اسدیہ ہاشمیہ قرشیہ کی شادی بالاصرار زید سے کروائی۔ (اور بعد ازاں بحکم خدا بعد از طلاق زینبؓ خود ان سے نکاح فرما کر منہ بولے بیٹے کی بیوی سے شادی کی خود ساختہ حرمت و کراہت کے جاہلی عرب تصور کو ختم فرمایا)۔ پس یہ نکاح زیدؓ و زینبؓ ذات پات کے بجائے محض اسلام کے نکاح و ازدواج کے شرط لازم ہونے کی قرآنی و نبوی دلیل قرار پاتا ہے۔

روایات مفسرین کے مطابق ائمہ اربعہؒ میں سے امام دار الہجرۃ امام مالکؒ بن انسؓ (۹۳-۱۷۹ھ) کفو نسبی کے بجائے صرف دین اسلام کو نکاح فریقین کی شرط لازم قرار دیتے ہیں۔ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت (۸۰-۱۵۰ھ) کفو نسبی میں بلا اجازت ولی اور غیر کفو نسبی میں یعنی ہر مسلمان کے ساتھ با اجازت ولی ہر مسلمہ کا نکاح جائز قرار دیتے ہیں۔ اگر کفو نسبی دین اسلام کی طرح قرآن و اسلام کی رو سے نکاح و ازدواج کی شرط لازم ہوتا' تو امت مسلمہ کی غالب اکثریت کے مقتدا و پیشوا امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ و متبعین ائمہ احناف و مالکیہ وغیرھم ہر مسلمہ کے ہر مسلمان سے نکاح کو مطلقاً یا با اجازت ولی درست نہ قرار دے پاتے۔ و علی ھذا القیاس۔

۹- قرآن مجید نے غیر ہاشمی (قرشی تیمی) ابو بکر صدیقؓ کو ثانی اثنین، صاحب رسولؐ اور آپؐ کے ہمراہ معیت الٰہی کا حامل قرار دے کر (توبہ: ۴۰) تمام قریش و بنی ہاشم سمیت پوری امت پر ان کی تا قیامت فضیلت و برتری پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

(افضل البشر بعد الأنبياء بالتحقيق أبوبكر الصديق)۔

اور آپ کی صاحبزادی' اہل بیت رسولؐ، سیدہ عائشہؓ ام المؤمنین (قرشیہ تیمیہ 'غیر ہاشمیہ) کی عصمت و برأت و تعظیم و تکریم میں آیات (سورۃ النور) نازل فرما کر ان کا منفرد و ممتاز عظیم الشان مقام و مرتبہ تا قیامت متعین فرما دیا۔

۱۰- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد ہاشمی النسب صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں

اپنے دوہرے غیر ہاشمی داماد سیدنا عثمانؓ اموی قرشی کو (صلح حدیبیہ سے پہلے) حیثیت پیغام رسان رسولؐ منتخب فرما کر اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے بعد افواہ شہادت عثمانؓ بدست مشرکین مکہ پر چودہ سو صحابہ کرامؓ سے جو بیت رضوان برائے قصاص عثمانؓ درخت تلے لی' اس بیعت رضوان پر قرآن خدا نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ (لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین إذا یبایعونك تحت الشجرة...)۔

پس قاصدی و بیعت رضوان بدست رسالتمآبؐ سمیت یہ جملہ فضیلتیں غیر ہاشمی (اموی قرشی) داماد رسولؐ عثمان ذوالنورین کو ازروئے بیان قرآنی و عمل نبوی حاصل ہوئیں۔

ان چند اشارات سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تعلیمات قرآن کی رو سے ذات پات یا فرق مراتب شرعیہ و فضیلت دینیہ اہل اسلام کے مابین نکاح و ازدواج میں قطعاً رکاوٹ یا باعث ممانعت نہیں ۔اور ازروئے قرآن' رسول خدا سیدنا آدم و سیدہ حوا سلام اللہ علیہما کی تمام اولاد' مشترک الاصل و مساوی النسب ہے' جبکہ تخلیق آدم مٹی سے کی گئی ہے۔

یأیها الناس إنا خلقناکم من ذکر و أنثیٰ'
وجعلنا کم شعوباً و قبائل لتعارفوا'
إن أکرمکم عند الله أتقاکم.

باب دوئم

حدیث نبوی

اور

ذات پات

۲- حدیث نبوی اور ذات پات

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی میں بھی ایسی روایات بکثرت موجود ہیں جن کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو اللہ کے رسول آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حوا سلام اللہ علیھا کی اولاد قرار دیا۔ اور تقوی کو اللہ کے ہاں اصل معیار فضیلت قرار دیتے ہوئے رنگ و نسل اور ذات پات کے جاہلی تعصبات کی بیخ کنی علی الاعلان فرمائی۔

چنانچہ "حدیث نبوی اور ذات پات" کے زیر عنوان آئندہ صفحات میں اس حوالہ سے حتی الامکان اختصار و جامعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے متعدد احادیث نبویہ بطور مثال نقل کی جارہی ہیں۔ تاہم اس سلسلہ کی تمام احادیث و روایات کا مطالعہ مستند کتب حدیث و سنت بالخصوص مؤطا امام مالک، مسند احمد، صحاح ستہ اور "مشکاۃ المصابیح" و "شعب الایمان" وغیرہ سے بالتفصیل کرنا علماء و محققین کے لئے ناگزیر ہے۔ من شاء فلیراجع۔

حدیث و سنت رسولؐ کے قرآن مجید کی طرح واجب الاتباع ہونے کے سلسلہ میں متعدد آیات قرآن وارد ہوئی ہیں۔ بطور اشارہ چند آیات ملاحظہ ہوں :۔

۱- ما آتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا۔ (الحشر:۸)۔

ترجمہ:۔ جو کچھ رسول تمہیں دے اسے تھام لو اور جس سے وہ منع کرے اس سے باز رہو۔

۲- قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم۔ (آل عمران:۳۱)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

۳- لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة۔ (الأحزاب:۲۱)۔

ترجمہ:۔ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے۔

٤- وأنزلنا اليك الذكر لتبين للناس مانزل إليهم۔ (النحل:٤٥)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لئے واضح طور پر بیان کردیں' جو کچھ ان کیلئے نازل کیا گیا۔

۵۔ قل اطیعوا اللّٰہ والرسول۔ (آل عمران:۳۲)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

۶۔ یایھا الذین آمنوا أطیعوا اللّٰہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فإن تنازعتم فی شئ فردوہ إلی اللّٰہ والرسول۔(النساء:۵۹)۔

ترجمہ:۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو نیز اپنے میں سے صاحب امر کی۔ پس اگر تم کسی چیز کے بارے میں باہم نزاع کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔

حدیث و سنت رسولؐ کے واجب الاتباع ہونے کے سلسلہ میں نازل شدہ متعدد آیات قرآن کے ساتھ ساتھ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن مجید و سنت رسولؐ کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین فرمائی :۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم :۔ ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما، کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ۔

(ألخطیب التبریزی، مشکاۃ المصابیح، باب الإعتصام بالکتاب والسنۃ، رواہ مالک بن أنس فی الموطا مرسلاً ، دمشق، منشورات المکتب الإسلامی، ۱۳۸۰ھ، المجلد الاول، ص ٦٦)۔

ترجمہ:۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے' ہرگز گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

اب "حدیث نبوی اور ذات پات" کے حوالہ سے احادیث نبویہ ملاحظہ ہوں :۔

احادیث نبویہ بحوالہ ذات پات

۱- تمام انسان اولاد آدمؑ ہیں۔ عربی، عجمی، گورے، کالے کو تقوی کے علاوہ ایک دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

۱- حدثنا عبدالله حد ثنی أبی ثنا اسماعیل ثنا سعید الجریری عن أبی نضرة حدثنی من سمع خطبة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی وسط أیام التشریق فقال:۔

یا یها الناس ! ألا إن ربکم واحد وإن أباکم واحد۔ ألا لا فضل لعربی علی أعجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی أسود، ولا لأسود علی أحمر إلا بالتقوی۔ أبلغت؟ قالوا: بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(مسند الامام احمد، المجلد الخامس، ص ٤١١، حدیث رجل من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ، بیروت، دار صادر ، المکتب الاسلامی للطباعة والنشر، ١٣١٣ھ)۔

ترجمہ :۔ ہم سے عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے بتلایا کہ ہمیں اسماعیل نے بتلایا کہ ہم سے سعید الجریری نے ابی نضرۃ سے روایت کر کے بیان کیا کہ مجھے اس شخص نے بتلایا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ ایام تشریق (حج) کے وسط میں سنا۔ پس آپ نے فرمایا :۔

اے لوگو! دیکھو یقیناً تمہارا رب ایک ہے اور یقیناً تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے، دیکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر' نہ کسی سرخ کو سیاہ پر اور نہ سیاہ کو سرخ پر، ماسوائے تقوی کے۔ کیا میں نے بات پہنچادی ؟لوگوں نے عرض

کیا :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات پہنچادی۔

ب— عن جابر بن عبداللّٰه قال:۔ خطبنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى وسط ايام التشريق خطبة الوداع فقال:۔

يايها الناس! إن ربكم واحد وإن أباكم واحد. ألا لا فضل لعربى على عجمى ولا لعجمى على عربى ولا لأحمر على أسود ولا لأسود على أحمر إلا بالتقوى ، إن أكرمكم عنداللّٰه أتقاكم. ألا هل بلغت؟ قالوا: بلى يا رسول اللّٰه! قال:فليبلغ الشاهد الغائب...

(البيهقى، شعب الايمان، باب فى حفظ اللسان ، فصل فى حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، الجزء الرابع، ص ٢٨٩، دارالكتب العلمية، بيروت، ٢١٩٩ء).

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایام تشریق کے درمیان میں خطبہ وداع دیا۔ پس آپ نے فرمایا :۔

اے لوگو! یقیناً تمہارا رب ایک ہے۔ اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے۔ دیکھو! کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر' نہ ہی کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو کسی سرخ پر' مگر بنائے تقوی۔ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ دیکھو! کیا میں نے پیغام پہنچادیا؟

لوگوں نے عرض کیا :۔ ہاں بالکل یارسول اللہ!

آپ نے فرمایا :۔ پس جو حاضر ہے وہ غیر حاضر تک پہنچا دے۔

۲- حسب نسب کا فخر جاہلیت کی علامت ہے۔ انسان صرف دو قسم کے ہیں مؤمن متقی اور فاجر شقی

عن أبی هريرة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال:۔

لينتهين أقوام يفتخرون بآبائهم الذين ماتوا إنما هم فحم من جهنم ، أو ليكونن أهون على اللّٰه من الجعل الذی يدهده الخراء بأنفه۔ إن اللّٰه قد أذهب عنكم عصبية الجاهلية وفخرها بالآباء۔ إنما هو مؤمن تقی أو فاجر شقی۔ الناس كلهم بنو آدم و آدم من تراب۔

(رواه الترمذی و أبوداؤد ۔ مشكاة المصابيح باب المفاخرة والعصبية ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ٤٣٤، مكتبه رحمانيه ، لاہور)۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے :وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :۔ لوگ اپنے ان آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آجائیں جو مر چکے ہیں، وہ جہنم کا اندھن ہیں۔ ورنہ وہ اللہ کے ہاں اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے نجاست دھکیلتا ہے۔ بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کے عیب و عصبیت اور اس کے باپ دادا پر تفاخر (کے رواج) کو دور کر دیا۔ انسان تو بس مومن پرہیز گار ہے یا بد بخت گناہگار۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے (تخلیق شدہ) ہیں۔

۳- کسی کے خاندان کی تحقیر نہ کرو سب اولاد آدم ہیں اور فضیلت صرف دین و تقویٰ کی بناء پر ہے۔

۱- وعن عقبة بن عامر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم:۔ أنسابكم هذه ليست بمسبة على أحد۔ كلكم بنو آدم۔ طف الصاع بالصاع لم تملؤه۔ ليس لأحد على أحد فضل إلا بدين وتقوى۔ كفى بالرجل أن يكون بذيئاً فاحشا بخيلاً۔

(رواه أحمد والبيهقی فی شعب الأيمان۔ مشكاة المصابيح، باب المفاخرة

والعصبية، الفصل الثالث، مكتبة رحمانية، لاهور، ج ٢، ص ٤٣٦).

ترجمہ:۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تمہارے یہ انساب کسی کے خلاف مقام تحقیر نہیں۔ (کہ فرق انساب کی بناء پر ایک دوسرے کو حقیر جانو)۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو۔ جس طرح ایک صاع دوسرے صاع کے بالکل برابر ہوتا ہے جسے تم بھر نہیں پاتے۔ کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں مگر صرف دین و تقوی کی بناء پر۔ کسی شخص کے (برا ہونے کے) لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ بد کلام، فحش گو اور بخیل ہو۔

ب—عن أبی امامة قال: عير أبوذر بلالاً بأمه فقال: يابن السوداء! وأن بلالاً أتى رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم فأخبره فغضب فجاء أبوذر ولم يشعر فأعرض عنه النبى صلى اللّه عليه وسلم فقال: ما أعرضك عنى إلا شئ بلغك يا رسول اللّه! قال:أنت الذى تعير بلالاً بأمه؟ قال النبى صلى اللّه عليه وسلم:۔ والذى أنزل الكتاب على محمد، أو ماشاء اللّه أن يحلف، ما لأحد على أحد فضل إلا بعمل إن أنتم إلا كطف الصاع۔ (البيهقى، شعب الايمان، الجزء الرابع، ص ٢٨٨)۔

ترجمہ:۔ ابی امامہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:۔ ابوذر نے بلال کو ان کی ماں کی وجہ سے عار دلائی۔ پس ان سے کہا:۔ او سیاہ فام عورت (کنیز) کے بیٹے۔ اور بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو آپ غضب آلود ہو گئے۔ پس ابوذر آئے تو انہیں اس بات کا احساس نہ ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا تو انہوں نے عرض کیا:۔ اے پیغمبر خدا! کوئی بات آپ تک پہنچی ہے جس کی وجہ سے آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ کیا تو ہی ہے جو بلال کو اس کی ماں کی وجہ سے شرم و عار دلاتا ہے؟ قسم اس ذات کی جس نے محمد پر کتاب نازل کی' یا جو اللہ نے چاہا کہ وہ قسم اٹھائیں، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں الا یہ کہ عمل کی بناء پر ہو۔ تم سب (پیمانہ وزن) صاع کی طرح ایک دوسرے کے بالکل برابر ہو۔

۴- اللہ تعالیٰ روز قیامت نسب کے بجائے تقویٰ کو سربلند فرمائے گا

... عن أبی هريرة أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال:۔

إن اللّٰه عزو جل يقول يوم القيامة: أمرتكم فضيعتم ما عهدت إليكم فيه ورفعتم أنسابكم۔ فاليوم أرفع نسبی وأصنع أنسابكم۔ أين المتقون؟ أين المتقون؟ إن أكرمكم عنداللّٰه أتقاكم۔

(البيهقی، شعب الايمان، باب حفظ اللسان، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، بيروت دارالكتب العلمية الجزء الرابع، ص ۲۸۹)۔

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عزت و جلال والا خدا قیامت کے روز فرمائے گا:۔ میں نے تمہیں حکم دیا پس تم نے اس معاملے میں اس عہد کو ضائع کر دیا جو میں نے تم سے لیا تھا۔ اور تم نے اپنے نسبوں کو سربلند کیا۔ پس آج میں اپنے نسب و نسبت کو سربلند کروں گا اور تمہارے انساب کو کمتر بناؤں گا۔ متقی پرہیزگار کہاں ہے؟ متقی پرہیزگار کہاں ہیں؟ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

عن أبی هريرة أنه تلا قول اللّٰه عزوجل: إن اكرمكم عنداللّٰه أتقاكم۔ قال:۔ ان اللّٰه يقول يوم القيامة:۔

يايها الناس! جعلت نسباً و جعلتم نسباً فجعلت أكرمكم أتقاكم وأبيتم (إن لا) تقولوا: فلان بن فلان أكرم من فلان بن فلان۔ وإنی أرفع اليوم نسبی وأضع أنسابكم، أين المتقون؟

(البيهقی، شعب الايمان، باب حفظ اللسان، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، الجزء الرابع، ص ۲۸۹-۲۹۰، بيروت، دار الكتب العلمية،)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد تلاوت

فرمایا: إن اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم۔ (تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت زیادہ تقوی والا ہے)۔۔ آپ نے فرمایا:۔ قیامت کے روز اللہ تعالی فرمائے گا:۔

لوگو! میں نے بھی ایک نسبت قرار دی اور تم نے بھی ایک نسب قرار دیا۔ پس میں نے تم میں سے زیادہ متقی کو زیادہ عزت والا قرار دیا مگر تم لوگ اسے تسلیم نہ کرتے ہوئے یہی کہتے رہے کہ فلاں بن فلاں، فلاں بن فلاں سے زیادہ عزت والا ہے۔ آج میں اپنے نسب (تقوی) کو سربلند کرتا ہوں اور تمہارے (خاندانی) نسبوں کو حقیر ٹھہراتا ہوں۔ پس کہاں ہیں اہل تقوی؟

۵- لوگوں کے نسب پر اعتراض کرنا کمر توڑ گناہ ہے

عن أبی هريرة قال! قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم:۔

خمس هن قواصم الظهر:۔ عقوق الوالدين، والمرأة يأتمنها زوجها تخونه، والإمام يطيعه الناس ويعصی اللّٰه عزوجل، ورجل وعد عن نفسه خيراً فأخلف، واعتراض المرء فی أنساب الناس۔

(البيهقی، شعب الايمان، باب حفظ اللسان، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، الجزء الرابع، ص ۲۹۱، دار الكتب العلمية، بيروت،)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ پانچ باتیں کمر توڑ گناہ ہیں:۔

والدین کی نافرمانی،

نیز جس عورت کو اس کا شوہر امانتدار سمجھے مگر وہ اس سے خیانت کرے۔

اور وہ امام جس کی لوگ اطاعت کریں مگر وہ خود اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے۔

نیز وہ شخص جو اپنے نفس کے بارے میں خیر کا وعدہ کر کے پھر خلاف ورزی کرے'

اور کسی شخص کا لوگوں کے نسبوں کے بارے میں اعتراض و تنقید کرنا۔

٦- امت مسلمہ حسب نسب کے حوالہ سے فخر وطعن زنی کی جاہلانہ رسم چھوڑ نہیں پائے گی

قال أبومالك الأشعرى: إن رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم قال:۔ إن فى أمتى أربعاً من أمر الجاهلية ليسوا بتاركيهن۔ الفخر فى الأحساب والطعن فى الأنساب والإستسقاء بالنجوم والنياحة على الميت...

(البيهقى ، شعب الايمان، باب حفظ اللسان، فصل فى حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، الجزء الرابع، ص ٢٩١، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ:۔ ابو مالک اشعری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یقیناً میری اُمت میں امور جاہلیت میں سے چار ایسی چیزیں ہیں جنہیں وہ چھوڑ نہیں پائے گی:۔ احساب (عمدہ صفات) پر فخر کرنا۔ نسبوں کے بارے میں طعنہ زنی، ستاروں سے رہنمائی واستسقاء اور میت پر نوحہ خوانی۔

٧- (نسلی وغیر نسلی) عصبیت اسلام کے منافی ہے

وعن جبير۔ بن مطعم أن رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم قال:۔

ليس منا من دعا إلى عصبية، وليس منا من قاتل عصبية، وليس منا من مات على عصبية۔ (رواه أبوداؤد)۔

(الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثانى، مكتبه رحمانيه، لاهور، ج ٢، ص ٤٣٥-٤٣٦)۔

ترجمہ:۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس شخص نے عصبیت کی طرف دعوت دی، وہ ہم میں سے نہیں۔ اور نہ ہی وہ شخص ہم میں سے ہے جس نے کسی عصبیت (جاہلیہ) کی بناء پر لڑائی کی۔ نیز وہ بھی ہم میں سے نہیں جو کسی عصبیت (جاہلیہ) پر قائم رہتے ہوئے وفات پا گیا۔

۸- اپنے خاندان کا ظلم وناانصافی میں ساتھ دینا عصبیت جاہلیہ ہے

وعن واثلة بن الأسقع قال: قلت: يا رسول الله! ما العصبية؟ قال: أن تعين قومك على الظلم۔ (رواه أبوداؤد)۔

(الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثانى، مكتبة رحمانية، لاهور، ج ٢، ص ٤٣٥)۔

ترجمہ:۔ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا:۔یارسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

یہ کہ تو اپنی قوم کی اعانت کرے جبکہ وہ ظلم وناانصافی کر رہی ہو۔

۹- نسب کی بے جا محبت انسان کو اندھا بنا دیتی ہے

وعن أبى الدرداء عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:

حبك الشئ يعمى ويصم۔ (رواه ابوداؤد)۔

(الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثانى، ج ٢، ص ٤٣٦، مكتبه رحمانيه، لاهور)۔

ترجمہ:۔ ابودرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:۔

جب تجھے کسی شے سے محبت ہو جائے تو وہ دیکھنے سننے کے قابل نہیں چھوڑتی۔

۱۰- گناہ و معصیت سے بچتے ہوئے حق بات میں خاندان کا دفاع کرنے والا بہترین انسان ہے

وعن سراقة بن مالك بن جعشم قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: خيركم المدافع عن عشيرته مالم يأثم۔ (رواه أبوداؤد)۔ (الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثانى، مكتبه رحمانية، لاهور، ج ۲، ص ٤٣٥)۔

ترجمہ:۔ سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا پس آپ نے فرمایا:۔ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے خاندان قبیلہ کی مدافعت کرے اس وقت تک جب تک گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

۱۱- غلط باتوں میں خاندان کا ساتھ دینے والا اس گرے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جسے دم سے کھینچ کر اٹھایا جائے

وعن بن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من نصر قومه على غير الحق فهو كالبعير الذى هوى فهو ينزع بذنبه۔

(رواه أبوداؤد)۔(الخطيب التبريزى: مشكاة المصابيح، باب المفاخرة والعصبية، الفصل الثانى، مكتبه رحمانيه لاهور، ج۲، ص ٤٣٥)۔

ترجمہ:۔ ابن مسعود سے روایت ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:۔ جس نے اپنی قوم کی کسی ناحق بات میں نصرت و حمایت کی تو وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو (کسی گڑھے کنویں وغیرہ) میں گر چکا ہو اور اسے دم سے پکڑ کر کھینچ کر باہر گرا دیا ہو۔

۱۲۔ حسب ونسب اور مال وجمال دیکھنے کی بجائے دیندار عورت سے نکاح کو ترجیح دو

تنكح المرأة لأربع: لمالها ولحسبها و لجمالها ولدينها، فاظفر بذات الدين تربت يداك۔

(البخاری، الجامع الصحيح، كتاب النكاح، باب الأكفاء في الدين، وسنن ابن ماجة باب تزويج ذات الدين)۔

ترجمہ:۔ عورت سے چار چیزوں کی بناء پر نکاح کیا جاتا ہے :۔

اس کے مال ودولت کی وجہ سے 'اور اس کے حسب نسب کی وجہ سے، نیز اس کے حسن وجمال کی بناء پر 'اور اس کے دین کی بنیاد پر۔ پس تو دیندار عورت کو حاصل کر کے کامیاب وکامران ہو جا۔ تیری پیشانی خاک آلود ہو۔

۱۳۔ دیندار سیاہ کنیز شادی کے لئے اعلیٰ نسب مالدار حسینہ سے بہتر ہے۔

عن عبدالله بن عمرو أن النبی صلی الله علیه وسلم قال:۔

لا تزوجوا النساء لحسنهن فعسىٰ حسنهن أن يردیهن۔

ولا تزوجوهن لأموالهن فعسى أموالهن تطغيهن ،

ولكن تزوجوهن على الدين، ولأمة خرماء سوداء ذات الدين أفضل۔(ابن ماجة، السنن، باب تزويج ذات الدين)۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

عورتوں سے ان کے حسن وجمال کی بناء پر شادی نہ کیا کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال انہیں ہلاکت میں ڈال دے۔ اور نہ ہی ان سے ان کے مال و اسباب کی بنا پر شادی کرو۔ ہو سکتا ہے کہ عنقریب ان کے اموال انہیں سرکش بنا دیں۔ بلکہ ان سے دینداری کی بنیاد پر شادی کیا کرو۔ اور سیاہ فام چھدے ہوئے ناک کان والی دیندار عورت افضل ہے۔(خوبصورت بے دین مال دار عورت سے)۔

۱۴۔ جس کا عمل کمزور ہو اس کا نسب اسے سر بلند نہیں کر سکتا

من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه۔ (صحيح مسلم كتاب الذكر، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن)۔

ترجمہ:۔ جس کا عمل اس کو سست رفتار رکھے، اس کا نسب اسے (خدا کے ہاں) تیز رفتار نہیں بنا سکتا۔

۱۵۔ جس کا دین و اخلاق اچھا ہو، بلا تمیز ذات پات اسے رشتہ دیدیا کرو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:۔

إذا جاء كم من ترضون دينه و خلقه فانكحوه،

إلا تفعلوا تكن فتنة فى الأرض وفساد۔

(الترمذى، الجامع الصحيح، كتاب النكاح)۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کا دین واخلاق تمہیں اچھا لگے تو اس سے (لڑکی کا) نکاح کر دیا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ وفساد برپا ہو گا۔

إذا خطب إليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه،

إلا تفعلوا تكن فتنة فى الأرض وفساد عريض۔

(الترمذى، كتاب النكاح، باب ماجاء فيمن ترضون دينه فزوجوه)۔

ترجمہ:۔ جب تمہارے پاس ایسا شخص پیغام (نکاح) دے جس کا دین واخلاق تمہیں اچھے لگیں تو اس سے (لڑکی کی) شادی کر دیا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا لمبا چوڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

۱۶- رسولؐ اللہ نے اپنی چار میں سے تین بیٹیوں کی شادیاں غیر ہاشمی (اموی قرشی) خاندانوں میں کیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بڑی بیٹی سیدہ زینبؓ ہاشمیہ قرشیہ کی شادی سیدہ خدیجہؓ الکبریٰ اسدیہ قرشیہ کے بھانجے ابو العاص اموی قرشی سے کی :۔

"یہ ابو العاص مقسم بن ربیع ہیں۔ (اور کہا گیا کہ ان کا نام لقیط تھا)۔ اور یہ آنحضورؐ کے داماد تھے۔ آپ کی صاحبزادی زینبؓ ان کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے بعد یوم بدر کے قیدی ہونے کے 'جب کفر کی حالت میں تھے (اور آزاد کئے گئے تھے، اسلام قبول کر کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی"۔

(الخطيب التبريزى، الإكمال فى أسماء الرجال، حرف العين' اردو ترجمه مطبوعه مع مشكاة المصابيح' مكتبة رحمانية' لاهور ص ٣٦٩ — ٣٧٠)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داماد ابو العاص کی تعریف کرتے تھے اور ان کی خالہ سیدہ خدیجہؓ انہیں شادی سے پہلے بھی اپنے بیٹوں کی طرح چاہتی تھیں :-

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يثنى عليه فى صهره خيراً۔ (ابن هشام، السيرة النبوية، ج ٢، ص ٢٦٣)۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داماد ان کی صفات کی تعریف کرتے تھے۔

"وكانت خديجة خالته... وكانت تعده بمنزلة ولدهاً۔

(إبن هشام' السيرة النبوية ، ج٢، ص ٢٦٣)—

ترجمہ:۔ اور خدیجہ ان کی خالہ تھیں۔ وہ انہیں اپنے بیٹے کے مقام میں شمار کرتی تھیں۔

سیدہ رقیہؓ اور ان کے بعد سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ کی شادی' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے عثمانؓ بن عفان الاموی القرشی سے کی۔

" فلما توفيت ' زوجه رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم بأختها أم كلثوم ' فتوفيت أيضاً فى صحبته۔ وقال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم:۔ لوكان عندنا أخرى لزوجناها بعثمان"۔

(ابن كثير، البداية والنهاية، ج ٧، ص ١٩٩، المكتبة القدوسية، لاهور ١٩٨٤م)۔

ترجمہ:۔ پس جب وہ (رقیہؓ) وفات پا گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (عثمانؓ) کی شادی ان (رقیہؓ) کی بہن ام کلثوم سے کر دی۔ پھر وہ بھی ان کی رفاقت میں انتقال کر گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اگر ہماری کوئی اور بیٹی ہوتی تو اس کی شادی بھی عثمان سے کر دیتے۔

۱۷- رسولؐ اللہ نے اپنی چچا زاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب (ہاشمیہ قرشیہ) کا نکاح مقداد بن اسودؓ (غیر ہاشمی غیر قریشی، کم نسب) سے کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب الھاشمیہ القرشیہ کی شادی غیر ہاشمی، غیر قریشی، کم نسب آزاد شدہ غلام مقداد بن اسود سے کر کے ذات پات وکفو نسبی کے نکاح وازدواج اسلامی میں شرط لازم نہ ہونے کی عظیم الشان و قابل تقلید عملی مثال قائم فرمادی:۔

" ضباعة بنت الزبير بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصى ۔ وأمها عاتكة بنت أبى وهب بن عمرو بن عائذين عمران بن مخزوم۔ زوجها رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم المقداد بن عمرو بن ثعلبة بن بهراء ۔ وكان حليفاً للأسود بن عبد يغوث الزهرى، فتبناه۔ وكان يقال له المقداد ين الأسود۔ فولدت ضباعة للمقداد عبداللّه وكريمة۔

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن، ص ٤٦، دار صادر، بيروت، ١٣٧٧ھ/١٩٥٨م).

ترجمہ:۔ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ اور ان کی والدہ ہیں، عاتکہ بنت ابی وھب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ ان کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن بہراء سے کر دی۔ جو کہ اسود بن عبد یغوث الزہری کے حلیف تھے۔ پس اس نے انہیں اپنا متبنی بنالیا تھا۔ چنانچہ انہیں مقداد بن اسود کہا جاتا تھا۔ پس ضباعہ نے مقداد کے چوں' عبداللہ اور کریمہ کو جنم دیا۔

۱۸۔ غیر ہاشمی غیر قرشی غلام (زیدؓ) محبوب رسولؐ و در مقام فرزند رسولؐ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہاشمی و قرشی و عرب معززین کو نظر انداز کر کے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قریشی، کم نسب) کو اپنا محبوب و متبنی (منہ بولا بیٹا) قرار دیکر ذات پات کی نفی کر دی:۔

وعنه قال! إن زيد بن حارثة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما كنا ندعوه إلا زيد بن محمد، حتى نزل القرآن: أدعوهم لآبائهم. متفق عليه.

(مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل بيت النبيؐ، ج ٣، ص ٢٥٢).

ترجمہ:۔ اور انہی (عبداللہ بن عمرؓ) سے یہ بھی روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام (ومتبنی) زید بن حارثہ کو ہم لوگ زید بن محمدؐ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ:۔ ان کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارا کرو۔ (أدعوهم لآبائهم).

۱۹-رسولؐ اللہ نے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (قرشیہ ہاشمیہ اسدیہ) کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام و متبنیٰ زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قرشی کفو نسبی میں کمتر) سے کردی.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قریشی وہاشمی کے بجائے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ (غیر قریشی غیر ہاشمی و بروایت غیر عرب) کو اس قدر محبوب جانا کہ منہ بولا بیٹا(متبنی) بنالیا۔ اور زید بن محمدؐ کے طور پر معروف ہوئے۔ بعد ازاں جب خدا نے ہر منہ بولے بیٹے کو بھی اس کے اصل باپ سے منسوب کرنے کا حکم نازل فرمایا(ماجعل اللّٰه أدعياء كم أبناء كم...) تب بھی حیثیت محبوب رسولؐ ان کی قدر و منزلت بر قرار رہی۔ اور ان کی شادی جناب رسالتمآب نے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ اسدیہ ہاشمیہ قرشیہ سے بالاصرار کر کے تمیز ذات پات کی تنگ حد بندیاں توڑ ڈالیں۔ ان سیدہ زینبؓ کا نسب یوں ہے :-

" زينب إبنة جحش بن رئاب الأسدية.
وأمها أميمة بنت عبدالمطلب بن هاشم ".
(ابن سعد، الطبقات الكبرى، ج ۸، ص ۲۱۸، دار صادر، بيروت، ۱۹۵۸ء).

ترجمه:. زینب بنت جحش بن رئاب اسدیہ -
ان کی والدہ ہیں :-
اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم.

۲۰- فضیلت ابوبکرؓ و عمرؓ وجملہ مدفونین بقیع و حرمین بلا تمیز ذات پات

وعن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :-
أنا أول من تنشق عنه الأرض ' ثم أبوبكر ' ثم عمر- ثم آتى أهل البقيع فيحشرون معى . ثم أنتظر أهل مكة حتى أحشر بين الحرمين . (رواه الترمذى).
(الخطيب التبريزى ' مشكاة المصابيح ' باب مناقب أبى بكر ' الفصل الثانى ' ج٣ ' ص ٢٢١ ' مكتبة رحمانية ' لاهور)-

ترجمہ : ابن عمر سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- سب سے پہلے میری قبر کھلے گی' پھر ابوبکر کی اور پھر عمر کی۔ پھر میں (مدینہ کے قبرستان)" بقیع" والوں کے پاس آؤں گا۔ پس انہیں (قبروں سے اٹھا کر) میرے ساتھ جمع کر دیا جائے گا۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ یہانتک کہ حرمین (مکہ ومدینہ) کے درمیان مجھے ان کے ساتھ یکجا کر دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال اپنے سسرال مدینہ منورہ (سابقہ یثرب) میں ہوا۔ اور آپؐ کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وھب کا انتقال مکہ ومدینہ کے مابین " ابواء " کے مقام پر ہوا۔ جبکہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ اور ان کے بطن سے دو فرزندان رسولؐ ' قاسمؓ و عبداللہؓ (طاہر وطیب) نیز متعدد دیگر اقارب رسولؐ و اکابر قریش ' مکہ کے قبرستان جنت المعلی میں مدفون ہیں۔ اور اہل بیت رسولؐ سیدہ میمونہؓ ام المؤمنین نے مکہ کے قریب " سرف " کے مقام پر وفات پائی۔ جبکہ " جنت البقیع " میں ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرامؓ مدفون ہیں۔ جن میں درج ذیل اکابر صحابہؓ واہل بیتؓ بھی شامل ہیں :-

- داماد رسولؐ و امام و خلیفہ ثالث سیدنا عثمانؓ بن عفان الاموی القرشی۔
- اہل بیت رسولؐ، ازواج مطہرات، امہات المؤمنین :-

سیدہ عائشہؓ و حفصہؓ و سودہؓ وام حبیبہؓ وام سلمہؓ وزینبؓ بنت جحش و زینبؓ بنت خزیمہ و میمونہؓ و صفیہؓ و ماریہ قبطیہؓ،

سیدنا ابراہیمؑ بن رسولؐ ۔

سیدہ زینبؓ و رقیہؓ و ام کلثومؓ وفاطمہؓ دختران مصطفیٰؐ ۔

نواسہ رسولؐ عبداللہ بن عثمانؓ (از بطن سیدہ رقیہؓ) وحسن بن علیؓ، وغیرہم من الصحابۃ والصحابیات. رضوان اللہ علیہم اجمعین.

(نیز بقیع میں مدفون غیر صحابی اکابر امت میں علی زین العابدینؒ، محمد الباقرؒ، جعفر الصادقؒ اور امام دار الہجرہ مالکؒ بن انسؒ وغیرھم بھی شامل ہیں)۔

۲۱-سلمان فارسیؓ (غیر فاطمی، غیر ہاشمی، غیر قرشی، غیر عرب) اہل بیت رسولؐ میں شامل قرار پائے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :- سلمان منا أهل البيت.

(الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح باب المناقب)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سلمان (فارسی) ہم اہل بیت میں سے ہے۔

۲۲- ہر نیک متقی مسلمان (بلا تمیز ذات پات) "آل رسولؐ" و " اھل بیت رسولؐ" میں شامل ہے۔

۱- وقال علیه السلام:۔ آلی کل برتقی۔
(المکی الکردری، الموفق بن احمد، مناقب أبی حنیفة ۔
الجزء الأول، ص ۱۱، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۱م)۔
ترجمہ:۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ ہر نیک متقی شخص میری آل (میں شامل) ہے۔

ب- کل تقی ونقی فهو أهلی- (الحدیث)۔
ترجمہ:۔ ہر متقی اور پاکیزہ شفاف شخص میرے اہل بیت میں سے ہے۔

اس حوالہ سے عصر جدید کے جلیل القدر عالم و صوفی مولانا اللہ یار نقشبندی اویسیؒ (م ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء' منارہ، چکوال) مدینہ منورہ میں ۱۹۷۱ء میں بارگاہ نبوی میں بطریق روحانی استفسار و جواب نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

" س۔ عرض کیا:۔ یارسول اللہ! "اھل بیتی" کا لفظ قرآنی عرف میں ازواج اور گھر میں بالعموم رہنے والوں کے لئے بولا جاتا ہے؟

ج۔ فرمایا کہ:۔ خاص کو عام شامل ہوتا ہے۔ عرف قرآنی میں ازواج' اور عموماً گھر میں رہنے والوں کے لئے "اہل بیت" کا لفظ استعمال ہوا ہے خصوصاً۔ مگر عام امت میں سے جو متبعین کتاب و سنت ہیں، وہ عموماً "اہل بیت" میں داخل ہیں:- کل تقی و نقی فهو أهلی۔ (مشکاۃ)"۔

(مولانا اللہ یار خان، ملفوظات بعنوان "اسرار الحرمین" مرتبہ حافظ عبدالرزاق، ص ۶۸، ناشر ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دار العرفان، منارہ، ضلع چکوال، بار پنجم' نومبر ۱۹۹۲ء، وفاق پرنٹنگ پریس لاہور"۔

احادیث فضائل و مناقب صحابہؓ

(از مختلف النسب قبائل عرب و عجم)

مذکورہ سابقہ احادیث نبویہ بسلسلہ ذات پات کے علاوہ فضائل و مناقب صحابہؓ کے سلسلہ میں بھی بکثرت ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم سے تعلق رکھنے والے مختلف النسب صحابہؓ و اہل بیتؓ کے فضائل و مناقب نیز مختلف اکابر صحابہؓ کی پوری امت پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور بطور مجموعی و بلا تمیز ذات پات پوری جماعت صحابہؓ کی پوری امت پر فضیلت بھی صراحتاً بیان کر دی گئی ہے۔ مگر ان تمام تر فضائل و مناقب کے باوجود محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر کہیں بھی افضل و غیر افضل کے مابین نکاح و ازدواج کو ممنوع قرار نہیں دیا گیا۔ اور نہ ہی تعین فضیلت شرعیہ میں ذات پات کو معیار اساسی قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض احادیث ملاحظہ ہوں :-

۱ - غیر ہاشمی ابو بکرؓ و عمرؓ (قرشی تیمی و عدوی) بزرگان جنت کے سردار ہیں۔

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:-

أبوبكر و عمر سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين... (رواه الترمذي و رواه ابن ماجة عن علي).

(الخطيب التبريزي، مشكاة المصابيح، باب مناقب أبي بكر و عمر ج ۳ ص ۲۳۰)-

ترجمہ:- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ابو بکر و عمر انبیاء و مرسلین کے علاوہ اول و آخر تمام بزرگان جنت کے سردار ہیں۔

اس سلسلہ میں علماء و محققین کے نزدیک یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ بالعموم چالیس برس سے زائد عمر کا ہر شخص درمیانی عمر والا (کھل۔ کھول) قرار پاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا

حسنؓ(۳-۵۰ھ)وسیدنا حسینؓ(۴-۶۱ھ)جملہ جوانان جنت کے سردار ہوں گے۔ مگر خود ان دونوں کے سردار ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں گے۔ کیونکہ ان کی وفات چالیس برس سے زائد عمر (حسنؓ: تقریباً سینتالیس-اور حسینؓ: ستاون برس)میں ہوئی۔ واللّٰہ أعلم وعلمه أتم۔

جبکہ تمام انبیاء و مرسلینؑ 'سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ و حسنؓ و حسینؓ سمیت جملہ غیر انبیاء و مرسلینؑ سے بلند و برتر مقام کے حامل ہیں۔ اور جنت میں ان کے سردار خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ کے حوالہ سے یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ وہ دونوں مدفون روضہ رسولؐ ہیں۔ جو کہ تمام سلسلہ ہای روحانیت کا مرکز و محور ہے۔ چنانچہ سید الانبیاء والمرسلینؑ کے ہمراہ روضہ رسولؐ کی اس ابدی روحانیت کا تا قیامت جزو لاینفک اور سرداران بزرگان جنت ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔

۲-مناقب ابوبکرؓ و عمرؓ (قرشی تیمی وعدوی)
بزبان علیؓ (قرشی ہاشمی)

وعن ابن عباس قال: إنی لواقف فی قوم فدعوا اللّٰه لعمر وقد وضع علی سریره، إذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبی یقول:۔ یرحمك اللّٰه! إنی لأرجو أن یجعلك اللّٰه مع صاحبیك، لأنی کثیراً ما کنت أسمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول:۔

کنت و أبوبکر و عمر ۔ وفعلت و أبوبکر و عمر۔ وانطلقت و أبوبکر و عمر۔ وخرجت و أبوبکر و عمر۔

فالتفت فإذا علی بن أبی طالب ۔ متفق علیه۔

(الخطیب التبریزی۔ مشکاة المصابیح، باب مناقب أبی بکر و عمر ج۳ ص۳۴۹)

ترجمہ:۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا :۔

جب عمر کو (شہادت کے وقت) چارپائی پر ڈال دیا گیا تو میں بھی لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ جو عمر کے حق میں اللہ سے دعا کر رہے تھے۔ اچانک میرے پیچھے کسی شخص نے اپنی کہنی میرے کندھے پر ٹکا دی اور کہنے لگا :۔

اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ آپ کو آپکے دونوں ساتھیوں (نبیؐ و ابوبکرؓ) کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ میں بہت سے موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنتا تھا کہ :۔

میں تھا اور ابوبکر و عمر۔ میں نے اور ابوبکر و عمر نے یہ کام کیا۔

میں اور ابوبکر و عمر روانہ ہوئے۔ میں اور ابوبکر و عمر باہر نکلے۔

پس میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ علی بن ابی طالب تھے۔

وعن محمد بن الحنفية قال: قلت لأبي:۔ أي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه وسلم؟ قال: أبوبكر ۔ قلت: ثم من؟ قال: عمر۔ وخشيت أن يقول عثمان، قلت: ثم أنت؟ قال: ما أنا إلا رجل من المسلمين۔

(رواه البخاري، مشكاة المصابيح، باب مناقب أبي بكر ج ۳ ص ۲۲۰)۔

ترجمہ:۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (علیؓ) سے عرض کیا :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین انسان کون ہے ؟ آپ نے فرمایا :۔ ابوبکر۔ میں نے پوچھا :۔ پھر ان کے بعد کون ؟ آپ نے فرمایا : عمر۔ پھر میں نے اس ڈر سے کہ کہیں (تیسری مرتبہ پوچھنے پر) عثمان کا نام نہ لے دیں، عرض کیا :۔ پھر ان کے بعد آپ ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا :۔ میں بھی مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔

۳-غیر ہاشمی ابو بکرؓ (قرشی تیمی) غار ثور کے بعد حوض کوثر پر بھی صاحب رسولؐ ہوں گے۔

وعن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لأبى بكر:. أنت صاحبى فى الغار وصاحبى على الحوض.

(رواه الترمذى. مشكاة المصابيح، باب مناقب أبى بكر ج٣ ص ٢٢١).

ترجمہ:۔ ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابو بکر سے فرمایا:۔ آپ غار (ثور) میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوض (کوثر) پر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔

۴-غیر ہاشمی ابو بکرؓ (قرشی تیمی) سب سے بڑے محسن رسول ہیں۔

عن أبى سعيد الخدرى عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:.

إن من أمن الناس على فى صحبته و ماله أبوبكر . (وعند البخارى "أبابكر"). ولو كنت متخذاً خليلاً لا تخذت أبابكر خليلاً ولكن أخوة الأسلام ومودته. لاتبقين فى المسجد خوخة إلا خوخة أبى بكر.

وفى رواية:. لو كنت متخذاً خليلاً غير ربى لأتخذت أبابكر خليلاً.

(متفق عليه، مشكاة المصابيح، باب مناقب أبى بكر ج٣ ص٢١٩).

ترجمہ:۔ ابی سعید خدری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:۔ جس شخص کی صحبت اور مال کا مجھ پر تمام لوگوں سے بڑھ کر احسان ہے، وہ ابو بکر ہیں۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل قرار دیتا (دوسری روایت میں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا)۔ تو ابو بکر کو قرار دیتا، مگر اسلامی اخوت و محبت ہی کافی ہے۔ مسجد کا کوئی چھوٹا دروازہ (کھڑکی) سوائے ابو بکر والے دروازہ کے باقی نہ رہنے دو۔

۵-غیر ہاشمی ابو بکرؓ (قرشی تیمی) بحکم نبوی اول اسلامی امیر الحج ' امام نماز و جانشین رسولؐ قرار پائے۔

ا- فتح مکہ (رمضان ۸ ھ) اور غلبہ اسلام کے بعد سن ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبرؓ (قرشی تیمی' غیر ہاشمی) کو اول اسلامی امیر الحج مقرر فرمایا۔ اور ان کی امارت میں اہل اسلام نے مراسم حج ادا کئے ۔ جبکہ اگلے برس حجۃ الوداع (۱۰ھ) بقیادت مصطفیٰؐ ادا کیا گیا۔

(راجع "معارف الحدیث" مؤلفہ مولانا منظور نعمانی' ج ۴' ص۲۱۱)۔

ب - صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث ہے۔ جس کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری مرض وفات میں اپنی جگہ سیدنا ابو بکرؓ کو امامت نماز میں جانشین رسولؐ مقرر فرمایا- چنانچہ جب آپؐ نے سیدنا ابو بکرؓ کو امامت نماز کا حکم دیا تو سیدہ عائشہؓ وحفصہؓ نے عرض کیا کہ ابو بکرؓ رقیق القلب ہیں' کہیں مصلی پر ہی رونہ پڑیں۔ لہذا کسی اور کو امام نماز مقرر فرمائیں۔ مگر ہر بار بالاصرار نبی علیہ السلام نے فرمایا:۔

مروا أبابكر يصل الناس. (صحيح البخاری)

ترجمہ:۔ ابو بکرؓ کو حکم پہنچاؤ کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ ابو بکرؓ وفات رسولؐ تک کئی روز امامت نماز پنجگانہ فرماتے رہے- نیز ایک روز طبیعت سنبھلنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز آپ کے پہلو میں برابر بیٹھ کر ادا فرمائی۔ اور ابو بکرؓ کو امامت رسالتمآبؐ کی خاطر مصلی خالی کرنے سے منع فرما دیا۔ (جبکہ یہ مقام تقرب وفضیلت 'ابو بکرؓ کے علاوہ صحابہؓ واہلبیتؓ میں سے کسی دوسری ہستی کو عطا نہیں فرمایا)۔

شرعی مقام ابو بکرؓ کے بارے میں علامہ اقبالؒ کا یہ شعر بڑا جامع ہے:۔

ہمت او کشت امت را چو ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

ترجمہ:۔ امت کی کھیتی کے لئے آپ کے عزم وہمت کی مثال (بارش بھرے) بادل جیسی ہے۔ آپ قبول اسلام' غار ثور' غزوہ بدر اور روضہ اطہر میں ثانی رسولؐ ہیں۔

۶-غیر ہاشمی عمر فاروقؓ (قرشی عدوی) مراد رسولؐ ہیں۔

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:۔

اللهم أعز الإسلام بأبی جهل بن هشام أو بعمر بن الخطاب۔ فأصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فأسلم، ثم صلی فی المسجد ظاهراً۔(رواه احمد والترمذی)۔

(الخطیب التبریزی، مشکاة المصابیح، باب مناقب عمر، ج۳، ص۲۲۵)۔

ترجمہ:۔ ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دعا فرمائی:۔

یا اللہ! اسلام کو ابی جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے عزت و تقویت دے۔ پس عمر جب صبح اٹھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر مسجد الحرام میں علی الاعلان اللہ کے حضور نماز ادا کی۔

۷-غیر ہاشمی عمر فاروقؓ (قرشی عدوی)
مقام نبوت سے قریب تر ہستی ہیں۔

وعن عقبة بن عامر قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم:۔

لوکان بعدی نبیاً لکان عمر بن الخطاب۔(رواه الترمذی، مشکاة المصابیح، باب مناقب عمر، ج۳، ص ۲۲۵-۲۲۶)۔

ترجمہ:۔ عقبہ بن عامر سے روایت بیان ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

عن أبی هریرة قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:۔

لقد کان فیما قبلکم من الأمم محدثون فإن یك أحد فی أمتی فانه عمر۔(متفق علیه)۔

(مشکاة المصابیح، باب مناقب عمر، ج۳، ص۲۲۳)۔

ترجمہ:۔ ابی ھریرہ سے روایت ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ گزرے ہیں جو صاحب الہام تھے۔ پس اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہو تو عمر ہو۔

۸۔غیر ہاشمی عمر فاروقؓ (عدوی قرشی)
صاحب قلب ولسان بر حق ہیں۔

وعن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:۔
إن اللّٰه جعل الحق على لسان عمر و قلبه۔ (رواه الترمذى)
وفى رواية أبى. داؤد عن أبى. در قال:—
إن اللّٰه وضع الحق على لسان عمر يقول به۔
(مشكاة المصابيح ، باب مناقب عمرؓ ج ۳ ص ۲۲۵)۔

ترجمہ:۔ ابن عمر سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔یقیناً اللہ نے حق کو عمر کے قلب ولسان پر جاری فرمادیا ہے۔
اور (سنن) ابی داؤد میں ابوذر (غفاری) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔
بے شک اللہ نے حق کو عمر کی زبان میں رکھ دیا ہے،وہ حق بات کہتے ہیں۔

☆☆☆☆

۹-غیر ہاشمی عثمانؓ (قرشی اموی)
جہاد بالمال میں بھی سر فہرست ہیں.

وعن عبد الرحمن بن سمرة قال: جاء عثمان إلي النبى صلى الله عليه وسلم بألف دينار فى كمه حين جهز جيش العسرة فنثرها فى حجره، فرأيت النبى صلى الله عليه وسلم يقلبها فى حجره وهو يقول:۔

ماضر عثمان ما عمل بعد اليوم ، مرتين۔ (رواه أحمد)

(مشكاة المصابيح، باب مناقب عثمان ج ۳ ص ۲۳۳)۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔

عثمان اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ پس آپ نے انہیں اپنی گود میں بکھیر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی گود میں الٹ پلٹ کر دو مرتبہ فرما رہے ہیں :۔

آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کے لئے ضرر رساں نہ بن پائے گا۔

۱۰-غیر ہاشمی عثمانؓ (قرشی اموی)
باعث بیعت رضوان،
دست رسولؐ، دست عثمانؓ۔

وعن أنس قال: لما أمر رسول صلى الله عليه وسلم ببيعة الرضوان، كان عثمان رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى مكة ، فبايع الناس۔ فقال رسول صلى الله عليه وسلم:۔ إن عثمان فى حاجة الله و حاجة رسوله۔ فضرب بإحدى يديه على الأخرى۔ فكانت يد رسول الله

صلى الله عليه وسلم لعثمان خيراً من أيديهم لأنفسهم.(رواه الترمذی).
(مشكاة المصابيح، باب مناقب عثمان ج ۳ ص ۲۳۳).

ترجمہ:۔ اور انس سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رساں کی حیثیت سے مکہ میں گھرے ہوئے تھے۔ پس سب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بے شک عثمان' اللہ اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہیں۔

پس آپ نے اپنا ایک ہاتھ (عثمان کی جانب سے بیعت کے لئے) اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان کی خاطر ہاتھ ان سب کے ہاتھوں سے بہتر تھا، جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے بیعت کی تھی۔

۱۱- غیر ہاشمی عثمانؓ (قرشی اموی)
جنت میں رفیق مصطفیٰؐ ہوں گے۔

وعن طلحة بن عبيدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:۔ لكل نبي رفيق ورفيقي۔ يعني في الجنة۔ عثمان۔
(رواه الترمذی و رواه ابن ماجة عن أبي هريرة۔
(الخطيب مشكاة المصابيح باب مناقب عثمان ج ۳ ص ۳۳۲).

ترجمہ:۔ اور طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ہر نبی کا ایک رفیق (خاص) ہوتا ہے۔ اور میرے رفیق (یعنی جنت میں) عثمان ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆

۱۲- غیر ہاشمی داماد رسولؐ (عثمانؓ قرشی اموی)
بحکم نبوی مامور عیادت بنت رسولؐ (رقیہؓ)
اور مستحق اجر و غنیمت بدر قرار پائے۔

"وهاجر إلى الحبشة أول الناس و معه زوجته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم. ثم عاد إلى مكة وهاجر إلى المدينة.

فلما كانت وقعة بدر إشتغل بتمريض إبنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. وأقام بسببها فى المدينة. وضرب له رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمه منها وأجره فيها. فهو معدود فيمن شهدها.

(ابن كثير. البداية و النهاية، الجزء السابع، ص ١٩٩، المكتبة القدوسية، لاهور، ١٩٨٤م)-

ترجمہ:۔ آپ (عثمانؓ) نے سب لوگوں سے پہلے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ جب کہ آپ کے ہمراہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں- پھر آپ مکہ واپس آئے اور مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

پس جب واقعہ بدر پیش آیا، تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی تیمارداری میں مشغول تھے۔ اور انہیں کی وجہ سے مدینہ میں مقیم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ بدر کے) مال غنیمت اور اس میں شرکت کے اجر میں آپ کا حصہ مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ ان لوگوں میں شمار شدہ ہیں جو اس (غزوہ بدر) میں موجود تھے۔

چنانچہ جب غزوہ بدر میں فتح اسلام کی خبر مدینہ پہنچی تو سیدہ رقیہؓ بنت رسولؐ کی تدفین ہو رہی تھی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمانؓ اور اپنی بیٹیوں سیدہ ام کلثومؓ و فاطمہؓ نیز ازواج مطہراتؓ کے پاس مدینہ واپس پہنچے تو فتح بدر کی مسرت کے باوجود حبشہ و مدینہ کو دوہری ہجرت کرنے والی (ذات الہجرتین) اپنی پیاری بیٹی سیدہ رقیہؓ کی وفات کے صدمہ سے نڈھال تھے۔ (جبکہ سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ مکہ میں یہ اطلاع پاکر بے بس و بیقرار اور پیکر حزن و ملال تھیں)- انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۳-غیر ہاشمی عثمانؓ (قرشی اموی)
دوہرے داماد رسولؐ ہیں۔

" فلما توفيت زوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم بأختها أم كلثوم فتوفيت أيضاً فى صحبته. وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
لو كان عند نا أ خرى لزو جنا ها بعثمان".
(ابن كثير ، البداية والنهاية، ج ٧، ص ١٩٩،
المكتبة القدوسية، لاهور، ١٩٨٤م).

ترجمہ:۔ پس جب وہ (رقیہؓ، ۲ھ میں) فوت ہو گئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (عثمانؓ) کی شادی ان کی ہمشیرہ اُم کلثوم سے کر دی۔ پھر وہ بھی ان کی صحبت ہی میں فوت ہو گئیں (۹ھ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اگر ہماری کوئی اور بیٹی ہوتی تو اس کو بھی عثمان سے بیاہ دیتے۔

☆☆☆

۱۴- فضائل و مناقب عثمانؓ اموی
بزبان رسولؐ ہاشمی
مع تصدیق دشمنان عثمانؓ

وعن ثمامة بن حزن القشيرى قال:- شهدت الدار حين أشرف عليهم عثمان فقال:-

أنشدكم الله والإسلام! هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة، وليس بها ماء يستعذب غير بئر رومة، فقال:-

(من يشترى بئر رومة يجعل دلوه مع دلاء المسلمين بخير لهم منها فى الجنة؟).

فاشتريتها من صلب مالى- وأنتم اليوم تمنعوننى أن أشرب منها حتى أشرب من ماء البحر- فقالوا: اللهم نعم-

فقال:- أنشدكم الله والإسلام ! هل تعلمون أن المسجد ضاق بأهله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :-

(من يشترى بقعة آل فلان فيزيدها فى المسجد؟)-

فا شتريتها من صلب مالى- وأنتم اليوم تمنعوننى أن أصلى ركعتين فيها- فقالوا: أللهم نعم-

قال: أنشدكم الله والإسلام! هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان على ثبير مكة، ومعه أبوبكر و عمر وأنا، فتحرك الجبل حتى تساقطت حجارته بالفيض فركضه برجله قال:-

(أسكن ثبير! فإنما عليك نبى وصديق وشهيدان)-

قالوا:- أللهم نعم-

قال: الله أكبر! شهدوا، ورب الكعبة إنى شهيد – ثلاثا-

(رواه الترمذی والنسائی والدار قطنی۔الخطیب التبریزی
مشکاۃ المصابیح باب مناقب عثمان ج۳ ص۲۳۳۔۲۳۴)۔

ترجمہ:۔ ثمامہ بن حزن القشیری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔

میں دار عثمان کے محاصرہ کے دوران میں اس موقع پر موجود تھا، جب عثمان نے چھت پر سے جھانک کر ان لوگوں (محاصرہ کنندگان) سے فرمایا :۔

میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو "بئر رومہ" کے علاوہ یہاں میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا :۔

(کون ہے جو "بئر رومہ" خرید کر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ ملا دے تاکہ جنت میں اس کو اس سے بہتر ملے ؟)

تو میں نے اپنے مال خالص سے اس کو خریدا۔ جب کہ آج تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے سے بھی روک رہے ہو۔ حتی کہ مجھے کھارا پانی (ماء البحر) پینا پڑ رہا ہے۔

اس پر لوگوں نے جواب دیا :۔ خدا آپ درست فرما رہے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا :۔ میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مسجد نبوی (کی جگہ) لوگوں کے لئے تنگ پڑ رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

(کوئی ہے جو فلاں قبیلہ کی زمین کا ٹکڑا خرید کر اسے مسجد کی زمین میں ملا دے ؟)

پس میں نے اپنے مال خاص سے اسے خرید کر دے دیا۔ مگر آج تم اسی مسجد میں مجھے دو رکعت نماز پڑھنے سے بھی روک رہے ہو ؟

تو لوگوں نے جواب دیا :۔ خدا آپ درست فرما رہے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا :۔ میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ کی زمین پر کھڑے تھے جب کہ ان کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ اور خود میں بھی تھا' تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہلنے لگا' یہاں تک کہ پتھر نیچے گرنے لگے۔ پس آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا :۔

اے ثبیر! ساکن ہو جا۔ کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

لوگوں نے جواب دیا:۔ خدا کی قسم آپ درست فرما رہے ہیں۔

اس پر آپ نے تین مرتبہ فرمایا:۔

اللہ اکبر! انہوں نے گواہی دے دی۔ اور رب کعبہ کی قسم میں بھی شاہد و شہید ہوں۔

ب- صبر امیر المؤمنین عثمانؓ

وعن أبی سهلة مولی عثمان قال: جعل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یسر إلی عثمانَ ولون عثمان یتغیر۔ فلما کان یوم الدار قلنا:۔

ألا نقاتل؟ قال: لا۔ إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عهد إلی أمراً، فأنا صابر نفسی علیه۔

(رواه البیهقی فی دلائل النبوة ورواه الترمذی باختلاف اللفظ ، مشکاة المصابیح، باب مناقب عثمان ج ۳ ص ۲۳۶)۔

ترجمہ:۔ عثمان کے آزاد کردہ غلام (مولی) ابی سہلہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ آہستہ رازداری سے عثمان سے گفتگو فرماتے رہے اور عثمان کا رنگ متغیر ہوتا چلا گیا۔

پس جب دار عثمان پر حملہ کے دن ہم نے عرض کیا کہ کیا ہمیں لڑائی کی اجازت نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا! نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بات کی وصیت فرمائی اور عہد لیا تھا۔ پس میں اس پر قائم رہتے ہوئے (لڑے بغیر) اپنی ذات کے معاملے میں صبر سے کام لوں گا۔

۱۵- علیؓ بن ابی طالب (قرشی ہاشمی)

مرتکبین افراط و تفریط

کے لئے باعث ہلاکت ہیں۔

وعن علی قال: قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:—

فیك مثل من عیسی۔ أبغضته الیهود حتی بهتوا أمه۔ وأحبته النصاری حتی أنزلوه بالمنزلة التی لیست له۔

ثم قال: یهلك فی رجلان:۔ محب مفرط یقرظنی بما لیس فی۔ ومبغض۔ یحمله شنآنی علی أن یبهتنی۔ (رواه احمد۔)

(الخطیب التبریزی، مشکاة المصابیح، باب مناقب علی ج۳ ص ۲٤۱)۔

ترجمہ:۔ علی سے روایت ہے ۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:۔

تمہاری مثال اس لحاظ سے عیسیٰ جیسی ہے کہ یہود نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر بہتان لگادیا۔

اور عیسائیوں نے ان سے محبت کی۔ یہاں تک کہ انہیں اس مقام (الوہیت) تک پہنچادیا جو ان کے لئے نہیں ہے۔

پھر آپ (علیؓ) نے فرمایا:۔ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاکت میں پڑیں گے:۔

ایک تو حد سے متجاوز محبت رکھنے والا جو مجھے ان صفات کا حامل قرار دے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔

اور دوسرا بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی اس بات پر آمادہ کردے گی کہ مجھ پر بہتان تراشی کرے۔

۱۶- دوستی علیؓ ہاشمی، دوستی خدا و مصطفیؐ۔
دشمنی علیؓ ھاشمی دشمنی خدا و مصطفیؐ

وعن البراء بن عازب و زيد بن أرقمؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما نزل بغدير خم أخذ بيد على فقال:۔ ألستم تعلمون أنى أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا:۔ بلى۔ قال: ألستم تعلمون أنى أولى بكل مؤمن من نفسه؟ قالوا: بلى۔ فقال:۔

أللهم من كنت مولاه فعلى مولاه۔

أللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

فلقيه عمر بعد ذلك فقال له: هنيئاً يا ابن أبى طالب!

أصبحت وأمسيت مولى كل مؤمن و مؤمنة۔ (رواه أحمد)۔

(الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح، باب مناقب على بن أبى طالب— ج ۳، ص ۲٤۱—۲٤۲)۔

ترجمہ:۔ براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غدیر خم (خم نامی تالاب) پر نزول فرمایا تو علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:۔ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں مومنوں سے، ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا:۔ جی ہاں بالکل۔ آپ نے فرمایا:۔ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں ہر مؤمن سے اس کی جان کی نسبت قریب تر ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا:۔ ہاں کیوں نہیں۔ پس آپ نے فرمایا:۔ یااللہ! جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔

یااللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور جو اس سے دشمنی رکھے، تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔

پس اس کے بعد عمر آپ (علی) سے ملے تو کہنے لگے:۔ اے فرزند ابو طالب! مبارک ہو۔ تمہیں صبح و شام ہمہ وقت ہر مومن و مومنہ کے دوست کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔

۱۷- غیر ہاشمی اہل بیت رسولؐ سیدہ خدیجہؓ (قرشیہ اسدیہ) وغیر عرب سیدہ مریمؑ ، خیر النساء ہیں

" عن علی قال! سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول:۔ خیر نسائها مریم بنت عمران، وخیر نسائها خدیجه بنت خویلد۔ (متفق علیه، مشکاة المصابیح، باب مناقب أزواج النبی ج۳ ص۲۶)۔

ترجمہ:۔ علی سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:۔ اس قوم (بنی اسرائیل) کی بہترین خاتون (خیر النساء) مریم بنت عمران تھیں۔ اور اس امت کی بہترین خاتون (خیر النساء) خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

۱۸ - غیر ہاشمی اہل بیت رسولؐ سیدہ عائشہؓ (قرشیہ تیمیہ) افضل النساء، اور غیر عرب سیدہ مریمؑ و سیدہ آسیہؑ (زوجہ فرعون) اکمل النساء ہیں۔

وعن أبی موسی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:۔ کمل من الرجال کثیرا، ولم یکمل من النساء إلا مریم بنت عمران، و آسیة إمرأة فرعون، وفضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام۔ (متفق علیه)۔ (مشکاة، باب بدء الخلق وذکر الأنبیاء ج۳ ص۱۰۹ — ۱۱۰)۔

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ (اشعری) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:۔ مردوں میں بہت سے کامل گزرے ہیں مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ، زوجہ فرعون کے علاوہ کوئی کاملہ نہیں گزری۔ جبکہ عائشہ کو تمام خواتین پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح "ثرید" (عربوں کا نفیس ترین طعام) کو دیگر تمام پکوانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

۱۹- غیر ہاشمی اہل بیت رسولؐ سیدہ عائشہؓ (قرشیہ تیمیہ) کو سلام جبرئیلؑ

وعن أبی سلمة أن عائشة قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یا عائشة! هذا جبرئیل یقرئك السلام. قالت: وعلیه السلام و رحمة اللّٰه. قالت: وهو یری ما لا أری. (متفق علیه). (الخطیب التبریزی، مشکاة المصابیح، باب مناقب أزواج النبی، ج۳، ۲٦۰ - ۲٦۱).

ترجمہ:۔ ابو سلمہ سے روایت ہے کہ عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے عائشہ! یہ جبرئیل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا:۔ اور ان پر بھی سلام ورحمت خدا ہو۔ (پھر عائشہؓ نے) بیان فرمایا:۔ جو مجھے نظر نہیں آتا تھا، وہ آپ کو نظر آ رہا تھا۔

۲۰- غیر ہاشمی سیدہ عائشہؓ (قرشیہ تیمیہ) سے نکاح رسولؐ منجانب اللہ

وعن عائشة قالت: قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: اریتك فی المنام ثلاث لیال یجیئ بك الملك فی سرقة من حریر، فقال لی: هذه امرأتك. فکشفت عن وجهك الثوب فإذا أنت هی. فقلت إن یکن هذا من عنداللّٰه یمضه. (متفق علیه). (الخطیب التبریزی، مشکاة المصابیح، باب مناقب ازواج النبی، ج۳، ص ۲٦۱).

ترجمہ:۔ اور عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ:۔ مجھے خواب میں تین راتوں تک تمہاری صورت دکھائی گئی، جسے فرشتہ ریشم کے ٹکڑے میں لیکر آتا تھا۔ پس اس نے مجھ سے کہا:۔ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ تو جب میں نے تمہارے چہرے سے پردہ ہٹایا تو وہ ہو بہو تم تھیں۔ پس میں نے کہا تھا:۔ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔

۲۱- عظمت اہل بیت رسولؐ سیدہ عائشہؓ
(قرشیہ تیمیہ، غیر ہاشمیہ) عند اللہ والرسولؐ

وعنها قالت: إن الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة رسول الله صلى الله عليه وسلم. وقالت: إن نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كن حزبين، فحزب فيه عائشة وحفصة وصفية وسودة، والحزب الآخر أم سلمة وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم. فكلم حزب أم سلمة فقلن لها:.

كلمي رسول الله صلى الله عليه وسلم يكلم الناس فيقول! من أراد أن يهدى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فليهده إليه حيث كان، فكلمته، فقال لها:. لا تؤذيني في عائشة فان الوحي لم يأتني وأنا في ثوب إمرأة إلاّ عائشة. قالت: أتوب إلى الله من أذاك يا رسول الله.

ثم إنهن دعون فاطمة فأرسلن إلىّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمته، فقال:. يا بنية ألا تحبين ما أحب؟ قالت: بلى. قال: فأحبي هذه. (متفق عليه).

(الخطيب، مشكاة المصابيح، باب مناقب أزواج النبي ج ۳ ص ۲٦۱).

ترجمہ:۔ اور انہی (عائشہؓ) سے روایت ہے کہ لوگ اپنے ہدیے تحائف عائشہ (کے ہاں قیام رسولؐ) کے دن میں بھیجتے تھے۔ اس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (بحوالہ عائشہ) رضا کے طالب ہوتے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو مجموعوں میں تقسیم تھیں۔ پس ایک مجموعہ میں عائشہ وحفصہ وصفیہ وسودہ تھیں۔ اور دوسرے مجموعے میں ام سلمہ وبقیہ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ ام سلمہ کی ساتھیوں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا چاہتا ہو تو وہ جس

جگہ بھی (کسی بھی بیوی کے ہاں) ہوں، بھیج دیا کریں۔ پس انہوں نے آپؐ سے بات چیت کی۔ تو آپ نے ان سے فرمایا :۔ مجھے عائشہ کے معاملے میں اذیت نہ دو۔ کیونکہ (ان کا مقام یہ ہے کہ) عائشہ کے سوا کوئی ایسی عورت نہیں جس کے کپڑے (لحاف) میں میرے پاس وحی آجاتی ہو۔ ام سلمہ نے عرض کیا :۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس بات پر اللہ سے توبہ کرتی ہوں کہ آپ کو اذیت دوں۔ پھر ان (ازواج) نے فاطمہ کو بلایا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ پس انہوں نے آپ سے بات چیت کی تو آپ نے فرمایا :۔ اے میری بیٹی! جس سے مجھے محبت ہے کیا تم اس سے محبت نہیں رکھو گی؟ انہوں نے کہا :۔ ہاں کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا :۔ پس اس (عائشہ) سے محبت رکھو۔

چنانچہ انہی سیدہ عائشہؓ کے حجرہ میں وفات و تدفین رسولؐ ہوئی۔ انہی سیدہ عائشہؓ سے دو ہزار سے زائد روایات حدیث مروی ہیں۔ اور وفات رسولؐ کے بعد انہی سیدہ عائشہؓ نے تقریباً نصف صدی تک (۱۱-۵۸ھ) ہزاروں صحابہؓ و تابعینؒ کو قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر، لغت و شعر عرب اور دیگر علوم شرعیہ و ادبیہ کی تعلیم دیتے ہوئے عظیم الشان ذخیرہ علوم دین ان تک منتقل کر کے بار امانت ادا فرمایا : اور منفرد و بے مثال وارثہ علم رسولؐ و ملکہ مدینۃ العلم قرار پائیں۔

عن أبی موسی قال: ما اشتکل علینا أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حدیث قط فسألنا عائشة إلا وجدنا عندها منه علماً۔

(رواہ الترمذی) (مشکاۃ، باب مناقب ازواج النبی، ۲۶۲/۳-۲۶۳)

ترجمہ :۔ ابو موسی (اشعری) سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ :۔ ہم لوگوں یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی مشکل پڑی، اور ہم نے اس مشکل (مسئلہ) کے بارے میں عائشہ سے دریافت کیا، تو ان کے پاس اس کے بارے میں علم پایا۔

"لو جمع علم الناس کلهم وعلم أزواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فکانت عائشة أوسعهم علماً۔ (الإمام الزهری، مستدرک حاکم)۔

ترجمہ :۔ اگر تمام انسانوں کا علم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج کا علم جمع کر لیا جائے، تو عائشہ ان سب سے زیادہ وسعت علم والی تھیں۔

۲۲-غیر ہاشمی اہل بیت رسولؐ سیدہ حفصہؓ ام المؤمنین محافظہ قرآن، اور غیر ہاشمی برادر سیدہ حفصہؓ (قرشی عدوی) عظیم المرتبت۔

محافظہ قرآن سیدہ حفصہؓ بنت عمرؓ ام المؤمنین (قرشیہ عدویہ) اہل بیت رسولؐ، ازواج مطہراتؓ میں سے وہ جلیل القدر اور منفرد و بیمثال ہستی ہیں جنہوں نے خلافت ابو بکرؓ میں تحریری طور پر اجماع صحابہؓ سے جمع شدہ مستند نسخہ قرآن (مصحف صدیقی) کو تجویز کنندہ جمع قرآن' امام و خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت در محراب مسجد نبوی کے بعد بھی محفوظ و مامون رکھا۔ اور بعد ازاں انہی محافظہ قرآن ام المؤمنین سے امام و خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے اس مصحف صدیقی کو حاصل کر کے امت کے مابین اختلاف قرأت کو لغت قریش کے مطابق دور کیا۔ اور یہی مصحف صدیقی مصحف عثمانی قرار پایا۔

سیدہ حفصہؓ کے شوہر خنیسؓ بن حذافہ بدر یا احد میں زخم لگنے کے بعد ۲ھ یا ۳ھ وفات پا گئے۔ بحکم خداوندی نبی علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا' اور یہ سیدہ (قرشیہ عدویہ غیر ہاشمیہ) اہل بیت رسولؐ اور ام المؤمنین کے مقام ابدی سے سرفراز ہوئیں۔ اس نکاح کا پس منظر بیان کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ بحوالہ حدیث نبوی بیان فرماتے ہیں :۔

"حضرت حفصہؓ بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ ہی آگئی تھیں۔ جب بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے اول حضرت ابو بکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ میں حفصہؓ کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے سکوت فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ سے ذکر فرمایا۔ انہوں نے فرمادیا کہ میرا تو اس وقت نکاح کا ارادہ نہیں۔ حضورؐ سے حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت کی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ : میں حفصہؓ کے لئے عثمانؓ سے بہتر خاوند اور عثمانؓ کیلئے حفصہؓ سے بہتر بیوی بتاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت حفصہؓ سے سن ۲ھ یا ۳ھ میں خود نکاح کیا۔ اور حضرت عثمانؓ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے کر دیا"۔

(مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب، کتب خانہ فیضی لاہور، ص ۱۴۸)۔

محافظ قرآن سیدہ حفصہؓ ام المؤمنین کے حوالہ سے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ عدوی قرشی کی روایت ہے :۔

وعن عبدالله بن عمر قال: رأيت فى المنام كان فى يدى سرقة من حرير، لا أهوى بها إلى مكان فى الجنة إلا طارت بى إليه. فقصصتها على حفصة، فقصتها حفصة على النبى صلى الله عليه وسلم ، فقال:. إن أخاك رجل صالح . أو: إن عبدالله رجل صالح. (متفق عليه).

(الخطيب التبريزى ، مشكاة المصابيح، باب جامع المناقب، ج ۳ ص ۲٦۳)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت میں جس مقام تک بھی جانے کی خواہش کرتا ہوں، وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے۔

پس میں نے یہ واقعہ حفصہ سے بیان کیا۔ تو حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا۔ پس آپ نے فرمایا :۔

یقیناً تیرا بھائی ایک صالح بندہ ہے۔

یا (فرمایا تھا) :۔ یقیناً عبداللہ ایک صالح بندہ ہے۔

۲۳-یہودی النسل اہل بیت رسولؐ،
سیدہ صفیہؓ ام المؤمنین،
عزیزہ موسیٰؑ و ہارونؑ و مصطفیٰؐ

وعن أنس قال : بلغ صفية أن حفصة قالت لها بنت يهودى، فبكت. و دخل عليها النبى صلى الله عليه وسلم وهى تبكى ، فقال: ما يبكيك؟ فقالت: قالت لى حفصة إنى إبنة يهودى. فقال النبى صلى الله عليه وسلم:. إنك لإبنة نبى وإن عمك لنبى و إنك لتحت نبى، ففيم تفخر عليك؟ ثم قال: إتقى الله يا حفصة.(رواه الترمذى والنسائى).
(مشكاة المصابيح، باب مناقب ازواج النبىؐ ج۳ ص ۲٦۲)

ترجمہ :-انس سے روایت ہے-انہوں نے بیان کیا کہ صفیہ تک یہ بات پہنچی کہ حفصہ نے انہیں "بنت یہودی" کہا ہے- تو وہ رونے لگیں- نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں-پس آپ نے پوچھا: کس بات پر رو رہی ہو؟ انہوں عرض کیا کہ حفصہ نے (تحقیراً) مجھے یہودی کی لڑکی کہا ہے-پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
یقیناً تم (نسباً) ایک نبی (موسیٰؑ) کی بیٹی ہو۔ اور تمہارے چچا (ہارونؑ) بھی نبی ہیں۔اور خود تم بھی ایک نبی کے ماتحت (بیوی) ہو۔ پس وہ کس بات پر تمہارے مقابلے میں فخر کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا :۔ اے حفصہ !اللہ سے ڈر۔

۲۴-غیر عرب حرم رسولؐ
سیدہ ماریہؓ قبطیہ
کی قبطی نصرانی قوم
قابل احترام ہے۔

أخبرنا محمد بن عمر، حدثني معمر و محمد بن عبدالله عن الزهري عن ابن كعب عن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:. إستوصوا بالقبط خيراً فإن لهم ذمة ورحماً ـ قال: ورحمهم أن أم إسماعيل بن إبراهيم منهم، وأم إبراهيم، ابن النبي صلى الله عليه وسلم منهم.

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن ، ص ٢١٤ دار صادر، بيروت ١٩٥٨م).

ترجمہ:۔ ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی کہ مجھے معمر و محمد بن عبداللہ نے زہری سے روایت کر کے بتلایا۔ انہوں نے ابن کعب سے روایت کیا۔ جنہوں نے مالک سے روایت کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ کیونکہ ان سے ہمارا تعلق اور رشتہ داری ہے۔ آپ نے فرمایا :۔ ان سے ہماری رشتہ داری یہ ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم کی والدہ ان میں سے ہیں۔ اور ابراہیم بن نبی، صلی اللہ علیہ وسلم، کی والدہ (ماریہ قبطیہ) بھی ان میں سے ہیں۔

==========

۲۵- دختر رسولؐ سیدہ فاطمہؓ (قرشیہ ہاشمیہ)
سیدۃ نساء الجنہ ہیں۔

سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ (م ۸ھ، مدینہ) وفات سیدہ خدیجہؓ کے بعد ام لنھاو اخواتھا یعنی اپنے والد اور بہنوں کی، ماں کی طرح دیکھ بھال کرنے والی ہیں۔ (ھی أفضل بناتی – الحدیث "کنز العمال" المتقی۔ و "تبلیغی نصاب" مولانا زکریا، ص ۱۴۳)۔ نیز والدہ اول نواسہ رسولؐ وردیف رسولؐ در فتح مکہ (علی بن ابی العاصؓ اموی قرشی) اور والدہ اول نواسی رسولؐ وراکبہ دوش رسولؐ در نماز (سیدہ امامہ بنت العاصؓ اموی قرشی) ہیں۔

سیدہ رقیہؓ بنت رسولؐ ذات الھجرتین (بہجرت حبشہ و مدینہ) نیز والدہ دوم نواسہ رسولؐ، مولود حبشہ عبداللہ بن عثمانؓ اموی قرشی اور اول وفات یافتہ بنت رسولؐ (رمضان ۲ھ) ہیں۔ جنکی عیادت برائے عثمانؓ بلسان نبوت مثل شرکت بدر و باعث اجر و غنیمت بدر قرار پائی۔

جبکہ سیدہ ام کلثومؓ (م ۹ھ، مدینہ) وفات سیدہ رقیہؓ کے بعد زوجہ عثمانؓ جامع قرآن ہیں۔ اور نور چشم رسولؐ سیدہ رقیہؓ کے بعد نور چشم رسولؐ سیدہ ام کلثومؓ سے نکاح کی بناء پر ہی عثمان غنیؓ "ذوالنورین" (دو نوروں والے) ہیں۔ نیز سیدہ ام کلثومؓ وفات رسولؐ سے پہلے وفات یافتہ تیسری اور آخری بنت رسولؐ (م ۹ھ، مدینہ) ہیں۔

اور سیدہ فاطمہؓ چوتھی اور آخری بنت رسولؐ، والدہ حسنینؓ و زینبؓ و ام کلثومؓ، از اولاد علی مرتضیٰؓ، ہیں۔ اور وفات رسولؐ کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹوں (قاسمؓ و عبداللہؓ و ابراہیمؓ) نیز چار بیٹیوں (زینبؓ و رقیہؓ و ام کلثومؓ و فاطمہؓ) میں سے صرف وہی زندہ تھیں۔ جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نبویہ کے بعد جلد وفات اور سیدۃ النساء

ہونے کی خبر دی۔

وعن أم سلمة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا فاطمه عام الفتح فناجاها فبكت .ثم حدثها فضحكت. فلما تو فى رسول الله صلى الله عليه وسلم سأ لتها عن بكائها وضحكها فقالت:-

أخبرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه يموت فبكيت. ثم أخبرنى أنى سيدة نساء أهل الجنة إلا مريم بنت عمران فضحكت. (رواه الترمذى). (مشكاة المصابيح، باب مناقب أزواج النبى ج ٣ ص ٢٦٢).

ترجمہ :۔ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال فاطمہ کو بلایا۔ پس ان کے کان میں چپکے سے کچھ کہا تو وہ رونے لگیں۔ پھر ان سے کوئی اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو میں نے فاطمہ سے ان کے رونے اور ہنسنے کے بارے میں دریافت کیا۔ پس وہ کہنے لگیں :۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ فوت ہو جائیں گے۔ پس میں رونے لگی۔ پھر انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ میں مریم بنت عمران کے علاوہ تمام خواتین اہل جنت کی سردار (سیدۃ النساء) ہوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔

متعدد علماء و محققین کے نزدیک ازواج مطہرات کے بارے میں آیات (تطہیر و اہل بیت رسولؐ و امہات المؤمنین و براءت عائشہؓ) آیات در شان سیدہ آسیہؓ و مریمؑ ، نیز متعلقہ احادیث نبویہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جنت میں سیدہ خدیجہؓ و عائشہؓ سمیت جملہ ازواج مطہراتؓ و مادران اولاد رسولؐ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ما تحت و ہمراہ ہوں گی۔ جبکہ سیدہ آسیہؓ (زوجہ فرعون) و سیدہ مریمؑ کا جنت میں منفرد مقام ہو گا۔ اور دیگر تمام خواتین جنت کی سردار سیدہ فاطمہؓ ہوں گی۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۶-عظمت فرزند رسولؐ
(از بطن غیر عرب حرم رسولؐ)
ابراہیم بن سیدہ ماریہؓ قبطیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرزند قاسمؓ و عبداللہؓ (طاہر و طیب) غیر ہاشمی اہل بیت رسولؐ سیدہ خدیجہؓ (اسدیہ قرشیہ) کے بطن سے تھے۔ جو بچپن ہی میں وفات پاکر مکہ (جنت المعلی) میں مدفون ہوئے۔ جبکہ تیسرے اور آخری فرزند رسولؐ (آخر النبین) ابراہیمؓ، غیر عرب حرم رسولؐ سیدہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور ڈیڑھ دو سال کی عمر میں فوت ہو کر جنت البقیع (مدینہ) میں دفن ہوئے۔ آپ کے رضاعی ماں باپ لوہار تھے۔

عن أنس قال: دخلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على أبى سيف القين و كان ظئراً لإبراهيم فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم إبراهيم فقبله و شمه.

ثم دخلنا عليه بعد ذلك وإبراهيم يجود بنفسه. فجعلت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تذرفان. فقال له عبدالرحمن بن عوف: وأنت يا رسول الله! فقال: يا ابن عوف! إنها رحمة. ثم أتبعها بأخرى.

فقال: إن العين تدمع والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون. (متفق عليه).

(الخطيب التبريزى، مشكاة المصابيح، باب البكاء على الميت، ج ١، ص ٣٦٧).

ترجمہ:۔ انس سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابو سیف القین (لوہار) کے گھر آئے جو کہ ابراہیم کا رضاعی باپ (دودھ پلانے والی دایہ کا شوہر) تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراھیم کو اٹھایا، چوما اور سونگھا۔

پھر اس کے بعد ہم دوبارہ اس کے ہاں گئے، جب کہ ابراھیم حالت نزع میں تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پس عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی (روتے ہیں)؟ تو آپ نے فرمایا:- اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔

پھر آپ دوبارہ رونے لگے تو فرمایا:-

بے شک آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمزدہ ہے۔ مگر ہم اس کے باوجود صرف وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی رہے۔ جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ اے ابراہیم! ہم تیرے فراق میں غم زدہ ہیں۔

وعن أبی هريرة قال: مات ميت من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فاجتمع النساء يبكين عليه ، فقام عمر ينهاهن و يطردهن. فقال رسول الله: دعهن يا عمر! فإن العين دامعة والقلب مصاب والعهد قريب. (رواه احمد والنسائی).

(التبريزی، مشكاة المصابيح، باب البكاء على الميت ، ج ١، ص ٣٧٣)

ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک ہستی وفات پا گئی تو عورتوں نے جمع ہو کر اس پر آہ و بکاء شروع کر دی۔ پس عمر اٹھے اور انہیں روکنے ڈانٹنے لگے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا:۔ اے عمر! انہیں کچھ نہ کہو۔ کیونکہ آنکھ روتی ہے، دل مصیبت زدہ ہے، اور وقت موعود قریب ہے۔

مدفن ابراہیم بن رسولؐ یعنی قبرستان بقیع (جنت البقیع) مدینہ منورہ کی اہمیت کے حوالہ سے یہ بھی پیش نظر رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کم و بیش تمام ازواج مطہراتؓ اہل بیت رسولؐ (ماسوا سیدہ خدیجہؓ و میمونہؓ) جنت البقیع ہی میں مدفون ہیں۔ جبکہ نبی علیہ السلام کی کئی پھوپھیاں نیز چاروں دختران رسولؐ (سیدہ زینبؓ و رقیہؓ و ام کلثومؓ و فاطمہؓ) داماد رسولؐ عثمان ذوالنورینؓ، نواسہ رسولؐ عبداللہ بن عثمانؓ و حسن بن علیؓ نیز دیگر ہزاروں صحابہ کرامؓ (بشمول اقارب رسولؐ) بھی اسی "جنت البقیع" میں مدفون ہیں۔ (جبکہ سیدہ خدیجہؓ و قاسم و

عبداللہؓ از بطن سیدہ خدیجہؓ، جنت المعلی، مکہ معظمہ میں دیگر اکابر قریش و بنو ہاشم و اصحاب رسولؐ کے ہمراہ مدفون ہیں۔

چنانچہ بعثت محمدیہ سے پہلے حرم مکی و بیت المقدس کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں مختلف اقوام و اوطان سے تعلق رکھنے والے انبیاءؑ و مرسلینؑ سابقین کی کثیر تعداد مقیم و مدفون ہے۔ اور اس بناء پر بیت المقدس و مکہ معظمہ قدیم و اہم ترین مراکز ارواح و اجساد انبیاءؑ و صالحینؒ ہیں۔

مگر بعثت محمدیہ کے بعد جو آخری نبوی روحی مرکز ابدی وجود پذیر ہوا، وہ مدینہ منورہ ہے۔ جس میں وجود خاتم الأنبیاءؑ والمرسلینؑ کے ہمراہ خلفاء ثلاثہؓ و ازواجؓ و اولادؓ و اصحابؓ رسولؐ، شہداء و مجاہدین و صالحین متاخرین کے ہزاروں اجساد و ارواح بل امتیز ذات پات بربنای تقوی و صحبت رسولؐ موجود ہیں۔ اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مزارات و مقابر فقہاء و محدثین و اولیاء و صالحین کے جملہ سلاسل روحانیت بھی بلا تمیز اقوام و اوطان اسی مدینۃ الرسولؐ و روضہ رسولؐ سے متصل و منسلک ہیں۔ جس میں جنت البقیع کو بار بار خاتم النبیینؐ کی آمد برائے زیارت قبور کا منفرد شرف و اعزاز بھی حاصل ہے۔

اسی سلسلہ کلام میں درج ذیل حدیث نبوی ملاحظہ ہو :-

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :-

أنا أول من تنشق عنه الأرض ' ثم أبوبكر ' ثم عمر' ثم آتى أهل البقيع فيحشرون معي . ثم أنتظر أهل مكة حتى أحشر بين الحرمين.

(رواه الترمذى ' مشكاة المصابيح ' باب مناقب أبى بكر ' الفصل الثانى ' ج٣ ' ص ٢٢١' مكتبة رحمانية ' لاهور)-

ترجمہ :- ابن عمر سے روایت ہے- انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی (قبر کی) زمین شق ہو جائے گی۔ پھر ابوبکر کی' پھر عمر کی- پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا' پس وہ اٹھا کر میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا' حتی کہ حرمین کے درمیان ان کے ساتھ اکٹھا کیا جاؤں گا۔

۲۷- غیر ہاشمی غیر قریشی غلام زیدؓ بن حارثہ منہ بولے فرزند رسولؐ (متبنی)

وعنه قال:۔ إن زيد بن حارثة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ما كنا ندعوه إلا زيد بن محمد ، حتى نزل القرآن:۔ أدعوهم لآبائهم۔ (متفق عليه)۔

(مشكاة المصابيح ، باب مناقب أهل بيت النبيؐ ، ج ۳، ص ۲۵۲)۔

ترجمہ:۔ اور انہی (عبداللہ بن عمرؓ) سے یہ بھی روایت ہے کہ :۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو ہم لوگ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن نے یہ حکم نازل کیا کہ :۔ان کو ان کے (اصل) باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارا کرو۔(أدعوهم لآبائهم)۔

۲۸-غیر ہاشمی غیر قرشی غلام زادہ اسامہ بن زیدؓ محبوب مصطفیؐ مثل حسن بن علیؓ

وعن أسامة بن زيد عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان يأخذه والحسن فيقول:۔ اللّهم أحبهما فإنى أحبهما۔

وفى رواية قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأخذنى فيقعدنى عل فخذه ، ويقعد الحسن بن على على فخذه الأخرى ثم يضمهما ثم يقول:۔ أللهم ارحمهما فإنى أرحمهما۔ (رواه البخارى)۔

(الخطيب التبريزى ، مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل بيت النبى، ج۳، ص ۲۵۱—۲۵۲)۔

ترجمہ:۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

فرماتے ہیں کہ آپ انہیں اور حسن کو پکڑ کر فرماتے :۔

یااللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں، پس تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔

اور ایک (دوسری) روایت میں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور حسن بن علی کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے۔ پھر دونوں کو چمٹا کر فرماتے :۔

یااللہ میں ان دونوں پر مہربانی کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں پر رحمت فرما۔

۲۹- غیر ہاشمی غیر قرشی غلام زادہ
اسامہ بن زیدؓ باعث محبت بحکم نبوی۔

وعن عائشة قالت: أراد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أن ینجی مخاط أسامة ، قالت عائشة: دعنی حتی أنا الذی أفعل. قال: یا عائشة! أحبیه فإنی أحبه. رواه الترمذی.

(مشکاة المصابیح، باب مناقب أهل بیت النبی ج۳ ، ص ۲۵۷).

ترجمہ:۔ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اسامہ کا آب بینی دور کریں۔عائشہ نے کہا کہ مجھے کرنے دیجئے۔آپ نے فرمایا :۔اے عائشہ اس سے محبت رکھو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

۳۰- غیر ہاشمی غیر قرشی
زیدؓ واسامہؓ محبوبان مصطفیٰؐ۔

وعن عبداللّٰه بن عمر أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعث

بعثاً وأمر عليهم أسامة بن زيد. فطعن بعض الناس فى إمارته فقال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم : إن كنتم تطعنون فى إمارته ، فقد كنتم تطعنون فى إمارة أبيه من قبل. وأيم اللّه ! إن كان لخليقاً للإمارة ، وإن كان لمن أحب الناس إلى. وإن هذا لمن أحب الناس إلى بعده. متفق عليه.

وفى رواية المسلم نحوه. وفى آخره:.

أو صيكم به فانه من صالحيكم.

(خطيب تبريزى، مشكاة المصابيح،

باب مناقب أهل بيت النبى، ج ٣، ص ٢٥٢).

ترجمه:. عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس پر اسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا۔ تو بعض لوگوں نے ان کی امارت پر طعن کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس کی امارت میں طعن کر رہے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کی امارت (جہاد) پر بھی اعتراض کیا تھا۔ اور خدا کی قسم وہ امارت حقدار تھا۔ نیز مجھے سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب تھا۔ اور یقیناً یہ شخص (اسامہ) بھی مجھے اس کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے (متفق علیہ)۔

اور مسلم کی روایت بھی تقریباً یہی ہے مگر اس کے آخر میں اضافہ ہے :۔

میں تمہیں اس (اسامہ) کے حق میں وصیت کرتا ہوں،

یقیناً یہ تمہارے صالحین میں سے ہے۔

☆☆☆☆

۳۷- غیر ہاشمی اول داماد رسولؐ

ابو العاصؓ (اموی قرشی)

ممدوح خدیجہؓ و مصطفیٰؐ

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يثني عليه في صهره خيراً. (ابن هشام، السيرة النبوية، الجزء الثاني، ص ٢٦٣).

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان (ابو العاصؓ) کے اچھا داماد ہونے کی تعریف کرتے تھے۔

"سیدہ خدیجہؓ کو اپنے بھانجے ابو العاص سے بڑی محبت تھی:۔

"وكانت تعده بمنزلة ولدها". (ابن هشام، السيرة النبوية، ج٢، ص ٢٦٣)

ترجمہ:۔ اور وہ (خدیجہؓ) ان (ابوالعاصؓ) کو اپنے بیٹوں کی طرح شمار کرتی تھیں۔

زوجہ ابو العاصؓ، سیدہ زینب بنت رسولؐ کے بارے میں حدیث نبوی ہے:۔

عن عروة بن الزبير عن عائشة أن رسول الله ﷺ لما أن قدم المدينة خرجت ابنته زينب من مكة....

فكان رسول الله ﷺ يقول:۔ هي أفضل بناتي أصيبت في!

(البيهقي، دلائل النبوة، جماع أبواب مغازي رسول الله ﷺ، باب جماع غزوة بدر العظمى، باب ماجاء في زينب بنت رسول الله ﷺ، ج٣، ص١٥٦، ضبط و تخريج و تعليق: دكتور عبدالمعطى قلعجي، دار الكتب العلمية، بيروت. و ابن كثير، البداية والنهاية، الجزء الثالث، ص ٣٣١)

ترجمہ: عروہ بن زبیر نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ آگئے تو آپ کی بیٹی زینب بھی (غزوہ بدر کے بعد موقع ملتے ہی) مکہ سے نکلیں۔ پس رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

وہ (زینبؓ) میری بیٹیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی ہے۔

جس کو میری راہ میں اذیت دی گئی۔

۳۲- غیر ہاشمی (قرشی اموی) اول نواسہ رسولؐ
علیؓ بن ابی العاصؓ (فرزند زینبؓ)
ردیف رسولؐ در فتح مکہ

"ولما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح أردف علياً خلفه. وتو فى على وقد ناهز الحلم فى حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم". (ابن الأثير، اسد الغابة فى معرفة الصحابة، الجزء الرابع، ص ٤١، طهران، المكتبة الاسلامية، ١٣٣٦ھ).

ترجمہ :۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے علی (بن ابی العاص) کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اور (نواسۂ رسول) علی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اس وقت انتقال ہوا جب کہ وہ سن بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ (جبکہ ابن عساکر کی روایت کے مطابق معرکہ یرموک میں شہید ہوئے)۔

۳۳- غیر ہاشمی اول نواسی رسولؐ سیدہ امامہؓ
(قرشیہ امویہ) راکبہ دوش رسولؐ

عن أبى قتادة الأنصارى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى وهو حامل أمامة بنت زينب بنت رسول الله ولأبى العاص بن الربيع. فاذاسجد وضعها، وإذا قام حملها.

(صحيح البخارى، باب إذا حمل جارية صغيرة فى الصلاة ج ١، ص ٧٤).

ترجمہ:۔ ابو قتادہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں نماز پڑھتے کہ ابو العاص بن ربیع و زینب بنت رسول اللہ کی بیٹی امامہ کو اٹھائے ہوتے۔ جب سجدہ فرماتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو وہ دوبارہ سوار ہو جاتیں۔

۳۴- غیر ہاشمی (قرشی اموی) دوئم نواسہ رسولؐ، عبداللہؓ بن عثمانؓ (ورقیہؓ) مولود حبشہ، ذوالھجرتین، موسوم منجانب رسولؐ، مدفون بدست رسولؐ۔

"(عبدالله) بن عثمان بن عفان بن أبی العاص بن أمية بن عبد شمس. وأمه رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم. وبه وكان أبوه عثمان يكنى. ولد بأرض الحبشة. قال مصعب الزبيرى:.

لما هاجر عثمان بن عفان ومعه زوجه رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولدت له هناك غلاماً سماه عبدالله.

وروى عبدالكريم بن روح بن عنبسة بن سعيد مولى عثمان بن عفان، وكانت امه أم عياش لرقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن أبيه روح، عن أبيه عنبسة عن جدته أم عياش قالت:. ولدت رقية لعثمان غلاماً فسماه النبى صلى الله عليه وسلم عبدالله، وكنى عثمان بأبى عبدالله.

وعاش ست سنين ومات. ودخل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبره. قاله الزبير بن بكار. أخرجه ابن مندة وأبونعيم).

(ابن الأثير، أسدالغابة، الجزء الثالث، ص ٢٢٤).

ترجمہ:۔ (عبداللہ) بن عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس۔ اور ان کی والدہ ہیں :۔ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہی کے نام پر ان کے والد عثمان کی کنیت تھی۔ آپ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ مصعب زبیری نے بیان کیا ہے کہ :۔

جب عثمان بن عفان اپنی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حبشہ کی جانب) ہجرت کر گئے تو وہاں آپ (رقیہؓ) نے ان کے ایک لڑکے کو جنم دیا جس کا

نام آپ نے عبداللہ رکھا۔

اور عثمان بن عفان کے آزاد کردہ غلام عبدالکریم بن روح بن عنبسہ بن سعید نے، جن کی والدہ ام عیاش رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھیں، نے اپنے والد روح سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے والد عنبسہ سے، اور انہوں نے ان کی دادی ام عیاش سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ :۔ رقیہ نے عثمان کے ایک لڑکے کو جنم دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اور عثمان کی کنیت "ابو عبداللہ" قرار پائی۔

وہ (عبداللہ) چھ برس زندہ رہ کر وفات پا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود ان کی قبر میں (تدفین کے لئے) داخل ہوئے۔ (یہ روایت زبیر بن بکار کی ہے جس کی ابن مندہ و ابو نعیم نے تخریج فرمائی ہے)۔

۳۵-سوئم نواسۂ رسولؐ حسن بن علیؓ
(قرشی ہاشمی، فاطمی) محبوب رسولؐ

وعن البراء قال: رأيت النبى صلى الله عليه وسلم والحسن بن على على عاتقه، يقول:. اللهم إنى أحبه فأحبه. (متفق عليه).
(الخطيب التبريزى ، مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل بيت النبى، ج۳، ص۲۵۰).

ترجمہ:۔ براء سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے :۔
یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت رکھ۔

☆☆☆

۳۶-سوئم نواسہ رسولؐ حسنؓ (قرشی ہاشمی)
سید و سردار بنائے صلح حسنؓ و معاویہؓ۔

وعن أبي بكرة قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر ، والحسن بن على إلى جنبه ، وهو يقبل على الناس مرة وعليه أخرى ويقول:۔

إن إبنى هذا سيد ، ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين۔ (رواه البخارى)۔

(مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل بيت النبى، ج۳ ص ۲۵۱)۔

ترجمہ:۔ ابوبکرہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا، جبکہ حسن بن علی انکے پہلو میں تھے۔ آپ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور دوسری مرتبہ ان (حسن) کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ فرمارہے تھے :۔ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح کرادے گا۔

۳۷-سوئم و چہارم نواسہ رسولؐ، حسنؓ و حسینؓ
(قرشی ہاشمی) سرداران جوانان جنت ہیں

وعن أبى سعيد قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:۔

الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة۔ (رواه الترمذى)

(مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل بيت النبى ج۳ ص ۲۵٤)۔

ترجمہ:۔ ابو سعید سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ حسن و حسین جوانان جنت کے دو سردار ہیں۔

۳۸- حمزہؓ بن عبدالمطلب (قرشی ہاشمی)

اسدالله ورسوله "سيد الشهداء"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں شہادت پانے والے اپنے شجاع و عظیم چچا شیر خدا و رسول خدا کو "سید الشہداء" کا لقب عطا فرمایا۔ (الحدیث)۔

۳۹- عباس بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی

خاص مقرب رسولؐ ہیں

وعن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :۔ العباس منى وأنا منه۔ رواه الترمذى۔

(مشكاة المصابيح، باب مناقب أهل بيت النبىؐ ج ۳ ص ۲۵۳)۔

ترجمہ:۔ ابن عباس سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

۴۰- غیر ہاشمی غیر قریشی عبداللہؓ بن مسعود

وام عبداللہؓ مقرب رسولؐ و وارد اہل بیتؑ

وعن أبى موسى الاشعرى قال: قدمت أنا وأخى من اليمن فمكثنا حيناً، ما نرى إلا أن عبدالله بن مسعود رجل من أهل بيت النبى صلى الله عليه وسلم لما نرى من دخوله ودخول أمه على النبى صلى الله عليه وسلم ۔(متفق عليه)۔(مشكاة المصابيح، باب جامع المناقب، ۲۶۳/۳)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ پس ہم نے کچھ عرصہ (مدینہ میں) گزارا تو ہم عبداللہ بن مسعود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ایک شخص خیال کرتے تھے، کیونکہ وہ اور ان کی والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ان کے گھر) جاتے رہتے تھے۔

۴۱- عشرہ مبشرہ میں دس جلیل القدر صحابہؓ شامل ہیں (بلا تمیز ہاشمی واموی و قرشی و غیر قرشی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو ان کے نام لے کر جنت کی بشارت دی ان کا تعلق مختلف قبائل قریش و غیر قریش سے ہے۔

۱- ابو بکرؓ (تیمی قریشی) ۲- عمرؓ (عدوی قرشی)

۳- عثمانؓ (اموی قرشی) ۴- علیؓ (ہاشمی قرشی)

۵- طلحہؓ (تیمی قرشی) ۶- زبیرؓ (اسدی قرشی)

۷- عبدالرحمٰن بن عوفؓ (قرشی)

۸- سعد بن ابی وقاصؓ (انصاری، غیر قرشی)

۹- سعید بن زید (عدوی قرشی)

۱۰- ابو عبیدہ بن جراح (قرشی)۔

عن عبدالرحمن بن عوف أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:۔ أبوبکر فی الجنة، وعمر فی الجنة، وعثمان فی الجنة، وعلی فی الجنة، وطلحة فی الجنة، والزبیر فی الجنة، وعبدالرحمن بن عوف فی الجنة، وسعد بن أبی وقاص فی الجنة، وسعید بن زید فی الجنة، وأبو عبیدة بن الجراح فی الجنة.(رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن سعید بن زید) (مشکاة المصابیح باب مناقب العشرة ج۳ ۲۴۵).

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ابو بکر جنتی ہیں۔ اور عمر جنتی ہیں۔ اور عثمان جنتی ہیں۔ اور علی جنتی ہیں۔ اور طلحہ جنتی ہیں۔ اور زبیر جنتی ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں۔ اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ اور سعید بن زید جنتی ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

۴۲- فضائل و مناقب اکابر صحابہؓ
(از قریش و غیر قریش)۔

وعن أنس عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:۔

أرحم أمتی بأمتی أبوبکر و أشدهم فی أمراللّٰہ عمر، وأصدقهم حیاء عثمان، وأفرضهم زید بن ثابت، وأقرأهم أبی بن کعب، وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ، ولکل أمة أمین، وأمین هذه الأمة أبو عبیدة بن الجراح۔

(رواه احمد والترمذی ، وقال: هذا حدیث حسن صحیح)۔

وروی عن قتادة مرسلاً ۔ وفیه:۔ " وأقضاهم علی"۔

(الخطیب التبریزی، مشکاة المصابیح، باب مناقب العشرة ج ۳ ص ۲٤٥)۔

ترجمہ:۔ میری امت کے لئے پوری امت سے بڑھ کر باعث رحمت ابو بکر ہیں۔

اور اللہ کے معاملے میں ان سب سے زیادہ شدید عمر ہیں۔

اور ان سب سے بڑھ کر شرم و حیا والے عثمان ہیں۔

اور فرائض کا ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں۔

اور قرأت قرآن میں ان سب سے بڑھ کر اُبی بن کعب ہیں۔

اور ان میں حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔

نیز ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔

یہی حدیث قتادہ سے مرسلاً مروی ہے جس میں یہ جملہ بھی ہے کہ :۔

ان میں سب سے بڑھ کر درست فیصلے کرنے والے علی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۳-غیر ہاشمی طلحہؓ (قرشی تیمی)
نائب سیدہ عائشہؓ در جنگ جمل،
شہید بر حق بلسان نبوت۔

وعن جابر قال نظر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى طلحة بن عبيداللّٰه قال:۔ من أحب أن ينظر إلى شهيد يمشى على وجه الأرض وقد قضى نحبه فلينظر إلى هذا۔

وفى رواية:۔ من سره أن ينظر إلى شهيد يمشى على وجه الأرض فلينظر إلى طلحة بن عبيداللّٰه۔ (رواه الترمذى)۔

(الخطيب مشكاة المصابيح، باب مناقب العشرة ج۳ ص۲٤٦)۔

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:۔

اگر کوئی روئے زمین پر چلتے پھرتے کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو اپنی ذمہ داری پوری کر چکا ہے تو ان (طلحہ) کو دیکھ لے۔

دوسری روایت کے مطابق الفاظ یوں ہیں:۔

جو کوئی روئے زمین پر چلتے پھرتے کسی شہید کے دیدار سے خوش ہونا چاہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔

☆☆☆

۴۴-غیر ہاشمی نواسہ عبدالمطلب، و داماد ابوبکرؓ، زبیرؓ (قرشی اسدی) حواری رسولؐ

(برادر زادہ سیدہ خدیجہؓ و نائب سیدہ عائشہؓ و شہید جنگ جمل)۔

وعن جابر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:۔

من يأتينى بخبر القوم، يوم الأحزاب؟ قال الزبير: أنا۔ فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم :۔ إن لكل نبى حوارياً وحوارى الزبير۔

(متفق عليه، مشكاة المصابيح ، باب مناقب العشرة ج۳ ص ۲۴۳)۔

ترجمہ:۔ اور جابر ہی سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے موقع پر فرمایا :۔ قوم (دشمنان) کی اطلاعات مجھ تک کون پہنچائے گا؟ تو زبیر نے عرض کیا :۔ میں (یہ کام کروں گا)۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ ہر نبی کا ایک حواری (خاص مصاحب) ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔

۴۵-غیر ہاشمی نواسہ عبدالمطلب و داماد ابوبکرؓ، (برادر زادہ خدیجہؓ و نائب عائشہؓ در جنگ جمل) زبیرؓ بن عوام (قرشی اسدی) کو شہید کرنے والا جہنمی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:۔

قاتل الزبير فى النار—(الحديث)۔

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ زبیر کا قاتل جہنمی ہے۔

☆☆☆

۴۶-غیر ہاشمی غیر قرشی سعدؓ بن ابی وقاص (انصاری) پر والدین رسولؐ قربان

وعن علی قال: ما جمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أباہ وأمہ إلا لسعد۔ قال لہ یوم أحد:۔ إرم فداك أبی وأمی۔وقال لہ:۔ إرم أیھا الغلام الحزور۔(رواہ الترمذی، مشکاۃ باب مناقب العشرۃ ج۳ ص ۲٤٦)۔

ترجمہ: علی سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی گفتگو میں) سعد کے علاوہ کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا۔ آپ نے غزوہ احد کے موقع پر ان (سعد) سے فرمایا:۔ تیر اندازی کرتے جاؤ میرے ماں باپ تجھ پر قربان! نیز ان سے فرمایا:۔ اے طاقتور جوان! تیر اندازی کرتے رہو۔

۴۷-غیر ہاشمی غیر قرشی سعدؓ بن ابی وقاصؓ (انصاری) قابل فخر برادرام رسولؐ

وعن جابر قال: أقبل سعد فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:۔ ھذا خالی، فلیرنی إمرؤ خالہ۔

(رواہ الترمذی، وقال: کان سعد من بنی زھرۃ، وکانت أم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من بنی زھرۃ۔ فلذلك قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم:۔ ھذا خالی)۔ وفی "المصابیح": "فلیکر من" بدل "فلیرنی"۔

(مشکاۃ المصابیح، باب مناقب العشرۃ ج۳ ص ۲٤٦)۔

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ سعد آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ یہ میرے ماموں ہیں۔ پس کسی کا ان جیسا ماموں ہو تو مجھے دکھلائے؟ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور بیان کیا کہ:۔ سعد بنو زہرۃ میں سے تھے۔ جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنو زہرہ میں سے تھیں۔ پس اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ یہ میرے ماموں ہیں اور "مصابیح" کی روایت میں "فلیرنی" (تو مجھے دکھلائے) کے بجائے "فلیکر من" (پس اکرام کرے) آیا ہے۔

۴۸۔ خالدؓ بن ولید (قرشی غیر ہاشمی) "وسیف اللہ"
(خواہر زادہ اہل بیت رسولؐ، میمونہؓ ام المؤمنین)

وعن أبی عبیدة أنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول:۔ خالد سیف من سیوف اللّٰه عزوجل ونعم فتی العشیرة۔
(رواه احمد، مشکاة المصابیح، باب جامع المناقب ج ۳ ص ۲۷۸)۔

ترجمہ:۔ ابو عبیدہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:۔ خالد (بن ولید) اللہ عزوجل کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ اور وہ اپنے قبیلہ کا کیا عمدہ جوان ہے؟

۴۹۔ معاویہؓ بن ابی سفیان ھادی ومھدی بدعائے نبیؐ
(قرشی اموی برادر اہل بیت رسولؐ سیدہ ام حبیبہؓ ام المؤمنین)

وعن عبدالرحمن بن أبی عمیرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال لمعاویة:۔ اللهم اجعله هادیاً مهدیاً واهد به۔ (رواه الترمذی)۔
(مشکاة المصابیح، باب جامع المناقب، ج ۳، ص ۲۷۵–۲۷۶)۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے معاویہ کے حق میں فرمایا:۔

یااللہ! انہیں ہادی ومہدی بنا اور ان کے ذریعے (لوگوں کو) ہدایت دے۔

۵۰۔ کاتب الوحی وخلیفۃ المسلمین، خال المؤمنین،
معاویہؓ بن ابی سفیانؓ (قرشی اموی)
عالم کتاب وحساب ومحفوظ عن العذاب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہؓ کے حق میں دعا فرمائی:۔

أللهم علمه الکتاب والحساب، وقه العذاب۔ (کنزالعمال، ج ۷، ص ۸۷)۔

ترجمہ:۔ یااللہ !ان (معاویہ) کو کتاب و حساب کا علم عطا فرما۔
اور عذاب سے محفوظ رکھ۔

۵۱-غیر ہاشمی برادر زوج رسولؐ معاویہؓ
اول اسلامی امیر البحر وواجب المغفرۃ۔

صحیح البخاری کتاب الجہاد میں سیدہ ام حرام بنت ملحانؓ زوجہ سیدنا عبادہؓ بن صامت کی بیان کردہ ایک طویل روایت میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاں قیلولہ فرمایا۔اور پہلی مرتبہ آنکھ کھلنے پر فرمایا:۔

أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا.

(صحيح البخاري 'كتاب الجهاد ' باب ما قيل في قتال الروم ' برواية ام حرامؓ بنت ملحان).

ترجمہ:۔ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا اس کے لئے مغفرت واجب ہے۔

امیر شام سیدنا معاویہؓ نے پہلی بحری بیڑا خلافت عثمانؓ بن عفان میں تیرا کر اکر قبرص پر بحری راستے سے جہاد اول کیا اور واجب المغفرت قرار پائے۔

۵۲۔غیر ہاشمی (قرشی اموی) خلیفۃ المسلمین،
امیر المؤمنین معاویہؓ ' وارث تبرکات رسولؐ

خلیفۃ المسلمین سیدنا معاویہؓ نے بوقت وفات (۲۲رجب ۶۰ھ ' دمشق) اپنے پاس محفوظ تبرکات نبویہ (چادر،بال،ناخن) کے حوالہ سے وصیت فرمائی کہ :۔

"أن يكفن في ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي كساه إياه، وكان مدخراً عنده لهذا اليوم. وأن يجعل ما عنده من شعره وقلامة أظفاره في فمه وأنفه وعينيه وأذنيه". (ابن كثير' البداية والنهاية ج ۸ص ۱۴۳).

ترجمہ:۔ انہیں رسول اللہ کے اس کپڑے میں کفنایا جائے جو آپؐ نے انہیں پہنایا تھا۔ اور جو اس روز (وفات) کے لئے ان کے پاس محفوظ تھا۔ نیز آپؐ کے جو تراشے ہوئے ناخن اور بال ان کے پاس ہیں، وہ ان کے منہ، ناک، دونوں آنکھوں اور کانوں میں رکھ دیئے جائیں۔

چنانچہ سیدنا معاویہؓ کی وصیت کے مطابق انہیں تبرکات نبویہ ہی میں کفنایا گیا۔

۵۳- میزبانِ رسولؐ ابو ایوب انصاریؓ وجملہ صحابہؓ و تابعینؒ اول لشکر قسطنطنیہ مغفرت یافتہ بلسان نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حدیث ہی میں بروایت ام حرامؓ بنت ملحان زوجہ عبادہ بن صامتؓ انکے گھر قیلولہ کے دوران دوسری مرتبہ آنکھ کھلنے پر فرمایا:۔

أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفورلهم۔

(صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب ماقيل في قتال الروم)۔

ترجمہ:۔ میری امت کا پہلی لشکر جو شہر قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا، وہ سب (مجاہدین) مغفرت یافتہ ہیں۔

شہر قیصر روم قسطنطنیہ پر پہلا جہاد خلافت معاویہؓ میں (بروایت اصح) ۵۲ھ میں کیا گیا۔

" توفي أبو ايوب عام غزا يزيد بن معاوية القسطنطينية في خلافة أبيه سنة ۵۲ھ۔ وصلى عليه يزيذ بن معاوية "۔ (طبقات ابن سعد ج ۱، ص ۲۱۵)۔

ترجمہ:۔ ابو ایوب انصاری کا انتقال اس وقت ہوا جب یزید بن معاویہ نے اپنے والد کے زمانہ خلافت میں سن ۵۲ھ میں قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ اور آپ کی نماز جنازہ یزید بن معاویہ ہی نے پڑھائی۔

☆☆☆

۵۴۔ اصحابؓ بدر افضل المسلمین
(بلا تمیز ذات پات)

وعن رفاعة بن رافع قال:۔ جاء جبرئيل إلى النبى صلى الله عليه وسلم قال:۔ ما تعدون أهل بدر فيكم ؟ قال: من أفضل المسلمين۔ أو كلمة نحوها۔ قال:۔ وكذلك من شهد بدراً من الملائكة۔

(رواه البخارى ، مشكاة المصابيح ، باب جامع المناقب)۔

ترجمہ:۔ رفاعہ بن رافع سے روایت ہے ، انہوں نے بیان کیا کہ جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے :۔ آپ لوگ اپنے میں سے اہل بدر کو کس مرتبہ میں شمار کرتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا :۔ سب سے زیادہ فضیلت والے مسلمانوں میں (آپ کا جملہ انہی الفاظ پر مشتمل تھا یا اس سے ملتے جلتے الفاظ پر)۔

جبرئیل کہنے لگے :۔ اسی طرح کا رتبہ ان فرشتوں کا بھی ہے جو بدر میں موجود تھے۔

۵۵۔ اصحابؓ بیعت رضوان و حدیبیہ
(بلا تمیز ذات پات) خیر اہل الأرض

وعن جابر قال: كنا يوم الحديبيه ألفاً و أربعمائة، قال لنا النبى صلى الله عليه وسلم :۔ أنتم اليوم خير من أهل الأرض۔

(متفق عليه، مشكاة المصابيح، باب جامع المناقب ج۳ ص ۲۷۲)۔

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ ہم صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار چار سو تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا :۔ تم لوگ تمام اہل زمین سے بہتر ہو۔

۵۶۔ حب انصارؓ (غیر قرشی)

علامت ایمان،

بغض انصار علامت نفاق۔

وعن البراء قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول للأنصار:۔ لا يحبهم إلا مؤمن ولا يبغضهم إلا منافق۔ فمن أحبهم أحبه اللّٰه، ومن أبغضهم أبغضه اللّٰه۔

(متفق عليه، مشكاة المصابيح، باب جامع المناقب، ج۳، ص ۲٦۸)۔

ترجمہ:۔ براء (بن عازب) سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے بارے میں فرماتے سنا کہ :۔

ان سے وہی محبت رکھ پائے گا جو مؤمن ہو۔ اور ان سے کوئی بغض نہیں رکھتا، سوائے اس کے جو منافق ہو۔ پس جس نے ان سے محبت رکھی، تو اللہ بھی اس سے محبت رکھے گا۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اللہ بھی اس سے بغض رکھے گا۔

۵۷۔ جملہ صحابہ کرامؓ خیر امت

(بلا تمیز قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم)

وعن عمران بن حصين قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:۔ خير أمتي قرني، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم...(متفق عليه)

(مشكاة المصابيح، باب مناقب الصحابة، ج۳، ص ۲۱٦–۲۱۷)۔

ترجمہ:۔ عمران بن حصین سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان سے متصلاً بعد ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔

۵۸۔ جملہ صحابہ کرامؓ (ایک تاڈیڑھ لاکھ)

اخیار امت (بلا تمیز ذات پات)

عن عمر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم :۔

أكرموا أصحابى فانهم خياركم، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم۔

(رواہ النسائی، مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ ج۳ ص۲۱۷)۔

ترجمہ: عمر سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں۔ پھر ان لوگوں کا درجہ ہے جو ان سے متصلاً بعد ہیں۔ پھر (درجہ میں) وہ لوگ ہیں جو ان کے متصلاً بعد ہیں۔

۵۹۔ جملہ صحابہ کرامؓ (بلا تمیز ذات پات) محبوبان خدا و مصطفیٰؐ، جملہ دشمنان صحابہ کرامؓ۔ دشمنان خدا و مصطفیٰؐ

وعن عبداللّٰہ بن مغفل قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:۔ اللّٰہ اللّٰہ فی أصحابی، لا تتخذوهم غرضاً من بعدی۔ فمن أحبهم فبحبی أحبهم ومن أبغضهم فببغضی أبغضهم۔ ومن آذاهم فقد آذانی، ومن آذانی فقد آذی الله و من آذی اللّٰہ فيوشك أن يأخذه۔ (رواہ الترمذی)۔

(مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ ج۳ ص۲۱۷ — ۲۱۸)۔

ترجمہ:۔ عبداللّٰہ بن مغفل سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میرے صحابہ کے بارے میں اللّٰہ سے ڈرو۔ اللّٰہ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو نشانہ (تنقید) نہ بنالینا۔ پس جس نے ان سے محبت رکھی تو وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھے گا۔ اور جس نے انہیں اذیت دی تو یقیناً اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ اور جس نے مجھے اذیت دی تو یقیناً اس نے اللّٰہ کو اذیت دی۔ اور جس نے اللّٰہ کو اذیت دی تو عنقریب اللّٰہ اس پر گرفت فرمائے گا۔

۶۰۔ کسی بھی صحابی رسولؐ کو برا کہنے والا قابل ملامت ہے۔
(بلاامتیاز قریش وبنو ہاشم وعرب وعجم و مردوزن)۔

عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:۔
إذا رأيتم الذين يسبون أصحابى فقولوا: لعنة اللّٰه على شركم۔
(رواه الترمذى، مشكاة المصابيح، باب جامع المناقب ج۳ ص ۲۱۸)۔

ترجمہ:۔ ابن عمر سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہہ دیا کرو کہ :۔ تمہارے شر پر خدا کی لعنت ہو۔

۶۱۔ مقام صحابہؓ (از قریش وبنو ہاشم وعرب وعجم)
کا ادنیٰ ترین درجہ بھی کسی غیر صحابی
(ہاشمی و قرشی و عربی و عجمی)
کو کسی قیمت پر بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

عن أبى سعيد الخدرى قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:۔ لا تسبوا أصحابى، فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه (متفق عليه)۔
(مشكاة المصابيح، باب مناقب الصحابة ج۳ ص ۲۱۵)۔

ترجمہ:۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میرے صحابہ کو برا مت کہو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے، تب بھی ان میں سے کسی ایک کے اعلیٰ تو درکنار، معمولی

مقام ومرتبہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔

وعن جابر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:۔

لا تمس النار مسلماً رأنی أو رأی من رأنی۔

(رواہ الترمذی، مشکاۃ المصابیح، باب مناقب الصحابۃ ج۳ ص۲۱۷)۔

ترجمہ :۔ جابر سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ جس مسلمان نے مجھے دیکھا ہو (صحابی) 'یا کسی ایسے شخص (صحابی) کو دیکھ لیا جس کی مجھ سے ملاقات ہو چکی ہو' تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

۶۲۔ تمام صحابہ کرامؓ نجوم ہدایت ہیں
(بلاامتیاز قریش و بنوہاشم وعرب و عجم)

وعن عمر بن الخطاب قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: سألت ربی عن إختلاف أصحابی من بعدی، فأوحی إلی:۔

یا محمد ! إن أصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء، بعضها أقوی من بعض، ولکل نور۔ فمن أخذ بشئ مماهم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی۔

قال: وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم :۔

أصحابی کالنجوم بأیهم اقتدیتم اهتدیتم۔

(رواہ رزین، مشکاۃ المصابیح ، باب مناقب الصحابۃ ج۳ ص ۲۱۸)۔

ترجمہ:۔ عمر بن خطاب سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ :۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ : میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ کے باہم اختلاف کے بارے میں سوال کیا تو اس نے میری جانب وحی فرمائی :۔ اے محمد ! بے شک آپ کے صحابہ کا میرے نزدیک مقام' آسمان میں ستاروں کے مقام کی طرح ہے۔ جن میں

سے بعض (روشنی میں) دوسروں سے قوی تر ہیں۔ مگر بہر حال ہر ایک کو روشنی حاصل ہے۔
پس وہ اپنے باہم اختلافات میں خواہ کسی بھی مؤقف پر قائم رہیں، جو اس میں سے کسی شئ کو اختیار کرے گا، تو میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہی قرار پائے گا۔
نیز (عمرؓ نے) بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :۔
میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔
ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے راہنمائی پاؤ گے۔

۶۳۔ صحابہ کرامؓ (بلا تمیز ذات پات)
زمین کا نمک اور پہاڑی کا چراغ ہیں

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:۔
مثل أصحابی فی أمتی کالملح فی الطعام، لا یصلح الطعام إلا بالملح۔
(مشکاة بروایة شرح السنة، باب مناقب الصحابة ج۳ ص ۲۱۸)۔
ترجمہ:۔ انس سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میرے امت میں میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے۔ اور ہر کھانا نمک کے بغیر تو بے مزہ ہی رہتا ہے۔

۶۴۔ جملہ صحابہ کرامؓ (از قریش وبنو ہاشم وعرب وعجم)
افضل الجن و الانس بعد الأنبیاء و المرسلینؑ

عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :۔
إن الله إختار أصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین۔
(رواه البزار فی مسنده بسند رجاله موثقون)۔
ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ بے شک اللہ نے انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام جن وانس کے مقابلے میں میرے صحابہ کو منتخب فرمالیا ہے۔

۶۵۔ توہین یکے از صحابہ کرامؓ
(بلا امتیاز و رنگ و نسل)
مترادف ابطال قرآن و سنت ہے

"إذا رأيت الرجل ينتقص أحداً من أصحابِ رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم فاعلم أنه زنديق. وذلك أن الرسول حق والقرآن حق، وماجاء به حق. وإنما روى إلينا ذلك كله الصحابة، وهؤلاء يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة والجرح بهم أولى وهم زنادقة".
(قول أبى زرعة الرازى، الإصابة فى تمييز الصحابة لابن حجر، ج ۱، ص ۱۱).

ترجمہ:۔ (محدث ابو زرعہ نے فرمایا:۔) جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے خواہ کسی ایک ہستی کی تنقیص کر رہا ہو، تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔

اور اس کی دلیل یہ ہے کہ رسولؐ برحق ہیں، قرآن برحق ہے، نیز جو کچھ بھی آپ لائے ہیں، وہ سب برحق ہے۔ اور یہ سب ہم تک صحابہ نے روایت کیا ہے۔ جب کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہان (روایت) کو مجروح کر دیں، تاکہ کتاب و سنت کو باطل ٹھہرا سکیں۔

جب کہ یہ خود اس بات کے سب سے بڑھ کر حقدار ہیں کہ انہیں قابل جرح و مشکوک قرار دیا جائے۔ اور یہی لوگ زندیق ہیں۔

☆☆☆

٦٦۔حب صحابہؓ دین و ایمان و احسان
بغض صحابہؓ کفر و نفاق و طغیان
(بلا تمیز قریش وبنو ہاشم وعرب وعجم)

"نحب أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا نفرط فى حب أحدهم ولا نتبرأ من أحد منهم. ونبغض من يبغضهم وبغير الخير يذكرهم . ولا نذكرهم إلا بخير. وحبهم دين و إيمان وإحسان، وبغضهم كفر و نفاق وطغيان".

(ابن أبى العز الحنفى ، شرح العقيدة الطحاوية ،
ص ٥٢٨، المكتبة السلفية، لاهور، ١٣٩٩ھ/١٩٧٩م).

ترجمہ:۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ سے محبت رکھتے ہیں۔ نہ تو ان میں سے کسی ایک کی محبت میں حد (شرعی) سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک سے بھی اعلان برأت کرتے ہیں۔ جو کوئی ان سے بغض رکھے، اور ان کا ذکر بھلائی کے ساتھ نہ کرے، ہم اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور ہم ان (صحابہؓ) کا ذکر صرف خیر اور بھلائی کے ساتھ ہی کرتے ہیں۔ ان (صحابہؓ) کی محبت دین وایمان واحسان (عمدگی ایمان) ہے۔ جب کہ ان سے بغض رکھنا، کفر ونفاق وطغیان (سرکشی) ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

خلاصہ و نتیجہ احادیث نبویہ

بحوالہ ذات پات

مذکورہ سابقہ احادیث نبویہ بحوالہ ذات پات سے درج ذیل نقاط پر مبنی خلاصہ و نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے :۔

۱- ہر زمان و مکان کے تمام انسان رسول خدا آدمؑ و سیدہ حوا، سلام اللہ علیہا کی اولاد ہیں۔ اور آل رسول و اولاد نبی (آدمؑ) ہونے کی حیثیت سے مشترک الأصل و مساوی النسب ہیں۔ اور خود سیدنا آدمؑ کو خالق کائنات نے مٹی سے پیدا کیا.

لہذا کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر، سرخ و سفید کو سیاہ فام پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں الا یہ کہ دین و تقوی کی بنیاد پر وہ أفضل قرار پائے۔ سب انسانوں کا رب، رب واحد ہے اور سب انسانوں کا جد امجد بھی جد واحد ہے۔ سب انسانوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت و کرامت وہ ہے جو تقوی میں سب سے بڑھ کر ہو۔

۲- تفاخر نسبی سمیت جاہلیت کے تمام تفاخر فتح مکہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں قدموں تلے روند ڈالے (تحت قدمی هاتین)۔ صرف سدانت و سقایت کعبہ (کعبہ کی دیکھ بھال اور وہاں پانی پلانا) کا فخر خدمت باقی رہنے دیا۔ اور اعلان فرما دیا کہ اللہ نے عصبیت جاہلیہ اور آباؤ اجداد پر فخر جاہلانہ کو تم سے دور کر دیا ہے۔ انسان صرف دو حصوں میں منقسم ہیں :۔ مؤمن متقی اور فاجر شقی (بدبخت گناہگار)۔ ورنہ بحیثیت نسب سب لوگ اولاد آدمؑ ہیں اور آدمؑ مٹی سے تخلیق شدہ ہیں۔ اگر لوگوں نے آباؤ اجداد پر فخر جاہلانہ کی رسم بد ترک نہ کی تو خدا کے نزدیک اس حقیر کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل قرار پائیں گے جو اپنی ناک سے نجاست دھکیلتا ہے۔

۳- دین و تقوی و انتخاب خدا کی بناء پر سیدنا آدمؑ سے النبی الخاتمؐ تک مختلف

اقوام واوطان وشعوب وقبائل سے تعلق رکھنے والے (کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار) جملہ انبیاء ومرسلین، سلام اللہ علیہم اجمعین، بلا تمیز ذات پات، باہم فرق مراتب فضیلت کے ساتھ، ذات خداوند کے بعد افضل ترین قرار پائے۔ اور خاتم النبیینؐ کو سید الانبیاء والمرسلینؐ قرار دیا گیا۔ مگر خاتم النبیینؐ سمیت جملہ انبیاءؑ ومرسلینؑ نے اس فضیلت کلیہ کے باوجود اپنے اور اپنی اولاد کے رشتے ناطے مختلف اقوام وقبائل میں کر کے پوری بنی نوع انسان کے مشترک الاصل ومساوی النسب اولاد آدم ہونے کی عملاً تصدیق فرمائی۔ اور یہی صورتحال مختلف اقوام واوطان وشعوب وقبائل سے تعلق رکھنے والے (ایک تا ڈیڑھ لاکھ) جملہ صحابہ کرامؓ کی ہے۔ جنہوں نے اپنے اور اپنی اولاد واقارب کے رشتے ناطے خاندان نبوت سمیت مختلف شعوب وقبائل واقوام واوطان میں کر کے معیار نسبی وذات پات کے بجائے معیار دین وتقوی کی ترجیح وپابندی ملحوظ رکھی۔ اور باہم مختلف مدارج فضیلت (ہاشمی قرشی، اہلبیت، بدری، احدی، انصار ومہاجرین وغیرہ) کو شادی بیاہ میں رکاوٹ قرار نہیں دیا۔ (کلکم بنو آدم و آدم من تراب)۔

۴-اختلاف انساب وقبائل کی بناء پر ایک دوسرے کو حقیر جاننا ممنوع ہے۔ اور کسی کو نسب کی عار دلانا انتہائی قابل مذمت گناہ ہے۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نسبی حاصل نہیں الا یہ کہ دین وتقوی کی بنیاد پر ہو۔ ورنہ سب اولاد آدم کی حیثیت سے مساوی النسب ہیں۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے معیار نسب یعنی تقوی کو سربلند فرمائے گا۔ اور انسانوں کے تفاخر نسبی کو نیچے پھینک دے گا۔ اور فرمائے گا کہ میں نے تم میں سے سب سے زیادہ عزت وکرامت والا متقی ترین کو قرار دے کر اپنا معیار نسب بتلا دیا۔ مگر تم لوگوں نے اسے تسلیم نہ کرتے ہوئے فلاں بن فلاں کو فلاں بن فلاں سے زیادہ عزت والا بتلایا۔ پس آج میں اپنے معیار نسب کو سربلند اور تمہارے معیار نسب کو سرنگوں کرتا ہوں۔

۵-لوگوں کے حسب نسب پر اعتراض بھی اسی طرح کمر توڑ گناہ ہے جس طرح والدین کی نافرمانی، شوہر سے خیانت، اطاعت امیر در معصیت خدا، اور اپنی ذات کے حوالہ

سے عہد خیر کی خلاف ورزی قابل مذمت وکمر توڑ گناہ ہیں۔ مگر افسوس کہ امت' جاہلیت کی جن چار چیزوں کو چھوڑ نہیں پ ے گی ان میں فخر فی الاحساب (عمدہ صفات پر فخر) طعن فی الانساب (نسب میں طعنہ زنی) استسقاء بالنجوم (ستاروں سے راہنمائی) اور مرنے والے پر بین ونوحہ خوانی (النیاحة علی المیت) شامل ہیں۔

۶-جو شخص کسی (نسبی وغیر نسبی) عصبیت کی طرف دعوت دے اور اس کی بنیاد پر قتال کرے اور اسی حالت عصبیت پر قائم رہتے ہوئے مر جائے تو یہ چیز اس کا امت مسلمہ سے تعلق کمزور و منقطع کرنے کا باعث ہے۔ اور عصبیت کا یہ مطلب نہیں کہ جائز باتوں میں بھی اپنے خاندان برادری کا ساتھ نہ دیا جائے' بلکہ گناہ و معصیت سے بچتے ہوئے حق بات میں اپنے خاندان کا دفاع و تحفظ کرنے والا بہتر انسان قرار پاتا ہے۔

پس عصبیت یہ ہے کہ ظلم وناانصافی کے معاملے میں اپنے خاندان قبیلہ کی تائید و حمایت کی جائے۔ در حقیقت عصبیت و محبت انسان کو اندھا کر کے صحیح و غلط میں امتیاز کے قابل نہیں چھوڑتی۔ اور غلط و ناحق معاملے میں اپنی قوم و قبیلہ کی مدد و حمایت کرنے والا اس (کھڈ یا کنویں وغیرہ میں) گرے ہوئے اونٹ کی مانند ہے جسے دم سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر کھینچا جا رہا ہو۔

۷-ہر مسلمان کے لئے بہتر ہے کہ وہ حسب و نسب اور مال و جمال کے بجائے شادی بیاہ کے لئے دیندار عورت کے انتخاب کو اولین ترجیح دے۔ اور اس سلسلہ میں سیاہ فام دیندار کنیز بھی عالی نسب مالدار حسینہ سے بہتر ہے۔ محض حسن و جمال اور مال و دولت کی بناء پر کسی عورت سے شادی نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے یہی حسن و جمال اس کی بربادی کا باعث بن جائے۔ اور یہی مال و دولت اس کو سرکش و نافرمان بنا ڈالے۔

۸-جس شخص کی دین و اخلاق اچھا ہو، اس کو بلا تمیز ذات پات لڑکی کا رشتہ دینا حکم نبوی کے عین مطابق ہے۔ اگر لوگ ایسا نہیں کریں گے تو دینی و معاشرتی لحاظ سے زمین میں بڑا فتنہ فساد برپا ہو گا۔

(ا) چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بذات خود کم و بیش تمام شادیاں غیر ہاشمی (قریشی و غیر قریشی، عربی و عجمی) خواتین سے کیں، بلکہ اپنی تین بیٹیوں (سیدہ زینبؓ ورقیہؓ وام کلثومؓ) کی شادیاں بھی غیر ہاشمی (قرشی اموی) ابو العاصؓ و عثمانؓ سے کر دیں۔ جبکہ آپ کے ہاشمی چچازاد فرزندان ابو لہب (عتبہ و عتیبہ) بعثت کے بعد آپ کی بیٹیوں سیدہ رقیہؓ وام کلثومؓ کو بلا رخصتی طلاق دیکر باعث ایذائے رسولؐ بن گئے۔ اور ان کی ہاشمیت جناب رسالتمآب کے کام نہ آسکی۔

(ب) نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب (ہاشمیہ قرشیہ) کا نکاح مقدادؓ بن اسود (غیر ہاشمی غیر قریشی وبروایت غیر عرب، کم نسب 'آزاد شدہ غلام' اسود) سے کر کے بنو ہاشم و قریش کے تفاخر نسبی پر ضرب لگائی۔

(ج) علاوہ ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہاشمی و قریشی و عرب معززین کو چھوڑ کر اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ (غیر ہاشمی غیر قریشی کم نسب) کو اپنا منہ بولا بیٹا (متبنی) قرار دیا۔ اور اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (اسدیہ ہاشمیہ قرشیہ) کا نکاح بالاصرار اپنے انہی آزاد کردہ غلام اور مثل فرزند محبوب سیدنا زیدؓ (غیر ہاشمی غیر قریشی کم نسب) سے کر کے قریش و ہم نوایان قریش کے تفاخر نسبی کو توڑ ڈالا۔

۹- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاشمی النسب چچا ابو لہب و ابو جہل سے ان کے کفر و شرک کی بناء پر اعلان برأت کرتے ہوئے بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ و سلمان فارسیؓ جیسے غیر ہاشمی، غیر قریشی، غیر عرب اہل اسلام و جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی تعظیم و تکریم فرمائی۔ اور فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا شرف قریش و بنو ہاشم کی موجودگی میں غیر عرب سیاہ فام بلالؓ حبشی کو بخشا۔ نیز عالی نسب قبائل عرب کو بلالؓ حبشی سمیت غیر عرب سیاہ فام نیز دیگر بظاہر کم نسب اہل اسلام سے اپنی لڑکیوں کے نکاح کر دینے کی ترغیب دی۔ حتی کہ سلمان فارسیؓ (غیر ہاشمی، غیر قریشی، غیر عرب، عجمی النسل) کو اپنے اہل بیت میں شامل قرار دے کر اہل بیت کا دائرہ اہل عجم تک وسیع فرمادیا۔ (سلمان منا أهل البيت).

نیز ہر متقی مسلمان کو آل نبیؐ و اہل بیت رسولؐ میں شامل قرار دے کر معیار دین و

تقویٰ کی عظمت وبرتری پر عملاً بھی مہر تصدیق فرمادی۔ (آلی کل بروتقی. کل تقی ونقی فهو أهلی).

۱۰ – فضیلت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بر جملہ بنی ہاشم وامت اسلام، فضیلت عشرہ مبشرہ بلا تمیز ذات پات، فضیلت سیدہ آسیہؓ و مریمؑ، فضیلت سیدہ خدیجہؓ وعائشہؓ وصفیہؓ وجملہ ازواج مطہراتؓ بحیثیت اہل بیت رسولؐ بلا تمیز ذات پات، فضیلت اولاد رسولؐ (سیدہ زینبؓ ورقیہؓ وام کلثومؓ و فاطمہؓ و قاسمؓ وعبداللہؓ وابراہیمؓ جملہ دختران و فرزندان رسولؐ و اولادھم)، فضیلت بنو ہاشم (حمزہؓ وعباسؓ و علیؓ وحسنینؓ وغیرہم) نیز فضائل ومناقب سابقون اولون، انصار ومہاجرین، اصحاب بدر واحد وخندق و بیعت رضوان وجملہ صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ میں وارد مختلف احادیث نبویہ صحابہ کرامؓ کے مابین باہم فرق مراتب و مدارج فضیلت کو ظاہر وثابت کرتی ہیں۔ وکلا وعداللّٰه الحسنیٰ۔

مگر اس فرق واختلاف مدارج و مراتب اسلامیہ کے باوجود کوئی ایسا حکم نبوی ذخیرہ احادیث میں موجود نہیں جو محرمات شرعیہ (ماں بہن بیٹی وغیرہ) کے علاوہ ذات پات یا فرق مراتب وفضائل اور امتیاز فاطمی وہاشمی وقریشی وعرب وعجم کی بناء پر جملہ اہل اسلام کے مابین نکاح وازدواج کو شرعاً ممنوع یا واجب الحد والتعزیر قرار دیتا ہو۔ نیز کفو شرعی کے حوالہ سے اسلام کے علاوہ کسی اور شرط کفائت (بشمول کفو نسبی) کو ازروئے قرآن و حدیث وفقہ بالاجماع متفق علیہ قرار دیتا ہو۔ بلکہ اسوہ رسولؐ وصحابہؓ واہل بیتؓ میں کفو نسبی سے تجاوز کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ لہذا کفو نسبی کی تمام تر مبینہ ترجیح واہمیت کے باوجود اس کو مسئلہ کفر واسلام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور غیر کفو نسبی میں بھی نکاح وازدواج کو (مطلقاً یا بااجازت ولی) درست قرار دینا لازم ہے۔ اور قرآن وسنت سے ماخوذ یہی مجموعی مؤقف امام ابو حنیفہؒ وامام مالکؒ جیسے مقتدائے امت فقہائے محدثین وجمہور المسلمین کا ہے۔

يايها الناس! إن ربكم واحد و إن أباكم واحد.

ألا لا فضل لعربي على عجمي و لا لعجمي على عربي

ولا لأحمر على أسود و لأسود على أحمر إلا بالتقوى

إن أكرمكم عندالله أتقاكم.

باب سوئم

ذات پات بحوالہ سیرت و تاریخ

۳- ذات پات بحوالہ سیرت و تاریخ

قرآن وحدیث کی طرح سیرت رسولؐ و صحابہؓ واہل بیتؓ نیز تاریخ اسلامی میں بھی بکثرت ایسی روایات و معلومات موجود ہیں جن سے اسلامی معاشرہ کی بنیادیں ذات پات کے بجائے اسلامی عقیدہ و تقوی پر استوار ہونے کے ناقابل تردید دلائل و شواہد میسر آتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حتی الامکان طول لاطائل سے بچتے ہوئے اور اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور اشارہ بعض ضروری معلومات و حوالہ جات درج کئے جارہے ہیں۔ جب کہ جدید علماء و محققین کے لئے اس سلسلہ میں سیرت و تاریخ کے اہم عربی مصادر اور بنیادی کتب کا براہ راست تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ماضی کی طرح آج بھی تعصبات جاہلیہ سے پاک اسلامی معاشرہ کے قیام اور افکار جاہلیہ کی بیخ کنی کے لئے ناگزیر ہے۔ وباللہ التوفیق۔

۱- جدہ رسولؐ، سیدہ فاطمہ بنت عمر، غیر ہاشمیہ غیر قرشیہ تھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی اور سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ (زوجہ عبدالمطلب) یثرب کے مشہور و ممتاز غیر قریشی خاندان بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب کہ والدہ عبدالمطلب، سلمی بنت عمرو، نیز ان کی نانی بھی بنو نجار میں سے تھیں۔

جدات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

قال أبومحمد: أما جدة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لأبیہ (الأدنی) فهی: فاطمة بنت عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم. هذه أم "عبداللّٰہ" أبی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

وأم عبدالمطلب بن هاشم سلمی بنت عمرو، من بنی النجار. و أمها منهم أیضاً. وکذلك أم أمها.

وکانت "سلمی من قبل أن یتزوجها هاشم بن عبد مناف تحت

أحيحة بن الجلاح فولدت له عمرو بن أحيحة، فهو أخو "عبدالمطلب" لأمه. و أم "هاشم بن عبد مناف" عاتكة بنت مرة بن هلال بن فالج بن ذكوان، من بني سليم".

(ابن قتيبة ، المعارف، تحقيق و تقديم، دكتور ثروت عكاشة، ص ١٢٩ — ١٣٠، دار المعارف، بالقاهرة، ١٩٨١م، الطبعة الرابعة).

ترجمہ:۔ ابو محمد نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (سگی) دادی فاطمہ بنت عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں۔ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کی والدہ ہیں۔

جبکہ عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ سلمی بنت عمرو، بنو نجار میں سے ہیں۔ اور ان (سلمی) کی والدہ نیز ان کی والدہ کی والدہ بھی انہی (بنی نجار) میں سے ہیں۔

اور سلمی، ہاشم بن عبد مناف کی زوجیت میں آنے سے پہلے احیحہ بن جلاح کی زوجہ تھیں۔ پس ان سے عمرو بن احیحہ کو جنم دیا جو عبدالمطلب کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں۔ جبکہ ہاشم بن عبد مناف کی والدہ عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان، بنو سلیم میں سے ہیں۔

۲-اُمِ رسولؐ سیدہ آمنہ بنت وھب
غیر ہاشمیہ غیر قرشیہ خاتون تھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وہب انصار مدینہ کے مشہور خاندان بنو زہرہ (غیر ہاشمی غیر قریشی) کے سردار جناب وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی ہیں:۔

أم النبي صلى الله عليه وسلم

قال أبو محمد:۔ وأما أم النبي صلى الله عليه وسلم ـ فهي: آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤيّ بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن حزيمة بن مدركة بن إلياس

بن مضر"۔

(ابن قتيبه ، المعارف ، تحقيق و تقديم دكتور ثروت عكاشة ، ص ١٢٩، دار المعارف، القاهرة، ١٩٨١م' الطبعة الرابعة)۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ہیں :۔ سیدہ آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زھرۃ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

۳- اولاد عبد المطلب کی مائیں مختلف غیر ہاشمی وغیر قریشی خاندانوں سے تھیں۔

أبو النبی و عمومته و عماته ، صلی اللّٰه علیه وسلم

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد، چچا اور پھوپھیاں)

(قال ابو محمد):۔ كان لعبد المطلب بن هاشم من الولد لصلبه عشرة من الذكور' ومن الإناث ' ست بنات' أسماؤهم:۔

(عبد المطلب بن ہاشم کی صلب سے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن کے نام یہ ہیں) :۔

عبد اللّٰه بن عبدالمطلب وهو أبو النبی صلی الله علیه وسلم۔

(جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ہیں)۔

والزبير بن عبدالمطلب'

وابوطالب بن عبدالمطلب ، واسمه عبدمناف (جن کا نام عبد مناف ہے)

والعباس بن عبدالمطلب'

وضرار بن عبدالمطلب'

وحمزة بن عبدالمطلب'

والمقوم بن عبدالمطلب'

وابولهب بن عبدالمطلب، وأسمه عبدالعزى (جن کا نام عبدالعزی ہے)

والحارث بن عبدالمطلب

والغيداق بن عبدالمطلب، واسمه حجل۔ (جن کا نام حجل ہے)۔

اسماء عماتہ صلی اللہ علیہ وسلم

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے نام)

عاتكه بنت عبدالمطلب

وأميمة بنت عبدالمطلب

والبيضاء بنت عبدالمطلب۔ وهى أم حكيم

وبرة بنت عبدالمطلب

وصفية بنت عبدالمطلب

وأروى بنت عبدالمطلب.

(راجع ابن قتيبة، كتاب المعارف، تحقيق وتقديم دكتور ثروت عكاشة، دار المعارف، القاهرة، الطبعة الرابعة، ۱۹۸۱م، ص ۱۱۸—۱۱۹)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چچا اور پھوپھیاں جناب عبدالمطلب کی چھ بیویوں کی اولاد میں سے تھے، جو مختلف عرب قبائل سے تعلق رکھتی تھیں۔

الأمهات

وهؤلاء الذكور والإناث لأمهات ست أسماؤهن:۔

فاطمة بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم.

وولدها:۔عبدالله أبو النبى صلى الله عليه وسلم

والزبير و أبو طالب وعاتكة وأميمة والبيضاء وبرة ۔سبعة.

و" النمرية" إمرأة من النمر بن قاسط

واسمها: نتيلة (بنت كليب بن مالك ابن جناب).

وولدها :.منهم: العباس ' وضرار. إثنان.

و "هالة" بنت وهيب بن عبد مناف بن زهرة.

وولدها:. منهم: حمزه' والمقوم وصفية. ثلاثة.

و "لبنى" ' إمرأة من خزاعة .. وولدها: أبو لهب . وحده.

و "صفية" إمرأة من بني صعصعة ' وولدها: الحارث وأروى. إثنان.

وأخرى:. خزاعية ' لم يحفظ إسمها' ولدها: الغيداق. وحده.

(وبلغني بعد أن اسمها. ممتعة بنت عمرو).

(ابن قتيبة ' كتاب المعارف ' ص ١١٩ ' دار المعارف 'القاهرة' ١٩٨١ء).

الأمهات (مائیں)

یہ لڑکے اور لڑکیاں چھ ماؤں کی اولاد ہیں جن کے نام یہ ہیں :۔

فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ ان کی اولاد ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ نیز زبیر، ابو طالب، عاتکہ، امیمہ، بیضاء اور برۃ' کل سات بچے ہیں۔

اور "نمریہ" جو بنو نمر بن قاسط کی ایک خاتون ہیں۔ جن کا نام ہے :۔

نتیلہ (بنت کلیب بن مالک بن جناب)۔ ان کی اولاد عباس اور ضرار دو بیٹے ہیں۔

اور "ھالہ" بنت وھیب بن عبد مناف بن زھرۃ۔

اور ان کی اولاد میں سے حمزۃ' مقوم اور فصیہ ' تین بچے ہیں۔

اور "لبنیٰ" جو کہ بنو خزاعہ کی ایک خاتون ہیں۔ ان کی اولاد صرف ابو لہب ہے۔

اور "صفیہ"۔ یہ خاتون بنو صعصعہ میں سے ہیں۔

ان کی اولاد حارث اور اروی دو بچے ہیں۔

نیز ایک اور بیوی بنو خزاعہ میں سے ہیں (ممتعہ بنت عمرو)۔

ان کی اولاد صرف "غیداق" ہیں۔

۴- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں (سیدات ہاشمیات) کی شادیاں غیر ہاشمی خاندانوں میں ہوئیں۔

۱- عاتکہ بنت عبدالمطلب کے شوہر ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی تھے۔

۲- امیمہ بنت عبدالمطلب کے شوہر جحش بن رئاب الاسدی تھے۔

۳- البیضاء بنت عبدالمطلب کے شوہر کریز بن ربیعہ بن حبیب ابن عبد شمس تھے۔

۴- برۃ بن عبدالمطلب کے شوہر عبدالاسد بن ھلال المخزومی تھے۔ جن سے ابو سلمہ بن عبدالاسد پیدا ہوئے 'جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے "ام سلمہ" کے شوہر تھے۔

پھر ان (برۃ) کی شادی ابو رھم بن عبدالعزی سے ہوئی جو بنی عامر بن لؤی میں سے تھے۔ پس ان کے بطن سے ابو سبرہ بن ابی رھم پیدا ہوئے۔

۵- صفیہ بنت عبدالمطلب کے شوہر حارث بن حرب بن امیہ تھے۔ پھر ان کی (دوسری) شادی "العوام بن خویلد" سے ہوئی۔ اور یہ زبیر بن عوام کی والدہ ہیں۔

۶- اروی بنت عبدالمطلب کے شوہر عمیر بن عبد بن قصی بن کلاب تھے۔

(اصل عربی متن کے لئے ملاحظہ ہو: ابن قتیبہ، المعارف، تحقیق و تقدیم:۔ دکتور ثروت عکاشہ، ص ۱۲۸-۱۲۹، دار المعارف، القاہرۃ، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۹۸۱م)۔

۵- مرضعۃ النبیؐ (نبیؐ کو دودھ پلانے والی) حلیمہ سعدیہ، اور آپ کے رضاعی بہن بھائی غیر قریشی غیر ہاشمی تھے۔

أظآر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مسترضعاً فى بنى سعد بن بكر ابن هوازن، وكان اسم ظئره: حليمة بنت أبى ذؤيب.

واسم أبى "ذؤيب" عبداللّٰه بن الحارث، من سعد بن بكر۔

واسم أبيه الذى أرضعه:الحارث بن عبدالعزى، من سعد بن بكر.

وإخوته من الرضاعة:عبداللّٰه بن الحارث، وجدامة بنت الحارث۔

وهى الشيماء ' لقب غلب على اسمها۔ ولبث فيهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خمس سنين' ثم رد على أمه.

وقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم :-

أنا أفصح العرب بيد أنى من قريش، ونشأت فى بنى سعد بن بكر".

(ابن قتيبة ' المعارف ' ص ۱۳۱-۱۳۲' دار المعارف' القاهرة' ۱۹۸۱م)

ترجمہ :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی عزیز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت بنی سعد بن بکر بن ہوازن میں ہوئی تھی۔ آپ کو دودھ پلانے والی کا نام حلیمہ بنت ابی ذؤیب تھا۔

اور ابو ذؤیب کا اصل نام عبداللہ بن حارث تھا، جو سعد بن بکر میں سے ہیں۔ نیز آپؐ کے رضاعی والد کا نام حارث بن عبدالعزی ہے جو سعد بن بکر میں سے ہیں۔

اور آپؐ کے رضاعی بہن بھائی ہیں :۔ عبداللہ بن حارث اور جدامہ بنت حارث، جن کا لقب "شیماء" ہے' جو ان کے نام پر غالب آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں پانچ برس رہے۔ پھر آپ کو اپنی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا گیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میں عرب کا فصیح ترین شخص ہوں۔ کیونکہ میں قریش میں سے ہوں اور میری پرورش بنی سعد بن بکر میں ہوئی ہے۔

٦-ازواج رسولؐ (اہل بیت وامہات المؤمنینؓ)

مختلف غیر ہاشمی ، غیر قرشی اور غیر عرب خاندانوں سے تھیں۔

ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد و قبائل کے بارے میں مختلف روایات درج کرتے ہوئے ابن سعد یہ تفصیلی روایت بھی درج کرتے ہیں :۔

وقالوا: إنما تزوج رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم
أربع عشرة امرأة ، ست منهن قرشيات لا شك فيهن:.
خديجة بنت خويلد بن اسد بن عبدالعزى،
وعائشة بنت أبى بكر الصديق' من بنى تيم،
وسودة بنت زمعة' من بنى عامر بن لؤى'
وأم سلمة بنت أبى أمية' من بنى مخزوم،
وأم حبيبة بنت أبى سفيان بن حرب بن امية ' من بنى أمية،
وحفصة بنت عمر بن الخطاب من بنى عدى بن كعب –
و من العرب:.
زينب بنت جحش بن رئاب الأسدية،
وميمونة بنت الحارث الهلالية،
وجويرية بنت الحارث بن أبى ضرار المصطلقية،
وأسماء بنت نعمان الجونية، ولم يدخل بها،
وفاطمة بنت الضحاك بن سفيان الكلابية،
وزينب بنت خزيمة الهلالية أم المساكين،
وتزوج ريحانة بنت زيد من بنى النضير وكانت مما أفاء اللّه عليه،
وتزوج صفية بنت حى بن أخطب و كانت مما أفاء اللّه عليه ".

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن، ص ٢١٩ بيروت،

دارصادر/دار بیروت للطباعة والنشر، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸م)۔

ترجمہ:۔ راویوں نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ عورتوں سے شادی کی تھی جن میں سے چھ خواتین بلاشک وشبہ قریشی تھیں :۔

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی'

عائشہ بنت ابی بکر الصدیق۔ بو تیم میں سے'

سودہ بنت زمعہ۔ بنی عامر بن لؤی میں سے'

ام سلمہ بنت ابی امیہ۔ بنی مخزوم میں سے'

ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ۔ بوامیہ میں سے۔

اور حفصہ بنت عمر بن خطاب۔ بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اور (غیر قریشی) عربوں میں سے :۔

زینب بنت جحش بن رئاب الاسدیہ'

میمونہ بنت الحارث الھلالیہ'

جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار المصطلقیہ'

اسماء بنت النعمان الجونیہ۔ (نکاح کے بعد عملاً تعلق نہیں رہا)۔

فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان الکلابیہ'

اور زینب بنت خزیمہ الھلالیہ، ام المساکین۔

نیز آپ نے ریحانہ بنت زید سے شادی کی جو (یہود) بنی نضیر میں سے تھیں۔

اور مال غنیمت (فئے) میں اللہ نے آپ کو عطا کی تھیں۔

نیز صفیہ بنت حی بن اخطب سے شادی کی، جو مال غنیمت (فئے) میں اللہ نے عطا کی تھیں۔

سیدہ زینبؓ بنت جحش بھی جو کہ بو اسد میں سے تھیں قوی تر روایت کے مطابق قرشیہ ہی تھیں۔ جب کہ والدہ کی جانب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد اور ھاشمیہ تھیں :۔

" زينب إبنة جحش بن رئاب الأسدية ،

وأمها أميمة بنت عبدالمطلب بن هاشم"۔

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن ، ص ۳۱۸، دار صادر بيروت، ۱۹۵۸م)۔

ترجمہ:۔ زینب بنت جحش بن رئاب، بواسد میں سے ہیں۔

ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ھاشم ہیں۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق فاطمہ بنت ضحاک سے علیحدگی ہو گئی تھی :۔

" وأسماء بنت النعمان الجونية ولم يدخل بها، و فاطمة بنت الضحاك بن سفيان الكلابية فاستعاذت منه ففارقها. فكانت تدخل على أزواج النبى صلى الله عليه وسلم فتقول : أنا الشقية"۔

ويقال: "إنما فارقها لبياض كان بها"۔

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن، ص ۲۱۸—۲۱۹)

ترجمہ:۔ اسماء بنت نعمان سے نکاح کے بعد تعلق زن و شو قائم نہیں ہوا۔ جبکہ فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابیہ نے آپ سے پناہ مانگی تھی پس آپ نے انہیں علیحدہ کر دیا۔ چنانچہ وہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کرتی تھیں :۔ میں ہی وہ بد نصیب ہوں۔ (اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی جلد اتری ہوئی سفید (پھلبہری) تھی اس وجہ سے آپ نے انہیں علیحدہ کر دیا تھا)۔

بعض روایات کے مطابق سیدہ ریحانہ (از یہود بنی نضیر) بھی منکوحہ نہ تھیں بلکہ کنیز تھیں۔ جبکہ دیگر روایات کے مطابق آپ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ البتہ بعض کے مطابق آپ کی ازواج میں شامل تھیں۔ (راجع :۔ روایات ابن سعد، ۸/۱۲۹-۱۳۱)۔

☆☆☆

۷-حرم رسولؐ سیدہ ماریہ قبطیہؓ (ام ابراہیمؓ) غیر قرشی غیر عرب خاندان سے تھیں۔

سیدہ ماریہ قبطیہؓ (ام ابراہیم بن رسول اللہ) بھی حرم نبوی میں شامل تھیں۔ آپ مصر کے عیسائی قبطی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور سن ۷ھ میں اسکندریہ کے حکمران مقوقس نے دعوت اسلام پر مبنی مکتوب نبوی وصول کرنے کے بعد حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ساتھ دو کنیز بہنوں' ماریہ قبطیہ اور سیرین نیز ان کے بوڑھے بھائی کو بھی دیگر سازوسامان کے ہمراہ بطور ہدیہ مدینہ ارسال کیا۔ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے سیدہ ماریہ کے سامنے اسلام پیش کیا اور قبول اسلام کی ترغیب دی، پس انہوں نے اور ان کی بہن نے اسلام قبول کر لیا۔ جبکہ ان کے بزرگ بھائی نے بعد ازاں رسول اللہؐ سے ملاقات کے بعد اسلام قبول کیا۔

سیدہ ماریہ قبطیہؓ حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔ (اور سیرین' حسانؓ بن ثابت کے حرم میں آئیں' جن سے عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوئے)۔ ان کے بطن سے ذوالحجہ ۸ھ میں فرزند رسولؐ سیدنا ابراھیم پیدا ہوئے۔

(راجع للتفصیل طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۲۱۲، ۲۱۶ بعد، دار صادر بیروت، ۱۹۵۸م)۔

سیدہ ماریہؓ کی تعظیم کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر کے قبطی عیسائیوں سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی :۔

" أخبرنا محمد بن عمر حدثنی معمر و محمد بن عبدالله عن الزهری عن ابن كعب عن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:۔ إستو صوا بالقبط خيراً فان لهم ذمة ورحماً۔ قال: ورحمهم أن أم اسماعيل بن ابراهيم منهم ، وأم ابراهيم ابن النبى صلى الله عليه وسلم منهم"۔

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن، ص ٢١٤، دار صادر ، بيروت ١٩٥٨م)۔

ترجمہ:۔ ہمیں محمد بن عمر نے خبر دی کہ مجھے معمر و محمد بن عبداللہ نے زہری سے روایت کر کے بتلایا۔ انہوں نے ابن کعب بن مالک سے روایت کیا۔ جنہوں نے مالک سے روایت کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ (مصری عیسائی) قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو کیونکہ ان سے تعلق اور رشتہ داری ہے۔ آپ نے فرمایا :۔ ان سے رشتہ داری یہ ہے کہ اسماعیل بن ابراہیم کی والدہ (ھاجرہ) ان میں سے تھیں۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کی والدہ (ماریہ قبطیہ) ان میں سے ہیں۔

سیدہ ماریہؓ قبطیہ نے بھی دیگر ازواج مطہرات کے ہمراہ پورے تین ماہ (عدت منکوحہ) گزاری اور سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ ان کے اخراجات پورے کرتے تھے۔ محرم ۱۶ھ میں وفات پر نماز جنازہ امیر المؤمنین عمرؓ فاروق نے پڑھائی۔

" أخبرنا محمد بن عمر عن الوليد بن مسلم عن سعيد بن عبدالعزيز عن عطاء أن مارية لما توفى النبى صلى الله عليه وسلم اعتدت ثلاث حيض".

(ابن سعد، الطبقات الكبرى، المجلد الثامن، ص ٢١٦، دار صادر ، بيروت، ١٩٥٨م).

ترجمہ:۔ محمد بن عمر نے ولید بن مسلم سے روایت کر کے ہمیں خبر دی، جنہوں نے سعید بن عبدالعزیز سے اور انہوں نے عطاء سے روایت کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ماریہ نے تین حیض تک عدت گزاری۔ (یعنی آزاد منکوحہ عورت کی عدت، جب کہ کنیز کی عدت نصف ہوتی ہے)۔

أخبرنا محمد بن عمر حدثنى موسى بن محمد بن ابراهيم عن أبيه قال:۔ كان أبوبكر ينفق على مارية حتى توفى۔ ثم كان عمر ينفق عليها حتى توفيت.

قال محمد بن عمر: تو فيت مارية أم ابراهيم بن رسول الله فى المحرم سنة ست عشرة من الهجرة فرؤى عمر بن الخطاب يحشر الناس لشهودها ، وصلى عليها ، وقبرها بالبقيع".

(ابن سعد، الطبقات الكبرى ، المجلد الثامن، ص ٢١٦، بيروت ، دار صادر ،

۱۹۵۸م)۔

ترجمہ:۔ محمد بن عمر نے ہمیں خبر دی کہ مجھے موسیٰ بن محمد بن ابراھیم نے اپنے والد سے روایت کر کے بتلایا کہ انہوں نے بیان کیا:۔

ابو بکر سیدہ ماریہ کو اپنی وفات تک نان نفقہ دیتے رہے۔ ان کے بعد (امیر المؤمنین) عمر آپ کے اخراجات پورے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ وفات پا گئیں۔

محمد بن عمر نے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراھیم کی والدہ ماریہ محرم سن ۱۶ھ میں وفات پا گئیں تو عمر بن خطاب کو (بحیثیت امام و خلیفہ) لوگوں کو ان کے جنازے کے لئے جمع کرتے دیکھا گیا۔ پس آپ نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کی قبر جنت البقیع میں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس سال کی عمر تک دوسری شادی نہیں کی۔ جب کہ آپ کی پہلی بیوی سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ عمر میں آپ سے تقریباً پندرہ سال بڑی اور بیوہ خاتون تھیں۔ پچاس سال کی عمر تک آپ کی یہ سیرت طیبہ آپ کے منفرد و بے مثال کردار و عظمت کی بیّن دلیل و برہان قاطع ہے۔ سیدہ خدیجہؓ کی وفات (۱۰ نبوی) کے بعد جب کہ آپ کی عمر پچاس سال سے زائد ہو چکی تھی، آپ نے سیدہ سودہؓ و عائشہؓ نیز بعد ازاں دیگر مختلف سیدات سے شادیاں کیں۔ جن کی وجوہ مختلف دینی و معاشرتی مصالح اور حکمتیں تھیں۔ ان ازواج مطہرات میں سے بھی سیدہ عائشہ کے سوا کم و بیش تمام خواتین بیوہ یا مطلقہ اور بعض صاحب اولاد تھیں۔

(تعداد ازواج نبی کے سلسلہ میں معترضین کے بے بنیاد و شر انگیز الزامات کے جواب کے لئے متعدد دیگر کتب کے علاوہ بطور خاص ملاحظہ ہو:۔

"مقدس رسول" صلی اللہ علیہ وسلم۔ تالیف مولانا ثناء اللہ امرتسری (در جواب تصنیف راج پال "رنگیلا رسول") مطبوعہ عبداللہ اکیڈمی، فیصل ٹاؤن لاہور، فضل حق اینڈ سنز پرنٹرز پبلشرز، بار دوم، دسمبر ۱۹۹۵ء۔

نیز تالیف نعیم صدیقی، "محسن انسانیت" اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت چہارم، جولائی ۱۹۷۲ء، نسبی علائق، ص ۵۳۶-۵۵۱)۔

۷- منہ بولے فرزند رسولؐ زیدؓ بن حارثہ غیر ہاشمی غیر قریشی تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے فرزند محبوب رسولؐ سیدنا زید بن حارثہؓ آپ کے آزاد کردہ غلام (غیر ہاشمی غیر قرشی کم نسب) تھے۔ مگر بارگاہ رسالت میں انہیں یہ مقام حاصل ہوا کہ وہ منہ بولے فرزند رسولؐ ہونے کی بناء پر "زید بن محمد" کہلاتے تھے (مشکاۃ، باب مناقب الصحابۃ واہل البیت)۔ تاوقتیکہ ہر فرد کو اس کے اصل باپ سے منسوب کرنے کا حکم خداوندی نازل ہوا۔ اور پھر سے انہیں زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ مگر وہ بدستور اپنے فرزند اسامہ کے ہمراہ محبوب رسولؐ و مثل فرزند رسولؐ رہے۔ حتیٰ کہ ایک غزوہ میں شہید ہو گئے۔

۸- سوتیلے فرزند رسولؐ سلمہؓ وعمرؓ بن ابی سلمیؓ غیر ہاشمی تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی فرزند سیدہ برہ بنت عبدالمطلب) عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی (ابو سلمہ) سیدہ ام سلمہؓ کے شوہر اور سیدنا سلمہؓ و عمرؓ کے والد تھے۔ اسلام لانے والوں میں ان کا نمبر گیارھواں بتلایا جاتا ہے۔ ہجرت حبشہ فرمائی۔ جنگ احد میں ایسا زخم لگا کہ اس کے صدمہ سے کچھ ہی دن بعد فوت ہو گئے۔ ان کی بیوہ ام سلمہ سے نبی علیہ السلام نے نکاح فرمایا۔ اور یہ دونوں بھائی اپنی والدہ معظمہ کے ہمراہ خانہ نبوت میں ہی پروان چڑھ کر ربیب رسولؐ قرار پائے۔ حضرت سلمہؓ کا نکاح نبی علیہ السلام نے اپنی چچازاد سیدہ امامہ بنت سید الشہداء حمزہؓ بن عبدالمطلب سے کیا۔ عمر بن ابی سلمہ خلافت علویہ میں عامل بحرین بھی رہے دونوں بھائی یکے بعد دیگرے خلافت عبدالملک بن مروانؓ الاموی اتوشی (۶۵-۸۶ھ) میں فوت ہوئی۔

یہ دونوں سوتیلے فرزند و عزیز و ربیب رسولؐ سیدنا سلمہ و عمر بن ابی سلمی رضی اللہ عنہم غیر ہاشمی (قرشی مخزومی) ہونے کے باوجود بارگاہ رسالت میں منفرد و ممتاز مقام کے حامل تھے۔ جب کہ مادری نسب میں ان کے والد نواسہ جد رسولؐ عبدالمطلب الھاشمی تھے۔ (راجع "تحقیق مزید" للعباسی، ص ۳۳، ۴۸ انجمن پریس، کراچی، ۱۹۶۱ء)۔

۹۔ فرزندان رسولؐ کی مائیں غیر ہاشمیہ (سیدہ خدیجہؓ) اور غیر عرب (سیدہ ماریہؓ قبطیہ) تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں بیٹے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ اور تینوں کی مائیں غیر ہاشمی تھیں۔ سیدنا قاسمؓ و عبداللہؓ (طاہر و طیب) کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ تھیں جو خاندان قریش کی غیر ہاشمی شاخ (بنو اسد) سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب کہ سیدنا ابراہیمؓ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ ماریہ قبطیہؓ مصر کے عیسائی قبطی خاندان (غیر عرب) اہل کتاب سے تعلق رکھتی تھیں اور مسلمان تھیں۔

۱۰۔ سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ کی شادی غیر ہاشمی (ابو العاص اموی قرشیؓ) سے ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے بڑی بیٹی سیدہ زینبؓ کی شادی سیدہ خدیجہؓ کے غیر ہاشمی بھانجے سیدنا ابو العاص بن الربیع الاموی القرشی سے کی۔ صاحب "مشکاۃ المصابیح" ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزیؒ سیدنا ابو العاص کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

"یہ ابو العاص مقسم بن ربیع ہیں۔ (اور کہا گیا کہ ان کا نام "لقیط" تھا)۔ اور یہ آنحضورؐ کے داماد تھے۔ آپ کی صاحبزادی زینبؓ ان کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے بعد یوم بدر کے قیدی ہونے کے' جب کفر کی حالت میں تھے (اور آزاد کیے گئے تھے، اسلام قبول کر کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔

یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھائی چارہ اور سچی محبت رکھتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے دور میں قتل کیے گئے۔ ان سے ابن عباسؓ، اور ابن عمرؓ اور ابن العاصؓ روایت کرتے ہیں۔ "مقسم" میم کے زیر، قاف کے سکون اور سین کے زبر کے ساتھ

ہے"۔ (خطیب تبریزی ، الإکمال فی اسماء الرجال، حرف العین۔ اردو ترجمہ مطبوعۃ مع مشکاۃ المصابیح، مکتبۃ رحمانیۃ ، لاھور ، ص ۳۶۹-۳۷۰)۔

اول داماد رسول سیدنا ابو العاصؓ اموی قرشی کے بارے میں روایت ہے کہ وفات سیدہ زینبؓ (۸ھ) کے بعد انہوں نے دوبارہ شادی نہیں کی بلکہ جہاد میں حصہ لیا اور خلافت ابو بکرؓ میں جنگ یمامہ (۱۳ھ) میں شریک ہو کر لشکر مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں مقتول ہوئے اور "شہید ختم نبوت" قرار پائے۔

اول داماد رسولؐ اور سیدہ خدیجہ کے بھانجے سیدنا ابو العاص اموی قرشی مکہ کے صاحب ثروت تاجر تھے۔ آپ شعب ابی طالب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم کی محصوری کے سالوں میں اپنے غیر ہاشمی (اموی) ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے گندم و کھجور سے لدے اونٹ باہر سے اندر ہنکا کر پابندیوں کے باوجود بنی ہاشم کو سامان خوردونوش فراہم کرتے رہے۔ جس پر خوش ہو کر شیعی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:--- ابو العاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔(میرزا محمد تقی سپہر کاشانی، ناسخ التواریخ، جلد سوم، ص ۵۱۸، تہران)۔

سیدہ زینب بنت رسولؐ نے اپنی والدہ سیدہ خدیجہؓ کی وفات کے بعد اپنی بہنوں بالخصوص سب سے چھوٹی بہن سیدہ فاطمہؓ کی دیکھ بھال بطریق احسن فرمائی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت و غمگساری کا بھی اہتمام فرمایا۔ ہجرت کے موقع پر پہلی مرتبہ مشرکین مکہ نے نیزہ مار کر اونٹنی سے گرا دیا۔ جس سے آپ کا حمل ساقط ہو گیا۔ پس دوسری مرتبہ رات کی تاریکی میں ہجرت فرمائی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ :- وہ (زینبؓ) میری بیٹیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی ہے۔ اس کو میری راہ میں اذیت دی گئی۔

فکان رسول اللہ ﷺ یقول:— ھی أفضل بناتی أصیبت فی ھیّ.(روایۃ عروۃ بن الزبیر عن عائشۃؓ) .

(البیھقی ، دلائل النبوۃ ، جماع أبواب غزوۃ بدر ، ما جاء فی زیینب بنت رسول اللہ ، ج۳، ص ۱۵۶، و ابن کثیر ، البدایۃ والنھایۃ ، ج ، ص ۱۳۱)۔

انہی سیدہ زینبؓ وابو العاص کے فرزند اور سب سے بڑے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی بن ابی العاصؓ متعدد روایات کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر ردیف رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ کے ہمراہ اونٹنی پر سوار تھے۔ (راجع مصعب الزبیری کتاب نسب قریش ، وابن حجر العسقلانی۔الاصابة فی تمییز الصحابة، وابن عبدالبر، الإستیعاب فی معرفة الأصحاب، وابن الاثیر، أسدالغابة فی معرفة الصحابة)۔

انہی سیدہ زینبؓ وابو العاصؓ کی بیٹی اور سب سے بڑی نواسی رسول سیدہ امامہؓ امویہ قرشیہ سیدنا حسنؓ وحسینؓ کی طرح نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہو جاتی تھیں :-

" عن أبی قتادة الأنصاری أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی وهو حامل أمامة بنت زینب بنت رسول الله، ولأبی العاص بن الربیع۔ فاذا سجد و ضعها وإذا قام حملها۔

(صحیح البخاری ، باب اذا حمل جاریة صغیرة فی الصلاة، ج ١، ص ٧٤)۔

ترجمہ:- ابو قتادہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو العاص بن ربیع اور زینب بنت رسول اللہ کی بیٹی امامہ کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھتے۔ پس جب آپ سجدہ میں جاتے تو انہیں اتار دیتے اور جب اٹھتے تو وہ پھر سوار ہو جاتیں۔

سیرت ابن ہشام میں سیدہ زینبؓ وابو العاصؓ کی شادی کی تفصیل نیز دیگر احوال درج ہیں۔ جن میں سے بعض معلومات کا اندراج موضوع زیر بحث کی مناسبت سے ناگزیر ہے :-

" سبب زواج أبی العاص من زینب

قال ابن اسحاق: وکان أبو العاص من رجال مکة المعدودین مالاً

و أمانة ، وتجارة . وكان لهالة بنت خويلد ، وكانت خديجة خالته. فسألت خديجة رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يزوجه. وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخالفها ، وذلك قبل أن ينزل عليه الوحى ، فزوجه. وكانت تعده بمنزلة ولدها. فلما أكرم الله رسوله صلى الله عليه وسلم بنبوته آمنت به خديجة وبناته ، فصدقنه ، وشهدن أن ماجاء به الحق ، ودنّ بدينه ، وثبت أبو العاص على شركه".

(ابن هشام ، السيرة النبوية الجزء الثانى ، ص ٢٦٣).

ترجمہ :- ابو العاص کی زینب سے شادی کا سبب

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ : ابو العاص مال و دولت ، امانت و دیانت اور تجارت کے لحاظ سے مکہ کے چند گنے چنے افراد میں شمار ہوتے تھے۔ وہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ اور خدیجہ ان کی خالہ تھیں۔ پس خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی (زینب بنت رسولؐ سے) کرنے کے بارے میں درخواست کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان (خدیجہ) کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ یہ واقعہ آپ پر نزول وحی (بعثت) سے پہلے کا ہے۔ اور خدیجہ ان (ابو العاص) کو اپنی اولاد کی طرح شمار کرتی تھیں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی شادی (اپنی بیٹی زینب سے) کر دی۔ پس جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے مکرم فرمایا تو خدیجہ اور ان کی بیٹیاں آپ پر ایمان لے آئیں اور انہوں نے آپ کی تصدیق فرما کر اس بات کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں ، برحق ہے۔ اور آپ کا دین قبول کر لیا۔ جب کہ ابو العاص اپنے شرک پر قائم رہے۔

"سعى قريش فى تطليق بنات الرسول من أزواجهن

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد زوج عتبة بن أبى لهب رقية ، أو ام كلثوم (٢) . فلما بادى قريشاً بأمرالله تعالى وبالعداوة ، قالوا : إنكم قد فرغتم محمداً من همه ، فردوا عليه بناته ، فأشغلوه بهن ، فمشوا

إلى أبى العاص فقالوا له: فارق صاحبتك ونحن نزوجك أى إمرأة من قريش شئت. قال: لا والله ، إنى لا أفارق صاحبتى ، وما أحب أن لى بامراتى إمرأة من قريش . وكان رسول الله صلى اللّه عليه وسلم يثنى عليه فى صهره خيراً ، فيما بلغنى.

ثم مشوا إلى عتبة بن أبى لهب فقالوا له: طلق بنت محمد ونحن ننكحك أى امرأة من قريش شئت؟ فقال: إن زوجتمونى بنت أبان بن سعيد بن العاص ، أو بنت سعيد بن العاص فرقتها. فزوجوه بنت سعيد بن العاص وفارقها. ولم يكن دخل بها. فأخرجها الله من يده كرامة لها وهوانا له. وخلف عليها عثمان بن عفان بعده".

(ابن هشام ، السيرة النبوية ، الجزء الثانى ، ص ٢٦٣).

ترجمه:— دختران رسولؐ کو ان کے شوہروں سے طلاق دلوانے کے سلسلہ میں قریش کی بھاگ دوڑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ یا ام کلثوم کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ پس جب آپؐ نے اللہ کا حکم صاف صاف قریش پر ظاہر کر دیا اور ان سے علی الاعلان مقابلہ اور دشمنی ہو گئی تو وہ آپس میں کہنے لگے :۔ تم لوگوں نے محمد کو ان کے فکر و غم سے فارغ کر رکھا ہے۔ ان کی بیٹیاں ان کی طرف لوٹا کر انہیں ان (کی فکر) میں مشغول کر دو۔ پس وہ ابو العاص کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے :۔ اپنی بیوی (زینبؓ) سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور ہم اس کے بدلے میں قریش کی جس عورت سے تم چاہو گے تمہاری شادی کر دیں گے۔ انہوں نے فرمایا :۔ خدا، نہیں۔ میں اپنی شریک حیات سے علیحدہ نہیں ہوں گا اور میں اپنی بیوی کے بدلہ میں قریش کی کوئی عورت بھی پسند نہیں کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داماد (ابو العاص) کا ذکر خیر اور ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مجھ تک خبر پہنچی ہے۔

پھر وہ لوگ عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے۔ پس اس سے کہنے لگے : محمد کی بیٹی کو

طلاق دے دو تو ہم قریش کی جس عورت سے چاہو، تمہارا نکاح کر دیں گے۔ پس وہ کہنے لگا :۔ اگر تم ابان بن سعید بن العاص یا سعید بن العاص، کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں اس سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ پس انہوں نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کی شادی کرادی اور اس نے دختر رسولؐ کو طلاق دے دی جب کہ ابھی نکاح کے بعد رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ نے ان کے عزت واکرام اور عتبہ کی توہین و تحقیر کی خاطر انہیں اس کے دست قدرت سے نکال لیا۔ اور اس کے بعد عثمان بن عفان ان (رقیہ) کے شوہر بنے۔

"سیرت ابن ھشام" کے شارح امام سھیلی (مؤلف "الروض الانف") کے حوالہ سے محقق سیرت ابن ھشام حاشیہ ۲، ص ۲۶۳ میں لکھتے ہیں :۔

۲ — قال السهيلي:۔ كانت رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت عتبة بن أبي لهب ، وأم كلثوم تحت عتيبة ، فطلقاهما بعزم أبيهما عليهما وأمهما حين نزلت: (تبت يدا أبي لهب)۔ (المسد:١)۔

فأما عتيبة ، فدعا عليه النبي صلى الله عليه وسلم أن يسلط الله عليه كلباً من كلابه، فافترسه الأسد من بين أصحابه ، وهم نيام حوله۔

وأما عتبة ومعتب إبنا أبي لهب فأسلما ، ولهما عقب"۔

(ابن هشام، السيرة النبوية ، الجزء الثاني ، ص ٢٦٣ ، حاشية ٢)۔

ترجمہ:۔ سہیلی کا قول ہے کہ :۔ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ بن ابی لہب اور ام کلثوم، عتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ پس ان دونوں نے اپنے ماں باپ کے فیصلہ و اصرار کے مطابق اس وقت ان دونوں (سیدہ رقیہؓ وام کلثومؓ) کو طلاق دے دی جب "تبت يدا أبي لهب (المسد :١) نازل ہوئی۔

پس عتیبہ کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی کہ اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔ چنانچہ اسے اس کے ساتھیوں کے درمیان میں سے جب کہ وہ اس کے ارد گرد سو رہے تھے، شیر نے شکار کر لیا۔

جب کہ ابو لہب کے بیٹے عتبہ اور معتب، دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور دونوں کی نسل بھی چلی۔

" أبو العاص عندالرسول وبعث زينب فى فدائه

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل بمكة ولا يحرم ، مغلوباً على أمره ، وكان الاسلام قد فرق بين زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أسلمت وبين أبى العاص بن الربيع ، إلا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يقدر أن يفرق بينهما ، فأقامت معه على اسلامها ، وهو على شركه ـ حتى هاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم. فلما صارت قريش إلى بدر ، صارفهم أبو العاص بن الربيع فأصيب فى الأسارى يوم بدر، فكان بالمدينة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم.

قال ابن اسحاق : وحدثنى يحيى بن عباد بن عبدالله بن الزبير ، عن أبيه عن عائشة قالت: لما بعث أهل مكة فى فداء أسرائهم، بعثت زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى فداء أبى العاص بن الربيع بمال ، وبعثت فيه بقلادة لها كانت خديجة أدخلتها بها على أبى العاص حين بنى عليها. قالت: فلما رأها رسول الله صلى الله عليه وسلم رق لهارقة شديدة وقال: إن رأيتم أن تطلقوا لها أسيرها، وتردوا عليها مالها، فافعلوا ، فقالوا: نعم يا رسول الله ! فأطلقوه، وردوا عليها الذى لها".

(ابن هشام، السيرة النبوية، الجزء الثانى، ص ٢٦٤).

ترجمہ:۔ **ابو العاص کی رسولؐ کے پاس موجودگی**

اور زینب کا ان کا فدیہ ارسال کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں حلال وحرام نہیں ٹھہراتے تھے۔ کیوں کہ وہ مغلوبیت کی حالت میں تھے۔ اور اسلام نے زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (ان کے شوہر) ابو العاص بن ربیع کے درمیان اسی وقت تفریق کر دی تھی جب وہ مسلمان ہو گئی تھیں۔۔ پس وہ ان کے ہمراہ اپنے اسلام پر قائم رہتے ہوئے مقیم رہیں' جب کہ وہ مشرک

تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ جب قریش بدر کی جانب روانہ ہوئے تو ابو العاص بن ربیع بھی ان کے ساتھ تھے۔ پس وہ جنگ بدر کے روز قیدیوں میں شامل تھے۔ اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ مجھے یحیی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے روایت کر کے بتلایا' جنہوں نے عائشہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا :۔ جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابو العاص بن ربیع کے فدیہ کے طور پر مال بھجوایا۔ جس میں انہوں نے وہ ہار بھجوایا جو خدیجہ نے انہیں اس وقت دیا تھا جب ابو العاص نے ان سے شادی کی تھی۔ انہوں (عائشہ) نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو ان پر شدید رقت طاری ہو گئی اور فرمانے لگے :۔ اگر تمہاری یہ رائے بنے کہ اس کے قیدی کو رہا کر دو اور اس کا مال بھی اسے لوٹا دو تو ایسا کر لو؟ صحابہؓ نے عرض کیا :۔ جی ہاں یا رسول اللہ! پس انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور جو کچھ ان (زینب) کا تھا' وہ انہیں لوٹا دیا۔

خروج زينب إلى المدينة تأهبها
وإرسال الرسول رجلين ليصحباها

قال: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أخذ عليه، أو وعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك، أن يخلى سبيل زينب إليه ، أو كان فيما شرط عليه فى إطلاقه؟ ولم يظهر ذلك منه ولا من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيعلم ما هو، إلا أنه لما خرج أبو العاص إلى مكة وخلى سبيله، بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثة ورجلاً من الأنصار مكانه، فقال: كونا ببطن ياجج حتى تمربكما زينب ، فتصحباها حتى تاتيانى بها. فخرجا مكانهما ، وذلك بعد بدر بشهر أوشيعه. فلما قدم أبو العاص مكة أمرها باللحوق بأبيها ، فخرجت تجهز".

(ابن هشام' السيرة' النبوية' ج٢' ص ٣٦٤—٢٦٥).

ترجمہ:۔ زینب کی مدینہ کی جانب روانگی ان کی تیاری
اور رسولؐ کا دو بندے بھیجنا تاکہ ان کے ہمراہ رہیں

راوی نے بیان کیا کہ یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص سے (رہائی کے وقت) عہد لیا تھا یا خود انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ وہ زینب کا راستہ نہ روکتے ہوئے انہیں آپؐ کے پاس آنے دیں گے۔ یا یہ بات ان کی رہائی کی شرائط میں شامل تھی؟ مگر نہ تو ان کی جانب سے، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی ایسی بات ظاہر ہوئی جس سے معلوم ہو سکتا کہ معاملہ کیا تھا۔ مگر ہوا یہی کہ جب ابو العاص کا راستہ چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ کی جانب روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ نیز انصار میں سے ایک شخص کو ان کے مقام پر بھیجا۔ پس آپ نے فرمایا:۔ بطن یاجج پر رہو یہاں تک کہ زینب تمہارے پاس سے گزرے تو اس کے ساتھ ہو جانا۔ حتی کہ تم دونوں اسے میرے پاس لے آؤ۔ پس وہ دونوں روانہ ہوئے۔ اور یہ جنگ بدر کے ایک ماہ یا اس کے لگ بھگ کی بات ہے۔ پس جب ابو العاص مکہ آئے تو انہوں نے ان (زینب) کو اپنے والد کے پاس جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے سفر کی تیاری کر لی۔

" ما أصاب زينب من قريش
عند خروجها و مشورة أبي سفيان

فلما فرغت بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم من جهازها قدم لها حموها كنانة بن الربيع أخو زوجها بعيراً، فركبته، وأخذ قوسه وكنانته. ثم خرج بها نهاراً يقود بها، وهي في هودج لها. وتحدث بذلك رجال من قريش فخرجوا في طلبها حتى أدركوها بذي طوى، فكان أول من سبق إليها هبار بن الأسود بن المطلب بن أسد بن عبدالعزى، والفهري، فروعها هبار بالرمح وهي في هودجها، وكانت المرأة حاملاً. فيما يزعمون. فلما ريعت طرحت ذا بطنها(٤) وبرك حموها كنانة كنانته وهو ثم قال:

والله لا يدنو منى رجل إلا وضعت فيه سهماً فتكركر الناس عنه۔

وأتى أبو سفيان فى جلة من قريش فقال: أيها الرجل: كف عنك نبلك حتى نكلمك ، فكف۔ فأقبل أبوسفيان حتى وقف عليه ، فقال: إنك لم تصب ، خرجت بالمرأة على رؤوس الناس علانية ' وقد عرفت مصيبتنا ونكبتنا ، وما دخل علينا من محمد، فيظن الناس إذا خرجت بابنته علانية، على رؤوس الناس من بين أظهرنا ، أن ذلك عن ذل أصابنا وعن مصيبتنا التى كانت ، وأن ذلك منا ضعف ووهن ، ولعمرى مالنا بحبسها عن أبيها حاجة ، ومالنا فى ذلك من ثؤرة۔

ولكن ارجع بالمرأة ، حتى إذا هدأت الأصوات ، وتحدث الناس أن قد رددناها، فسلها سراً ، وألحقها بأبيها ، قال: ففعل۔ فأقامت ليالى حتى إذا هدأت الأصوات خرج بها ليلاً حتى أسلمها إلى زيد بن حارثة وصاحبه ، فقد ما بها على رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔

(ابن هشام، السيرة النبوية ، الجزء الثانى ، ص ٢٦٥—٢٦٦)۔

ترجمہ:۔ زینبؓ کے خروج سفر کے وقت قریش کی جانب سے ان پر مصیبت اور ابو سفیان کا مشورہ

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اپنی تیاری سے فارغ ہوئیں تو ان کے سسرالی عزیز، انکے شوہر کے بھائی کنانہ بن ربیع نے ان کے لئے اونٹ پیش کیا۔ پس وہ اس پر سوار ہوئیں۔ اور اس نے بھی اپنا تیر کمان ترکش سنبھال لیا۔ پھر دن دھاڑے اونٹنی کو ہانکتے ہوئے آگے بڑھے جب کہ وہ (زینب) اس کے ہودج میں تھیں۔ قریش کے کچھ لوگ اس بات کا ذکر کرنے لگے۔ پس وہ لوگ ان (زینب) کی تلاش میں نکل پڑے یہاں تک کہ ذی طوی کے مقام پر انہیں جالیا۔ تو پہلے جو لوگ ان کی طرف بڑھے، وہ ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی اور فہری تھے۔ پس ہبار نے ان (زینب) کو نیزہ مار کر خوفزدہ

کیا۔ اور خوف واذیت کی حالت میں ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ چنانچہ ان کے دیور کنانہ نے اونٹنی کو بٹھا کر اپنا ترکش سنبھال لیا اور کہنے لگا :۔ خدا جو شخص بھی میرے قریب آیا میں تیر اس کے جسم میں اتار دوں گا۔ پس لوگ اس سے پیچھے ہٹ کر منتشر ہو گئے۔

اور ابو سفیان قریش کے کچھ لوگوں کے ہمراہ آکر کہنے لگا :۔

اے مرد! اپنے تیر کو روک تا کہ ہم تجھ سے بات کر سکیں : پس اس نے روک دیا۔ ابو سفیان آگے بڑھا یہاں تک کہ اس کے پاس آکھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ تم نے عقل مندی نہیں کی۔ تو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے علی الاعلان اس عورت کو لے کر نکل پڑا ہے۔ جب کہ تجھے (بدر میں) ہماری مصیبت و نکبت اور جو کچھ محمد کی جانب سے ہمارے ساتھ ہوا، سب معلوم ہے۔ پس جب تو محمد کی بیٹی کو لوگوں کی موجودگی میں ہمارے درمیان سے علی الاعلان ساتھ لے کر نکلے گا تو لوگ خیال کریں گے کہ ایسا ہماری ذلت و مصیبت (شکست بدر) کی وجہ سے ہو رہا ہے اور یہ ہماری طرف سے ضعف و کمزوری کی علامت ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! ہمیں اس (زینب) کو اس کے باپ کے پاس جانے سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی اس بات میں ہمارے لئے کوئی طلب انتقام کی صورت ہے۔ مگر تو خاتون کو لے کر واپس چلا جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہہ چکیں کہ ہم نے اسے لوٹا دیا ہے تو اسے لے کر بغیر اظہار کئے خاموشی سے نکل جانا اور اس کے باپ سے جا ملانا۔ راوی کا کہنا ہے :۔ پس اس نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ کچھ راتیں (مکہ میں ہی) مقیم رہیں۔ یہاں تک کہ آوازیں خاموش ہو گئیں تو وہ انہیں لے کر رات کے وقت نکلا یہاں تک کہ زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے سپرد کر آیا۔ جو انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

٤ –"وذكر عن غيرابن اسحاق أن هباراً نخس بها الراحلة فسقطت على صخرة وهى حامل ، فهلك جنينها ولم تزل تهريق الدماء حتى ماتت بالمدينة بعد إسلام بعلها أبى العاص . راجع " الاستيعاب" و "الروض". (سيرة ابن هشام ، جزو ٢، ص ٢٦٥، حاشية ٤).

ترجمہ:۔ ابن اسحاق کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے ذکر کیا ہے کہ ھبار نے

اونٹنی کے پہلو میں نیزہ چبھویا جس سے وہ اونٹنی سمیت ایک پتھر پر جا گریں جبکہ وہ حاملہ تھیں۔ پس ان کا حمل ساقط اور خون جاری ہو گیا۔ وہ مسلسل خون گراتی رہیں یہاں تک کہ مدینہ میں اپنے شوہر ابو العاص کے قبول اسلام کے بعد مدینہ منورہ میں انتقال کر گئیں۔

"اسلام ابی العاص بن الربیع

إستيلاء المسلمين على تجارة معه وإجارة زينب له

قال ابن إسحاق: وأقام أبو العاص بمكة ، وأقامت زينب عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة ، حين فرق بينهما الإسلام ، حتى إذا كان قبيل الفتح ، خرج أبو العاص تاجراً إلى الشأم ، وكان رجلا مأموناً ، بمال له وأموال لرجال من قريش ، أبضعوها معه. فلما فرغ من تجارته وأقبل قافلا ، لقيته سرية لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأصابوا ما معه ، وأعجزهم هارباً ، فلما قدمت السرية بما أصابوا من ماله ، أقبل ابو العاص تحت الليل حتى دخل على زينب بنت رسول صلى الله عليه وسلم فاستجار بها ، فأجارته ، وجاء فى طلب ماله ، فلما خرج رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم إلى الصبح كما حدثنى يزيد بن رومان فكبر وكبر الناس معه ، صرخت زينب من صفة النساء :. أيها الناس! إنى قد أجرت أبا العاص بن الربيع. قال: فلما سلم رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم من الصلاة أقبل على الناس ، فقال: أيها الناس! هل سمعتم ما سمعت؟ قالوا: نعم. قال: أما والذى نفس محمد بيده ما علمت بشئ من ذلك حتى سمعت ما سمعتم ، إنه يجير على المسلمين أدناهم . ثم انصرف رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم، فدخل على ابنته ، فقال: أى بنية أكرمى مثواه، ولا يخلصن إليك ، فانك لا تحلين له".

المسلمون يردون عليه ماله ثم يسلم

قال ابن إسحاق: وحدثنى عبد اللّه بن أبى بكر: أن رسول اللّه

صلى الله عليه وسلم بعث إلى السرية الذين أصابوا مال أبى العاص ، فقال لهم: إن هذا الرجل منا حيث قد علمتم، وقد أصبتم له مالاً، فان تحسنوا وتردوا عليه الذى له، فإنا نحب ذلك ، وإن أبيتم فهو فئى الله الذى أفاء عليكم ، فأنتم أحق به فقالوا: يا رسول الله ، بل نرده عليه ، فردوه عليه ، حتى إن الرجل ليأتى بالدلو، ويأتى الرجل بالشنة وبالإداوة، حتى إن احدهم ليأتى بالشظاظ ، حتى ردوا عليه ماله بأسره ، لا يفقد منه شيئاً. ثم احتمل إلى مكة ، فأدى إلى كل ذى مال من قريش ماله ومن كان أبضع معه ثم قال: يا معشر قريش ! هل بقى لأحد منكم عندى مال لم يأخذه؟ قالوا: لا. فجزاك الله خيراً ، فقد وجدناك وفياً كريماً ...قال: فأنا أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمداً عبده ورسوله ، والله ما منعنى من الإسلام عنده إلا تخوف أن تظنوا أنى إنما أردت أن آكل أموالكم ، فلما أداها الله إليكم وفرغت منها أسلمت . ثم خرج حتى قدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم.

زوجته ترد إليه

قال ابن إسحاق: وحدثنى داؤد بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس قال:—رد عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم زينب على النكاح الأول لم يحدث شيئاً (بعد ست سنين).

مثل من أمانة أبى العاص

قال ابن هشام:. وحدثنى أبو عبيدة: أن أبا العاص بن الربيع لما قدم من الشام ومعه أموال المشركين، قيل له: هل لك أن تسلم وتأخذ هذه الأموال ، فإنها أموال المشركين؟ فقال أبو العاص: بئس ما أبدأ به إسلامى أن أخون أمانتى".

(ابن هشام ، السيرة النبوية، ج ٢، ص ٢٦٩ — ٢٧٠).

☆☆☆

"قال السهيلي:. ويعارض هذا الحديث ما رواه عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبى صلى الله عليه وسلم ردها عليه بنكاح جديد. وهذا الحديث هو الذى عليه العمل ، وإن كان حديث داؤد بن الحصين أصح إسناداً عند أهل الحديث. ولكن لم يقل به أحد من الفقهاء فيما علمت، لأن الإسلام قد كان فرق بينهما قال الله تعالى: (لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن. الممتحنة: ١٠).

ومن جمع بين الحديثين قال فى حديث ابن عباس : معنى ردها عليه على النكاح الأول، أى على مثل النكاح الأول فى الصداق والحباء ، لم يحدث على ذلك من شرط ولا غيره".

(ابن هشام ، السيرة النبوية، ج ٢ ص ٢٧٠، هامش ٢).

ترجمه:. ابو العاص کا قبول اسلام

مسلمانوں کا ابو العاص کے مال تجارت

پر قبضہ اور زینب کا انہیں پناہ دینا.

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ :۔ ابو العاص مکہ میں مقیم رہے اور زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں مقیم رہیں۔ جب کہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ یہاں تک کہ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابو العاص تاجر کے طور پر شام کی جانب گئے۔ وہ ایک امانت دار شخص تھے۔ ان کے ہمراہ ان کا اور قریش کے کچھ لوگوں کا مال تھا جو انہوں نے نفع و مال کمانے کے لئے ان کے ہمراہ بھیجا تھا۔ پس جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دستہ لشکر کی ان سے مڈھ بھیڑ ہو گئی اور انہوں نے جو کچھ ان کے پاس تھا، حاصل کر لیا۔ مگر وہ خود ان لوگوں کو

عاجز کر کے ان کے ہاتھ سے بھاگ نکلے۔ پس جب دستہ لشکر اپنے حاصل کردہ مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آیا تو ابو العاص بھی رات کے وقت آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے ان کو پناہ دے دی۔ اور وہ اپنے مال کی طلب میں آئے تھے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے لئے نکلے جیسا کہ یزید بن رومان نے مجھے بتلایا۔ تو آپؐ نے تکبیر (نماز) کہی۔ اس وقت زینب نے عورتوں کی ڈیوڑھی سے پکارا :۔ اے لوگو! میں نے ابو العاص بن ربیع کو پناہ دی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا سلام پھیرا اور لوگوں کے سامنے ہوئے تو فرمایا :۔ لوگو! کیا تم نے بھی سنا جو میں نے سنا؟ انہوں نے عرض کیا :۔ جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا :۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے، مجھے اس بات کا کچھ علم نہیں تھا یہاں تک کہ میں نے بھی وہ سنا جو تم نے سنا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے اور اپنی بیٹی (زینبؓ) کے پاس آئے۔ پس آپ نے فرمایا :۔ اے میری بیٹی! اس کی عزت و اکرام کرو لیکن وہ تمہارے ساتھ خلوت نشین نہ ہونے پائے کیوں کہ تم اس کے لئے (اس کے مسلمان نہ ہونے کی بناء پر) حلال نہیں ہو۔

مسلمان ان کا مال واپس کر دیتے ہیں، بعد ازاں وہ اسلام قبول کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے بیان کیا :۔ اور مجھے عبد اللہ بن ابی بکر نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستہ لشکر کے لوگوں کو بلا بھیجا جنہوں نے ابو العاص کا مال لوٹا تھا۔ پس آپ نے ان سے فرمایا :۔ اس شخص کا ہمارے ہاں جو مقام ہے، تمہیں معلوم ہے۔ اور تم لوگوں نے اس کا مال حاصل کیا ہے۔ پس اگر تم حسن سلوک کرو اور جو کچھ اس کا ہے، اسے لوٹا دو تو ہم اس بات کو پسند کریں گے۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو تو وہ اللہ کا مال غنیمت (فیء) ہے جو اس نے تمہاری طرف لوٹایا ہے۔ پس تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا :۔ یا

رسول اللہ! بلکہ ہم (یہ مال) اس کو واپس کر دیں گے۔ پس انہوں نے ان کو واپس دے دیا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ڈول لا رہا تھا اور دوسرا شخص بوسیدہ مشک اور چمڑے کا چھوٹا برتن لئے چلا آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بوری کے گوشوں میں ڈالی جانے والی لکڑی کے ٹکڑے تک لا رہا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان کا سب کا سب مال انہیں واپس کر دیا، جس میں ان (ابو العاص) نے کوئی چیز بھی کم نہ پائی۔ پھر وہ لد لدا کر مکہ چلے گئے۔ پس انہوں نے قریش کے ہر صاحب مال کا مال نیز جس کسی نے حصہ سرمایہ ان کے ساتھ لگایا تھا، اسے ادا کر دیا، تو پھر کہنے لگے :۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا میرے پاس کوئی مال رہ گیا ہے جو اس نے حاصل نہ کیا ہو؟ وہ کہنے لگے :۔ نہیں۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ بے شک ہم نے تمہیں امانت دار و سخی پایا ہے۔

وہ بولے :۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بخدا مجھے ان کے پاس ہوتے ہوئے اعلان اسلام سے صرف اس خوف نے روک رکھا تھا کہ کہیں تم یہ نہ گمان کرو کہ میں نے تمہارے اموال ہڑپ کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پس جب اللہ نے انہیں تمہاری طرف ادا کروا دیا ہے اور میں ان سے فارغ ہو گیا ہوں تو میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر وہ نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ) آ گئے۔

ان (ابو العاص) کی زوجہ انہیں لوٹا دی جاتی ہیں

ابن اسحاق نے بیان کیا :۔ اور مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے روایت کر کے بیان کیا۔ جنہوں نے ابن عباس سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (ابو العاص) کو زینب نکاح اول کی شرائط پر ہی لوٹا دیں (چھ سال کے بعد)۔ کوئی نئی شرط نہیں لگائی۔ (۲)

☆☆☆

ابو العاص کی امانت داری کی مثال

ابن ہشام کا کہنا ہے کہ :۔ مجھے ابو عبیدہ نے بتلایا کہ جب ابو العاص بن ربیع شام سے اموال مشرکین کے ہمراہ (مدینہ) آئے، تو ان سے کہا گیا :۔ کیا تم ایسا کرو گے کہ اسلام قبول کر لو اور یہ اموال بھی رکھ لو کیونکہ یہ تو مشرکین کے اموال ہیں۔ تو ابو العاص نے فرمایا :۔ کتنی بری بات ہو گی کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا امانت میں خیانت کر کے کروں۔

سیدہ زینبؓ کو سابقہ نکاح کی بناء پر زوجیت ابو العاص میں لوٹا دینے کے بارے میں امام سہیلیؒ (مؤلف "الروض الأنف" شارح سیرت ابن ہشام) کا قول یوں ہے :۔

۲۔ سہیلی نے فرمایا :۔ یہ حدیث اس حدیث سے متعارض ہے جسے عمرو بن شعیب نے اپنے والد کی دادا سے روایت کے حوالہ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (زینب) کو نکاح جدید کے بعد ان (ابو العاص) کو لوٹایا۔ اور اسی حدیث پر عمل ہے۔

اگرچہ داؤد بن الحصین والی حدیث محدثین کے نزدیک اسناد کے لحاظ سے صحیح تر ہے۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے، فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کی بناء پر قول (فتوی) نہیں دیا۔ کیونکہ اسلام نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ اللہ تعالی نے فرمایا :۔ (لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن ۔ الممتحنة: ۱۰)۔ نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ یہ مرد ان کے لئے حلال ہیں۔

اور جس کسی نے دونوں حدیثوں میں جمع و تطبیق کرائی ہے، اس نے ابن عباس کی حدیث کے بارے میں فرمایا :۔ کہ انہیں نکاح اول کی بنیاد پر ان (ابو العاص) کے پاس لوٹا دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حق مہر وغیرہ کے معاملے میں نکاح اول کے مثل ہی رکھا۔ کسی نئی شرط کا اس پر اضافہ نہیں کیا۔

(ابن هشام 'السيرة النبوية' ج ۲ ص ۲۷۰ حاشیہ ۲)

شہیدہ اسلام سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ کی ولادت و نکاح و ہجرت کی مختلف تفصیلات بیان کرتے ہوئے جلیل القدر عالم و مؤلف قائد تبلیغی جماعت شیخ الحدیث مولانا

محمد زکریاؒ مہاجر مدنی بوقت ہجرت ھبار ابن اسود (یا اس کے ساتھی) کے نیزہ سے سیدہ زینبؓ کے زخمی ہو کر اونٹ سے گرنے اور حمل ضائع ہو جانے کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں رقمطراز ہیں :-

"حضرت زینبؓ کا یہ زخم کئی سال تک رہا۔ اور کئی سال اس میں بیمار رہ کر سن ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا وأرضاھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ :-

وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔

دفن کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور دفن فرمایا۔ اترتے وقت بہت رنجیدہ تھے، جب باہر تشریف لائے تو چہرہ کھلا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا :۔ مجھے زینبؓ کے ضعف کا خیال تھا۔ میں نے دعا کی کہ قبر کی تنگی اور اس کی سختی اس سے ہٹا دی جائے۔ اللہ نے قبول فرمالیا(۱)۔

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تو صاحبزادی اور دین کی خاطر اتنی مشقت اٹھائی کہ جان بھی اس میں دی۔ پھر بھی قبر کی تنگی کے لئے حضورؐ کی دعا کی ضرورت پیش آئی۔ تو ہم جیسوں کا کیا پوچھنا؟ اس لئے آدمی کو اکثر اوقات قبر کے لئے دعا کرنا چاہیے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی وجہ سے اکثر اوقات عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

"اللھم احفظنا منه بمنك وكرمك وفضلك"۔

(مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب قسم اول، حکایات صحابہؓ، کتب خانہ فیضی، لاہور، ص ۱۴۳-۱۴۴۔ وحاشیہ (۱) بحوالہ "تاریخ الخمیس" و" اسد الغابہ" لابن الاثیر)۔

سیدہ زینبؓ کی ابو العاصؓ اموی قریشی سے اولاد کا ذکر کرتے ہوئے مولانا زکریا رقمطراز ہیں :-

"ان سے دو بچے ہوئے - ایک لڑکا، ایک لڑکی۔ لڑکے کا نام حضرت علیؓ تھا۔ جنہوں نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد بلوغ کے قریب حضورؐ کی زندگی ہی میں انتقال فرمایا۔ فتح مکہ میں حضورؐ کے ساتھ اونٹنی پر جو سوار تھے، وہ یہی حضرت علیؓ تھے۔

لڑکی کا نام حضرت امامہؓ تھا جن کے متعلق حدیث کی کتابوں میں کثرت سے قصہ

آتا ہے کہ جب حضورؐ نماز میں سجدہ کرتے تو یہ کمر پر سوار ہو جاتیں۔ یہ حضورؐ کے بعد تک زندہ رہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے وصال کے بعد جو ان کی خالہ تھیں، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے ان سے نکاح کیا:۔

(مولانا محمد زکریا، تبلیغی نصاب، کتب خانہ فیضی، لاہور "حضورؐ کی اولاد" ص ۱۵۵-۱۵۶)

معروف عالم و مصنف مولانا سعید انصاری، نواسہ رسولؐ، علیؓ، (بن ابی العاصؓ و زینبؓ) کی شہادت کی روایت نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔ فتح مکہ میں آنحضرتؐ کے ردیف تھے"۔

(سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت زینبؓ، اولاد، ص ۹۴، مکتبہ ظفر، گجرات، ۱۹۷۳ء)۔

مولانا سعید انصاری، سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ کی تجہیز و تکفین و تدفین کے بارے میں مستند کتب تاریخ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:۔

"نکاح جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہیں اور سن ۸ ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔ حضرت ام ایمنؓ حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور ام عطیہؓ نے غسل دیا۔ جس کا طریقہ خود آنحضرتؐ نے بتلایا تھا۔ آنحضرتؐ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ خود قبر میں اترے اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا۔ اس وقت چہرہ مبارک پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے"۔

(سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت زینبؓ، ص ۹۴، مکتبہ ظفر، گجرات، ۱۹۷۳ء۔ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۲۴۔ بخاری، ج ۱، ص ۱۶۷۔ و مسلم، ج ۱، ص ۳۴۶، واسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۶۸)۔

(۱۱-۱۲)- دختران رسولؐ سیدہ رقیہؓ و ام کلثومؓ کی شادی یکے بعد دیگرے غیر ہاشمی سیدنا عثمانؓ (اموی قرشی) سے ہوئی۔

ہاشمی فرزندان ابولہب (عتبہ وعتیبہ) دختران رسولؐ (رقیہؓ وام کلثومؓ) کو بلا رخصتی طلاق دے کر باعث ایذائے رسولؐ بنے - چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی دوسری اور تیسری بیٹی سیدہ رقیہؓ وام کلثومؓ کی شادی یکے بعد دیگرے اپنی پھوپھی زاد بہن کے فرزند سیدنا عثمانؓ بن عفان الاموی القرشی سے کی۔ (سیدنا عثمانؓ کی نانی سیدہ ام حکیم البیضاء زوجہ کریز بن ربیعہ اموی قرشی اور والد رسولؐ سیدنا عبداللہ ماں کی طرف سے بھی سگے بہن بھائی تھے' ابن قتیبہ 'المعارف' ص ۱۱۹)۔

چنانچہ نواسہ رسول سیدنا عبداللہ بن عثمانؓ اموی قرشی سیدہ رقیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

سیدہ رقیہؓ بنت رسولؐ سے اپنی شادی کے بارے میں سیدنا عثمانؓ آیہ حجاب کے نزول سے پہلے مکی دور کے حوالہ سے فرماتے ہیں :

تزوجت رقية بنت رسول الله ﷺ وكان يقال:-

أحسن زوج رأه إنسان . رقية وزوجها عثمان-

(ابن كثير ، البداية والنهاية، ج٧ ، ص١٩٩،

المكتبة القدوسية ، لاهور ، ١٩٨٤ء)۔

ترجمہ:- میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ سے شادی کی تو کہا جاتا تھا :-

حسین ترین جوڑا جو کسی انسان کو نظر آیا ہے۔

وہ رقیہ اور ان کے شوہر عثمان ہیں۔

ابن کثیر وفات سیدہ رقیہؓ (م ۲ھ) اور نکاح سیدہ ام کلثومؓ (م ۹ھ) کا ذکر کرتے

ہوئے لکھتے ہیں :-

" فلما توفيت زوجه رسول الله ﷺ بأختها أم كلثوم فتوفيت أيضاً فى صحبته .

وقال رسول الله ﷺ :. لو كان عندنا أخرى لزوجناها بعثمان".

(ابن كثير ، البداية والنهاية ، ج ٧ ، ص ١٩٩ ،

المكتبة القدوسية ، لاهور، ١٩٨٤ء).

ترجمہ:. پس جب وہ (رقیہؓ) فوت ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہن ام کلثوم سے ان (عثمانؓ) کی شادی کر دی۔ پس وہ بھی ان کی زندگی میں ہی انتقال کر گئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :-

اگر ہماری کوئی اور بیٹی ہوتی تو ہم اس کی شادی بھی عثمان سے کر دیتے۔

واضح رہے کہ سیدہ رقیہؓ جنگ بدر کے موقع پر مدینہ میں مرض الموت میں تھیں۔ اور نبی ﷺ نے سیدنا عثمانؓ کو جنگ بدر میں شرکت سے روک کر سیدہ رقیہؓ کی تیمارداری کا حکم دیا۔ اور اس خدمت کی بناء پر انہیں مجاہدین بدر کے ثواب کا مستحق ٹھہرایا۔

چنانچہ قاصد غزوہ بدر (۱۷ رمضان ۲ھ) میں لشکر اسلام کی فتح کی خبر لے کر مدینہ پہنچا تو سیدنا عثمانؓ و اہل مدینہ سیدہ رقیہؓ بنت رسولؐ کو سپرد خاک کر رہے تھے۔ (يوارونها فى التراب)۔ اور سیدہ ام کلثومؓ (م ۹ھ) نیز سیدہ فاطمہؓ (م ۱۱ھ) اپنی بہن کی وفات کے غم سے نڈھال دیگر اہل خاندان و اسلام کے ہمراہ جناب رسولؐ اللہ کی آمد کی منتظر تھیں۔

چنانچہ فتح بدر کے بعد ماہ رمضان مقدس میں رسول اللہ ﷺ مدینہ لوٹے تو جگر گوشہ رسولؐ سیدہ رقیہؓ کی وفات اور وقت وفات اپنی عدم موجودگی کے دوہرے غم و صدمہ سے دو چار تھے۔ اور بیٹی بھی وہ جسے سوئے حبشہ و مدینہ دوہری ہجرت کا منفرد شرف و سعادت حاصل ہوئی۔ جبکہ سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ مدینہ سے دور مکہ میں وفات ہمشیرہ (رقیہؓ) کی خبر سن کر غمزدہ و پیکر حزن و ملال تھیں۔

سیرت ابن ہشام میں بدری صحابہ کے تذکرہ میں نبی علیہ السلام کے حکم سے اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت رسولؐ کے مرض الموت میں ان کی تیمارداری پر مقرر کئے جانے اور بدر میں شریک نہ ہو پانے والے سیدنا عثمانؓ کے بارے میں مذکور ہے :-

" ومن بنی عبد شمس بن عبد مناف : عثمان بن عفان بن أبی العاص بن أمية بن عبد شمس ، وتخلف علی امرأته رقية بنت رسول الله ﷺ فضرب له رسول الله ﷺ سهمه. قال: وأجری یا رسول الله ؟ قال: وأجرك".

(ابن هشام ـ السيرة النبوية ، من حضر بدراً من المسلمين ، الجزء الرابع ، ص ٢٩٠ ، بيروت ، دار إحياء التراث العربی ، الطبعة الاولی ، ١٩٩٥ م/١٤١٥ ھ ، ضبط و تحقيق و شرح ، مصطفی السقا و ابراهيم الأنباری و عبد الحفيظ شلبی).

ترجمہ:۔ (بدری صحابہؓ میں) بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ہیں :۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس۔ جو کہ اپنی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری (بحکم نبوی) چھوڑے گئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کا (بدر کے مال غنیمت میں) حصہ مقرر کیا'

تو انہوں نے عرض کیا :۔ اور میرا اجر (جہاد) یا رسول اللہ ؟

آپ نے فرمایا :۔ اور تمہارے لئے اجر و ثواب بھی اسی طرح ہے۔

معروف عالم و مصنف مولانا سعید انصاری غزوہ بدر کے موقع پر رمضان ۲ھ میں سیدہ رقیہؓ بنت رسولؐ کی وفات کے سلسلہ میں کتب تاریخ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں :۔

" عین اسی دن، جس دن زیدؓ بن حارثہ نے مدینہ میں آکر فتح کا مژدہ سنایا، حضرت رقیہؓ نے وفات پائی۔ آنحضرتؐ غزوہ کی وجہ سے ان کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، تو نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا :۔ عثمانؓ بن مظعون پہلے جا چکے، اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ۔

اس فقرہ نے عورتوں میں کہرام برپا کر دیا۔ حضرت عمرؓ کوڑا لے کر مارنے کے لئے اٹھے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا:۔ رونے میں کچھ حرج نہیں، لیکن نوحہ و بین شیطانی حرکت ہے، اس سے قطعاً بچنا چاہیے۔

سیدہ عالم حضرت فاطمہؓ بھی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں۔ وہ قبر کے پاس بیٹھ کر روتی جاتی تھیں اور آنحضرتؐ کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے"۔

((سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت رقیہؓ، ص ۹۶، مکتبہ ظفر، گجرات، ۱۹۷۳ء))۔

قرشی اموی نواسہ رسولؐ

عبداللہ بن عثمانؓ و رقیہؓ

مولود حبشہ و ذوالہجرتین

"حبش کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، جس کا نام عبداللہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کی کنیت "ابو عبداللہ" اسی کے نام پر تھی۔ چھ سال تک زندہ رہا۔ ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس کے چہرہ پر چونچ ماری اور جاں حق تسلیم ہو گیا۔ یہ جمادی الاول سن ۴ھ کا واقعہ ہے۔ عبداللہ کے بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی"۔

(سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت رقیہؓ، ص ۹۶،

بحوالہ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۵۶ وغیرہ)۔

وفات سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ

سیدہ رقیہؓ کے بعد زوجہ عثمانؓ اموی قرشی، سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ کا انتقال وفات نبوی سے کچھ عرصہ پہلے سن ۹ھ میں ہوا:۔

"شعبان سن ۹ھ میں وفات پائی۔ آنحضرتؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضرت ابو طلحہؓ، حضرت علیؓ، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے قبر میں اتارا"۔

(سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت ام کلثومؓ، ص ۹۷، مکتبہ ظفر، گجرات، ۱۹۷۳ء،

بحوالہ طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۵-۲۶، وبخاری، ج ۱، ص ۱۷۱)۔

بعض مؤلفین کے مطابق زوجہ عثمان غنیؓ سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ کے بطن سے بھی ایک نواسہ رسولؐ "عبدالرحمٰنؓ" پیدا ہوئے۔ ممتاز عالم و مؤلف مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلویؒ اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں :۔

"تیسری صاحبزادی ام کلثومؓ ہیں۔

ان سے ایک صاحبزادے عبدالرحمٰن نامی پیدا ہوئے"۔

(مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی، مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت۔ ماخذ و تلخیص بعنوان " فضائل و مناقب اہل بیت کی روایات ، ایک ناقدانہ جائزہ" الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ، کراچی، ص ۱۴)۔

شیعہ مفکر ایران ڈاکٹر علی شریعتی سیدنا عثمانؓ اموی قرشی کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

" وعثمان مهاجر ذوهجرتين اسلام است و داماد ذوالنورين پيغمبر. مرد باحشمت و تقدس مآب به دوخانواده قريش . وكسيكه باثروت بسيارش در جمع ياران فقير پيغمبر در امور خير كمكهاى مؤثرى كرده است ، درميان توده مردم بعنوان يكى از اصحاب قديم و مهاجران بزرگ و دوستان و خويشان نزديك پيغمبر در او مينگرند" .

(دكتر على شريعتى ، فاطمه فاطمه است ، ص ۱۷۶ ، تهران ، سازمان انتشارات حسينيه ارشاد ، باب دوم تير ماه ۱۳۵۶).

ترجمہ:۔ اور عثمان' جو دو اسلامی ہجرتیں (حبشہ و مدینہ) کرنے والے مہاجر اور پیغمبر کے داماد ذوالنورین (دو نوروں والے یعنی دوہرے داماد) ہیں۔ ایک ایسے فرد جو اپنی کثیر دولت سے غریب یاران پیغمبر (صحابہؓ) کے گروہ میں امور خیر میں مؤثر امداد و اعانت کرتے رہے۔ اور جو عامتہ الناس میں ایک صحابی قدیم و مہاجر بزرگ نیز دوست و رشتہ دار پیغمبر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر علی شریعتی سیدنا عثمانؓ کے "ذوالہجرتین" (دو ہجرتوں والا) ہونے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"ہجرت بہ حبشہ و سپس ہجرت بہ مدینہ"۔ (شریعتی، فاطمہ فاطمہ است، ص ۱۷۶ ، حاشیہ ۱)

ترجمہ : حبشہ کو ہجرت اور اس کے بعد مدینہ کو ہجرت۔

سیدنا عثمانؓ کے "ذوالنورین" (دو نوروں والا) ہونے کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر علی شریعتی فرماتے ہیں :۔

" شوہر رقیه و سپس ام کلثوم دختران پیغمبر که در آغاز عروس ابو لهب بودند. و پس از بعثت بدستور وی پسرانش آنهارا طلاق گفتند. تا هم به پیغمبر اهانت کرده باشند ، وهم اورا در فشار روحی و مالی قرار داده باشند . و عثمان که جوانے ثروتمند بود ، و از دو خانوادۂ اشرافی (از پدر به بنی امیه و ازمادر به بنی هاشم) رقیه راگرفت ، و با او حبشه هجرت کرد . در مدینه رقیه مرد ، وسپس ام کلثوم را گرفت . لقب " ذو النورین" از اینجا است".

(دکتر علی شریعتی ، فاطمه فاطمه است ، ص ۱۷٦ ، حاشیه ۲).

ترجمہ:۔ رقیہ کے شوہر، نیز ان کے بعد ام کلثوم کے شوہر جو کہ دونوں پیغمبر کی وہ بیٹیاں ہیں جو ابتداء میں ابو لہب کی (بلا رخصتی) بہوئیں تھیں۔ اور بعثت کے بعد اس کے حکم پر اس کے بیٹوں نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ تاکہ پیغمبر کی توہین بھی کر سکیں اور انہیں ذہنی و مالی دباؤ میں بھی مبتلا کر دیں۔ اور عثمانؓ نے 'جو کہ ایک دولت مند جوان تھے، نیز دو اعلیٰ خاندانوں (باپ کی طرف سے بنی امیہ اور ماں کی طرف سے بنی ہاشم) سے تعلق رکھتے تھے، رقیہ سے شادی کر لی اور ان کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں رقیہ فوت ہو گئیں تو ان کے بعد ام کلثوم سے شادی کر لی۔ "ذوالنورین (دو نوروں والا) کا لقب اس وجہ سے ہے۔

عراقی شیعہ عالم ڈاکٹر موسیٰ موسوی (فاضل نجف اشرف) فرماتے ہیں :۔

" خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان جنہیں نبی ﷺ کی دوہری دامادی کا شرف حاصل ہوا، اگر وہ اپنے بہت سے ساتھیوں میں ممتاز مقام کے حامل نہ ہوتے تو نبی ﷺ ان کے نکاح میں اپنی دو بیٹیاں نہ دیتے۔

زمانہ دعوت میں انہوں نے بڑی جدوجہد کی۔ ان کے لئے یہی فخر کافی ہے کہ

اغنیاء قریش میں سے تھے۔ ایک ہزار سرخ اونٹ کے مالک تھے۔ انہوں نے وہ اونٹ بیچے اور ان کی قیمت رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے راستے میں اور مسلمانوں پر خرچ کر دی۔ اس زمانے کے حساب کے مطابق ان کی قیمت کا اندازہ دس لاکھ طلائی سکے لگایا گیا تھا۔

آپ کا عہد خلافت وہ زمانہ تھا جس میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتے ہوتے ہندوستان کے آس پاس تک پہنچ گیا۔ زندگی کے اواخر میں بھی وہ امور خلافت کی ادائیگی میں ناکام نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ سی برس کی عمر کو پہنچنے کے باوجود جب شہید ہوئے تو تلاوت قرآن میں مشغول تھے"۔

(ڈاکٹر موسیٰ موسوی، الشیعہ والتصحیح، اردو ترجمہ بعنوان "اصلاح شیعہ" از ابو مسعود) آل امام، فروری ۱۹۹۰ء، ص ۸۹-۹۰)۔

☆☆☆☆

تعداد بنات رسولؐ

اگرچہ سیدہ فاطمہؓ کی طرح ان کی بہنوں سیدہ زینبؓ و رقیہؓ و ام کلثومؓ کا بھی سیدہ خدیجہؓ کے بطن سے نبی ﷺ کی سگی بیٹیاں ہونا ثابت شدہ اور اظہر من الشمس ہے۔ مگر پھر بھی چند ناقابل تردید حوالہ جات " وشهد شاهد من أهلها" کے طور پر درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا علیؓ خلیفہ ثالث سیدنا عثمانؓ کو رسول اللہ ﷺ کا بھانجا (پھوپھی زاد بہن کا فرزند) اور دوہرا داماد ہونا یاد دلاتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

" وأنت أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
و شيجة رحم منهما۔ وقد نلت من صهره مالم ينالا "۔
(نهج البلاغة ، طبع مصر ، ج ۲، ص ۸۵)۔

ترجمہ:۔ اور آپ ان دونوں (ابو بکرؓ و عمرؓ) کی نسبت خاندانی رشتہ کے لحاظ سے نبی ﷺ سے قریب تر ہیں۔ نیز آپ کو نبیؐ کی دامادی کا وہ شرف حاصل ہے جو ان دونوں کو حاصل نہیں ہوا۔

واضح رہے کہ سیدنا عثمانؓ کی نانی سیدہ البیضاء ام حکیم بنت عبدالمطلب نبی علیہ السلام کی پھوپھی اور کریز بن ربیعہ الاموی القرشی کی زوجہ تھیں۔ نیز نبی علیہ السلام کے والد جناب عبداللہ کی ماں جائی سگی بہن تھیں۔

۲۔تزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم وعبدالله ورقية وزينب وأم كلثوم. وولد له بعد المبعث فاطمة عليها السلام.

وروى أيضاً أنه لم يولد بعد المبعث إلا فاطمة ، وأن الطيب والطاهر ولدا قبل مبعثه". (قزويني ، صافي شرح اصول الكافي).

ترجمہ:۔ آپؐ نے خدیجہ سے شادی کی جب کہ آپ کی عمر بیس اور تیس سال کے درمیان (تقریباً پچیس سال) تھی۔ پس ان کے بطن سے آپ کی اولاد میں سے بعثت سے پہلے قاسم ورقیہ وزینب وام کلثوم اور بعثت کے بعد فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئے۔

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ بعثت کے بعد صرف فاطمہ کی ولادت ہوئی جب کہ طیب وطاہر بھی (یعنی فرزندان رسولؐ قاسمؓ وعبداللہؓ) بعثت سے پہلے پیدا ہوئے۔

۳۔ایرانی مجتہد اعظم علامہ باقر مجلسی (م ۱۱۱۱ھ) روایت کرتے ہیں:۔

" در حديث معتبر از امام جعفر صادق منقول است....

خديجه ، او را خدا رحمت كند ، از من طاهر و مطهر بهم رسانيد ، كه او عبدالله بود ، و قاسم را آورد . ورقيه و فاطمه و زينب و ام كلثوم از او بهم رسيد". (باقر مجلسى ، حيات القلوب ، ج ۲ ، باب ۵ ، ص ۸۲).

ترجمہ:۔ معتبر حدیث میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ (نبی علیہ السلام نے فرمایا):۔ خدیجہ پر اللہ کی رحمت ہو۔ انہوں نے میرے طاہر ومطہر بیٹوں قاسم وعبداللہ کو جنم دیا۔ نیز میری رقیہ وفاطمہ وزینب وام کلثوم بھی انہی کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

۴۔لاکھوں شیعیان ایران کے فکری رہنما مفکر ایران ڈاکٹر علی شریعتی نبی ﷺ کے دو بیٹوں اور چار بیٹیوں کی بطن سیدہ خدیجہؓ سے ولادت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" همه در انتظار اند تا ازین خانه پسران برو مند بیرون آیند ۔ و به خاندان عبدالمطلب و خانواده محمدؐ قدرت و اعتبار و استحکام بخشند ۔

فرزند نخستین دختر بود ۔ زینب۔

اما خانواده در انتظار پسر است۔ ۔

دومی دختر بود ۔ رقیه۔

انتظار شدت یافت و نیاز شدیدتر۔

سومی۔ ام کلثوم۔

دو پسر قاسم و عبداللّٰه آمدند ۔ مژده بزرگی بود۔ اما نه درخشیده ، افول کردند ۔

واکنون درین خانه سه فرزند است وہر سه دختر۔

مادر پیر شده است وسنش از شصت میگزرد ۔ وپدر اگرچه دخترانش را عزیز می دارد ، اما باحساسات قومش و نیاز و انتظار خویشانش شریك است۔

آیا خدیجه که با پایان عمر نزدیك شده است ، فرزندی خواہد آورد؟ امید سخت ضعیف شده است۔

آری شور و امید درین خانه جان گرفت و التهاب به آخرین نقطه اوج رسید ۔ این آخرین شانس خانواده عبدالمطلب است و آخرین امید۔

اما .... باز هم دختر ... نامش را فاطمه گزاشتند"۔

(دکتر علی شریعتی ، فاطمه فاطمه است ، ص ۹۸ ، تہران ، سازمان انتشارات حسینیه ارشاد ، چاپ دوم ، تیر ماه ۱۳۵٦ ھ)۔

ترجمہ: ۔سب لوگ انتظار میں ہیں کہ اس گھرانے سے آبرو مند فرزند نمودار ہوں اور خانوادہ محمدؐ و خاندان عبدالمطلب کو قوت واستحکام و معتبر مقام عطا کریں۔

پہلا بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ زینب

مگر خاندان کو تو بیٹے کا انتظار ہے۔

دوسری مرتبہ بھی بیٹی پیدا ہوئی۔ رقیہ۔

تیسری مرتبہ... ام کلثوم۔

دو بیٹے قاسم و عبداللہ پیدا ہوئے جو کہ بہت بڑی خوش خبری تھی، مگر پروان چڑھے بغیر ہی وفات پا گئے۔ اور اب اس گھرانے میں تین بچے ہیں۔ اور تینوں ہی بیٹیاں۔

ماں بوڑھی ہو چکی ہے۔ اس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ ہو رہی ہے۔ اور باپ اگرچہ اپنی بیٹیوں کو عزیز رکھتا ہے مگر اپنے عزیزوں کے احساسات اور طلب و انتظار (فرزند) میں ان کے ہمراہ شریک ہے۔

آیا خدیجہ جو اپنی آخری عمر کے قریب پہنچ چکی ہیں، بیٹے کو جنم دے پائیں گی؟

امید بہت کم رہ گئی ہے۔

مگر ہاں اس گھرانے میں پھر ہلچل اور امید کی کرن دکھائی دی ہے۔ اور جوش و خروش اپنے آخری نقطۂ عروج تک جا پہنچا ہے۔

یہ خانوادہ عبدالمطلب کے لئے آخری موقع (چانس) اور آخری امید ہے۔

مگر۔۔۔ ایک بار پھر لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام "فاطمہ" رکھا گیا۔

☆☆☆☆

۱۴- چہارم دختر رسولؐ سیدہ فاطمہؓ کی شادی سیدنا علیؓ (الہاشمی القرشی) سے ہوئی۔

نبی ﷺ نے اپنی چوتھی اور سب سے چھوٹی بیٹی خاتون جنت سیدہ فاطمہؓ کی شادی اپنے چچازاد سیدنا علیؓ بن ابی طالب الہاشمی القرشی سے کی۔ جن کے بطن سے سیدنا حسن و حسین و ام کلثوم و زینب و رقیہ پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۴- رسول اللہؐ نے اپنی چچا زاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب (ہاشمیہ قرشیہ) کی شادی (غیر ہاشمی غیر قرشی کم نسب) مقدادؓ بن اسود سے کی۔

" ضباعة بنت الزبير بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي. وأمها عاتكة بنت أبي وهب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم. زوجها رسول الله ﷺ المقداد بن عمرو بن ثعلبة بن بهراء. وكان حليفاً للأسود بن عبد يغوث الزهري فتبناه. وكان يقال له المقداد بن الأسود. فولدت ضباعة للمقداد عبدالله وكريمة".

(ابن سعد ، الطبقات الكبرى ، المجلد الثامن ، ص ٤٦ ، دار صادر /دار بيروت ، ١٣٧٧ هـ/ ١٩٥٨م).

ترجمہ:۔ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت ابی وھب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شادی مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن بہراء سے کر دی، جو کہ اسود بن عبد یغوث الزہری کے حلیف تھے۔ اور اس نے انہیں اپنا متبنی بنالیا تھا۔ چنانچہ انہیں مقداد بن اسود کہا جاتا تھا۔ پس ضباعہ نے مقداد کے لئے عبداللہ و کریمہ کو جنم دیا۔

☆☆☆☆☆☆

۱۵- رسولؐ اللہ نے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (اسدیہ، ہاشمیہ، قرشیہ) کی شادی زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قرشی آزاد کردہ غلام) سے کی۔

نبی ﷺ کی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (اسدیہ ہاشمیہ قرشیہ) سیدہ امیمہ بنت عبدالمطلب الھاشمیہ کی بیٹی تھیں :۔

"زينب ابنة جحش بن رئاب الأسدية. وأمها أميمة بنت عبدالمطلب بن هاشم"۔(ابن سعد، الطبقات الكبرى ، المجلد الثامن ، ص ۲۱۸ ، دار صادر ، دار بيروت ، ۱۹۵۸م)۔

زینب بنت جحش بن رئاب الاسدیہ۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔

"اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینب بنت جحش کا نکاح خود آپ ہی نے باصرار زید بن حارثہؓ سے کیا تھا۔ اور مقصود یہ تھا کہ خاندانی امتیازات کی تنگ حد بندیاں ٹوٹ جائیں"۔

(نعیم صدیقی، محسن انسانیت، ص ۵۴۷، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، جولائی ۱۹۷۲ء)۔

۱۶- سیدہ اسماء بنت عمیسؓ (بیوہ جعفر طیارؓ الھاشمی القرشی، وابوبکر صدیقؓ التیمی القرشی) کا تیسرا نکاح سیدنا علی مرتضیٰؓ الھاشمی القرشی سے ہوا۔

"یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ انہوں نے اپنے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ وہیں آپ سے محمد یا عبداللہ اور عون پیدا ہوئے۔ پھر مدینہ کو ہجرت کی تھی۔ جب حضرت جعفر شہید ہو گئے تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق نے نکاح کیا۔ اور آپ سے محمد پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت ابوبکر کی وفات ہو گئی تو آپ سے حضرت علی بن ابی طالب نے نکاح کر لیا: اور آپ سے یحیی پیدا ہوئے۔ ان سے بہت سے جلیل القدر صحابہؓ نے روایات کی ہیں۔ عمیس میں عین مضموم اور میم مفتوح ہے۔ اور یاء ساکن اور سین مہملہ ہے"۔(خطیب تبریزی، الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابیات، اردو ترجمہ مطبوعہ مع مشکوٰۃ المصابیح مترجم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۹۷)۔

۱۷۔اول نواسہ رسولؐ علی بن ابی العاص اموی قرشیؓ
ربیب رسولؐ و ردیف رسولؐ در فتح مکہ

اول و دوئم نواسہ رسولؐ سیدنا علی بن ابی العاصؓ (اموی قرشی) اور سیدنا عبداللہ بن عثمانؓ (اموی قرشی) غیر ہاشمی نواسے تھے۔ جب کہ سوئم و چہارم نواسہ رسولؐ سیدنا حسنؓ و حسینؓ قرشی ہاشمی (فاطمی) تھے۔ (جبکہ بعض روایات کے مطابق ایک اور قرشی اموی نواسے عبدالرحمٰن بن عثمانؓ وام کلثومؓ بھی تھے (واللہ اعلم)۔

" (علی) بن أبی العاص بن الربیع بن عبدالعزی بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی العبشمی۔ وأم علی ، زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ وهو أخو أمامة بنت أبی العاص التی حملها رسول الله ﷺ فی الصلاة لأبویها۔ وکان علی مسترضعاً فی بنی غاضرة فضمه رسول الله ﷺ إلیه وأبوه یومئذ مشرك۔

وقال رسول الله ﷺ :۔ من شارکنی فی بنی فأنا أحق به منه۔ ورأیملکافو شارك مسلماً فی شئ فالمسلم أحق به منه۔

ولما دخل رسول الله ﷺ مکة یوم الفتح، أردف علیاً خلفه۔

وتو فی علی وقد نا هز الحلم فی حیاة رسول الله ﷺ ۔ أخرجه الثلاثة"۔

(ابن الاثیر ، اسد الغابة فی معرفة الصحابة ، الجزء الرابع، ص ٤١، طهران، المکتبة الاسلامیة، ١٣٣٦ھ)۔

ترجمہ:۔ (علی) بن ابی العاص بن ربیع بن عبدالعزی بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی العبشمی۔ اور علی کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب ہیں۔ اور یہ امامہ بنت ابی العاص کے بھائی ہیں۔ جنہیں رسول اللہ ﷺ ان کے والدین (دختر و داماد رسولؐ۔ ابو العاصؓ و زینبؓ) سے محبت کی بنا پر نماز میں اٹھائے رکھتے تھے۔ علی نے بنی غاضرہ میں رضاعت و

پرورش پائی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا جب کہ ان کے والد ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔ جو کوئی میری اولاد میں میرے ساتھ شریک ہوا تو میں اس اولاد کا اس سے زیادہ حقدار ہوں۔ اور جو کافر کسی مسلمان کے ساتھ کسی چیز میں شریک قرار پائے تو مسلمان اس چیز کا اس کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے علی (بن ابی العاص) کو اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ اور علی نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں وفات پائی۔ جب کہ وہ جوان و بالغ ہو چکے تھے۔

نواسہ رسول علی بن ابی العاصؓ

(بروایت) شہید یرموک

"ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی"۔

(سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت زینبؓ اولاد، ص ۹۴، مکتبہ ظفر، گجرات، ۱۹۷۳ء)۔

۲- دوئم نواسہ رسولؐ

عبداللہ بن عثمانؓ الاموی القرشی

مولود حبشہ و مدفون مدینہ، ذوالھجرتین

"(عبدالله) بن عثمان بن عفان بن أبی العاص بن أميه بن عبد شمس. وأمه رقية بنت رسول الله ﷺ. وبه كان أبوه عثمان يكنى. ولد بأرض الحبشة. قال مصعب الزبيرى:. لما هاجر عثمان بن عفان ومعه زوجه رقية بنت رسول الله ﷺ، ولدت له هناك غلاماً سماه عبدالله.

وروى عبدالكريم بن روح بن عنبسة بن سعيد مولى عثمان بن عفان، وكانت أمه ام عياش لرقية بنت رسول الله ﷺ، عن أبيه روح، عن

أبيه عنبسة عن جدته أم عياش قالت:۔ ولدت رقية لعثمان غلاماً فسماه النبی ﷺ عبدالله وكنى عثمان بأبی عبدالله ۔ وعاش ست سنين ومات۔ ودخل رسول الله ﷺ قبره۔ قاله الزبير بن بكار۔ أخرجه ابن مندة وأبونعيم"۔(ابن الأثير، اسد الغابة فی معرفة الصحابة ، الجزء الثالث، ص ٢٢٤)۔

ترجمہ:۔ (عبداللہ) بن عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس۔ اور ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ ہیں۔ انہی کے نام پر عثمان کی کنیت (ابو عبداللہ) تھی۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ مصعب الزبیری نے بیان کیا ہے کہ :۔

جب عثمان بن عفان نے اپنی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ (حبشہ کو) ہجرت کی تو انہوں نے وہاں ایک لڑکے کو جنم دیا جس کا نام آپ نے عبداللہ رکھا۔

اور عثمان بن عفان کے آزاد کردہ غلام (مولی) عبدالکریم بن روح بن عنبسہ نے روایت کیا ہے جن کی والدہ ام عیاش رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں۔ عبدالکریم نے اپنے والد روح سے اور انہوں نے اپنے والد عنبسہ سے روایت کیا۔ جنہوں نے ان کی دادی ام عیاش سے روایت کیا۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ :۔

رقیہ نے عثمان کے ایک لڑکے کو جنم دیا تو نبی ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اور عثمان کی کنیت "ابو عبداللہ" قرار پائی۔ وہ چھ سال زندہ رہ کر فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے (اور انہیں دفن کیا)۔

یہ روایت زبیر بن بکار نے بیان کی ہے اور ابن مندہ و ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

دوئم نواسہ رسولؐ سیدنا عبداللہ بن عثمانؓ ذوالنورین اپنے والدین کی طرح ذوالھجرتین (مہاجر حبشہ و مدینہ) ہیں۔ نیز اس مولود حبشہ و مدفون مدینہ اموی النسب نواسہ رسولؐ کی وفات بھی یکے از انواع شہادت ہے :۔

"حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عبداللہ اسی کے نام پر تھی۔ چھ سال تک زندہ رہا۔ ایک مرتبہ ایک مرغ نے اس کے چہرے پر چونچ ماری اور جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ یہ جمادی الاول سن ۴ھ کا واقعہ ہے۔ عبداللہ کے بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی"۔

(سعید انصاری، سیر الصحابیات، حضرت رقیہؓ، ص ۹۶ بحوالہ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۵۶ وغیرہ)۔

(۱۹-۲۰)-سوئم و چہارم نواسہ رسولؐ، حسنؓ و حسینؓ بن علیؓ، ھاشمی النسب، قریشی ہیں

اول و دوئم نواسہ رسولؐ، علی بن ابی العاصؓ و عبداللہ بن عثمانؓ اموی النسب قریشی ہیں۔ جبکہ سوئم و چہارم نواسہ رسولؐ، حسن و حسین بن علیؓ ھاشمی النسب قریشی ہیں۔ اور ان چاروں نواسوں کی مائیں (سیدہ زینبؓ و رقیہؓ و فاطمہؓ) دختران رسولؐ (قرشیہ ھاشمیہ) ہیں۔

۲۱- اول نواسی رسولؐ سیدہ امامہؓ بنت ابی العاصؓ، الاموییہ القرشیہ کی شادی علیؓ الہاشمی القرشی سے ہوئی۔

سیدہ امامہؓ بنت ابی العاصؓ و زینبؓ نبی ﷺ کی امویہ قرشیہ نواسی تھیں۔ جبکہ دختران علیؓ و فاطمہؓ، سیدہ زینبؓ و ام کلثومؓ (وبروایت رقیہؓ) آپکی ہاشمیہ قرشیہ نواسیاں تھیں۔

اول نواسی رسولؐ سیدہ امامہ امویہ قرشیہ (بنت ابو العاصؓ و زینبؓ) کی شادی اپنی خالہ سیدہ فاطمہؓ کے انتقال (۱۱ھ) کے بعد ان کی وصیت کے مطابق سیدنا علیؓ بن ابی طالب ہاشمی قرشی سے ہوئی۔ اور سیدہ امامہؓ کا نکاح سیدہ فاطمہؓ و ابو العاصؓ کے ماموں زاد اور سیدنا علیؓ کے پھوپھی زاد، زبیرؓ بن العوام، شہید جنگ جمل و یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ نے کیا۔

"یہ امامہ ہیں۔ ابو العاص بن ربیع کی بیٹی۔ اور ان کی والدہ زینب ہیں۔ جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھیں۔ بعد حضرت فاطمہ کی وفات کے حضرت علی نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ حضرت فاطمہ کی بھانجی تھیں۔ حضرت علی کو انہوں نے اس کی وصیت کی تھی۔ امامہ کا نکاح حضرت علی سے حضرت زبیر بن العوام نے کیا۔ کیوں کہ ان کے (یعنی امامہ کے) والد نے ان کو اس کی وصیت کی تھی۔ باب "مالا یجوز من العمل فی الصلاۃ" میں ان کا ذکر آیا ہے"۔ (خطیب تبریزی، الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الألف، اردو ترجمہ مطبوعہ مع مشکاۃ المصابیح مترجم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۹۷-۲۹۸)۔

۲۲- دوم نواسی رسولؐ سیدہ زینب بنت علیؓ (الفاطمیہ الہاشمیہ القرشیہ) کی شادی عبداللہ بن جعفرؓ الہاشمی القرشی سے ہوئی۔

نواسی رسولؐ سیدہ زینبؓ (بنت علیؓ و فاطمہؓ) کی شادی اپنے چچازاد سیدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ الہاشمی القرشی سے ہوئی :۔

"فأما زينب الكبرى بنت فاطمة ' فكانت عند عبدالله بن جعفر فولدت له أولاداً قد ذكرنا هم".

(ابن قتيبة ' كتاب المعارف ، ص ۲۱۱، تحقيق و تقديم دكتور ثروت عكاشة ، دار المعارف ، القاهرة، ۱۹۸۱م).

ترجمہ:۔ زینب بنت فاطمہ عبداللہ بن جعفر کی زوجہ تھیں۔ جن سے ان کے ہاں بچے بھی ہوئے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

" وزينب ابنة على الكبرى ، ولدت لعبدالله بن جعفر بن أبى طالب".

(مصعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش ، ص ٤١).

ترجمہ :۔ علیؓ کی بیٹی زینب الکبری کے ہاں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے اولاد ہوئی۔

☆☆☆☆

۲۳- نواسی رسولؐ سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ (الفاطمیہ الہاشمیہ القرشیہ) کی شادی غیر ہاشمی عمر فاروقؓ (العدوی القرشی) سے ہوئی۔

نواسی رسولؐ سیدہ ام کلثومؓ (بنت علیؓ و فاطمہؓ) کی شادی خلافت فاروقی میں سیدنا علیؓ نے عمر فاروقؓ عدوی قرشی سے کی۔ جن کے بطن سے ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئے :۔

"وأم كلثوم الكبرى ولدت لعمر بن الخطاب".

(مصعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش، ص ٤١).

ترجمہ:۔ ام کلثوم کبری کے بطن سے عمر بن خطاب کی اولاد ہوئی۔

"وأما أم كلثوم الكبرى وهى بنت فاطمة، فكانت عند عمر بن الخطاب ' ولدت له أولاداً قد ذكرناهم ".(ابن قتيبه ' المعارف ' ص ٢١١).

ترجمہ: ام کلثوم کبری بنت فاطمہ 'عمر بن خطاب کی زوجہ تھیں' جن سے اولاد بھی ہوئی۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

"وتزوج أم كلثوم بنت على بن ابى طالب ، بنت بنت رسول الله ﷺ عمر بن الخطاب ، فولدت له زيداً، لم يعقب ، ورقية . ثم خلف عليها بعده محمد بن جعفر بن أبى طالب".

(ابن حزم ، جمهرة انساب العرب ' ص ٣٧-٣٨)

ترجمہ:۔ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے جو کہ دختر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں ، عمر بن خطاب نے شادی کی۔ تو انکے ہاں زید پیدا ہوئے جن کی نسل نہیں چلی' نیز رقیہ کو جنم دیا۔ پھر ان (عمرؓ) کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب نے ان سے نکاح کیا۔

"وزوج النبى ابنته عثمان ' و زوج ابنته زينب بأبى العاص ،

وليسا من بنى هاشم۔

وكذلك زوج على ابنته أم كلثوم من عمر،

وتزوج عبدالله بن عثمان فاطمة بنت الحسين

وتزوج مصعب بن الزبير أختها سكينة ،

وكلهم من غير بنى هاشم"۔

(زين الدين ، مسالك الأفهام ، شرح شرائع الاسلام ، ج ١، ص ١٢٠، طبع طهران)۔

ترجمہ:۔ اور نبیؐ نے اپنی بیٹی کی شادی عثمان سے کی۔ نیز اپنی بیٹی زینب کی شادی ابو العاص سے کی۔ جب کہ یہ دونوں بنی ہاشم میں سے نہیں ہیں۔

اور اسی طرح علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی عمر سے کی۔

نیز عبداللہ بن عثمان نے فاطمہ بنت حسین سے شادی کی

اور مصعب بن زبیر نے ان کی بہن سکینہ سے شادی کی۔

جبکہ یہ سب کے سب غیر ہاشمی ہیں۔

" اما از جمله دختران آں حضرتؐ ، زینب و ام کلثوم از فاطمه زہرا علیها السلام هستند که زینب را به عبدالله بن جعفر طیار و ام کلثوم رابه عمر بن خطاب بزنی داد۔ و زید بن عمر از اوست"۔

(على اكبر دهخدا ، لغت نامه، ج ١٩ ، ص ٨٠، على بن ابى طالب ، زير نظر دكتر محمد معين ، تهران، تير ١٣٤٢ ھ ، ش ، شماره مسلسل ٨٥، شماره حرف "ع" بخش دوم:١)۔

ترجمہ:۔ آنحضرت (علیؑ) کی بیٹیوں میں سے زینب وام کلثوم فاطمہ زہرا علیہا السلام سے تھیں۔ زینب کو عبداللہ بن جعفر طیار اور ام کلثوم کو عمر بن خطاب کی زوجیت میں دیا۔ زید بن عمر' ان (ام کلثوم) کے بطن سے ہیں۔

☆☆☆

۲۴- سیدنا علیؓ کے مختلف النسب داماد و مختلف النسب ازواج حسنینؓ

سیدنا علیؓ کی مذکورہ سابقہ فاطمی النسب صاحبزادیوں کے ہمراہ دیگر غیر فاطمی دختران علیؓ کے ہاشمی وغیر ہاشمی شوہروں کا ذکر ابن قتیبہ و دیگر نسابین نے کیا ہے۔ بقول ابن قتیبہ :۔

فأما زينب الكبرى بنت فاطمة فكانت عند عبدالله بن جعفر فولدت له أولاداً ذكرناهم.

وأما " أم كلثوم الكبرى" وهى بنت فاطمة ، فكانت عند عمر بن الخطاب وولدت له أولاداً قد ذكرنا هم ، فلما قتل عمر تزوجها محمد بن جعفر ابن أبى طالب فماتت عنده.

وكانت سائر بنات على عند ولد عقيل وولد العباس خلا أم الحسن ، فإنها كانت عند جعدة بن هبيرة المخزومى، وخلا فاطمة ، فإنها كانت عند سعيد بن الأسود ، من بنى الحارث بن اسد".

(ابن قتيبة ، كتاب المعارف، ص ۲۱۱، بنات علىؓ ، تحقيق و تقديم دكتور ثروت عكاشة ، الطبعة الرابعة، دار المعارف، ۱۹۸۱م).

ترجمہ:۔ پس زینب کبریٰ بنت فاطمہ، عبداللہ بن جعفر کی زوجہ تھیں۔ ان سے کئی بچے پیدا ہوئے، جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اور ام کلثوم کبریٰ بنت فاطمہ' عمر بن خطاب کی زوجہ تھیں۔ ان سے اولاد بھی ہوئی جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ پس جب عمر مقتول ہوئے تو محمد بن جعفر بن ابی طالب نے ان سے شادی کر لی اور انہی کے ہاں فوت ہوئیں۔

دیگر تمام دختران علیؓ' اولاد عقیل و اولاد عباس کے ساتھ بیاہی گئیں۔ سوائے ام الحسن کے جو جعدہ بن ھبیرہ مخزومی کی زوجیت میں آئیں۔ اور سوائے فاطمہ کے جو سعید

بن اسود از بنی حارث بن اسد کی زوجیت میں تھیں۔

اس بیان کی رو سے سیدنا علیؓ کی فاطمی النسب صاحبزادیوں سیدہ زینبؓ وام کلثومؓ کے شوہر بالترتیب عبداللہ بن جعفر طیارؓ (قرشی ہاشمی) اور عمر فاروقؓ (قرشی عدوی غیر ہاشمی) تھے۔ جب کہ غیر فاطمی' ہاشمی النسب دختران علیؓ میں سے سیدہ ام الحسن کے شوہر جعدہ بن ھبیرہ مخزومی (قرشی غیر ہاشمی) اور سیدہ فاطمہ کے شوہر سعید بن اسود (غیر ہاشمی / غیر قرشی) تھے۔ اور سیدہ ام الحسن ورملہ ورقیہ و ام کلثوم الصغریٰ وزینب الصغریٰ وجمانہ ومیمونہ وخدیجہ وفاطمہ وام الکرام وتقیسہ وام سلمہ وامامہ وام لبنیٰ' جو مختلف النسب ازواج علیؓ وامہات اولاد کے بطن سے تھیں، بالعموم عقیلؓ بن ابی طالب وعباسؓ بن عبدالمطلب کی ہاشمی اولاد کے عقد میں تھیں۔ (مذکورہ اسمائے بنات علیؓ کے لئے ملاحظہ ہو :۔ ابن قتیبۃ، کتاب المعارف بولد علی، ص ۲۱۰-۲۱۱)۔

بعض دیگر روایات کے مطابق سیدہ خدیجہ بنت علیؓ کی شادی عبدالرحمٰن بن عامر بن کریز اموی سے ہوئی۔ اور سیدہ رملہ بنت علیؓ کی شادی معاویہ بن مروان اموی سے ہوئی۔ (ابن حزم' جمھرۃ انساب العرب' ص ۶۸ ' ۸۰)۔

مختلف النسب ازواج

و اولاد حسنؓ

سیدنا حسنؓ کی غیر ہاشمی ازواج نیز اولاد کی بعض تفصیلات ابن قتیبہ وغیرہ نے یوں درج کی ہیں :۔

" فولد الحسن حسناً ۔ أمه خولة بنت منظور بن زبان الفزارية۔
وزيداً وأم الحسن۔ أمهما: بنت عقبة بن مسعود البدرى۔
وعمر ۔ وأمه ثقفية۔ والحسين الأثرم لأم ولد۔
وطلحة وأمه أم اسحاق بنت طلحة بن عبيدالله ،
وأم عبدالله لأم مولد"۔

(ابن قتيبة، كتاب المعارف ، ۲۱۲ ، ولد علیؓ ، الطبعة الرابعة ، دارالمعارف ، ۱۹۸۱م)

ترجمہ: حسنؓ کی اولاد میں حسن ہیں جنکی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان فزاریہ ہیں۔
نیز زید وام الحسن۔ ان دونوں کی والدہ' بنت عقبہ بن مسعود بدری ہیں۔
اور عمر جنکی والدہ بنو ثقیف سے ہیں۔ نیز حسین اثرم از بطن ام ولد (کنیز)۔
اور طلحہ جن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔
اور ام عبد اللہ جو ایک کنیز کے بطن سے ہیں۔

☆☆☆☆

مختلف النسب ازواج
و اولاد حسینؓ

سیدنا حسینؓ کی غیر ہاشمی ازواج نیز اولاد کی بعض تفصیلات درج ذیل ہیں :۔

"وولد الحسين علياً. وأمه بنت مرة بن عردة بن مسعود الثقفي.
و علياً الأصغر لأم ولد.
وفاطمة. أمها أم اسحاق بنت طلحة بن عبيدالله.
وسكينة. أمها الرباب بنت إمرئ القيس الكلبية"

(ابن قتيبة ، كتاب المعارف ، ص ٢١٣ ، ولد علیؓ ، دار المعارف ، مصر ، ١٩٨١م)۔

ترجمہ:۔ اولاد حسین میں علی (اکبر) ہیں۔
جن کی والدہ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔
نیز علی اصغر جو ایک کنیز کے بطن سے ہیں۔
اور فاطمہ۔ جن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔
اور سکینہ۔ جن کی والدہ رباب بنت امرؤالقیس کلبیہ ہیں۔

مصعب الزبیری نے جناب علی اکبر شہید کربلا کی والدہ کو ابو سفیانؓ کی نواسی قرار دیا ہے۔ اس طرح وہ یزیدؒ و معاویہؓ بن ابی سفیان کی بھانجی اور یزید بن معاویہؒ کی پھوپھی زاد قرار

پاتی ہیں۔(مزید ملاحظہ ہو: تاریخ طبری، ج ۱۳، ص ۱۹۔ و جمھرۃ الانساب لابن حزم، ص ۲۵۵)۔

" وولد الحسين بن على بن أبى طالب: عليا الأكبر ، قتل بالطف مع أبيه . وأمه آمنة أو ليلى بنت أبى مرة بن عروة بن مسعود بن معتب بن مالك بن معتب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قسى . وأمها ميمونة بنت أبى سفيان بن حرب بن أمية"۔

(مصعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش ، ولد الحسين بن على بن ابى طالب ، ص ٥٧ ، نشروتصحيح و تحقيق ، إ. ليفى بروفنسال ، دارالمعارف، القاهرة ، الطبعة الثالثة ، ١٩٨٢م)۔

ترجمہ:۔ حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں علی اکبر ہیں جو کربلا میں اپنے والد کے ساتھ مقتول ہوئے۔ ان کی والدہ آمنہ یا لیلی بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک بن معتب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قسی ہیں۔ اور ان (آمنہ یا لیلی) کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہیں۔

شیعی روایات میں بھی ازواج حسنؓ میں ام بشیر بنت ابی مسعود عقبہ خزرجیہ، خولہ بنت منظور فزاریہ وغیرہ' نیز ازواج حسینؓ میں لیلی بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ، رباب بنت امرؤالقیس کلبیہ، شاہ زنان بنت کسری یزدگرد وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ (شیخ مفید، کتاب الارشاد، ج ۲، ص ۱۶ و ۱۳۷، ایران، ۱۳۸۷ھ، انتشارات علمیہ اسلامیہ)۔

نیز شیعی روایت کے مطابق بھی سیدنا حسنؓ و حسینؓ کی متعدد مختلف النسب ازواج میں سے ایک جلیل القدر غیر ہاشمی خاتون' نائب لشکر عائشہؓ در جنگ جمل طلحہؓ بن عبید اللہ التیمی القرشی کی صاحبزادی ام اسحاق ہیں۔ سیدنا حسنؓ سے ان کے ہاں حسین الاثرم، طلحہ اور فاطمہ تین بچے پیدا ہوئے۔ وفات حسنؓ (۵۰ھ) کے بعد ان کے بھائی حسینؓ کے نکاح میں آئیں۔ جن سے ان کے ہاں فاطمہ بنت حسینؓ پیدا ہوئیں۔

(شیخ مفید کتاب الارشاد، ج ۲، ص ۱۶، ذکر ولد الحسن و ج ۲، ص ۱۳۷، ذکر ولد الحسین، ایران، ۱۳۸۷ھ)۔

۲۵- سکینہ بنت حسینؓ (الفاطمیہ الہاشمیہ القرشیہ) کی شادی مصعب بن زبیرؓ الاسدی القرشی سے ہوئی.

سیدہ سکینہ بنت حسینؓ کی شادی سیدنا مصعب بن زبیرؓ (غیر ہاشمی) سے ہوئی۔ جن کے والد زبیرؓ بن عوام الاسدی القرشی یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ تھے۔ نیز آپ سیدہ خدیجہؓ کے بھتیجے، سیدہ فاطمہؓ کے ماموں زاد اور سیدنا علیؓ کے پھوپھی زاد (فرزند سیدہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب) تھے۔ اور سیدہ سکینہ کی والدہ الرباب بنت امرؤالقیس بن عدی بن اوس تھیں۔ (الزبیری، کتاب نسب قریش، ص ۵۹)۔

" كانت سكينة بنت الحسين عند مصعب بن الزبير، ثم خلف عليها عبدالله بن عثمان بن عبدالله بن حكيم بن حزام بن خويلد، فولدت له حكيماً وعثمان، وهو "قرين". وربيحة. تزوج ربيحة العباس بن الوليد بن عبدالملك بن مروان. ثم خلف على سكينة زيد بن عمر و بن عثمان بن عفان". (مصعب الزبيرى، كتاب نسب قريش، ص ٥٩)

ترجمہ :۔ سکینہ بنت حسین، مصعب بن زبیر کی زوجہ تھیں۔

پھر ان کے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام بن خویلد نے ان سے شادی کی۔ تو انہوں نے ان کے بچوں حکیم و عثمان کو (جو جڑواں ہیں) نیز ربیحہ کو جنم دیا۔ ربیحہ سے عباس بن ولید بن عبدالملک بن مروان نے شادی کی۔

پھر زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے سکینہ سے شادی کی۔

و بقول ابن قتیبہ :۔" وأما سكينة فتزوجها مصعب بن الزبير وهلك عنها، فتزوجها عبدالله بن عثمان بن عبدالله بن حكيم بن حزام، فولدت له قريناً وله عقب".(ابن قتيبة، المعارف، ص ٢١٤).

ترجمہ:۔ سکینہ سے مصعب بن زبیر نے شادی کی اور ان کی زندگی ہی میں وفات پا گئے۔ تب عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام نے ان (سکینہ) سے شادی کی۔ پس انہوں نے ان کے دو جڑواں بچوں کو جنم دیا۔ اور ان سے نسل بھی چلی۔

۲۶۔ سیدہ فاطمہ بنت حسینؓ (الفاطمیہ الہاشمیہ القرشیہ)
کا نکاح ثانی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان
الاموی القرشی (غیر ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوا۔

۱۔" وكانت فاطمة بنت الحسين عند الحسن بن الحسن ، فولدت له. ثم خلف عليها عبدالله بن عمرو بن عثمان ، فولدت له ".
(مصعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش، ص ٥٩ ، نشرو تصحيح و تعليق : إ. ليفى ، بروفينسال، القاهرة ، دار المعارف ، الطبعة الثالثة ، ١٩٨٢م)۔

ترجمہ:۔ فاطمہ بنت حسین، حسن بن حسن (حسن مثنی) کی زوجہ تھیں۔ پس ان سے بچے بھی ہوئے پھر ان کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے ان سے شادی کی جن سے اولاد بھی ہوئی۔

۲۔"فأما فاطمة، فانها كانت عند الحسن بن الحسن بن على. ثم خلف عليها عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان".(ابن قتيبة المعارف ٢١٣)

ترجمہ:۔ فاطمہ، حسن بن حسن کی زوجہ تھیں۔ پھر ان کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے ان سے شادی کی۔

سیدہ فاطمہ بنت حسینؓ کی والدہ سیدہ ام اسحاق، طلحہ بن عبیداللہ (التیمی القرشی) شہید جنگ جمل و یکے از اصحاب عشرہ مبشرہ کی بیٹی تھیں۔

۳۔" وفاطمة بنت الحسين ، أمها أم اسحاق بن طلحة بن عبيدالله التيمى"(مصعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش ، ص ٥٩)

ترجمہ:۔ فاطمہ بنت حسین کی والدہ طلحہ بن عبیداللہ تیمی کی بیٹی ام اسحاق ہیں۔

امام خطیب تبریزیؒ (مؤلف المشکاۃ) تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہ فاطمہ الصغری ہیں۔ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کی بیٹی۔ قرشیہ ہاشمیہ ہیں۔ ان کا نکاح حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے ہوا۔ ان کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے ان سے نکاح کر لیا"۔(خطیب تبریزی، الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الفاء، فصل فی التابعیات، اردو ترجمہ مطبوعہ مع مشکاۃ المصابیح مترجم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)۔

۲۷-دختران حسن بن علیؓ کے شوہر
(فاطمی و ہاشمی و غیر ہاشمی)

مختلف روایات کی رو سے سیدنا حسنؓ کی کئی بیٹیاں تھیں۔ جو آپ کی مختلف بیویوں اور کنیزوں کے بطن سے تھیں مثلاً :۔

۱-ام الخیر، ۲-ام عبداللہ ۳- فاطمہ
۴-ام سلمہ ۵-رقیہ وغیرھن۔

"وكانت امّ الخير عند عبدالله بن الزبير بن العوام ، فولدت له بكراً و رقية درجا ، ورثته:.

وكانت ام عبدالله عند على بن الحسين بن على بن أبى طالب. ولدت له الحسين الأكبر ، وبه كان يكنى ، ومحمداً أبا جعفر ، وعبيدالله.

وكانت ام سلمة بنت الحسن بن على عند عمرو بن المنذر بن الزبير بن العوام ، وليس لها ولد.

(مضعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش ، ص ٥٠، تصحيح و تعليق : أ.ليفى. بروفينسال ، دار المعارف ، القاهرة ، ١٩٨٢م).

ترجمہ:۔ ام الخیر (ام الحسن) عبداللہ بن زبیر بن عوام کی زوجہ تھیں۔ پس ان کے بچوں، بکر اور رقیہ کو جنم دیا جو دونوں فوت ہو گئے۔ ان سے (بحیثیت بیوہ) وراثت بھی پائی۔

جبکہ ام عبداللہ، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی زوجہ تھیں۔ ان سے حسین الاکبر پیدا ہوئے۔ جن کے نام پر ان کی کنیت (ابو عبداللہ) تھی، نیز ابو جعفر محمد اور عبیداللہ پیدا ہوئے۔

اور ام سلمہ بنت حسن بن علی، عمرو بن منذر بن زبیر بن عوام کی زوجہ تھیں۔ مگر ان کے اولاد نہیں ہوئی۔

☆☆☆

۲۸- دختران حسن مثنیؒ
کے مختلف النسب شوہر

سیدنا علیؓ و فاطمہؓ کے پوتے حسن مثنیؒ (حسن بن حسنؓ) کی بعض بیٹیوں کی شادیاں مختلف غیر فاطمی غیر ہاشمی حضرات سے ہوئیں :۔

"وكانت زينب بنت حسن بن حسن بن على عندالوليد بن عبدالملك بن مروان وهو خليفة۔

وكانت أم كلثوم بنت الحسن أختها من أمها وأبيها ، عند محمد بن على بن حسين بن على بن أبى طالب ، توفيت عنده ، وليس لها ولد۔

وكانت فاطمة بنت الحسن بن الحسن عند معاوية بن عبدالله بن جعفر ، فولدت له حسناً ويزيد وصالحاً و آبية و حمادة۔

ثم خلف عليها أيوب بن سلمة بن عبدالله ابن الوليد بن المغيرة بن عبدالله ، ليس لها منه ولد۔

وكانت مليكة بنت الحسن بن الحسن عند جعفر بن مصعب بن الزبير ، فولدت له فاطمة بنت جعفر۔

وكانت أم القاسم بنت الحسن عند مروان بن أبان بن عثمان بن عفان ، فولدت له محمد بن مروان۔

ثم خلف عليها حسين بن عبدالله بن عبيدالله بن العباس بن عبدالمطلب ، فتوفيت عنده وليس لها منه ولد"۔

(مصعب الزبيرى ، كتاب نسب قريش ، ص ۵۲—۵۳، تصحيح و تعليق : أ.ليفى بروفينسال ، دار المعارف ، القاهرة ، ۱۹۸۲م۔ وراجع ابن حزم جمهرة أنساب العرب ص ٤٢).

ترجمہ:۔ زینب بنت حسن بن حسن بن علی' ولید بن عبدالملک بن مروان (قرشی اموی، غیر ہاشمی) کی زوجہ تھیں۔ جب کہ وہ خلیفہ تھے۔

اور ماں باپ کی طرف سے ان کی سگی بہن ام کلثوم بنت حسن (مثنی) محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (قرشی ہاشمی فاطمی) کی بیوی تھیں۔ انہی کے ہاں وفات پائی مگر ان کے اولاد نہ تھی۔

جب کہ فاطمہ بنت حسن بن حسن، معاویہ بن عبداللہ بن جعفر (قرشی ہاشمی' غیر فاطمی) کی زوجہ تھیں۔ پس ان کے بطن سے حسن، یزید، صالح، آبیہ اور حمادہ پیدا ہوئے۔
پھر ان (معاویہ) کے بعد ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ (قرشی' غیر ہاشمی) نے ان سے شادی کی۔ مگر ان سے ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔

اور ملیکہ بنت حسن بن حسن، جعفر بن مصعب بن زبیر (قرشی اسدی' غیر ہاشمی) کی زوجہ تھیں۔ پس ان کے بطن سے فاطمہ بنت جعفر پیدا ہوئیں۔

اور ام القاسم بنت حسن (مثنی) مروان بن ابان بن عثمان بن عفان (قرشی اموی غیر ہاشمی) کی بیوی تھیں۔ پس ان کے بطن سے محمد بن مروان پیدا ہوئے۔
پھر ان (مروان) کے بعد حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب (قرشی ہاشمی' غیر فاطمی) نے ان سے شادی کی۔ پس انہی کی زوجیت میں فوت ہوئیں۔ اور ان کے ہاں ان (حسین) سے اولاد نہیں ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

۲۹- از اولاد فرزندان حسن مثنیؒ

بعض سیدات کے شوہر۔

(فاطمی و ہاشمی و غیر ہاشمی)۔

اولاد حسن مثنیؒ (حسن بن حسن) میں سے کئی سید زادیوں کی شادیاں بھی غیر فاطمی وغیر ہاشمی حضرات سے ہوئیں۔ جب کہ بعض کی فاطمی اور ہاشمی سادات سے ہوئیں۔

" فولد محمد بن الحسن بن الحسن بن علی بن أبی طالب:۔

فاطمة و أم سلمة ، أمهما: تماضر بنت عبدالله بن عاصم بن عروة بن مسعود بن معتب بن مالك الثقفی، وأم كلثوم بنت محمد ، لأم ولد۔

كانت فاطمة بنت محمد عند أبی بكر بن عبدالملك بن مروان۔

وكانت أم سلمة عند محمد بن عبدالله بن حسن بن حسن بن علی بن أبی طالب، وهوالمقتول بالمدينة۔

وكانت أم كلثوم بنت محمد بن الحسن عند عيسى بن علی بن عبدالله بن العباس ، فولدت له أم محمد ، وأم العباس ، بنتی عيسى بن علی"۔(مصعب الزبيری ، كتاب نسب قريش ، ص ٥٣)۔

ترجمہ :۔ پس محمد بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد یہ ہے :۔

فاطمہ وام سلمہ ، جن دونوں کی والدہ تماضر بنت عبداللہ بن عاصم بن عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک ثقفی ہیں۔

اور ام کلثوم بنت محمد جو ام ولد (کنیز) سے ہیں۔

فاطمہ بنت محمد ' ابو بکر بن عبد الملک بن مروان (قرشی اموی) کی زوجہ تھیں۔

اور ام سلمہ ، محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی زوجہ تھیں۔ جو مدینہ میں مقتول ہوئے۔

اور ام کلثوم بنت محمد بن حسن ' عیسی بن علی بن عبداللہ بن عباس (ہاشمی ' غیر فاطمی) کی زوجہ تھیں۔ جن کے بطن سے عیسی بن علی کی دو بیٹیاں ام محمد وام عباس پیدا ہوئیں۔

۳۰- دختران زین العابدینؒ کے شوہر (فاطمی و ہاشمی وغیر ہاشمی)۔

سیدنا علی بن حسینؓ (زین العابدینؒ) کے چھ فرزند تھے :۔

" فولد علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب ستة رجال کلهم أعقب وهم:۔محمد ۔ وأمه أم عبداللّٰه بنت الحسن بن علی بن أبی طالب وزید ' لأم ولد ، وعلی والحسین، وعبداللّٰه شقیق محمد، وعمر لأ مهات أولادشتی "۔

(ابن حزم ، جمهرة انساب العرب ، ص ٥٢)۔

ترجمه:۔ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے چھ بیٹے پیدا ہوئے ' جن سب سے نسل چلی۔ اور وہ ہیں :۔

محمد۔ جن کی والدہ ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب ہیں۔

نیز زید۔ ان کی والدہ ام ولد (کنیز) ہیں۔

اور علی و حسین نیز عبداللہ ، شقیق محمد۔ اور عمر۔

ان کی مائیں مختلف کنیزیں (ام ولد) تھیں۔

دختران علی زین العابدینؒ اور ان کے شوہروں (فاطمی وہاشمی وغیر ہاشمی) کے نام درج ذیل ہیں :۔

"وبنات' وهن:۔

خدیجة: تزوجها محمد بن عمر بن علی بن أبی طالب۔

ثم خلف علیها بعده علی بن الحسن بن الحسن ، ابن الحسن بن علی بن أبی طالب۔

ثم خلف علیها نوح بن ابراهیم بن محمد بن طلحة بن عبیداللّٰه۔

وأم كلثوم: تزوجها داؤد بن الحسن بن الحسن۔

وأم الحسن: تزوجها داؤد بن علی بن عبداللّٰہ بن العباس بن عبدالمطلب ' فولدت له موسی۔

وفاطمة: تزوجها داؤد بن علی بن عبداللّٰہ بعد أختها أم الحسن۔

وعلية: تزوجها علی بن الحسين بن الحسن بن علی بن أبی طالب۔ثم خلف عليها بعده عبداللّٰہ بن معاوية بن عبداللّٰہ بن جعفر۔

وأم الحسين: تزوجها ابراهيم الامام بن محمد بن علی بن عبداللّٰہ بن العباس)۔(ابن حزم ، جمهرة انساب العرب ، ص ٥٢)۔

ترجمہ:۔ اوران (علی زین العابدین) کی بیٹیاں ہیں :۔

خدیجہ ، جن سے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب (قرشی ہاشمی ' غیر فاطمی) نے شادی کی۔ پھر ان کے بعد علی بن حسن بن حسن ابن حسن بن علی بن ابی طالب (قرشی ہاشمی ' فاطمی) نے ان سے شادی کی۔ پھر ان (دوسرے شوہر) کے بعد نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ (قرشی تیمی ' غیر ہاشمی) نے ان سے شادی کی۔

اور ام کلثوم سے داؤد بن حسن بن حسن (قرشی ہاشمی ' فاطمی) نے شادی کی۔

اور ام الحسن سے داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب (قرشی ہاشمی ' غیر فاطمی) نے شادی کی۔ جن سے موسی پیدا ہوا۔

اور فاطمہ سے داؤد بن علی بن عبداللہ (قرشی ہاشمی ' غیر فاطمی) نے ان کی بہن ام الحسن کے بعد شادی کی۔

اور علیہ سے علی بن حسین بن حسن بن ابی طالب (قرشی ہاشمی ' غیر فاطمی) نے شادی کی۔ بعد ازاں ان کی شادی عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر (قرشی ہاشمی ' فاطمی) سے ہوئی۔

اور ام الحسین سے امام ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس (قرشی ہاشمی ' غیر فاطمی) نے شادی کی۔

☆☆☆☆☆

۳۱- علی زین العابدینؒ (قرشی ہاشمی فاطمی)
نے آزاد کردہ کنیز سے شادی کی۔

اس سلسلہ میں ابن قتیبہ نے روایت کیا ہے :۔

" وأما علی بن الحسین الأصغر فلیس للحسین عقب إلا منه ۔ ویقال: إن أمه سندیة یقال لها سلافة ۔ ویقال غزالة۔ خلف علیها بعد الحسین زبید ، مولی الحسین بن علی۔ فولدت له عبداللّٰه بن زبید ، فهو أخو علی بن الحسین لأمه۔

وروی علی بن محمد ، عن عثمان بن عفان قال:۔

زوج علی بن الحسین أمه مولاه۔ وأعتق جاریة له وتزوجها ۔ فکتب إلیه عبدالملك یعیره بذلك ، فکتب إلیه:۔

قد کان لکم فی رسول اللّٰه أسوة حسنة۔

قد أعتق رسول اللّٰه ﷺ صفیة بنت حی و تزوجها۔

وأعتق زید بن حارثة و زوجه إبنة عمته ، زینب بنت جحش۔

وتو فی علی بن الحسین بالمدینة سنة أربع وتسعین ، ویکنی أباالحسن و دفن بالبقیع و کان خیراً فاضلاً"۔

(ابن قتیبة ، کتاب المعارف، ص ۲۱۵—۲۱٦ ، تحقیق و تقدیم ، دکتور ثروت عکاشة ، دارالمعارف بالقاهرة ، الطبعة الرابعة ، ۱۹۸۱ھ)۔

ترجمہ:۔ اور یہ جو علی بن حسین الأصغر (زین العابدین) ہیں، صرف انہی سے حسین کی نسل چلی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ " سلافہ " یا "غزالہ" نامی ایک سندھی خاتون تھیں۔ (شہادت) حسین کے بعد حسین بن علی کے آزاد کردہ غلام (مولی) زبید نے ان سے شادی کی۔ پس اس سے انہوں نے عبداللہ بن زبید کو جنم دیا، جو کہ علی بن حسین کے ماں کی طرف سے بھائی ہیں۔

اور روایت کیا علی بن محمد نے عثمان بن عفان سے کہ انہوں نے بیان کیا :۔

علی بن حسین نے اپنی والدہ کی شادی اپنے غلام سے کر دی۔ نیز اپنی ایک کنیز کو آزاد کر کے اس سے خود شادی کر لی۔ اس پر عبدالملک (اموی قرشی خلیفہ) نے انہیں خط لکھ کر شرم و عار دلائی۔ تو انہوں نے اس کو لکھ بھیجا:۔

تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حی بن اخطب کو آزاد کر کے ان سے شادی کی۔

اور زید بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش سے انکی شادی کر دی۔

علی بن حسین نے مدینہ میں سن چورانوے (۹۴ھ) میں وفات پائی۔ اور بقیع میں دفن کیئے گئے۔ وہ فاضل و صاحب خیر تھے۔

مذکورہ روایت کے حوالہ سے درج ذیل نقاط قابل توجہ و تحقیق ہیں:۔

ا۔ ابن قتیبہ کی روایت کا یہ حصہ مستند شیعہ مصادر میں بھی مذکور ہے کہ سیدنا علی زین العابدینؒ نے اپنی کنیز کو آزاد کر کے اس سے شادی کی۔ اور خلیفہ عبدالملک کے خط کا مذکورہ جواب دیا۔ (ملاحظہ ہو کتاب الکافی، باب النکاح)۔

ب۔ جناب زین العابدین کی والدہ کے بارے میں مقبول عام روایت یہی ہے کہ وہ کسری فارس یزدگرد کی بیٹی شہزادی شہربانو (شہ بانو) تھیں۔ جب کہ ابن قتیبہ جیسے مؤرخین ان کے بارے میں بروایت نقل کرتے ہیں کہ وہ سندھی خاتون بتلائی جاتی ہیں اور ان کا نام سلافہ یا غزالہ تھا۔ اہل تشیع میں سے مفکر ایران ڈاکٹر علی شریعتی اور ان کے مؤیدین بھی روایت کرتے ہیں کہ والدہ علی زین العابدین کا نام حولہ، سلامہ، غزالہ یا شاہ زنان... تھا۔ مگر ان کا کسری فارس یزدگرد کی بیٹی شہزادی شہربانو (شاہ بانو) ہونا قابل بحث ہے۔ (تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو تالیف ڈاکٹر علی شریعتی، تشیع علوی و تشیع صفوی، زیر عنوان عروس مدائن در مدینہ، ص ۹۱-۹۳)۔

ج۔ برصغیر کے نامور عالم و محقق و مصنف مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے ذکر فرمایا ہے کہ امام زین العابدینؒ نے اپنی ایک بیٹی کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام سے کی۔ (مناظر گیلانی، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، ص ۱۶۱)۔

ابن قتیبہ، علی شریعتی، مناظر احسن گیلانی اور ان کے تائید کنندہ علماء مؤرخین

کی تحقیقات وروایات میں اختلاف سے قطع نظر موضوع زیر بحث کی مناسبت سے یہ بات اہم ہے کہ کسی عالم و محقق اسلامی نے ان روایات کی تردید میں یہ دلیل نہیں دی کہ سیدنا حسینؓ (فاطمی ہاشمی قرشی) کی بیوہ' یا سیدنا علی زین العابدین کی بیٹی (فاطمیہ، ہاشمیہ قرشیہ) کا نکاح یا سیدنا علی زین العابدینؒ (فاطمی ہاشمی قرشی) کا اپنی آزاد کردہ کنیز (غیر فاطمیہ، غیر ہاشمیہ، غیر قرشیہ، غیر عرب) سے نکاح شرعاً ناجائز یا خلاف کفو ہونے کی بناء پر قابل تنسیخ قرار پاتا ہے۔ اور نہ ہی اس بناء پر مذکورہ روایت کو ناقابل تسلیم قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ روایت کا یہ حصہ متفق علیہ ہے کہ جناب زین العابدین نے اپنی مذکورہ آزاد کردہ کنیز سے نکاح کر کے خلیفہ عبدالملک (قرشی اموی) کو مذکورہ جواب بحوالہ سیرت نبویہ ارسال فرمایا۔

حتی کہ روایت کے ممکنہ اختلافی حصہ میں مذکور یہ دلیل بھی غیر اختلافی ثبوت کے طور پر اعلیٰ نسب خاتون کے کم نسب مرد سے جواز نکاح میں پیش کی جاسکتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ (اسدیہ ہاشمیہ قرشیہ) کی شادی کم نسب آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہؓ (غیر قریشی، کم نسب) سے کر کے ذات پات کی بے جا پابندیوں کو توڑ دیا۔

۳۲۔ جعفر الصادق بن محمد الباقرؒ
کے نانا نانی غیر ہاشمی (قرشی تیمی)
اور عائشہؓ ام المؤمنین کے بھتیجے تھے۔

" أم سادس الأئمة هي فاطمة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر۔
و أم فاطمة هي أسماء بنت عبدالرحمن بن أبي بكر۔
لذلك قال الإمام الصادق (ع):۔ ولدني أبو بكر مرتين"۔

(علي رمضان ، مع الإمام الصادق في ذكرى مولده ، مجلة "الجهاد" طهران، ص ۹۲ ، ربيع الأول ۱٤۰٤ھ)۔

ترجمہ:۔ چھٹے امام (جعفر صادق) کی والدہ، فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔ اور فاطمہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہیں۔ اسی لئے امام (جعفر) الصادق (ع) نے فرمایا:۔ مجھے ابوبکر نے دو مرتبہ جنم دیا۔

۳۳-داماد علیؓ عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی اولاد و داماد (ہاشمی وغیر ہاشمی)

سیدنا علیؓ کے بھتیجے اور داماد، عبداللہ بن جعفر طیارؓ (شوہر سیدہ زینبؓ) کی مختلف ازواج سے اولاد کی تفصیل یوں مروی ہے :-

" فولد عبدالله بن جعفر : جعفراً الأكبر ، وعلياً، وعوناً الأكبر ، وعباساً و أم كلثوم. وأمهم : زينب بنت على . وأمها فاطمة بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم .

و محمداً ، وعبيدالله و ابابكر.

و مهم! الحوصاء بنت خصفة من بنى تيم الله بن ثعلبة.

وصالحاً، و موسى ، وهارون ، ويحيى ، و أم أبيها

أمهم ! ليلى بنت مسعود بن خالد النهشلى ، خلف عليها بعد على بن أبى طالب. رضى الله عنه.

ومعاوية ، واسحاق ، واسماعيل ، والقاسم. لأمهات أولادشتى.

والحسن وعوناً الاصغر. أمهما: جمانة بنت المسيب الفزارية.

وجعفراً.

فأما " أم كلثوم" فكانت عند: القاسم بن محمد بن جعفر بن أبى طالب. ثم تزوجها " الحجاج بن يوسف" ثم تزوجها " أبان بن عثمان بن عفان" رضى الله عنه.

وأما أم أبيها فكانت عنه عبدالملك بن مروان فطلقها. ثم تزوجها على بن عبدالله بن عباس" فهلكت عنده".

(المعارف لأبى محمد عبدالله بن مسلم ابن قتيبه ۲۱۳ھ — ۲۰۶ھ/۸۲۸—۸۸۹م، حققه وقدم له دكتور ثروت عكاشة الطبعة الرابعة

دار المعارف بالقاهرة ، ۱۹۸۱م، ص ۲۰۷).

ترجمہ:۔ عبداللہ بن جعفر کی اولاد یہ ہے :۔

جعفر الاکبر، علی، عون الاکبر، عباس اور ام کلثوم۔

ان سب کی والدہ زینب بنت علی ہیں۔ جن کی والدہ فاطمہ بنت رسول ﷺ ہیں۔

نیز محمد و عبید اللہ و ابو بکر۔ انکی والدہ خوصاء بنت خصفہ از بنی تیم اللہ بن ثعلبہ ہیں۔

اور صالح و موسیٰ و ہارون و یحییٰ و ام الحسن۔

ان سب کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد النھشلی ہیں۔ جن سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ابن جعفر نے شادی کی تھی۔

نیز معاویہ و اسحاق و اسماعیل و قاسم، جو مختلف کنیزوں (ام ولد) کی اولاد ہیں۔

اور حسن و عون الاصغر۔ جن دونوں کی والدہ جمانہ بنت مسیّب الفزاریہ ہیں۔

نیز جعفر۔

ام کلثوم قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب (قرشی ہاشمی غیر فاطمی) کی زوجہ تھیں۔ بعد ازاں حجاج بن یوسف (ثقفی، غیر قرشی غیر ہاشمی) نے ان سے شادی کی۔ پھر ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (قرشی اموی، غیر ہاشمی) نے ان سے شادی کی۔

جب کہ ام الحسن عبد الملک بن مروان (قرشی اموی، غیر ہاشمی) کے ہاں تھیں۔ انہوں نے آپ کو طلاق دیدی تو علی بن عبد اللہ بن عباس (قرشی ہاشمی) نے ان سے شادی کر لی اور انہی کے پاس آپ نے وفات پائی۔

عبد اللہ بن جعفر طیارؓ (ہاشمی قرشی)

کی ایک بیٹی زوجہ یزید (اموی قرشی)

اور دوسری زوجہ حجاج بن یوسف

ثقفی (غیر ہاشمی غیر قرشی) تھیں۔

" وأم محمد بنت عبدالله بن جعفر ـ تزوجها يزيدبن معاوية بن أبي سفيان "۔(ابن حزم ، جمهرة انساب العرب ، ص ٦٩).

ترجمہ:۔ اور ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر طیار سے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی۔

واضح رہے کہ نواسی رسولؐ سیدہ زینبؓ کی سوتیلی بیٹی اور سیدنا علیؓ کے بھتیجے کی سگی بیٹی سیدہ ام محمد بنت عبداللہ بن جعفرؓ (ہاشمیہ قرشیہ) کی شادی یزید سے واقعہ کربلا (۶۱ھ) سے تقریباً دس سال پہلے خلافت معاویہؓ میں اس وقت ہونا مروی ہے جب وہ حج و زیارت حرمین کے سلسلہ میں مدینہ منورہ آیا۔ (۵۱-۵۲-۵۳ھ)۔

" حج بالناس یزید بن معاویه فی سنة احدی و خمسین وثنتین وخمسین و ثلاث و خمسین".(ابن کثیر ، البدایة والنهایة، ج۸، ص ۲۲۹).

ترجمہ :۔ یزید بن معاویہ نے سن اکیاون' باون اور ترپن میں لوگوں کو (بحیثیت امیر) حج کرایا۔

بہر حال کسی قریشی النسب 'از بنو ہاشم وامیہ' کا ابتدائے اسلام سے پہلے اور بعد باہم شادی بیاہ کرنا کوئی تعجب خیز واقعہ نہیں۔ جس کی مثالوں میں سے خود نبی ﷺ کا ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ امویہ قرشیہ (یزید کی پھوپھی) سے نکاح کرنا' اور سیدہ رقیہؓ وام کلثومؓ، دختران رسولؐ کا نکاح اول فرزندان ابو لہب (ہاشمی قرشی) سے ہونا اور پھر بلا رخصتی طلاق کے بعد نکاح ثانی یکے بعد دیگرے سیدنا عثمانؓ (اموی قرشی) سے ہونا اظہر من الشمس ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ ابو لہب بن عبدالمطلب جیسا بد نصیب' نبی ﷺ کا ہاشمی قرشی چچا تھا۔ اور اس کی بد نصیب بیوی ام جمیل ہمشیرہ ابو سفیان ' امویہ قرشیہ تھی۔

ضمناً یہ بھی پیش نظر رہے کہ واقعہ کربلا سے بہت پہلے یزید (اموی قرشی) کی ایک اور شادی سیدنا عمر فاروقؓ کی پوتی سیدہ ام مسکین (عدویہ قرشیہ) سے مروی ہے :۔

" أم مسكين بنت عاصم بن عمر ، خالة عمر بن عبدالعزيز ، زوجة يزيد بن معاويه".(ذهبی ، میزان الاعتدال فی نقد الرجال ، ج۱، ص ۴۰۰

، بذيل الكنى للنسوة)۔

ترجمہ:۔ ام مسکین بنت عاصم بن عمر جو عمر بن عبدالعزیز کی خالہ اور یزید بن معاویہ کی زوجہ ہیں۔

نیز طبری کی روایت کے مطابق سیدنا حسینؓ کی زوجہ سیدہ آمنہ کی والدہ سیدہ میمونہ بنت ابی سفیانؓ ہیں۔ (طبری، ج ۳، ص ۱۹، وابن حزم، جمھرۃ الانساب، ص ۲۵۵)۔

اب ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؓ (ہاشمیہ قرشیہ) کے حجاج بن یوسف ثقفی (غیر قریش عرب) سے نکاح کی روایت ابن حزم کی روایت ملاحظہ ہو:۔

وأم كلثوم:۔ أمها زينب بنت على بن أبى طالب رضى الله تعالى عنه' من فاطمة بنت رسول الله ﷺ۔ تزوجها الحجاج بن يوسف ، فأمره عبدالملك بطلاقها. و كانت قبله عند ابن عمها القاسم بن محمد بن جعفر بن أبى طالب ، ولا عقب للقاسم"۔

(ابن حزم ، جمهرة انساب العرب ، ص ٦٨، وراجع: ابن تيمية ، منهاج السنة ج ١، ص ٣٢٥)۔

ترجمہ:۔ اور ام کلثوم :۔ جن کی والدہ زینب بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے ہیں۔ ان (ام کلثوم) سے حجاج بن یوسف نے شادی کی۔ تو عبدالملک (خلیفہ) نے اسے حکم دیا کہ انہیں طلاق دے دے۔ جب کہ وہ اس سے پہلے اپنے چچازاد قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں۔ اور قاسم کی کوئی اولاد نہیں۔

اگر ابن قتیبہ وابن حزم کی یہ روایت کہ ابن جعفرؓ کی مذکورہ بیٹی' دختر زینبؓ تھیں' کمزور یا غلط ثابت کر دی جائے، تب بھی ابن جعفرؓ کی ایک بیٹی کا نکاح حجاج بن یوسف ثقفی (غیر ہاشمی، غیر قریشی' عرب) سے ہونا اور علی زین العابدینؒ کے آزاد کردہ کنیز سے نکاح کی طرح' اس واقعہ پر بھی اموی حکمرانوں کی قریشی عصبیت کا جوش میں آنا دیگر کتب میں بھی مذکور ہے:۔

"عام امت مسلمہ تو کیا خود بنی امیہ میں ہاشمی خواتین کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ حجاج بن یوسف نے (جو قریشی نہیں ثقفی تھا) عبداللہ بن جعفر کی بیٹی سے شادی کر لی تھی، تو خاندان بنو امیہ اس قدر برہم ہوا کہ دونوں کی علیحدگی کرائے بغیر نہ رہا"۔

(ابن تیمیہ، منہاج السنہ، ج ۱، ص ۳۲۵، ۔ وعتیق الرحمٰن سنبھلی، واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر، ص ۲۴۰، ملتان: میسون پبلی کیشنز)۔

☆☆☆☆☆☆

حاصل کلام

ان تمام تفصیلات سے یہ نقطہ بطور خاص واضح ہو جاتا ہے کہ خاندان قریش کے مختلف قبیلوں (ہاشمی، اموی، تیمی، عدوی وغیرہ) میں باہم شادی بیاہ قبل از اسلام اور بعد از اسلام وسیع پیمانے پر جاری و ساری رہا۔ اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے کو ہم پلہ (کفو) قرار دیتے تھے۔ جب کہ غیر قریشی خاندانوں میں بھی کسی قرشی مرد و زن کا رشتہ ناطہ ممنوع ہونے کا کوئی سوال نہ تھا۔ اور اگرچہ نسلی تعصبات بھی دیگر تعصبات کی طرح بعد از اسلام بھی مختلف زمان و مکان میں مسلم معاشرہ پر اثر انداز ہوتے رہے۔ مگر زمانہ جاہلیہ کے برعکس عصر اسلامی میں غالب نہ آسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆

خلاصہ و نتیجہ بحث

ذات پات بحوالہ سیرت و تاریخ

قرآن و حدیث کی طرح سیرت رسولؐ و صحابہؓ و اہل بیتؓ نیز تاریخ اسلامی کے حوالہ سے مذکورہ سابقہ مباحث کا خلاصہ و نتیجہ درج ذیل ہے :۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی دادی سیدہ فاطمہ بنت عمر (زوجہ جناب عبدالمطلب) غیر ہاشمی غیر قرشی خاتون تھیں، جن کا تعلق یثرب کے قبیلہ بنو نجار سے تھا۔ جب کہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وھب، انصار مدینہ کے مشہور خاندان بنو زہرہ (غیر ہاشمی غیر قرشی) کے سردار جناب وہب بن عبد مناف کی صاحب زادی تھیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے والد جناب عبداللہ' چچا زبیر و ابو طالب اور پھوپھیاں سیدہ عاتکہ و امیمہ و بیضاء و برہ، جناب عبدالمطلب کی زوجہ سیدہ فاطمہ بنت عمر (غیر ہاشمی غیر قریشی از بنو نجار یثرب) کے بطن سے تھیں۔ جب کہ مختلف روایات کے مطابق آپؐ کے دیگر چچا' عباس و ضرار و حمزہ و مقوم و ابو لہب و غیداق (حجل) نیز دیگر پھوپھیاں' سیدہ صفیہ و اروی وغیرہ' دیگر پانچ مختلف النسب ماؤں (ازواج عبدالمطلب) کے بطن سے تھیں۔

(یعنی از بطن :- نتیلہ نمریہ و ھالہ ،ولبنی خزاعیہ وصفیہ صعصعیہ و ممتعہ خزاعیہ)۔

۳۔ نبی ﷺ کی ہاشمی النسب پھوپھیوں سیدہ برہ (زوجہ ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی) و سیدہ امیمہ (زوجہ جحش بن رئاب اسدی) و سیدہ بیضاء (زوجہ کریز بن ربیعہ) و سیدہ برۃ (زوجہ عبدالاسد بن ہلال مخزومی ثم زوجہ ابو رھم بن عبدالعزی عامری) و سیدہ صفیہ (زوجہ حارث بن حرب بن امیہ ثم زوجہ عوام بن خویلد اسدی) و سیدہ اروی (زوجہ عمیر بن عبد بن قصی بن

کلاب) کی شادیاں مختلف غیر ہاشمی (قرشی) خاندانوں میں ہوئیں۔
(ابن قتیبہ، معارف، قاہرہ، ۱۹۸۱ء، ص ۱۲۸-۱۲۹)۔

۴- نبی ﷺ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ، رضاعی باپ حارث بن عبدالعزی نیز رضاعی بہن بھائی (عبداللہ و جدامہ و شیماء) بنو سعد بن بکر (غیر ہاشمی و غیر قرشی قبیلہ) سے تعلق رکھتے تھے۔

۵- ازروئے نص قرآنی 'ازواج مطہرات و اہل بیت رسولؐ و امہات المؤمنین' قرار پانے والی جملہ ازواج رسولؐ مختلف النسب (ہاشمی و غیر ہاشمی، قرشی و غیر قرشی، عرب و غیر عرب) خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

چنانچہ سیدہ خدیجہؓ (قرشیہ اسدیہ) سیدہ عائشہؓ (قرشیہ تیمیہ) سیدہ حفصہؓ (قرشیہ عدویہ) سیدہ سودہؓ (قرشیہ عامریہ) سیدہ ام سلمہؓ (قرشیہ مخزومیہ) اور سیدہ ام حبیبہؓ (قرشیہ امویہ) قریشی النسب ہیں۔ جب کہ سیدہ زینبؓ بنت جحش (اسدیہ ہاشمیہ) نواسی عبدالمطلب ہیں۔

نیز سیدہ میمونہؓ بنت الحارث و سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین (بنو ہلال) اور سیدہ جویریہ بنت الحارث (بنو مصطلق) غیر ہاشمی غیر قرشی قبائل عرب سے تعلق رکھتی ہیں۔

علاوہ ازیں سیدہ صفیہؓ (زینب) بنت حی بن اخطب رئیس یہود بنی نضیر کی بیٹی تھیں۔ ((غیر ھاشمی' غیر قرشی' غیر عرب)۔

اور حرم رسولؐ سیدہ ماریہؓ قبطیہ (ام ابراہیم بن رسولؐ) مصر کے عیسائی قبطی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ (غیر ہاشمی، غیر قرشی، غیر عرب)۔

۶- فرزندان رسولؐ سیدنا قاسمؓ و عبداللہؓ (طاہر و طیب) کی والدہ سیدہ خدیجہؓ قرشیہ اسدیہ غیر ہاشمیہ تھیں۔ جب کہ فرزند رسولؐ سیدنا ابراھیمؑ کی والدہ سیدہ ماریہ قبطیہؓ غیر عرب مصری نصرانی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور اسی خاندان سے سیدنا اسماعیل

بن ابراہیم علیہما السلام کی والدہ کا تعلق تھا۔

۷-منہ بولے فرزند و محبوب رسولؐ زیدؓ بن حارثہ' غیر ہاشمی غیر قرشی اور نبی علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جب کہ نبی علیہ السلام کے سوتیلے فرزند سیدنا عمرو سلمی بن ابی سلمہ مخزومی قرشی (فرزندان سیدہ ام سلمہؓ) غیر ہاشمی تھے۔

۸-سیدہ زینب بنت رسولؐ (شہیدہ اسلام در نتیجہ ضرب کفار مکہ) کی شادی اپنے خالہ زاد (شہید ختم نبوت در جنگ یمامہ بدست لشکر مسیلمہ کذاب) ابو العاصؓ بن ربیع الاموی القرشی (غیر ہاشمی) سے ہوئی۔

جب کہ دختران رسولؐ سیدہ رقیہؓ ذات الھجرتین وسیدہ ام کلثومؓ کی شادی یکے بعد دیگرے نبی علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن کے فرزند عثمانؓ بن عفان الاموی القرشی (غیر ہاشمی) سے ہوئی۔

چوتھی دختر رسولؐ سیدہ فاطمہؓ کی شادی نبی علیہ السلام کے چچازاد علیؓ بن ابی طالب الھاشمی القرشی سے ہوئی۔

۹-عم زاد رسولؐ سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبد المطلب الھاشمی القرشی کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن اسود (غیر ہاشمی غیر قرشی، کم نسب) سے کیا۔

۱۰-نبی علیہ السلام نے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (الاسدیہ الھاشمیہ) کی شادی بالاصرار اپنے منہ بولے فرزند زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قرشی، آزاد کردہ غلام) سے کروائی۔

۱۱-مہاجرہ حبشہ سیدہ اسماءؓ بنت عمیس' سیدنا علیؓ کے بھائی جعفرؓ بن ابی طالب (الھاشمی القرشی) کی زوجہ تھیں۔ حبشہ میں ایک فرزند محمد (یا عبداللہ یا عون) بن جعفر پیدا ہوا۔ شہادت جعفر طیارؓ کے بعد سیدنا ابو بکر صدیقؓ (التیمی القرشی) سے نکاح ہوا۔ اور سیدہ

فاطمہؓ کی یہ چچی اب ان کی سوتیلی والدہ سیدہ عائشہؓ ام المؤمنین کی سوتیلی والدہ قرار پائیں۔ ان کے بطن سے محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔

پھر وفات ابو بکرؓ (۱۳ھ) کے بعد سیدہ اسماء کا نکاح علیؓ بن ابی طالب (الھاشمی القرشی) سے ہوا۔ اور علیؓ فرزند ابو بکرؓ کے سوتیلے والد اور پرورش کنندہ قرار پائے۔ نیز اسماءؓ کے بطن سے ایک فرزند علیؓ ' یحیی نامی پیدا ہوئے۔

(خطیب تبریزی، الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الالف، فصل فی الصحابیات)۔

۱۲۔ نواسہ رسولؐ علی بن ابی العاصؓ الاموی القرشی (ردیف رسولؐ در فتح مکہ و شہید جہاد یرموک) سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ کے فرزند اور غیر ہاشمی النسب قریشی تھے۔

جبکہ دوئم نواسہ رسولؐ عبداللہ بن عثمانؓ الاموی القرشی ذوالھجرتین، مولود حبشہ و شہید مدینہ (۴ھ) مدفون بدست رسولؐ ' سیدہ رقیہؓ بنت رسولؐ کے فرزند اور غیر ہاشمی النسب قریشی تھے۔

(نیز بروایت ایک اور نواسہ رسولؐ عبدالرحمٰن بن عثمان الاموی القرشی، سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ کے فرزند اور غیر ہاشمی النسب قرشی تھے۔ واللہ اعلم)

علاوہ ازیں سوئم و چہارم نواسہ رسولؐ حسنؓ و حسینؓ بن علیؓ الھاشمی القرشی، سیدہ فاطمہؓ بنت رسولؐ کے فرزند اور ہاشمی النسب قریشی تھے۔

۱۳۔ اول نواسی و راکبہ دوش رسولؐ سیدہ امامہؓ بنت ابو العاصؓ الاموی القرشی، سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ کی صاحبزادی اور اموی النسب قرشیہ تھیں۔ جن کی شادی بر بنائے وصیت سیدہ فاطمہ زہراء بعد از وفات سیدہ فاطمہؓ (۱۱ھ) علیؓ بن ابی طالب الھاشمی القرشی سے ہوئی۔ اور یہی سیدہ تربیت کنندہ اولاد خالہ فاطمہؓ و مادر مہربان حسنینؓ و زینبؓ و ام کلثومؓ قرار پائیں۔

۱۴۔ دوئم نواسی رسولؐ سیدہ زینبؓ بنت علیؓ و فاطمہؓ کی شادی اپنے چچازاد عبداللہ بن جعفر طیارؓ الھاشمی القرشی (غیر فاطمی) سے ہوئی۔

۱۵- سوئم نواسی رسولؐ سیدہ ام کلثومؓ بنت علیؓ و فاطمہؓ کی شادی سیدنا علیؓ نے خلافت فاروقی میں امام و خلیفہ ثانی عمرؓ بن خطاب عدوی قرشی (غیر ہاشمی) سے کی۔ جن سے ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئے۔

جبکہ بعض روایات کے مطابق سیدہ رقیہؓ بنت علیؓ و فاطمہؓ سب سے چھوٹی یعنی چہارم نواسی رسولؐ تھیں جو بچپن ہی میں انتقال کر گئیں۔

۱۶- سیدنا علیؓ کی غیر فاطمی، ہاشمی النسب بیٹیوں میں سے ام الحسن کی شادی جعدہ بن ھبیرہ مخزومی (قرشی غیر ہاشمی) سے ہوئی۔ اور سیدہ فاطمہؓ کی شادی سعید بن اسود (غیر ہاشمی غیر قرشی سے ہوئی۔

نیز سیدنا حسنؓ و حسینؓ (قرشی ہاشمی فاطمی) کی کم و بیش تمام ازواج غیر ہاشمی (قرشی و غیر قرشی) تھیں جن میں ایک اہم خاتون سیدہ ام اسحاقؓ بنت طلحہؓ بن عبیداللہ (قرشیہ، تیمیہ، غیر ہاشمیہ) بھی شامل ہیں۔ جو یکے از عشرہ مبشرہ و شہید جنگ جمل و نائب لشکر عائشہؓ سیدنا طلحہؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے بطن سے سیدنا حسنؓ کے اولاد بھی ہوئی۔ اور وفات حسنؓ کے بعد نکاح حسینؓ سے ایک بیٹی فاطمہ پیدا ہوئیں۔

۱۷- سیدہ سکینہ بنت حسینؓ (القرشیہ الہاشمیہ الفاطمیہ) کی شادی غیر ہاشمی غیر فاطمی مصعب بن زبیرؓ (قرشی اسدی) سے ہوئی۔ جب کہ ان کے بعد آپ کا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام (قرشی اسدی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوا۔
(نسب قریش، ص ۵۹، والمعارف لابن قتیبہ، ص ۲۱۴ وزین الدین، مسالک الافہام، ج ۱، ص ۱۲۰)۔

۱۸- سیدہ فاطمہ بنت حسینؓ کا نکاح ثانی اپنے شوہر حسن بن حسنؓ (حسن مثنی) کی وفات کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان ذوالنورینؓ (قرشی اموی، غیر ہاشمی و غیر فاطمی) سے ہوا۔ (نسب قریش للزبیری، دار المعارف، قاہرہ، ۱۹۸۲ء، ص ۵۹، خطیب تبریزی، اکمال فی اسماء الرجال، فصل فی التابعیات)۔

۱۹- سیدنا حسینؓ کی دو بیٹیوں (سکینہ و فاطمہ) کے متوازی سیدنا حسنؓ کی بیٹیاں کم از کم پانچ تھیں۔ یعنی سیدہ ام الخیر وام عبداللہ و فاطمہ وام سلمہ ورقیہ وغیرہ۔ رحمۃ اللہ علیھن۔ یہ بیٹیاں نیز روایات میں مذکور بعض دیگر بیٹیاں سیدنا حسنؓ کی مختلف ازواج وکنیزہا کے بطن سے تھیں۔ ان میں سے بعض سیدات (قرشی وہاشمی و فاطمی النسب) کی شادیاں مختلف ہاشمی وغیر ہاشمی حضرات سے ہوئیں۔

ا- سیدہ ام الحسن بنت الحسنؓ کے شوہر عبداللہ بن زبیر (قرشی اسدی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) تھے۔ جن سے بکر ورقیہ پیدا ہوئے۔

ب- سیدہ ام عبداللہ بن الحسنؓ کے شوہر ان کے چچازاد علی بن حسینؓ ' زین العابدین (قرشی ہاشمی فاطمی) تھے۔ جن سے حسین الاکبر، ابو جعفر محمد اور عبیداللہ پیدا ہوئے۔

ج- سیدہ ام سلمہ بنت حسنؓ کے شوہر عمرو بن منذر بن زبیرؓ (قرشی اسدی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) تھے۔ (نسب قریش للزبیری، قاہرہ، ۱۹۸۲ء ص ۵۰)۔

۲۰- سیدنا حسن بن علیؓ کے فرزند حسن مثنی (قرشی ہاشمی فاطمی النسب) کی بیٹیوں کی شادیاں مختلف ہاشمی وغیر ہاشمی افراد سے ہوئیں :-

ا- سیدہ زینب بنت حسن مثنی کی شادی اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان (قرشی اموی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوئی۔

ب- سیدہ ام کلثوم بنت حسن مثنی جناب محمد بن علی زین العابدینؒ (قرشی ہاشمی فاطمی) کی زوجہ تھیں۔

ج- سیدہ فاطمہ بنت حسن مثنی سیدہ زینبؓ کے سوتیلے فرزند معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) کی زوجہ تھیں جن کے بطن سے یزید، صالح، حسن، آمنہ اور حمادہ پانچ بچے پیدا ہوئے۔ بعد ازاں ان کا نکاح ثانی ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ (قرشی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوا۔

د- سیدہ ملیکہ بنت حسن مثنی کی شادی جعفر بن مصعب بن زبیرؓ (قرشی اسدی، غیر

ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوئی۔

ھ- سیدہ ام القاسم بنت حسن مثنی کی شادی مروان بن لبان بن عثمانؓ بن عفان (قرشی اموی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوئی۔ بعد ازاں ان کا نکاح ثانی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) سے ہوا۔

(نسب قریش للزبیری، قاہرہ، ۱۹۸۲ء، ص ۵۲۔ ۵۳)

۲۱- اولاد فرزندان حسن مثنی بن حسنؓ (قرشی ہاشمی فاطمی النسب) میں سے بعض سیدات کی شادیوں کی تفصیل یوں ہے :۔

ا- محمد بن حسن مثنی کی بیٹی سیدہ فاطمہ' اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے فرزند ابوبکر بن عبدالملک (قرشی اموی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) کی زوجہ تھیں۔

ب- محمد بن حسن مثنی کی بیٹی سیدہ ام سلمہ جناب محمد بن عبداللہ بن حسن مثنی (قرشی ہاشمی فاطمی) کی زوجہ تھیں۔

ج- محمد بن حسن مثنی کی بیٹی سیدہ ام کلثوم جناب عیسی بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ (قرشی، ہاشمی، غیر فاطمی) کی زوجہ تھیں۔ (نسب قریش، للزبیری، ص ۵۳)۔

۲۲- فرزند حسینؓ' سیدنا علی زین العابدینؒ (قرشی ہاشمی فاطمی) کی بیٹیوں' سیدہ خدیجہ وام کلثوم وام الحسن و فاطمہ و علیہ وام الحسین' کی شادیوں کی روایت درج ذیل ہے :۔

ا- سیدہ خدیجہ بنت علی زین العابدینؒ کی شادی محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) سے ہوئی۔ بعد ازاں ان کا نکاح ثانی نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ (قرشی تیمی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوا۔

ب- سیدہ ام کلثوم بنت علی زین العابدینؒ کی شادی داؤد بن حسن مثنی (قرشی ہاشمی فاطمی) سے ہوئی۔

ج- سیدہ ام الحسن بنت علی زین العابدینؒ کی شادی داؤد بن عبداللہ بن عباسؓ (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) سے ہوئی۔

د- سیدہ فاطمہ بنت علی زین العابدینؒ کی شادی بھی اپنی ہمشیرہ ام الحسن کے بعد مذکورہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) سے ہوئی۔

ھ- سیدہ علیہ بنت علی زین العابدینؒ کی شادی علی بن حسین بن حسنؓ (قرشی ہاشمی فاطمی) سے ہوئی۔ پھر ان کا نکاح ثانی عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) سے ہوا۔

و- سیدہ ام الحسین بنت علی زین العابدینؒ کی شادی امام ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس (قرشی ہاشمی، غیر فاطمی) سے ہوئی۔ (ابن حزم، جمھرۃ انساب العرب، ص ۵۲)۔

۲۳- جناب علی زین العابدینؒ (قرشی ہاشمی فاطمی) نے اپنی کنیز (غیر قرشیہ غیر ہاشمیہ غیر فاطمیہ) کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ جب کہ بعض روایات کے مطابق جناب علی زین العابدینؒ نے اپنی ایک بیٹی کی شادی بھی اپنے ایک آزاد کردہ غلام (غیر قرشی غیر ہاشمی غیر فاطمی، غیر عرب) سے کر دی۔ (مناظر گیلانی، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، ص ۱۶۱)۔

۲۴- جناب محمد الباقر بن علی زین العابدینؒ کی زوجہ سیدہ فاطمہ ام فروہ کے والدین اور جناب جعفر الصادق بن محمد الباقرؒ کے نانا نانی (قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ، واسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ) خلیفہ اول ابو بکرؓ صدیق کے پوتا پوتی اور سیدہ عائشہؓ ام المؤمنین کے بھتیجے (قرشی تیمی، غیر ہاشمی غیر فاطمی) تھے۔

۲۵- برادر زادہ و داماد علیؓ سیدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی ایک بیٹی سیدہ ام محمد کی شادی واقعہ کربلا سے کئی سال پہلے خلافت معاویہؓ میں یزید بن معاویہؓ (قرشی اموی، غیر ہاشمی) سے ہوئی۔ (ابن حزم جمھرۃ الانساب، ص ۶۹)۔

جب کہ آپ کی ایک اور صاحبزادی سیدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؓ بروایت از بطن سیدہ زینبؓ) کی شادی اپنے چچازاد قاسم بن محمد بن جعفر طیارؓ (قرشی ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوئی۔ اور بعد ازاں حجاج بن یوسف ثقفی (غیر قرشی غیر ہاشمی، از عرب قبیلہ بنو ثقیف) سے

نکاح ہوا۔ مگر خلیفہ عبدالملک بن مروان اموی قرشی نے اپنے خاندان قریش کی عزت کا مسئلہ بنا کر علیحدگی کروادی۔ (ابن حزم، جمھرۃ الانساب، ص ۶۸)۔

۲۶- خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز بن مروانؒ (قرشی اموی) کی والدہ خلیفہ ثانی عمر فاروقؓ (قرشی عدوی) کی پوتی تھیں۔ جب کہ ان کی خالہ سیدہ ام مسکین بنت عاصم بن عمر فاروقؓ (قرشی عدوی) یزید بن معاویہؓ (قرشی اموی) کی زوجہ تھیں۔

(ذھبی، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۰۰، بذیل الکنی للنسوۃ)۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ ذات پات بحوالہ سیرت و تاریخ کے سلسلہ میں درج ان تمام نقاط واشارات سے (بعض روایات پر ممکنہ جرح و تنقید کی گنجائش رکھنے کے باوجود) بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عہد نبوی و خلفاء راشدینؓ نیز عصر صحابہؓ و تابعینؒ ومابعد میں بلا امتیاز قریش وبنو ہاشم و عرب و عجم محض عقیدہ اسلامی کے اشتراک و کفاءت کی بناء پر نکاح وازدواج کی لا تعداد مختلف و متنوع مثالیں خود بنو فاطمہ وبنو ہاشم و قریش سمیت جملہ اہل اسلام میں موجود اور کتب سیرت و تاریخ میں بکثرت محفوظ چلی آرہی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مصعب الزبیری (کتاب نسب قریش)۔ ابن قتیبہ (کتاب المعارف)۔ ابن حزم (جمھرۃ انساب العرب) ابن سعد (الطبقات الکبری)۔ ابن الاثیر (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ)۔ نیز دیگر مستند کتب انساب و مصادر تاریخ (تاریخ الطبری، والکامل لابن الاثیر، والبدایہ والنھایہ لابن کثیر) وغیرہ میں مذکور مختلف و متنوع تفاصیل وامثلہ میں سے بعض کو قابل تردید یا ضعیف بھی ثابت کر دیا جائے، تب بھی بطور مجموعی قرآن و سنت کے بعد مصادر تاریخ و سیرت کے عظیم الشان ذخیرہ میں بکثرت مذکور لا تعداد مستند و معتبر اور مختلف و متنوع جملہ متعلقہ تفاصیل وامثلہ بحوالہ تردید ذات پات و تصدیق نکاح وازدواج بلا تمیز ذات پات و کفو نسبی کیفیت و کمیت ہر دو لحاظ سے عظیم الشان اور اظہر من الشمس ہیں۔ جن کا بقائمی ہوش و حواس انکار و تردید و تکذیب خارج از امکان ہے۔ ولا فضل بالأنساب إلا بالتقوی۔ إن کرمکم عندالله اتقاکم۔

أَهل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(از قریش و بنو هاشم و عرب و عجم)

اَزوَاج مُطَهَّرَات، اُمَّهَاتُ المُؤمِنِین رضی اللہ عنہن

1- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه خَدِیجَةُ رضی اللہ عنہا بِنتُ خُوَیلِد، الأَسَدِیَّه القُرَشِیَّه
(وفات 10 رمضان، 10نبوی، مکه)

2- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه سَودَةُ رضی اللہ عنہا بِنتُ زَمعَه، العَامِرِیَّه القُرَشِیَّه
(وفات..... 23 ھ، مدینه)

3- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه عَائِشَه الصِدِّیقَةُ رضی اللہ عنہا بِنت أَبِی بَکر الصِدِّیقُ رضی اللہ عنہ، التَیمِیَّه القُرَشِیَّه
(وفات 17 رمضان ، 58 ھ، مدینه)

4- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه حَفصَةُ رضی اللہ عنہا بِنت عُمَر اَلفَارُوقُ رضی اللہ عنہ، العَدَوِیَّه القُرَشِیَّه
(وفات.....45 ھ، مدینه)

5- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه أُمُّ حَبِیبَةُ رضی اللہ عنہا (رَملَه) بِنت أَبِی سُفیَانُ رضی اللہ عنہ (أُختُ مُعَاوِیَةُ رضی اللہ عنہ) الاُمَوِیَّه القُرَشِیَّه
(وفات..... 44ھ، مدینه)

6- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه أُمُّ سَلمَةُ رضی اللہ عنہا (هِند) بِنت أَبِی أُمَیَّه (حُذَیفَه) المَخزُومِیَّه القُرَشِیَّه
(وفات.... 59 / 61ھ، مدینه)

7- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه زَینَبُ رضی اللہ عنہا بِنت جَحش، الأَسَدِیَّه الهَاشِمِیَّه
(وفات..... 20 ھ، مدینه)

8- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه زَینَبُ رضی اللہ عنہا (أُمُّ المَسَاکِین) بِنت خُزَیمَه، الهِلَالِیَّه
(وفات..... 4ھ، مدینه)

9- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه جُوَیرِیَّةُ رضی اللہ عنہا بِنتُ الحَارِث بن أَبِی ضِرَار، الخُزَاعِیَّه المُصطَلِقِیَّه
(وفات..... ربیع الأول 50ھ، مدینه)

10- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه مَیمُونَةُ رضی اللہ عنہا بِنتُ الحَارِث بن حَزن (خَالَه خَالِدُ رضی اللہ عنہ بن وَلِید وابن عَبَّاسُ رضی اللہ عنہ) القُرَشِیَّه
(وفات..51ھ، سَرَف نزد مکه)

11- أُمُّ المُؤمِنِین سَیِّدَه صَفِیَّةُ رضی اللہ عنہا (زَینَب) بِنتُ حُیَّ بن أَخطَب، النَضِیرِیَّه الإِسرَائِیلِیَّه
(وفات... رمضان 50ھ، مدینه)

12- أُمُّ إِبرَاهِیمُ رضی اللہ عنہ (بن رَسُولُ اللّٰه) سَیِّدَه مَارِیَةُ رضی اللہ عنہا بِنتُ شَمعُون، القِبطِیَّه المِصرِیَّه
(وفات.. محرم 16 ھ، مدینه)

أولاد نبیؐ، داماد نبیؐ

13- سَیِّدُنا قَاسِمؓ بن مُحَمَّدٌ، الهَاشِمِی القُرَشِی

(ابن خدیجہؓ : ولادت و وفات قبل از بعثت، مکہ)

14- سَیِّدُنا عَبدُاللّٰہؓ (طَاهِر، طَیِّب) بن مُحَمَّدٌ، الهَاشِمِی القُرَشِی

(ابن خدیجہؓ : ولادت و وفات بعد از بعثت، مکہ)

15- سَیِّدُنا اِبرَاهِیمؓ بن مُحَمَّدٌ، الهَاشِمِی القُرَشِی

(ابن ماریہؓ : ولادت 8ھ، وفات 10ھ، مدینہ)

16- دَامَادِ رَسُولؐ سَیِّدُنا أَبُوالعَاصؓ (لَقِیط) بن الرَّبِیع، الأَمَوِی القُرَشِی

(شہید ختم نبوت در حرب یمامہ، 11ھ)

17- سَیِّدَہ زینبؓ بِنتُ رسولؐ اللّٰہ، الهَاشِمِیَّہ القُرَشِیَّہ

(زوجہ ابو العاصؓ: شہیدہ زخم ہجرت 8ھ، مدینہ)

18- دَامَادِ رَسُولؐ سَیِّدُنا عُثمَانؓ بن عَفَّان، الأُمَوِی القُرَشِی

(شہید مدینہ : 18 ذوالحجہ، 35ھ)

19- سَیِّدَہ رُقَیَّہؓ بِنتُ رَسُولؐ اللّٰہ، الهَاشِمِیَّہ القُرَشِیَّہ

(زوجہ عثمانؓ : وفات 18/17رمضان، 2ھ، مدینہ)

20- سَیِّدَہ أُمُ کُلثُومؓ بِنتُ رَسُولؐ اللّٰہ، الهَاشِمِیَّہ القُرَشِیَّہ

(زوجہ عثمانؓ بعد وفاۃ رقیہؓ، وفات شعبان، 9ھ، مدینہ)

21- دَامَادِ رَسُولؐ سَیِّدُنا عَلِیؓ بن أَبِی طَالِب، الهَاشِمِی القُرَشِی

(شہید کوفہ : 21 رمضان، 40ھ)

22- سَیِّدَہ فَاطِمَہؓ بِنتُ رَسُولؐ اللّٰہ الهَاشِمِیَّہ القُرَشِیَّہ

(زوجہ علیؓ : وفات 4 رمضان، 11ھ، مدینہ)

أَسبَاطُ الرَّسُولؐ

(نواسے)

23- سَیِّدُنا عَلِیؓ بن أَبِی العَاصؓ و زَینَبؓ، الاُمَوِی القُرَشِی

(ربیب رسولؐ، مهاجر مدینه، ردیف رسولؐ در فتح مکه، شهید حرب یرموک، 6 رجب 15ھ)

24- سَیِّدُنا عَبدُاللّٰهؓ بن عُثمَانؓ و رُقَیَّهؓ، الاُمَوِی القُرَشِی

(مولود حبشه بعد هجرة أُولیٰ در 5 نبوی، مهاجر مدینه، وفات 68/4ھ/ ما بعد، مدینه)

25- سَیِّدُنا حَسَنؓ بن عَلِیؓ و فَاطِمَهؓ، الهَاشِمِی القُرَشِی

(إمام و خلیفه پنجم، سیّد شباب الجنة، باعث صلح بین حزب علیؓ و معاویهؓ، وفات 50 ھ، مدینه)

26- سَیِّدُنا حُسَینؓ بن علیؓ و فَاطِمَهؓ، الهَاشِمِی القُرَشِی

(سیّد شباب الجنة، مولود مدینه 4ھ، شهید کربلا، 10 محرم 61ھ)

بَنَاتُ بَنَاتِ الرَّسُولؐ

(نواسیاں)

27- سَیِّدَه أُمَامَهؓ بِنتُ أَبِی العَاصؓ و زَینَبؓ ، اَلاُمَوِیَّه اَلقُرَشِیَّه

(راکبه دوش رسولؐ، زوجه إمام و خلیفه چهارم علیؓ الهاشمی القرشی بوصیت فاطمهؓ، وفات بعد 40ھ)

28- سَیِّدَه أُمُّ کُلثُومؓ بِنتُ عَلِیؓ و فَاطِمَهؓ، اَلهَاشِمِیَّه اَلقُرَشِیَّه

(زوجه امام و خلیفه ثانی عمر الفاروقؓ، العدوی القرشی، وفات بعد 60ھ)

29- سَیِّدَه زَینَبؓ بِنتُ عَلِیؓ و فَاطِمَهؓ، اَلهَاشِمِیَّه اَلقُرَشِیَّه

(زوجه سیدنا عبدالله بن جعفرؓ بن أبی طالب الهاشمی القرشی، وفات 62ھ، دمشق)

30- سَیِّدَه رُقَیَّهؓ بِنتُ عَلِیؓ و فَاطِمَهؓ، اَلهَاشِمِیَّه اَلقُرَشِیَّه

(ولادت و وفات مدینه، بچپن میں وفات پائی)

رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُم وَ رَضُوا عَنهُ

(مذکورہ معلومات ابن کثیر کی "البدایة والنهایة" نیز دیگر مصادر سے ماخوذ ھیں، تاھم اختلافِ روایات کی بناء پر بعض سنین و تفاصیل میں اختلافِ رائے ممکن ھے)

عشرہ مبشرہؓ

(دس مختلف النسب صحابہ کبارؓ جنہیں نبی علیہ السلام نے نام لے کر جنت کی خصوصی بشارت دی)

1- أَمِيْرُ الْمُؤمِنِيْن سَيِّدُنَا اَبُوبَكرُ اَلصِّدِّيْقُؓ التَيمِى القُرَشِى

(وفات: 22 جمادى الثانية، 13 ھ، مدينه)

2- أَمِيْرُ الْمُؤمِنِيْن سَيِّدُنَا عُمر اَلْفَارُوْقُؓ العَدَوِى القُرَشِى

(شهادت: يكم محرم، 24 ھ، مدينه)

3- أَمِيْرُ الْمُؤمِنِيْن سَيِّدُنَاعُثْمَان ذُوالنُّورَيْنؓ الاُمَوِى القُرَشِى

(شهادت: 18 ذوالحجه، مدينه)

4- أَمِيْرُ الْمُؤمِنِيْن سَيِّدُنَا عَلِى اَلْمُرْتَضىؓ ، الهَاشِمِى القُرَشِى

(شهادت: 21 رمضان، 40 ھ، كوفه)

5- مُحَافِظ رَسُوْلؐ سَيِّدُنَا طَلْحَهؓ بن عُبَيْدُاللّٰه ، التَيمِى القُرَشِى

(شهيد حرب جمل: 10 جُمَادَى الثانيه، 36ھ، بصره)

6- حَوَارِى رَسُوْلؐ سَيِّدُنَا زُبَيْرؓ بن اَلْعَوَّام ، الاَسَدِى القُرَشِى

(شهيد حرب جمل: 10 جُمَادَى الثانية 36 ھ، بصره)

7- سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْن سَيِّدُنَا عَبْدُالرَّحْمٰن بن عَوْفؓ ،القُرَشِى

(وفات: 32 ھ، مدينة)

8- خَالُ النَّبِىؐ، سَيِّدُنَا سَعْدؓ بن اَبِى وَقَّاص، الزُهرِى المَدَنِى

(وفات: 55ھ، عقيق، مدينه)

9- باعث اسلام عمرؓ سَيِّدُنَا سَعِيْدؓ بن زَيد، العَدَوِى القُرَشِى

(وفات: 50/51 ھ، عقيق، مدينه)

10- أَمِيْنُ الْأُمَّة سَيِّدُنَا اَبُو عُبَيْدُه بن اَلْجَرَّاح القُرَشِى

(شهيد طاعون عَمْوَاس درشام: 18ھ)

باب چہارم

اقوال اکابر امت

بسلسلہ ذات پات

۴۔ اقوال اکابر امت بسلسلہ ذات پات

قرآن و سنت کی تعلیمات نیز سیرت و تاریخ اور تعامل صحابہؓ و اہل بیتؓ کی رو سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام انسان اولاد آدمؑ و حواؑ ہونے کی حیثیت سے متساوی النسب و مشترک الاصل ہیں۔ اور اس لحاظ سے کسی فرد یا قبیلہ و قوم کو دوسرے فرد یا قبیلہ و قوم پر فضیلت نسبی حاصل نہیں۔ نیز ان کا قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو جانا محض ایک فطری عمل ہے جس کا مقصد تعارف و شناخت ہے، تفاخر و تحقیر نہیں۔ اور دنیا بھر میں ہزار ہا سال سے منتشر اربوں انسانوں کے مابین از روئے شریعت و انسانیت حقیقی معیار فضیلت محض تقویٰ و عمل صالح ہے۔ لہٰذا محرمات شرعیہ (ماں بہن بیٹی، باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ) کو چھوڑ کر ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان عورت سے بلا تمیز ذات پات نکاح و ازدواج شرعاً درست ہے۔ اور یہی فتویٰ مسند احمد و صحاح ستہ سے بھی متقدم مجموعہ احادیث "المؤطا" کے مؤلف امام دار الہجرۃ امام مالکؒ بن انس (۹۳-۱۷۹ھ، مدینہ) جیسے جلیل القدر فقیہ محدث کا ہے۔ نیز ائمہ احناف میں سے امام ابو بکر جصاصؒ (م ۳۷۰ھ) اور امام ابو الحسن کرخیؒ (م ۴۳۰ھ) جیسے فقہائے محدثین کا بھی یہی مذہب ہے۔

جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابتؒ (۸۰-۱۵۰ھ، کوفہ) محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر کفو نسبی (نسب کے لحاظ سے ہم پلہ خاندان) میں بلا اجازت ولی اور غیر کفو میں با اجازت ولی ہر مسلمان عورت کے ہر مسلمان مرد سے نکاح و ازدواج کو شرعاً درست قرار دیتے ہیں۔

اور یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ ایک ہزار سال سے زائد عرصہ سے امت مسلمہ کی اکثریت (نصف تا دو تہائی) ائمہ اربعہ کی معتقد اور فقہ حنفی کی پیروکار چلی آرہی ہے۔ جب کہ عصر جدید میں براعظم افریقہ کی مسلم اکثریت (کم و بیش بیس کروڑ مسلمان) مالکی المذہب اہل سنت پر مشتمل ہے۔ اور اس طرح امت مسلمہ کی کم و بیش تین چوتھائی اکثریت ہر مسلمان مرد کے ہر مسلمان عورت سے نکاح و ازدواج کے جائز ہونے کے سلسلہ میں امام

ابو حنیفہؒ و مالکؒ (وجصاصؒ و کرخیؒ) کے مذہب و مسلک کی حامل ہے۔

ان جلیل القدر فقہائے محدثین اور ان کی پیرو امت مسلمہ کی غالب اکثریت کے مقابلے میں کسی بھی مختلف فقہی رائے کو بہر حال اقلیتی مسلک ہی قرار دیا جائے گا۔ اور نہ کوئی ایسا متقدم و متأخر فتوی قابل تسلیم و ترجیح قرار نہیں دیا جا سکتا جو محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر کسی مسلمان عورت کے کسی مسلمان مرد سے بلا تمیز کفو نسبی و ذات پات (بااجازت ولی) نکاح و ازدواج کو شرعاً ممنوع و حرام قرار دے کر امام اعظمؒ و امام دار الہجرۃؒ جیسے اکابر امت کے مجموعی اکثریتی مذہب شرعی کے منافی ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اقوال اکابر امت آئندہ صفحات میں مندرج ہیں۔

البتہ چونکہ مسلمان مرد و زن کے باہم نکاح و ازدواج میں "ولی" کی اصطلاح بھی موضوع زیر بحث کی مناسبت سے بنیادی اہمیت کی حامل ہے، لہذا اس سلسلہ میں "حق ولی در نکاح خاتون" کے حوالہ سے مختصراً بعض احادیث و اقوال ابتداء میں درج کئے جا رہے ہیں۔

فمن شاء ذکر۔

حق ولی در نکاح خاتون

۱-احادیث نبویہ

۱-لا تنكح الأيم حتى تستأمر، ولا تنكح البكر حتى تستاذن۔ قالوا: يا رسول الله! كيف إذنها؟ قال: أن تسكت۔

(صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب لا ينكح الأب وغيره البكر و الثيب إلا برضاها)۔

ترجمہ:۔ بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے فیصلہ نہ لے لیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح بھی اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ لوگوں نے عرض کیا:۔ یارسول اللہ! اس کی رضامندی کس طرح معلوم ہو؟ آپ نے فرمایا کہ وہ خاموش رہے (تو اس کا مطلب رضامندی ہے)۔

۲-الأيم أحق بنفسها من وليها۔ والبكر تستأذن فی نفسها وإذنها صماتها۔(صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب استئذان الثيب فی النكاح بالنطق والبكر بالسكوت)۔

ترجمہ:۔ (نکاح کے معاملہ میں) بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی سے بڑھ کر حق رکھتی ہے۔ جب کہ کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں (نکاح کے لیے) اجازت طلب کی جائے۔ اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔

۳-عن عائشه أن فتاة دخلت عليها فقالت:- إن أبی زوجنی ابن أخی ليرفع به خسة، و أنا كارهة. فقالت: إحبسی حتى يأتی النبی ﷺ. فجاء رسول الله فأخبرته فأرسل إلى أبيها فدعاه فجعل الأمر إليها. فقالت: يا رسول الله! قد أجزت ماصنع أبی ولكن أردت أن أعلم أللنساء من الأمرشئ؟(سنن النسائی، كتاب النكاح)۔

وفی سنن ابن ماجة:- ولكن أردت أن اعلم النساء أن ليس إلى الآباء من الأمرشئ.

(سنن ابن ماجة ، كتاب النكاح ، باب من زوج ابنته وهى كارهة).

ترجمہ:۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ایک جوان لڑکی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی :۔ میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے سے کردی ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنی خست (ذلت و افلاس) کو دور کرے۔ جب کہ مجھے پسند نہیں۔ پس انہوں نے فرمایا :۔ نبی ﷺ کے آنے تک رک جا۔ پس رسول اللہ آئے تو اس نے آپ کو خبر دی۔ چنانچہ آپ نے اس کے والد کو بلا بھیجا اور نکاح کا معاملہ اس لڑکی کے سپرد کردیا۔ تو وہ کہنے لگی :۔ یارسول اللہ جو میرے والد نے کیا ہے میں نے اس کی اجازت دی۔ مگر میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ کیا (نکاح کے) معاملہ میں عورتوں کا کوئی اختیار ہے یا نہیں ؟

اور سنن ابن ماجہ میں یوں مروی ہے کہ :- میں چاہتی تھی کہ عورتوں تک اس بات کا علم پہنچادوں کہ ان کے معاملہ نکاح میں باپوں کو (زبردستی کرنے کا) کوئی اختیار حاصل نہیں۔

۴- صحیح بخاری میں ایک صحابیہ خنساء بنت خذام انصاریہ کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح ایک ایسے شخص سے کردیا جو انہیں پسند نہیں تھا۔ اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے باپ کے کئے ہوئے نکاح کو رد فرمادیا۔

(صحیح البخاری ۔کتاب النکاح ۔ باب اذا زوج ابنته وهى كارهة فنكاحه مردود).

۵- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے باپ نے میری شادی ایسے شخص سے کردی ہے جو مجھے پسند نہیں تو آپ نے اسے اختیار دیا کہ چاہو تو اسے باقی رکھو اور چاہو تو اسے رد کردو۔

۲-امام شرف الدین النووی الشافعیؒ

امام شرف الدین النووی الشافعی شارح "صحیح مسلم" فرماتے ہیں کہ لڑکی کی رائے کو ولی کی رائے پر ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ عورت کا حق ولی کے حق سے زیادہ مؤکد ہے۔ اگر ولی کسی کفو سے اس کی شادی کرنا چاہے اور لڑکی آمادہ نہ ہو تو اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر خود عورت کسی کفو سے شادی کرنا چاہے اور اس کا ولی راضی نہ ہو تو اس ولی کو مجبور کیا جائے گا۔ اور اگر ولی اصرار کرے گا تو قاضی (جہاں عورت چاہے) اس عورت کی شادی کر دے گا۔

(شرح صحیح مسلم للامام شرف الدین النووی الشافعی، کتاب النکاح)۔

۳- شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۳ء، دھلی)

"عورت کو ولی کی رائے لینی چاہیے مگر ولی کو بھی یہ اختیار ہرگز نہیں کہ صرف اپنی رائے سے عورت کی شادی کر دے۔ اس لئے کہ معاملہ عورت کا ہے۔ اور اپنا معاملہ جو خود عورت سمجھتی ہے، مرد نہیں سمجھ سکتا۔ نفع و نقصان عورت کو پہنچنے والا ہے۔ اس لئے اس سے حکم لینا ضروری ہے"۔

(الشاہ ولی اللہ ، حجۃ اللہ البالغۃ ، باب صفۃ النکاح)۔

۴- مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ

(م ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۱ء، مدفون دیوبند)۔

"اس باب کے پورے ذخیرہ احادیث کو سامنے رکھ کر یہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ دونوں پر ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کی رضا کے بغیر نکاح نہ کریں۔ عورت کو ولی کی بات کا وسعت بھر پاس رکھنا چاہیے اور ولی کے لئے عورت کی رضا حاصل کرنا ضروری ہے۔ نہ ولی اس حد تک زیادتی کرے کہ عورت اپنے جائز حق سے محروم ہو جائے۔ اور نہ عورت اتنی بے راہ روی اختیار کرے کہ ولی اور خاندان کے لئے باعث ننگ و عار بن جائے۔

یوں تو بالغہ لڑکی پر ولی کو جبر کا بالکل اختیار نہیں۔ ہاں مستحب ہے کہ مشورہ دے۔ ولی اور عورت کی رائے میں جب اختلاف ہو گا تو بالغہ کی رائے کو ترجیح دی جائے گی' جس کی قرآن و حدیث سے تائید ہوتی ہے"۔

(الشیخ محمد انور شاہ الکشمیری، فیض الباری، المجلد الرابع ، باب من قال لا نکاح الا بولی)۔

۵- مولانا امجد علی رضوی اعظمی

عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ، نہ بادشاہ اسلام، کنواری ہو یا ثیبہ"۔

(مولانا امجد علی رضوی، بہار شریعت، جلد ہفتم، ص ۳۹)۔

۶- مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(م ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء، لکھنؤ)۔

نکاح و شادی کی اصل ذمہ داریاں چونکہ منکوحہ عورت پر عائد ہوں گی اور وہی ساری عمر کے لئے ان کی پابند ہو گی۔ اس لئے اس کی رائے اور رضامندی لینا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے نفس کا اصل مختار اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ ولی اور سرپرست کو حق نہیں ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف کسی سے اس کا نکاح کر دے۔

اسی کے ساتھ عورت کے شرف نسوانیت کی رعایت سے ہدایت فرمائی گئی کہ معاملہ اولیاء اور سرپرستوں ہی کے ذریعے طے ہو اور وہی عقد و نکاح کرنے والے ہوں۔ یہ بات عورت کے مقام شرف کے خلاف ہے کہ کسی کی بیوی بننے کا معاملہ وہ خود براہ راست طے کرے۔ اور خود سامنے آکر اپنے آپ کو کسی کے نکاح میں دے۔

علاوہ ازیں چونکہ کسی لڑکی کے نکاح کے کچھ اثرات اس کے خاندان پر بھی پڑتے ہیں۔ اس وجہ سے بھی اولیاء کو کسی درجہ میں دخیل قرار دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر سارا معاملہ عورت کے ہاتھ میں دے دیا جائے اور اولیاء بے تعلق رہیں تو اس کا بہت زیادہ امکان ہے کہ بے چاری عورت دھوکہ کھا جائے۔ اور کسی کے دام فریب میں آکر خود اپنے حق میں غلط فیصلہ کر لے۔

ان سب وجوہ کی بنا پر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ خاص استثنائی صورتوں کے علاوہ نکاح و شادی اولیاء ہی کے ذریعے ہو"۔

(مولانا محمد منظور نعمانی، معارف الحدیث، جلد ہفتم، ص ۹، العزیز اکیڈمی، لاہور)

۷- مولانا گوہر رحمٰن

(دارالعلوم تفہیم القرآن' مردان)

(یکے از قائدین "جماعت اسلامی" و "جمعیت اتحاد العلماء" پاکستان)

"ایک لڑکی کی منگنی اس کے کزن کے ساتھ ہو گئی ہے۔ لڑکا اسے پسند نہیں۔ ماحول بھی بدعت اور رسوم کا حامل ہے' جاہلانہ خیالات ہیں۔ اسے اپنے والدین سے محبت ہے۔ اس وجہ سے وہ بظاہر رضامند ہو گئی مگر دل راضی نہیں ہے۔ وہ پوچھتی ہے کہ وہ کیا کرے؟ کیا وہ اپنے اہل خانہ کو اپنی مرضی سے آگاہ کر دے اور اس رشتے سے انکار کر دے۔ اس طرح وہ والدین کی نافرمانی کی گناہ گار تو نہ ہو گی؟ یا پھر دین اسلام یہ کہتا ہے کہ وہ والدین کی مرضی کے سامنے بلا چوں وچرا سر خم کر دے۔

اگر لڑکی کو وہ لڑکا پسند نہیں ہے جس کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی ہے تو اپنی مرضی سے اہل خانہ کو آگاہ کر سکتی ہے اور منگنی ختم کر سکتی ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ حق اسے اللہ کے رسولؐ نے دیا ہے۔ بلکہ اگر لڑکا دینداری اور کردار کے اعتبار سے بگڑا ہوا ہو تو اس صورت میں لڑکی کا انکار قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ لیکن لڑکی کو کسی وقتی ناراضی اور جذبات پر کسی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے' بلکہ پورے غور و فکر اور سوچ سمجھ کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ والدین عام طور پر اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اور ان کے بد خواہ نہیں ہوتے۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسا باپ ہو گا جو اپنی بیٹی اور بیٹے کے مستقبل کو برباد کرنا چاہتا ہو۔ بہر حال اگر اس نے پورے غور فکر کے بعد منگنی توڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اپنے اس فیصلے سے والدین کو آگاہ کر دے۔ احادیث صحیحہ سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے بالغ عورت کی رضامندی شرط ہے۔ اگر مطلقہ یا بیوہ ہو تو زبان سے یا اشارے سے واضح طور پر رضامندی کا اظہار ضروری ہے۔ اور اگر کنواری لڑکی ہو (باکرہ) تو اس کی خاموشی بھی کافی ہے۔ بشرطیکہ یہ خاموشی شرم کی وجہ سے ہو' کسی قسم کے

جبر و اکراہ' خوف اور رواج کی مجبوری کی وجہ سے نہ ہو۔ اس لیے کہ اصل چیز دل کی رضا مندی اور خوشی ہے۔ منگنی تو نکاح نہیں ہے' بلکہ لڑکی اور لڑکے کے درمیان صرف ایک نسبت ہے اور معاہدہ ہے جسے ختم کرنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورت کی رضامندی کے بغیر کیے گئے نکاح کو بھی ختم کرنے کا اختیار عورت کو دیا ہے خواہ وہ بیوہ ہو یا کنواری ہو۔

۱- خنساء بنت خذامؓ ایک بیوہ صحابیہ تھیں۔ ان کے باپ نے ان کا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کر دیا تھا جسے وہ پسند نہیں کرتی تھیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر پہنچ گئیں اور آپ نے اس نکاح کو رد کر دیا" (کالعدم قرار دے دیا)۔ (بخاری)۔

۲- اسی طرح ایک باکرہ یعنی کنواری لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے ایسے لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا جس کو وہ پسند نہیں کرتی تھی۔ وہ جب رسول اللہؐ کے پاس آئی تو آپ نے اس لڑکی کو اختیار دیدیا کہ تم اگر چاہتی ہو تو یہ نکاح ختم (کالعدم) کر دیا جائے گا۔

۳- اسی طرح کا ایک اور واقعہ نسائی میں نقل ہوا ہے کہ "ایک لڑکی 'ام المومنین حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور کہا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے جسے میں پسند نہیں کرتی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم رسول اللہؐ کے آنے تک ٹھہر جاؤ۔ جب آپؐ تشریف لائے تو اس لڑکی نے اپنی بات بیان کی۔ اس پر آپؐ نے اس کے باپ کو بلایا اور لڑکی کو اختیار دے دیا کہ جیسا چاہے کر لے۔ اس پر لڑکی نے کہا کہ میرے باپ نے جو کیا ہے میں اسے تسلیم کرتی ہوں۔ میں تو صرف یہ جاننا چاہتی تھی کہ کیا عورتوں کو نکاح کے بارے میں کوئی اختیار حاصل ہے یا نہیں؟"۔ (سنن نسائی)۔

درج بالا صحیح احادیث رسولؐ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت خواہ بیوہ ہو' مطلقہ ہو یا کنواری ہو جب وہ آزاد' عاقل اور بالغ ہو تو اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نہ باپ دادا اس کا نکاح کروا سکتے ہیں' نہ دوسرے وارث کروا سکتے ہیں اور نہ اس کے وکیل کروا سکتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو لڑکی اسے کالعدم بھی کروا سکتی ہے اور محال بھی رکھ سکتی ہے۔ البتہ اگر نکاح کی اطلاع ملنے پر اس نے ایک مرتبہ اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہو تو اس کے بعد یہ

نکاح ختم نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ شوہر مر جائے یا طلاق دے دے یا خود عورت خلع کر لے' یا کوئی مسلمان عدالت شرعی وجوہ کی بنا پر نکاح کو فسخ کر دے۔ آج کل والدین بچی کی اجازت اور پسند کے بغیر 'نسبی رشتے کی وجہ سے یا دوستی کی وجہ سے یا دولت کی بنا پر یا تعلیم اور جاہ و منصب کی بنا پر جو نکاح باندھ لیتے ہیں' وہ رسول اللہؐ کے ارشادات کی بھی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی اولاد کے ساتھ بھی ظلم کرتے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو حق لڑکی اور لڑکے کو دیا ہے' اسے چھین کر اپنی من مانی کرنا اور انانیت سے کام لینا عدل و قسط کے منافی ہے۔ اگر لڑکی ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہو جو شریعت میں اس پر حرام ہو یا ایسے لڑکے کو پسند کرتی ہو جو دین و ایمان اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے اس کے لیے بھی تباہ کن ہو اور اس کے خاندان کے لیے بھی ذلت و رسوائی اور شرمندگی کا باعث ہو' تو ایسی صورت میں لڑکی کے والدین نکاح رکوا سکتے ہیں۔ اور اگر ہو گیا' تو اسے عدالت کے ذریعے فسخ کروا سکتے ہیں۔ تاکہ لڑکی کی آخرت بھی تباہ نہ ہو اور اس کا خاندان بھی رسوائی اور شرمندگی سے بچ جائے۔

چونکہ نکاح زوجین کے درمیان معاہدہ ہے اور اس کا تعلق براہ راست میاں بیوی ہی کے ساتھ ہے' اس لیے ان کی رضامندی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اس کے بغیر نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے۔ لیکن نکاح زوجین کا صرف نجی معاملہ نہیں ہے' بلکہ اس کا تعلق خاندان سے بھی ہے اور اسلام کے معاشرتی نظام میں خاندان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ رشتہ نکاح کی وجہ سے لڑکی اور لڑکے کے خاندانوں کے درمیان دامادی اور سسرال کے تعلقات پیدا ہوتے ہیں اور دونوں خاندان اسی رشتے کی بنا پر آپس میں جڑ کر قبیلہ اور قوم بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسب اور سسرال دونوں کو اپنی نعمت اور قدرت کی ایک نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :۔

وهو الذى خلق من الماء بشر افجعله نسباً وصهراً وكان ربك قديرا. (الفرقان ۲۵:۵٤) "اور اللہ وہی ہے جس نے بنایا ہے پانی سے (نطفے سے) انسان کو ' پھر بنایا ہے اس کو خاندان والا اور سسرال والا"۔

ماں کے خاندان کو "ذوی الارحام" کہا جاتا ہے اور باپ کے خاندان کو

"عصبات" کہا جاتا ہے۔ میراث میں تو عصبات کا حق مقدم ہے اور ذوی الارحام کا حق ان کے بعد ہے۔ لیکن صلہ رحمی اور حسن سلوک میں دونوں خاندانوں کے حقوق برابر ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ کے حق کے متصل بعد رشتہ داروں کے حقوق کا ذکر ہوا ہے :۔ واتقو الله الذی تساء لون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا۔ (النسا ٤:١)۔ اور ڈرو اس اللہ سے جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور ڈرو رشتہ داروں کے ساتھ بد سلوکی کرنے سے بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔

اس مختصر سی وضاحت سے مقصد یہ ہے کہ اسلام کے اجتماعی اور سماجی نظام میں خاندان کو اساسی حیثیت حاصل ہے اور خاندان کی بنیاد نکاح ہے۔ جس کا مقصد صرف جنسی حاجت پوری کرنا نہیں ہے اور یہ محض نجی اور شخصی معاملہ نہیں ہے' بلکہ یہ دو خاندانوں کے تعلقات کا ذریعہ بھی ہے۔ اسے اگر زوجین کا نجی معاملہ اور صرف جنسی اور بشری ضرورت پوری کرنے کا ذریعہ بنا دیا جائے تو خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ یورپ میں تباہ ہو چکا ہے اور وہ شدید قسم کے اخلاقی اور معاشرتی مسائل سے دوچار ہیں۔

اگر لڑکی کو اپنی پسند کی شادی کرنے میں بالکل خود مختار کر دیا جائے تو اس کا تعلق اپنے خاندان سے کٹ جائے گا اور یہ کلی طور پر شوہر اور اس کے خاندان کے رحم و کرم پر زندگی گزارے گی جو اس کے لیے بہت بڑا خسارہ ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لڑکیاں جذباتی ہوتی ہیں۔ اگر ان کے رشتے میں والدین یا دوسرے شرعی وارثوں کا دخل دینا بالکل ختم کر دیا جائے تو جذبات اور وقتی محبت کے غلبے کی بنا پر کسی سے شادی رچالیں گی اور بعد میں پریشان اور پشیمان ہوں گی۔ یہ خطرہ بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ لڑکی وقتی جوش و جذبے میں آکر ایسے لڑکے کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لے جو دین و اخلاق اور کردار کے اعتبار سے اس کی آخرت اور دنیا دونوں تباہ کرنے والا ہو یعنی وہ لڑکی کا کفو نہ ہو۔ انھی وجوہات کی بنا پر شریعت نے لڑکی کے ولی کی اجازت اور پسند کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت بھی دی ہے تاکہ توازن اور اعتدال قائم رہے' زوجین کے درمیان مودت و محبت کا تعلق بھی رہے اور دونوں خاندانوں کے درمیان بھی خوشگوار تعلقات قائم ہو جائیں۔ جب لڑکی اور اس کا ولی باہمی مشاورت اور رضامندی سے فیصلہ کریں گے تو دونوں کے لیے مفید اور مبارک ثابت

ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو یہ فرمایا ہے کہ بالغ عورتوں کی رضامندی اور اجازت کے بغیر ان کا نکاح جائز ہی نہیں ہے جیسا کہ احادیث کے حوالے پہلے دیئے جا چکے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ روایات بھی کتابوں میں موجود ہیں کہ لڑکی کے ولی کی اجازت بھی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں دو روایات زیادہ مشہور ہیں۔

ایک ابو موسیٰ اشعریؓ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔ "کوئی نکاح نہیں ہے ولی کی اجازت کے بغیر"۔

اور دوسری حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔ "جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہو تو اس کا نکاح باطل ہے"۔

بہر صورت ولی کی اجازت ورضامندی کی ضرورت واہمیت کے بارے میں کچھ اور دلائل بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑکی اور اس کے ولی دونوں کی اجازت اور رضامندی سے نکاح کا رشتہ قائم ہونا چاہیے اور حتی الامکان باہمی مشاورت و مفاہمت اور اتفاق رائے سے فیصلہ کر لیا جائے۔ لیکن اگر اختلاف رائے کسی صورت میں بھی ختم نہ ہو سکے تو پھر کیا کیا جائے ؟

اس سوال کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فیصلوں میں موجود ہے جن کا ذکر حوالوں کے ساتھ پہلے ہو چکا ہے اور وہ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کے فیصلے کے مقابلے میں لڑکی کے فیصلے کو ترجیح دی اور اس کے اعتراض پر باپ کے باندھے ہوئے نکاح کو رد کر دیا۔

لیکن ایک سوال اور خلجان پھر بھی باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت عائشہؓ کی مذکورہ حدیث کے الفاظ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے۔ اور عورتوں کی رضامندی کے بارے میں نقل شدہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لڑکی راضی ہو تو ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکی نے اگر "کفو" کے ساتھ نکاح کیا تھا اور کوشش کے باوجود ولی نے اجازت نہیں دی تھی تو یہ نکاح وارث کی اجازت کے بغیر بھی صحیح ہے۔ اس لیے کہ

جب لڑکا دین واخلاق کے اعتبار سے لڑکی کا کفو ہے تو ایسی صورت میں ولی کا انکار محض ضد و انانیت پر مبنی ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لیکن اگر لڑکی نے اپنے ولی کے انکار اور ناراضی کے باوجود ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح کر لیا ہو' جو اس کا کفو نہیں ہے' اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے لڑکی کے لئے بھی تباہ کن ہے' اور اس کے خاندان کے لئے بھی ذلت و شرمندگی کا باعث ہے' تو ایسی صورت میں ولی کی اجازت کے بغیر یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔
(فتح القدیر' ج ۳' ص ۲۵۵-۲۶۰' طبع مذکور)۔۔۔(گوہر رحمان)"۔

(ماہنامہ "ترجمان القرآن" لاہور' اکتوبر ۱۹۹۶ء' ص ۶۷-۷۱' رسائل و مسائل۔ نکاح میں لڑکی کی مرضی' جواب از شیخ القرآن مولانا گوہر رحمان' یکے از قائدین جماعت اسلامی)۔

خلاصہ بحث حق ولی در نکاح خاتون

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمان عورت (محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر) اپنی مرضی سے جہاں چاہے' نکاح کر سکتی ہے۔ کنواری کا ولی بھی اس کی اجازت کا پابند ہے۔ اور اختلاف رائے کی صورت میں آخری فیصلہ بالعموم کنواری ہی کا نافذ ہوگا۔ عورت بااجازت ولی غیر کفو میں بھی شادی کر سکتی ہے' اور متعدد استثنائی صورتوں میں "ولی" کے بغیر بھی نکاح و شادی کا جواز موجود ہے۔

اقوال اکابر امت بحوالہ کفوو نکاح

بلا تمیز ذات پات

"لغت" میں "کفائت" کا معنی برابری ہے۔ جب کہ فقہی طور پر مرد کا درج ذیل امور میں عورت کے برابر ہونا مراد ہے :۔

۱۔ اسلام ۲۔ آزادی ۳۔ تقوی

۴۔ نسب ۵۔ مال ۶۔ پیشہ

عورت اور اس کے رشتہ داروں کے لئے یہ باعث عار ہے کہ وہ ان امور میں کم تر مرد کی بیوی بنے۔

لزوم نکاح کے لئے مرد کا نسبی طور پر عورت کے لئے کفو (برابر) اور ہم سر ہونا شرط ہے یا نہیں؟ امام مالکؒ۔ امام سفیان ثوریؒ اور احناف کے ائمہ میں امام ابو الحسن کرخیؒ اور امام ابو بکر حصاصؒ کے نزدیک شرط نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کفو ہونے کا اعتبار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب آپس میں کفو ہیں، دوسرے قریشی ان کے کفو نہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم اگرچہ تمام قریش سے افضل ہیں، تاہم قریش کے تمام قبائل و بطون آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک دیگر امور کے علاوہ نسب میں بھی مرد کو عورت کا کفو ہونا چاہیے، لیکن یہ عورت اور رشتہ داروں کا حق ہے، وہی اگر اپنے حق کو ساقط کر دیں تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔

(علامہ عطا محمد بندیالوی، سیف العطا، اقتباس از "تعارف مصنف" بقلم مولانا عبد الحکیم شرف قادری، ص ۳۶، ناشر عطاء بندیالوی اکیڈیمی، لاہور، بار اول، مئی ۱۹۹۴ء)۔

اب اس سلسلہ میں اقوال اکابر امت بالترتیب ملاحظہ ہوں :۔

۱-امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ

(۸۰-۱۵۰ھ، کوفہ)

"ثم الكفاءة تعتبر في النسب لأنه يقع به التفاخر. فقريش بعضهم أكفاء لبعض. والأصل فيه قوله عليه الصلاة والسلام:—

قريش بعضهم أكفاء لبعض، بطن ببطن. والعرب أكفاء لبعض قبيلة بقبيلة. والموالى بعضهم أكفاء لبعض، رجل برجل .ولا يعتبر التفاضل فيها بين قريش لما روينا. (الهداية ومتن الهداية).

ترجمہ:۔ پھر کفائت (کفو) کا نسب میں بھی اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ اس سے باہم تفاخر واقع ہوتا ہے۔ پس سب قریش ایک دوسرے کا کفو ہیں۔ جس کی بنیاد آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ حدیث ہے کہ :۔ قریش ایک دوسرے کا کفو (برابر) ہیں۔ ہر گروہ قبیلہ دوسرے گروہ کا۔

جب کہ تمام عرب بھی باہم ایک دوسرے کے برابر (کفو نکاح) ہیں، قبیلہ بقبیلہ ۔ نیز ہر ہر بندہ موالی (غلام و آزاد شدہ غلام) باہم ایک دوسرے کا کفو (نکاح) ہے۔ اور اس معاملہ (نکاح) میں قریش (کے مختلف خاندانوں) کی باہم فضیلت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، ہماری روایت کردہ حدیث کی بناء پر۔

عجمی عالم سیدہ علویہ' وعربیہ کا کفو ہے

" وفى الجامع لقاضى خان قالوا: الحسيب يكون كفواً للنسيب. فالعالم العجمى كفو للجاهل العربى والعلوية لأن شرف العلم فوق شرف النسب". (ابن همام، شرح الهداية).

ترجمہ:۔ "جامع" قاضی خان میں درج ہے :۔ (فقہاء نے) فرمایا :۔ حسیب (عمدہ عادات واخلاق والا) نسیب (عمدہ نسب والے) کا کفو (نکاح) ہے۔ پس عجمی عالم، عربی

جاہل اور علویہ (سیدہ ہاشمیہ) کا کفو ہے۔ کیونکہ شرف علم کو شرف نسبی پر فوقیت حاصل ہے۔

" وفی حاشیة الدرر:۔ إن الإمام أبا الحسن الكرخی والامام أبابكر الجصاص، وهما من كبار علماء العراق، لم يعتبروا الكفائة فی النكاح۔ ولو لم تثبت عندهم هذه الرواية عن أبی حنيفة لما اختاروها۔

ترجمہ:۔ حاشیۃ "الدرر" میں مرقوم ہے کہ امام ابو الحسن کرخی اور امام ابو بکر جصاص نے، جو دونوں اکابر علمائے عراق میں سے ہیں، نکاح کے سلسلہ میں کفائت نسبی (نسب کی برابری) کو معتبر نہیں ٹھہرایا۔ اگر ان کے نزدیک یہ روایت ابو حنیفہ سے ثابت نہ ہوتی تو وہ اس رائے کو (حنفی ہوتے ہوئے) اختیار نہ کرتے۔

۲-امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ

(۹۳-۱۷۹ ، مدینہ)

۱- " وفی اعتبار الكفاءة خلاف مالك والثوری والكرخی من مشائخنا لما روی عنه ﷺ :۔ الناس سواسية كأسنان المشط، لا فضل لعربی علی عجمی ، إنما الفضل بالتقوی"۔ (فتح القدير)۔

ترجمہ:۔ کفائت (نسبی) کا اعتبار (بطور شرط نکاح) کرنے میں ہمارے مشائخ میں سے مالک وثوری وکرخی نے اختلاف کیا ہے اس حدیث کی بناء پر جو آپ ﷺ سے روایت کی گئی کہ :۔

تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح مساوی وبرابر ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت حاصل نہیں۔ بلکہ فضیلت صرف تقوی کی بناء پر ہے۔

۲- إن الكفائة فی النكاح معتبرة من حيث النسب إلا علی قول سفيان الثوری رحمه الله تعالی فإنه كان يقول لا معتبر فی الكفائة من حيث النسب. وحجته فی ذلك قوله صلی الله عليه وسلم :۔

إن الناس سواسية كأسنان المشط، لا فضل لعربي على عجمي، إنما الفضل بالتقوى.

وهذا الحديث يؤيده قوله تعالى: إن أكرمكم عندالله أتقاكم.

فهذه الآثار تدل على المساواة وأن التفاضل بالعمل . ومن أبطأ به عمله لا يسرع به نسبه.(المبسوط للسرخسی).

ترجمہ:۔ نکاح میں کفائت نسبی معتبر ہے مگر سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کا قول اس کے بر خلاف ہے۔ پس وہ فرماتے تھے کہ : نسب کے لحاظ سے برابری (نکاح مرد وزن کے لئے) کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور ان کی دلیل۔ آپ ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ :۔

یقیناً تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت صرف تقوی کی بنیاد پر ہے۔

اور یہ حدیث اللہ تعالی کے اس فرمان کی تائید کرتی ہے کہ :۔ یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

پس یہ اقوال و آثار مساوات (انسانی) نیز اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایک دوسرے پر فضیلت صرف عمل کی بنیاد پر ہو سکتی ہے اور جس کا عمل اس کو سست رفتار رکھے اس کا نسب اسے تیز رفتاری سے سربلند نہیں کر پائے گا۔ (خدا کے ہاں)۔

۳-امام محمد بن ادریس الشافعیؒ

(۱۵۰-۲۰۴ھ، قاہرہ)

امام محمد بن ادریس شافعی ہاشمیؒ کا موقف کفو نسبی کے سلسلہ میں اپنے استاذ امام مالکؒ کے موقف (ہر مسلم مرد ہر مسلم عورت بلا تمیز ذات پات کا کفو ہے) کے بالکل برعکس روایت کیا گیا ہے کہ : قریش میں سے صرف بنو ہاشم و بنو عبد المطلب ہی باہم کفو ہیں۔ دیگر قبائل قریش بھی ان کا کفو نہیں۔

قریش بعضهم أكفاء لبعض.(الحديث).

قابل البعض بالبعض من غير اعتبار الفضيلة بين قبائلهم.

ترجمہ:۔ یعنی یہ (قریش) سب ایک دوسرے کے برابر و بالمقابل ہیں۔ ان کے قبائل کے مابین فضیلت کا اعتبار (بسلسلہ کفو نکاح) نہیں کیا جائے گا۔

اس حدیث کے حوالہ سے امام ابن ہمام فتح القدیر میں مسلک امام شافعیؒ ہاشمی بیان کر کے اس کی تردید کرتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ :۔

" ففى الحديث دليل على أنه لا يعتبر التفاضل بين أنساب قريش. فهو حجة على الشافعى فى أن الهاشمى والمطلبى أكفاء دون غيرهم بالنسبة إليهم. وزوج النبى صلى الله عليه وآله وسلم بنتيه من عثمان وهو أموى".(ابن همام، فتح القدير).

ترجمہ:۔ پس اس حدیث (قریش بعضهم اكفاء لبعض) میں اس بات پر دلیل ہے کہ قریشیوں کے نسبوں میں باہم فضیلت کی (کفو نسبی میں) کوئی حیثیت نہیں۔

اور یہ شافعی کے خلاف اس معاملے میں حجت ہے کہ (بقول ان کے) صرف ہاشمی و مطلبی ہی باہم کفو ہیں، ان کے علاوہ دوسرے (غیر ہاشمی) خانوادہ ہای قریش ان (ہاشمیوں) کا کفو نہیں ہیں۔ اور صورتحال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی جب کہ وہ اموی (غیر ہاشمی قریشی) تھے۔

۴-امام احمد بن حنبلؒ

(۱۶۴-۲۴۱ھ بغداد)

امام احمدؒ بن حنبل سے مروی ایک روایت ہے کہ نہ تو غیر ہاشمی قریش، ہاشم کا کفو ہیں اور نہ غیر قریشی، قریش کا۔ اور نہ ہی غیر عرب، عربی کا کفو ہیں۔

جب کہ ان سے مروی دوسری روایت اس کے برعکس ہے :۔

" والرواية الثانية عن أحمد أن العرب بعضهم لبعض أكفاء ، لأن النبى ﷺ زوج بنتيه عثمان وزوج على عمر ابنته أم كلثوم.

وتزوج عبدالله بن عمرو فاطمة بنت الحسين

بن على رضى الله تعالى عنهم.

وتزوج المصعب بن الزبير أختها سكينة. وتزوجها أيضاً

عبدالله بن عثمان بن حكيم بن حزام". (ابن قدامة ، المغنى).

ترجمہ:۔ اور دوسری روایت احمد (بن حنبل) سے مروی ہے کہ عرب باہم ایک دوسرے کے برابر (کفو) ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی عثمان سے کی۔ اور علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی عمر سے کی۔

جب کہ عبداللہ بن عمرو (بن عثمان) نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے شادی کی۔ رضی اللہ عنہم۔

اور مصعب بن زبیر نے ان کی بہن سکینہ سے شادی کی۔ جب کہ انہی سے بعد میں عبداللہ بن عثمان بن حکیم بن حزام نے بھی شادی کی۔

۵-امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ

(م ۲۵۶ء، سمرقند)

امام احمد بن حنبل کے تلمیذ خاص امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری (م ۲۵۶ھ، سمرقند) نے نقل کیا ہے کہ :-

حضرت ابو حذیفہ قرشی بدریؓ نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید قرشیہ کی شادی حضرت سالمؓ سے کر دی جو ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ (صحیح البخاری، باب الأکفاء فی الدین)۔

نبی ﷺ نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعۃ بنت الزبیر بن عبد المطلب الھاشمی القرشی کا نکاح مقدادؓ بن اسود (غیر ہاشمی غیر قرشی) سے کیا۔ (بخاری، باب الأکفاء فی الدین)۔

پس امام بخاری کی روایت کے مطابق نسبی کفائت کے بجائے دین اسلام کے اشتراک کی بناء پر نبی ﷺ نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبد المطب ہاشمیہ قرشیہ کی شادی مقدادؓ بن اسود (غیر ھاشمی، غیر قرشی، کم نسب) سے کی۔

اور بدری صحابی ابو حذیفہؓ قرشی نے اپنی بھتیجی سیدہ ہند بنت ولید قرشیہؓ کی شادی ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام سالمؓ سے کی۔

علاوہ ازیں سیدہ زینب بنت جحش قرشیہ (پھوپھی زاد) کی شادی نبی ﷺ نے بالاصرار اپنے آزاد کردہ غلام اور سابقہ متبنی زیدؓ بن حارثہ سے کروائی اور فاطمہ بنت قیس قرشیہ کی شادی اسامہ بن زیدؓ سے کی۔ و علی ھذا القیاس.

۶- الامام الموفق بن احمد المکی الکردریؒ

(م ۵۶۸ھ)

جلیل القدر عالم و مؤلف الامام الموفق بن احمد المکی الکردریؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ (۸۰-۱۵۰ھ، کوفہ) کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق وہ ہو تیم (عرب) میں سے ہیں- جبکہ دوسری روایت کے مطابق وہ غیر عرب عجمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔" حدثنا صالح بن احمد العجلی: حدثنی أبی قال:-

أبو حنيفة النعمان بن ثابت كوفي تيمي من رهط حمزة الزيات۔

وكان خزازاً يبيع الخز۔

وبهذا الإسناد...أنبأ محمد بن علی بن عفان: سمعت أبانعيم الفضل بن دكين يقول:- أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطی"۔

(الامام الموفق بن احمد المکی، مناقب أبی حنيفة، الجزء الاول، ص ۱۰-۱۱، دار الكتاب العربی، بيروت، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱م)۔

ترجمہ:- ہم سے صالح بن احمد العجلی نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:- ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی تیمی حمزہ زیات کے خاندان و قبیلہ سے ہیں۔ وہ ریشم فروش تھے اور ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔

اور انہی اسناد سے.....

محمد بن علی بن عفان نے اطلاع دی کہ میں نے ابو نعیم فضل بن دکین کو فرماتے سنا:- ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی۔

امام مکیؒ امام ابو حنیفہؒ کے عجمی النسل ہونے کی روایت درج کرنے کے بعد حسب و نسب کے حوالہ سے فرماتے ہیں:-

" فلو صح هذا فاعلم أن التقوى أعلى الأنساب، وأقوى أسباب الثواب. قال الله تعالى:- إن اكرمكم عندالله أتقاكم.

وقال عليه السلام:- آلی كل برتقی۔

ولهذا عد سلمان الفارسیؓ من أهل البیت،

فقال:۔ سلمان منا أهل البیت۔

ونفی الله تعالی ولد نوح علیه السلام من نوح وقال:۔

إنه لیس من أهلك إنه عمل غیر صالح۔

وقرب رسول الله ﷺ بلالاً الحبشی به، وبعد أبا لهب القرشی۔

وروی عطاء عن النبی ﷺ انه قال:—الأبدال من الموالی۔

وعنه علیه السلام:۔ لو کان العلم معلقاً بالثریا لسبق إلیه غلمان من أولاد فارس"۔(المکی الکردری، مناقب أبی حنیفة، الجزء الاول، ص ۱۱، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۱م)۔

ترجمہ:۔ پس اگر یہ درست ہے تو جان لو کہ تقوی سب نسبوں سے بلند وبرتر اور تمام اسباب ثواب سے قوی تر ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:۔ یقیناً تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ ہر نیک متقی شخص میری آل میں شامل ہے۔

اسی بناء پر آپ نے سلمان فارسیؓ کو اپنے اہل بیت میں شمار کیا۔ پس فرمایا:۔

سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔

اور اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کے بیٹے کے نوح سے تعلق کی نفی فرمائی۔ پس فرمایا:۔ یقیناً وہ تیرے اہل بیت میں سے نہیں ہے۔ وہ تو ایک غیر صالح عمل ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے بلال حبشی کو خود سے قریب فرمایا۔

اور ابو لہب قریشی کو اپنے سے دور رکھا۔

اور عطاء نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

کئی ابدال غلاموں میں سے ہوں گے۔

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔ اگر علم ثریا سے بھی لٹکا ہوا ہو تو اہل فارس کی اولاد میں سے کچھ لڑکے اس کی طرف بڑھ جائیں گے۔

۷۔اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

(م ۱۹۲۱ء، بریلی)

"سید ہر قوم کی عورت نکاح کر سکتے ہیں۔ اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلے سے ہو سکتا ہے۔ خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔

رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل پٹھان، ان میں سے جو عالم دین، معظم مسلمین ہو، اس سے بھی مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم، کتاب النکاح، ص ۷۷)۔

مسئلہ ۲۹۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا، دادی اور والدہ سیدانی۔ اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان؟

الجواب :۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔ جس کے باپ دادا، پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں، وہ انہی قوموں سے ہو گا۔ اگرچہ اس کی ماں، دادی اور پردادی سب سیدانیاں ہوں"۔

(مولانا احمد رضا خان بریلوی، احکام شریعت، ص ۱۸۲)۔

۸- پیر سید مہر علی شاہ گیلانیؒ

(م ۱۹۳۷ء- گولڑہ شریف)

برصغیر کے جلیل القدر عالم و روحانی پیشوا پیر سید مہر علی شاہ حسنی گیلانی چشتیؒ (م ۱۹۳۷ء ۔گولڑہ شریف، نزد اسلام آباد) ساٹھ سال سے زائد عرصہ پہلے سیدہ فاطمیہ ہاشمیہ کے غیر کفو میں بلا اجازت ولی نکاح کے بارے میں درج ذیل استفتاء کے جواب میں تفصیلی فتوی صادر فرماتے ہیں :-

غیر کفو میں سیدہ کے نکاح کا حکم

(استفتاء)

" چه می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئله که مسمی محمد خان ساکن ملهوٹ بحکم و اجازت مولوی عبدالحق ساکن ملهوٹ به یکے از ہاشمیات سیدات فاطمیات عقد نکاح و ازدواج نمود — غیر مسترضی من أحد من الولاة القريبة أو البعيدة .هل يجوز هذا النكاح أم لا ؟

ترجمه :— کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد خان ساکن ملہوٹ نے مولوی عبدالحق ساکن ملہوٹ کے حسب حکم و اجازت ایک سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ سے نکاح کیا- اور کسی قریبی اور بعیدی ولی کی رضامندی اس پر نہیں- کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں ؟

("فتاوی مہریہ" از سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ص ۱۳۳، لاہور، ۱۹۷۷ء۔
وراجع : سید نصیر الدین نصیر گیلانی، نام و نسب، ص ۸۶، گیلانی پبلشرز، گولڑہ شریف ۱۹۸۹ء)

(الجواب)

هو الموفق للصدق و الصواب

نکاح مذکوره جائز نیست ، و مفتی بجوازه نه تنها برولاة سیده

ظلم روا داشته ، بلکه برکافۂ اہل اسلام که بمقتضائے آیت :—

قل لا أسئلكم عليه أجراً إلاّ المودة فی القربیٰ

و بفحوائے حدیث:—لا یؤمن أحدكم حتی أكون أحب إليه من والده و ولده والناس أجمعین' مودت و حب قرابت نبویه رابر خود فرض واز اصول ایمان شمارند' جور بے حد وستم بے حد نموده۔ چه پر ظاہر است که در صحت نکاح سیده ہاشمیه فاطمیه در غیر کفو بناءً علی المودة فالمحبة المذكورة ، ہزار ہا دل بوجه ہتك حرمت اہل بیتؓ رنجیده و شكسته خواہند بود۔ متون فقه مملوا ند و مشحون از عدم ایں چنیں نكاح — لعدم كفاء ة العجمی لا یكون كفواً للعربیة ولو كان عالماً أو سلطاناً ، وهو الأصح — " در مختار ".

و یفتی فی غیر الكفو بعدم جوازه اصلاً

وهو المختار للفتوی لفساد الزمان " (" در مختار ").

لهذا بر اہل اسلام لازم است که سیده را ازعجمی جدا كنانند و مفتی صاحب را واجب که آئنده باهم چنیں افتا ء ات که مستلزم ہتك حرمت و شان اہل بیتؓ باشند ، توجه نه نمایند —

و متمسك نباشد بدیں که سیادت قطعیه نیست ، فإن عدم قطعیة السیادة لا یستلزم قطعیة عدم السیادة فرائحتها تكفی مصادرة فی موجبات الهتك علی المحب ، أعاذنا الله منه ۔ فكیف حال الواد ، وقد طلب صلی الله علیه وسلم منا المودة فی قرابته ...".

(فتاوی مہریه از پیرمہر علی شاه ، ص ۱۳۳ — ۱۳۵ ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ،

و راجع نصیر گیلانی ، نام و نسب ، گولڑه شریف ، ۱۹۸۹ء ، ص ۸۷—۸۸)۔

﴿ مفہوم ﴾

نکاح مذکورہ جائز نہیں اور جواز کا فتویٰ دینے والے نے فقط سیدہ مذکورہ کے ورثاء پر ہی ظلم نہیں کیا بلکہ تمام اہل اسلام پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ حسب ارشاد الٰہی حدیث مذکورہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت سے محبت رکھنا تمام اہل اسلام' اصول ایمان سمجھتے ہیں' اور ظاہر ہے کہ نکاح مذکورہ کی وجہ سے ہزاروں دل اہل بیتؓ کی ہتک حرمت سے رنجیدہ ہوں گے۔اور تمام متون فقہ اس قسم کے نکاح کے عدم جواز پر متفق ہیں۔کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے۔جیسا کہ "در مختار" سے نقل ہوا۔

پس صورت مذکورہ میں یہ صحبت زنا ہوگی۔لہذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ سیدہ کو عجمی سے جدا کردیں۔اور مفتی پر لازم ہے کہ آئندہ اس قسم کے فتووں سے اجتناب کرے۔ جن میں ہتک حرمت اہل بیت کرامؓ ہو۔

اور یہ وجہ پیش نہیں کرنی چاہیے کہ سیدہ کا اولاد رسول سے ہونا یقینی نہیں، کیونکہ اگر اس امر کا یقین نہیں تو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوگیا کہ وہ غیر سیدہ ہے۔لہذا سیادت کی بو بھی محبت والے پر ہتک حرمت سے مستوجب سزا ہونے کے لئے کافی ہے۔خدا کی پناہ! چہ جائیکہ مدعی مودت ایسا کرے....

(سید نصیر الدین نصیر گیلانی، نام و نسب، ص ۸۸، گیلانی پبلشرز' گولڑہ شریف، ۱۹۸۹ء)۔

فتوی پیر مہر علی شاہؒ میں عبارت مابعد اور اردو مفہوم فتوی از سید نصیر الدین گیلانی میں شعر قیس بنی عامر کے حوالہ سے لیلی کی محبت کی خاطر حبشیوں سے بھی مجنوں کی محبت نیز اسی حوالہ سے شیخ اکبر کی توضیح درج ہے۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کے پڑپوتے فاضل جلیل پیر سید نصیر الدین گیلانی مذکورہ استفتاء وفتوی کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"استفتاء کا تجزیہ

"اب ذرا استفتاء اور فتوی کے الفاظ پر غور فرمایئے۔استفتاء کے الفاظ یہ ہیں :-

" غير مسترضى من أحد من الولاة القريبة أو البعيدة . هل يجوز هذا النكاح "؟

یعنی ایک شخص نے سیدہ سے ایسی حالت میں نکاح کیا کہ سیدہ کا کوئی قریبی یا

بعید ی ولی اس نکاح پر رضامند نہ تھا۔ کیا ایسا نکاح جائز ہے ؟

اس کے جواب میں الفاظ فتوی یہ ہیں :-

نکاح مذکورہ جائز نیست ۔ اور

" متون فقه مملواند و مشحون ازعدم چنیں نکاح " .

کہ بیان کردہ صورت میں نکاح جائز نہیں اور اس قسم کے نکاح کے عدم انعقاد پر جس میں ولی قریب یا بعید رضامند نہ ہو، فقہ کے متن بھرے پڑے ہیں۔

اگر سوال یہ کیا جاتا کہ ایک سیدہ اپنی اور اپنے ولیوں کی رضامندی سے کسی غیر کفو میں نکاح کرے ..... تو آیا ایسا نکاح شرع محمدی کی رو سے جائز ہو گا ؟

اگر اس کے جواب میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ یہ جواب فرماتے کہ سیدہ اور اس کے اولیاء کی رضامندی کے باوصف بھی سیدہ کا نکاح غیر کفو میں نہیں ہو سکتا، تو پھر بات صاف تھی۔

مگر آپ نے ایسے نکاح کو ناجائز قرار دیا، جس میں منکوحہ کے قریب اور بعید کے ولی بالکل رضامند نہیں۔ اور اغوا کی ایسی صورت میں تو کسی بھی عورت کا نکاح ' چاہے وہ اعلی خاندان کی ہو یا ادنی کی، از روئے شرع منعقد نہیں ہو گا۔ صورت مذکورہ صرف سادات ہی کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ قیامت تک آنے والی ہر عورت کے لئے ہے، بشرطیکہ وہ مؤمنہ ہو۔

جو لوگ آپ کا مذکورہ فتوی سیدہ کے غیر کفو میں مطلقاً نکاح کے عدم جواز کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسی جلیل القدر ہستیوں کی تحریر کو سمجھنے اور اسے بہ اعماق نظر دیکھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہیں۔

(نصیر الدین گیلانی، نام و نسب، گیلانی پبلیشرز گولڑہ شریف، ۱۹۸۹ء، ص ۸۹-۹۰)

سید نصیر گیلانی اسی فتوی کے تجزیہ میں مزید فرماتے ہیں :-

"مزید براں یہ کہ اگر اسے سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کے مطلقاً عدم جواز پر ہی محمول کر لیا جائے تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ جس شخص کے دروازہ علم و فضل پر علامہ اقبال

مرحوم نے وستک دی ہو اور جو ذات احترام نسب کا استدلال :- قل ان کان للرحمن ولد فأنا أول العابدین سے کر سکتی ہو، اگر اس کے پاس سیدہ کے غیر کفو میں مطلقاً عدم جواز نکاح کی کوئی قوی دلیل ہوتی تو وہ اسے کیونکر ظاہر نہ کرتی۔ کیونکہ جب کوئی غیر خون، اہل بیتؓ کے خون سے ملتا ہے تو یہی ان کی سب سے بڑی ہتک ہے۔ مگر یہ عرف عام میں ہتک سمجھی جاتی ہے، عندالشرع نہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت قبلہ عام قدس سرہ یہ سنتے ہی ہوش میں آجاتے اور فرماتے کہ ہم ایسے نکاح کے عدم جواز کا ثبوت قرآن مجید سے پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ نے احترام نسب آیت سے ثابت کیا تو یہاں نکاح سیدہ کے غیر کفو میں عدم جواز پر کوئی نہ کوئی آیت کریمہ ثبوت میں پیش فرماتے ۔ کیونکہ ایسے نکاح کے جواز کو بعض لوگ توہین نسب کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ مگر آپ بخوبی جانتے تھے کہ سادات فاطمیہ، بنو ہاشم اور قریش کے نکاح آج سے چودہ سو سال پہلے اور پھر اس کے بعد بھی ہوتے رہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد زینبؓ بنت جحش کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے کر دیا تھا۔ وہ زیدؓ جن کا نام قرآن مجید میں بھی لیا گیا ہے۔ (اور یہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن میں آیا)۔ اب ظاہر ہے کہ زینبؓ بنت جحش بنو ہاشم سے تھیں۔ کہاں ان کا نسب کہاں زید کا نسب۔ چونکہ اس کے عدم جواز میں کوئی آیت نہیں اتری تھی اور نہ نکاح کے بعد ہی نازل ہوئی' اس لئے آپؐ نے حضرت زیدؓ کو اس شرف سے نوازا۔ چلئے اگر اس وقت حضور ﷺ نے نکاح کر بھی دیا تھا' تو اس کے بعد ہی کوئی آیت اترتی جس میں ایسا کرنے سے روکا گیا ہوتا۔ پھر یقیناً آپ حضرت زیدؓ کا نکاح خود فسخ فرما دیتے۔ مگر ایسا بھی نہ ہوا"۔

(نصیر گیلانی، نام و نسب' گولڑہ، ۱۹۸۹ء' ص ۹۱-۹۵)۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت ام کلثومؓ جو حضرت علیؓ کی حقیقی صاحب زادی اور حضرات حسنین کریمینؓ کی سگی بہن تھیں، کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا۔ - - -

حضرت عمر فاروقؓ سے سیدہ ام کلثومؓ کے نکاح کا ذکر تاریخ کی مستند کتابوں میں بکثرت ملتا ہے۔ اور مجدد ملت حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ بھی اس عقد کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"ام کلثوم رابه نکاح آورد امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه.
پس پسری زید نام برائے او زاد".

ترجمہ:۔ سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ پس ام کلثوم سے آپ کا ایک فرزند بھی ہوا ' جس کا نام زید تھا۔

ذرا غور فرمایئے کہ سیدہ ام کلثومؓ براہ راست سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیھا کی لخت جگر ہیں۔ اور جناب فاروق اعظمؓ بہ اعتبار عرف سید نہیں تھے۔ بلکہ وہ تو ہاشمی بھی نہ تھے۔ لیکن ان کے ساتھ یہ نکاح کیا گیا۔ اگر قریش، سادات کے کفو نہ ہوتے تو حضرات حسنینؓ اور جناب علیؓ ایسا کیوں کرتے ؟ یا پھر حضرت فاروق اعظمؓ ہی انکار کر دیتے کہ یہ ہتک اہل بیت ہے۔ چونکہ زینبؓ بنت جحش کے ولی خود عبدالرحمٰن بن جحش تھے 'اور سیدہ ام کلثومؓ کے ولی حضرت علی المرتضیٰؓ تھے ، پس اگر وہ غیر کفو میں بھی نکاح کرا دیتے ، تب بھی جائز ہوتا۔ کیوں کہ اولیاء کی رضا سے غیر کفو میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اور یہی مسلک احناف کا ہے۔ کہ ولی اور لڑکی دونوں کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح ہو جاتا ہے۔ چوں کہ حضرت فاروق اعظم قریشی النسل تھے ،لہذا قریش سادات کے کفو ہیں"۔

(سید نصیر گیلانی، نام و نسب، گولڑہ '۱۹۸۹ء 'ص ۹۵-۹۶)۔

"سطور بالا میں حضرت زیدؓ کے نکاح کے حوالے سے جواز کا ذکر ہو چکا۔ بہر حال اس طرح ہر سید بنیادی طور پر پہلے قریشی ہو گا، پھر ہاشمی اور پھر سید۔ یعنی سید میں بیک وقت تین نسبتیں موجود ہوتی ہیں۔ جب کہ ہر قریشی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہاشمی بھی ہو۔ مگر ہر ہاشمی کے لئے قریشی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ وہی بنیاد نسبت ہے۔ اسی طرح ہاشمی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ سید بھی ہو، مگر ہر سید کے لئے ہاشمی ہونا ضروری ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک فوجی جرنیل کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے سپاہی ہو، مگر ہر سپاہی کے لئے بریگیڈئر ہونا ضروری نہیں۔ اور نہ ہر بریگیڈئر کے لئے جرنیل ہونا ضروری ہے۔ مگر جرنیل کے لئے بریگیڈئر ہونا ضروری ہے۔ جس طرح بریگیڈئر سے جرنیل تک سپاہی کا رینک (Rank) بطور اکائی موجود رہتا ہے۔ اسی طرح قریشیت کی اکائی، بنو ہاشم اور سادات میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سادات بنو فاطمیہ کے نکاح بعض بنو امیہ سے ہوئے۔ کیونکہ بنو امیہ، عبد شمس کی اولاد سے ہیں۔ اور بنو فاطمہ، ہاشم کی اولاد سے۔ جب کہ عبد شمس اور ہاشم دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ یعنی اوپر جا کر یہ دونوں شاخیں مل جاتی ہیں۔ سیدہ فاطمہ بنت امام حسینؓ نے امام حسنؓ کے بیٹے حسن مثنیٰؒ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ سے نکاح کیا۔ جو حضرت عثمانؓ بن عفان کے حقیقی پوتے تھے (۱)۔ اس رشتے سے بھی ثابت ہوا کہ سیدہ، قریش میں نکاح کر سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا، قریشی تھے اور بنو ہاشم میں سے نہیں تھے۔

بہر حال ان واقعات اور حقائق کے پیش نظر سادات کو یہ احتیاط ضرور کرنی چاہئے کہ اگر وہ اپنی کسی بیٹی کا نکاح اپنے خاندان میں نہیں کرنا چاہتے تو پھر اپنے سے قریب خاندان بنو ہاشم میں کریں۔ اور اگر وہ بھی نہیں تو کم از کم قریش میں کر دیں۔ کیونکہ ان دونوں خاندانوں (بنو ہاشم اور قریش) میں سادات فاطمیہ کے نکاحوں کے ثبوت تاریخ میں موجود ہیں۔،،

(نصیر الدین گیلانی، نام و نسب، ص ۹۷، گیلانی پبلشرز، گولڑہ، ۱۹۸۹ء۔
وحاشیہ (۱) ص ۹۶ :- دیکھئے "نور الابصار"، ص ۱۶۸، مطبوعہ مصر)۔

ان دلائل و تصریحات کے بعد فاضل جلیل جناب نصیر گیلانی رقمطراز ہیں :-

"مجھے معلوم ہے کہ میرا تعلق ایک سید گھرانے سے ہے۔ مگر حق بات حق ہوتی ہے اور اسے چھپایا نہیں جا سکتا۔ میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور شریعت مطہرہ کے زریں اصولوں کی روشنی میں اس مسئلہ کو موضوع بحث بنا کر آپ کے

سامنے ایک نتیجے کی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ نہیں کہ نسبی زعم و غرور کی وجہ سے شریعت مطہرہ کے زریں اصول توڑ مروڑ کر ایک خود ساختہ مفروضے کو ثابت کرنے کی کوشش کروں۔ اگر سادات کے لئے قرآن مجید یا حدیث صحیح میں بہ سلسلۂ نکاح کوئی امتیازی حکم ہوتا تو میں اسے ضرور پیش کرتا۔ جب میرے جد امجد حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ نے (میں جن کی خاک راہ بھی نہیں ہوں) کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں فرمائی تو میں کیوں خواہ مخواہ اس چیز کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کروں۔

اگر سادات میں سے کسی صاحب علم کو راقم الحروف کی اس تحقیق سے اتفاق نہ ہو تو ان سے التماس ہے کہ براہ کرم میرے سامنے سب سے پہلے کوئی ایسی آیت قرآنی پیش کریں، جس میں خصوصیت کے ساتھ سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کے مطلقاً عدم جواز کی صراحت پائی جاتی ہو۔ اور اگر قرآن مجید میں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا تو کوئی حدیث شریف ہی اپنے موقف کی تائید میں پیش کر دیں"۔

(نصیر الدین گیلانی، نامو نسب، گیلانی پبلشرز، گولڑہ، ۱۹۸۹ء، ص ۹۶-۹۷)

"نکاح میں ولی کی اہمیت

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک نکاح کے لئے ولی کا ہونا ضروری ہے۔ جو نکاح ولی یا اس کے قائمقام کے بغیر ہو، باطل ہوگا۔ البتہ ثیبہ کا نکاح ولی اس سے اذن لے کر کرے گا۔

احناف کے نزدیک صغیرہ یا کبیرہ مجنونہ کے نکاح کے لئے ولی ضروری ہے۔ بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ، اس کا نکاح بغیر ولی کے ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر غیر کفو میں نکاح ہو تو اولیاء، اعتراض کی صورت میں عدالت سے فسخ نکاح کرا سکتے ہیں۔

(حاشیہ ملخص از کتاب" الفقه على المذاهب الأربعة" ، عربی).

احناف کی بعض مستند روایات کے مطابق غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا، جیسا کہ آگے تذکرہ ہوگا۔ اور فساد زمان کے لحاظ سے اسی قول پر فتوی ہے۔

(نصیر الدین گیلانی، نام و نسب، گیلانی پبلشرز، گولڑہ، ۱۹۸۹ء، ص ۱۱۳-۱۱۴)

اس بیان کی رو سے فقہ حنفی کی رو سے غیر کفو میں بلا اجازت ولی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور اعتراض کی صورت میں اولیاء کو تنسیخ نکاح کے لئے عدالت سے رجوع کا حق حاصل ہے۔ البتہ بعض مستند روایات کی رو سے غیر کفو میں بلا اجازت ولی نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے فتوی میں بھی مذکور ہے۔

استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی" مذکورہ عنوان استفتاء و فتوی "غیر کفو میں سیدہ کے نکاح کا حکم" (فتاوی مہریہ، ص ۱۳۳) کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کے فتاوی کی جمع و تدوین فرمانے والے عالم نے مذکورہ فتوی کا جو عنوان اپنی طرف سے قائم کیا ہے' وہ محل نظر ہے :-

"فتاوی مہریہ میں نکاح سیدہ سے متعلق قائم کردہ عنوان بھی محل نظر ہے۔ جامع فتاوی نے نکاح سیدہ سے متعلق سوال اور اس کے جواب کے لئے جو عنوان تجویز کیا' وہ غلط ہے۔ کیونکہ قاری کو عنوان میں تحریر کردہ الفاظ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کا وہ حکم نہیں، جو عموماً کتب فقہ میں تمام عورتوں کے لئے پایا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سیدہ کے لئے کوئی ایسا خاص حکم ہو، جس میں غیر سید شامل نہ ہو سکتے ہوں۔ حالانکہ علماء جانتے ہیں کہ فقہ میں سب عورتوں کا بشمول سیدات حکم واحد ہے۔ صحیح عنوان یوں ہونا چاہئے تھا :-

ایک عاقلہ بالغہ عورت کے غیر کفو میں نکاح کا حکم۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، علم فقہ میں سادات کی مستورات اور غیر سادات کی مستورات کا الگ الگ حکم ہرگز نہیں ذکر کیا گیا بلکہ جو حکم ایک عام عورت کا ہے، وہی حکم سیدہ کا ہے۔ لہذا ایسا عنوان قائم کرنا جو خصوصیت پر دال ہو، اور ایک عام قاری کو وہم اور الجھن میں ڈال دے' ایک عالم دین کی شان کے خلاف ہے"۔

(علامہ عطاء محمد بندیالوی، سیف العطاء، عطاء بندیالوی اکیڈمی، لاہور مئی ۱۹۹۴ء، ص ۱۵۲-۱۵۳)۔

۹- علامہ محمد اقبالؒ

(م ۱۹۳۸ء، لاہور)

نہ افغانیم و نے ترک و تاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردہ یک نوبہاریم

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
(بانگ درا، ص ۲۷۰)

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے
(بانگ درا، ص ۱۶۰، وطنیت)

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟
(بانگ درا، ص ۲۰۲، جواب شکوہ)

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟
(بانگ درا، ص ۲۰۳، جواب شکوہ)

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا
یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا
غبار آلودہ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا
(بانگ درا، ص ۲۷۳، طلوعِ اسلام)

جو کرے گا امتیاز رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گوہر

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

(کلیات اقبال، بعد، غلام علی اینڈ سنز، لاہور، فروری ۱۹۷۳ء، وغیرہ)

۱۰- مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

مفتی اول "دار العلوم" دیوبند.

(م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۶۸ء، دیوبند)

ا- سیدزادی کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

ج- اگر سیدزادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضا و اجازت سے غیر کفو میں کرے، بدون اجازت اپنے ولی کے، تو یہ جائز نہیں ہے اور اس پر فتوی ہے۔ اور اگر ولی کی اجازت سے کرے، تو وہ نکاح صحیح ہے۔

(یہ واضح رہے کہ غیر سید سے مراد اگر شیخ صدیقی، فاروقی، عثمانی ہے تو یہ درست ہے کیونکہ یہ سب "سید" کے "ہم کفو" ہیں۔ ہاں عجمی النسل ہو تو جائز نہ ہوگا)"۔

(فتاوی دار العلوم، دیوبند، مکمل و مدلل، جلد ہشتم، ص ۲۰۴).

۱۱- حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(تھانہ بھون مظفر نگر، ھند، م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)

"شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے۔ یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجہ کا نہیں۔

نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ اور سید، اور انصاری اور علوی، یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ یعنی اگرچہ سیدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے' لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے ہاں بیاہی گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا۔ بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔

دینداری میں برابری کا یہ مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں۔ لچا، شہدا،

شرابی، بدکار آدمی، نیک بخت، پارسا، دیندار عورت کے برابر کانہ سمجھا جائے گا"۔

(مولانا اشرف علی تھانوی، بہشتی زیور، حصہ چہارم، ص ۱۰)۔

حضرت تھانوی سے نسبی کفاءت کے بارے میں ایک سوال کیا گیا کہ "بہشتی زیور" میں انصاری کو کفو شیخ، سید و علوی لکھا ہے، فقہاء نے قریش کے بعض قبائل کو آپس میں۔ شیخ، سید، علوی، قریشی ہیں۔ کیا انصار بھی قبیلہ قریش سے تھے؟

الجواب:- انصار قریش میں سے تو نہیں ہیں۔ چنانچہ "عالمگیری" کی عبارت سے بھی تائید ہوتی ہے:-

غیر القرشی من العرب لا یکون کفواً للقریش . والعرب بعضهم أکفاء لبعض . الأنصاری و المهاجر فیه سواء.

لیکن باوجود قریشی نہ ہونے کے، چونکہ "عالمگیری" میں قول صحیح اسی کو کہا ہے کہ عرب باہم سب "کفو" ہیں۔ اس لئے قریشی وانصاری "کفو" سمجھے جائیں گے:-

والصحیح أن العرب کلهم أکفاء .

اس کے آگے یہ جزئیہ ہے:- قالوا : الحسیب کفو للنسیب .

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اعتبار کفاءت، رفع عار کے لئے ہے' اور مدار عار کا عرف پر ہے' اور عرفاً انصاری برابر قریشی کے سمجھا جاتا ہے۔ اور متقدمین کے زمانہ میں مساوات نہ ہوگی اس لئے اختلاف زمانہ سے یہ حکم بدل گیا۔ بہر حال مسئلہ "بہشتی زیور" کا صحیح ہے"۔ (فتاوی امدادیہ، جلد ثانی، کتاب النکاح، ص ۱۲)۔

حاجی عبدالغفور جودھپوری (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) کو بلا بیعت تلقین کی اجازت دیتے ہوئے ان کے اس عذر کے جواب میں کہ وہ تو ذات کے "تیلی" ہیں' مولانا تھانوی جواباً ارشاد فرماتے ہیں:-

"بعضے تیل گھی سے بھی زیادہ قیمت کے ہوتے ہیں"۔

(بحوالہ مولانا منظور نعمانی "تحدیث نعمت" مرتبہ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی' لکھنؤ' اشاعت دوم' نومبر ۱۹۹۷ء' ص ۳۳۶ ' تذکرہ حاجی عبدالغفور جودھپوری)۔

۱۲- مفتی کفایت اللہ دھلویؒ

(م ۱۹۵۳ء، دہلی)

" صحت نکاح کے لئے مرد و عورت کا مسلمان ہونا اور عورت کا محرمات سے نہ ہونا فی حد ذاتہ کافی ہے۔ قرآن مجید کی نصوص صریحہ اس پر دال ہیں :-

و أحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا بأموالكم .

اور :- فانكحوا ما طاب لكم من النساء .

اور سنت نبویہ نے عملی طور پر اس کی تصدیق کر دی کہ آنحضرتؐ نے زینب ہاشمیہ کا عقد زیدؓ معتق سے باوجود زینبؓ کی طرف سے انشراح قلب نہ ہونے کے کر دیا۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں صحابہ کرامؓ کے افعال اور طرز عمل میں موجود ہیں کہ نسبی تفاوت ہونے کے باوجود نکاح ہو گئے۔

پس نصوص قرآنیہ اور تعامل صحابہؓ و سلف صالحین اس امر پر دلیل قاطع ہیں کہ کفاءت نسبی فی حد ذاتہ صحت انعقاد نکاح کی شرط نہیں ہے۔ اسی وجہ سے غیر کفو کا نکاح جبکہ منکوحہ اور ولی منکوحہ راضی ہو جائے، صحیح و نافذ ہوتا ہے۔ یعنی مثلاً کوئی حائک، ہاشمیہ سے اس طرح نکاح کرے کہ ہاشمیہ کا والد اور خود ہاشمیہ راضی ہو، تو نکاح صحیح و نافذ ہو گا۔ حالانکہ نسبی تفاوت اور عدم کفاءت نسبیہ بحالہا موجود اور قائم ہے۔

اور اگر کفاءت نسبیہ شرط صحت نکاح ہوتی تو نکاح' ولی اور منکوحہ کی رضامندی سے بھی صحیح نہ ہوتا، جیسے محرمہ کا نکاح محرم سے باوجود اس کی رضامندی اور ولی کی اجازت صحیح نہیں ہوتا"۔

(فتوی مفتی کفایت اللہ دہلوی 'کفایت المفتی' جلد پنجم، ص ۲۱۹، مکتبہ امدادیہ، ملتان)۔

س- ایک بیوہ سیدزادی اپنی رضا ورغبت سے ایک غیر سید سے شرعاً نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

۲- ایک بیوہ سیدزادی زمانہ کی مجبوریوں سے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے، مگر اس کا دیور محض تعصب نسلی اور اس کو تکلیف دینے کے لئے مانع ہے۔ کیا وہ بھاوج کو نکاح ثانی سے جبراً روکنے کا حق رکھتا ہے اور تعصب نسلی مشروع ہے ؟

ج :- سیدزادی کے لئے تمام غیر سید کفو نہیں ہیں، بلکہ سیدزادی کے لئے صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی، زبیری یعنی شیوخ قریشی کفو ہیں۔ ان میں سے وہ کسی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ اور سیدزادی بالغہ غیر کفو میں اولیاء کی رضامندی سے، یا اس کے اولیاء میں سے کوئی نہ ہو تو اپنی مرضی سے، نکاح کر سکتی ہے۔

۲ : دیور ولی نہیں ہے اور اس کی رضامندی یا نارضامندی کو کوئی دخل نہیں ہے۔

ولی سے مراد عورت کے باپ، دادا، بھائی، چچا، تایا، وغیرھم، یعنی باپ کے خاندان کے " عصبات " ہیں اور ان میں سے جو قریب تر ہو، اس کی اجازت اور عدم اجازت پر حکم ہوگا"۔

(فتوی کفایت اللہ دہلوی، کفایت المفتی، جلد پنجم، ص ۲۱۶، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

۱۳- مولانا ابوالکلام آزادؒ

(م ۱۹۵۸ء، دھلی)

عبقری ہند مولانا ابوالکلام آزاد (محی الدین احمد ۱۸۸۸-۱۹۵۸ء) کے عالم و صوفی والد مولانا خیر الدین دہلی کے باشندے تھے اور والدہ مفتی مدینہ شیخ محمد بن ظاہر وتری کی بھانجی تھیں۔ خود مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور دہلی میں وفات پائی :-

"آبائی وطن دہلی مرحوم ہے"۔ (ابوالکلام آزاد، تذکرہ، ص ۲۸۴)۔

"میرے دادا مولانا محمد ہادی دہلی مرحوم کے ایک مشہور خاندان علم و فضیلت سے تعلق رکھتے تھے۔ جس میں بیک وقت پانچ پانچ علماء درس و افتاء و اصحاب سلوک و طریقت پیدا ہوئے ہیں"۔

(ابوالکلام آزاد، تذکرہ، میری لائبریری' لاہور، جون ۱۹۶۴ء، ص ۲۲)۔

"میری والدہ حضرت شیخ محمد بن ظاہر وتری مفتی مدینہ منورہ کی بھانجی تھیں جو گزشتہ دور کے اکثر علماء حجاز کے استاذ حدیث اور شیخ عبداللہ سراج کے بعد مکہ معظمہ کے آخری محدث تھے' ان کے بعد اس درجے کا کوئی شیخ حدیث حرمین میں پیدا نہیں ہوا"۔

(ابوالکلام آزاد، تذکرہ، ص ۲۱)

"مولد و منشاء طفولیت "وادی غیر ذی زرع" عند بیت اللہ المحرم ہے۔ یعنی مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً و کرامۃ۔ محلہ قدوہ متصل باب السلام۔

(ابوالکلام آزاد، تذکرہ' میری لائبریری، لاہور، جون ۱۹۶۴ء ص ۲۸۴)۔

مولانا آزاد اپنے تمام تر شرف نسبی کے باوصف فرماتے ہیں :-

"خاندان کے محرکات بھی دنیا کے عہد جاہلیہ کی ایک یادگار مشئوم ہے۔ اور اسلام نے انسان کے بہت سے بنائے ہوئے بتوں کے ساتھ اس کو بھی توڑ دیا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ کل کو ایک نو مسلم چمار اپنے حسن عمل سے وہ مرتبہ پائے جو شیخ الاسلاموں کی اولاد کو نصیب نہ ہو۔ یہ کل کو ہونے والی بات ہے اور آج بھی دنیا میں دیکھ رہے ہیں کہ "عمل" کا

فرشتہ کتنے ہی بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور کتنے ہی چھوٹوں کو بڑا بناتا ہے :-

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست۔

بلال حبشیؓ اور صہیب رومیؓ کی نسبت اس سے زیادہ ہم کیا جانتے ہیں کہ مسلمان تھے۔ اور سلمان فارسیؓ سے جب اس کے خاندان کا حال پوچھا گیا تو اس نے کہا" سلمان بن اسلام"۔ بلالؓ سے اللہ کا رسول کہا کرتا تھا :- أرحنا يا بلالؓ!۔ اور جب فاروق اعظمؓ کے جنازہ پر نماز کی صفیں کھڑی ہوئیں تو ہزاروں قریشی اور ہاشمی مقتدی تھے اور صہیب رومیؓ امام۔ ليس لأحد فضل على أحد إلا بدين و تقوى .

والناس كلهم بنو آدم و آدم من تراب .

حسن زبصرہ، بلال از حبش وصہیب از روم!

زخاک مکہ ابو جہل ، ایں چہ بوالعجبیست

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی فطری ترقی اور قدرتی حقوق کے قیام کے لئے نسب و خاندان کے امتیاز باطل سے بڑھ کر اور کوئی روک نہیں ہو سکتی۔ یہی چیز ہے جو انسان کو اس کی ذاتی قوتوں کے استعمال اور ان کے ثمرات سے محروم رکھنا چاہتی ہے۔ اور اس خلاف فطرت راہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ ایک شخص کو باوجود عدم استحقاق ذاتی مستحق شرف سمجھا جائے اور دوسرے کو باوجود استحقاق ذاتی محروم کر دیا جائے۔ اسلام نے: إن اكرمكم عند الله أتقاكم . اور :- ليس للانسان إلا ما سعى. کے قانون کا عام اعلان کر کے اسی مہلک انسانیت روک کو مٹانا چاہا۔ اور قرآن نے بتلایا کہ دنیا کی تمام صداقتیں بھی اسی قانون کی طرف دعوت دیتی رہی ہیں۔

صحف ابراھیم و موسیٰ میں بھی یہی تھا:- أن لا تزر وا زرة وزر أخرى. اور :- و أن سعيه سوف يرى . لیکن افسوس کہ غرور نسل و وطن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے پھر جوڑ لئے گئے۔ اور نئے نئے بھیسوں میں پھر اس کی پرستش شروع ہو گئی۔ اب بہت کم سر ملیں گے جو نشۂ باطل سے سرگراں نہ ہوں۔ إلا ماشاء الله"۔

(ابوالکلام آزاد، تذکرہ، ص ۲۳-۲۴، میری لائبریری، لاہور' تیسری بار جون ۱۹۶۴ء).

۱۴- مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ

(م ۱۹۷۹ء، امریکہ' ومدفون لاہور)

مفسر قرآن، بانی جماعت اسلامی' کثیر التصانیف عالمی شہرت یافتہ مفکر و مؤلف اسلامی مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی (م ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء 'بفلو' امریکہ) "اسلام اور ذات پات" کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :-

س- کیا حدیث یا قرآن میں کوئی اصولی ہدایت اس امر کی موجود ہے کہ ہر شخص اپنی قوم، ذات میں ہی شادی کرے ؟

واضح رہے کہ میں کفاءت کا اس معنی میں تو قائل ہوں کہ فریقین میں مناسبت ہونی چاہیئے، غیر ضروری معیار کا فرق نہیں ہونا چاہیئے۔

ج- قرآن یا حدیث میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ ہر شخص اپنی قوم میں ہی شادی کرے۔ بلکہ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کا عمل اس کے خلاف پایا جاتا ہے"۔

(ابو الاعلیٰ مودودی، رسائل و مسائل' حصہ سوم، ص ۲۹۵-۲۹۷، بارھویں اشاعت، لاہور، اگست ۱۹۸۴)۔

۱۵- مولانا نعیم صدیقی

(قائد "تحریک اسلامی" پاکستان)

یکے از رفقائے سید مودودیؒ' بانی " تحریک اسلامی" پاکستان و جلیل القدر سیرت نگار و مؤلف اسلامی مولانا نعیم صدیقی، اسلام اور ذات پات' کے حوالہ سے رقمطراز ہیں :-

"اپنی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ بنت جحش کا نکاح خود آپ ہی نے باصرار زید بن حارثہؓ سے کیا تھا۔ اور مقصود یہ تھا کہ خاندانی امتیازات کی تنگ حدبندیاں ٹوٹ جائیں"۔

(نعیم صدیقی، محسن انسانیت، ص ۵۴۷، لاہور، اسلامک پبلیکشنز لمیٹڈ، اشاعت چہارم، جولائی ۱۹۷۲ء)۔

۱۶- مولانا محمد منظور نعمانیؒ

(م ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء، لکھنو، ہند)

مولانا محمد منظور نعمانی (۱۳۲۳ھ-۱۴۱۷ھ / ۱۹۰۵-۱۹۹۷ء)

"دار العلوم دیوبند،، اور " ندوۃ العلماء" لکھنو، نیز " تبلیغی جماعت" سے وابستہ عظیم المرتبت اکابر علماء و مشائخ و محدثین و مبلغین میں شمار ہوتے ہیں۔ اور قبل از تقسیم "نائب امیر جماعت اسلامی، ہند" کے منصب پر بھی فائزرہ چکے ہیں۔ مولانا عبدالقادرؒ رائے پوری کے سلسلہ طریقت سے وابستگی کے علاوہ "کل ہند مسلم مجلس مشاورت" اور "مسلم پرسنل لاء بورڈ" نیز "رابطہ عالم اسلامی" مکہ مکرمہ سمیت مختلف ہندوستانی و بین الاقوامی اسلامی اداروں اور تنظیموں میں بھی شامل و سرگرم عمل رہے ہیں۔ نیز برصغیر کے معروف علمی و دینی مجلّہ "الفرقان" لکھنؤ کے بانی و مدیر کی حیثیت سے منفرد و ممتاز ہیں۔ آپ کی مختلف و متنوع علمی و دینی تصانیف میں احادیث صحاح ستہ پر مبنی اور کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل مجموعہ احادیث "معارف الحدیث" عالمی شہرت یافتہ و نادر المثال ہے۔ نیز آپ کی دیگر اہم تصانیف میں یہ کتب بھی شامل ہیں :-

۱- الفیۃ الحدیث ۲- اسلام کیا ہے ؟

۳- دین و شریعت ۴- قرآن آپ سے کیا کہتا ہے ؟

۵- تصوف کیا ہے ؟ ۶- کلمہ طیبہ کی حقیقت

۷- نماز کی حقیقت ۸- برکات رمضان

۹- آپ حج کیسے کریں ؟ ۱۰- آسان حج

۱۱- قرآن و حدیث کی سودعائیں

۱۲- تذکرہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ

۱۳- ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ

۱۴- ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت

۱۵- تحدیث نعمت۔

مولانا منظور نعمانی آریہ سماجیوں کی جانب سے اسلام میں عدم مساوات کا غلط پروپیگنڈہ کرتے ہوئے مسلم پیشہ ور غریب اقوام کو کفر وارتداد اختیار کرنے کی دعوت پر مبنی ایک اشتہار کا تذکرہ فرماتے ہوئے ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ میں رقمطراز ہیں :-

"مسلم پیشہ ور اقوام، نورباف، فداف، موچی، منہار، نائی، قصاب وغیرہ کو بڑے زور و شور کے ساتھ ویدک دھرم کی دعوت دی گئی ہے (یہ کہہ کر کہ) اسلام تم کو مساویانہ حقوق دینے کیلئے تیار نہیں، مگر ویدک دھرم کامل مساوات کا حامل ہے۔ لہذا تم لوگ اسلام سے قطع تعلق کر کے ویدک دھرم میں آجاؤ"۔

(اقتباس از مقالہ مولانا منظور نعمانی بعنوان : اسلام پر آریہ سماج کی نئی یورش۔ سماجی دنیا کو ہمارا انعامی چیلنج، مطبوعہ ماہنامہ "الفرقان" بریلی، ربیع الثانی، ۱۳۵۳ھ۔ بحوالہ ماہنامہ "الفرقان" لکھنو، اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا محمد منظور نعمانی، اپریل تا اگست ۱۹۹۸ء، ص ۳۱)۔

آریہ سماج کی جانب سے اسلام میں عدم مساوات کے الزام کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے مولانا منظور نعمانی جواباً تحریر فرماتے ہیں :-

" اللہ اللہ ویدک دھرم اور مساوات کا دعوی، اور وہ بھی اسلام کے مقابلے میں؟ وہ اسلام جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ :-

یایھاالناس إنا خلقناکم من ذکر و أنثی....

(اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔

یعنی تم سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو)....

إن أکرمکم عند الله أتقاکم

بیشک تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے

جو زیادہ متقی، پرہیزگار ہو۔ (خواہ وہ کسی قبیلے سے ہو)۔

وہ اسلام جس کا عام اعلان یہ ہے :۔

إنما المؤمنون إخوة . سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں.

خواہ سید ہوں یا شیخ، جولاہے ہوں یا موچی، نائی ہوں یا قصائی،

کھال پکانے والے ہوں یا بھٹیارے۔

وہ اسلام جس کا داعی صاف صاف دنیا کو بتلا گیا :۔

لا فضل لعربی علی عجمی ، ولا لعجمی علی عربی ،

ولا لأبیض علی أسود . ولا لأسود علی أبیض إلا بالتقوی .

عرب کے کسی باشندے کو عجم کے کسی باشندے پر 'اور عجم کے کسی شخص کو عرب کے کسی شخص پر' گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر' کوئی فضیلت نہیں، فضیلت کا دارومدار خدا ترسی پر ہے۔

وہ اسلام جس نے دنیا کو مساوات کا سبق پڑھایا، ذلیل کو عزیز بنایا، دنیا کے دھتکارے ہوؤں کو سینے سے لگایا، شاہ گدا کو ایک صف میں کھڑا کیا، جس نے حبش کے سیاہ فام غلام (حضرت بلالؓ) کو حضرت فاروق اعظمؓ کی زبان سے "سیدنا" (ہمارے سردار) کہلایا' اس اسلام کے مقابلے میں آج وہ دھرم جس نے اصول مساوات کا خون کیا، انسانوں کو چار ورنوں میں تقسیم کر کے غریب شوروں کو انسانی حقوق سے بھی محروم کیا، وہ دھرم اسلام ہی سے سیکھ کر مساوات کا دعوی کر رہا ہے ؟

کس نیاموخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

یہ بندہ ناچیز پہلے تو اپنے پیشہ وار بھائیوں سے عرض کرتا ہے کہ تم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہو، تم قرآن کو صحیفہ خداوندی جانتے ہو۔ جس کے ایک ہاتھ میں اس محبوب خدا سید الأنبیاء کا دامن ہو اور دوسرے ہاتھ میں قرآن پاک، وہ ہرگز ذلیل نہیں۔ جو اس کو ذلیل کہتا ہے، وہ خود ذلیل ہے۔ عزت کا معیار صرف ایمان و تقوی ہے۔ دیکھو قرآن کی صاف تعلیم ہے :۔

ولله العزة و لرسوله و للمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون .

عزت صرف اللہ کو ہے اور اس کے رسول کو، اور ایمان والوں کو،

لیکن منافق لوگ اس کو نہیں سمجھتے۔

بہر حال میرے پیشہ ور بھائیو! تم ایمان اور مومن کا مرتبہ خود قرآن میں دیکھو، صاحب قرآن، علیہ الصلاۃ والسلام کے ملفوظات طیبہ (احادیث پاک) میں دیکھو اور دشمنان دین کی چالوں میں نہ آؤ۔ اور خوب سمجھ لو کہ جو شخص تمہارے ہاتھ سے مدنی آقا کا دامن چھڑانا چاہتا ہے، جو تمہارے ہاتھ میں قرآن کے بجائے وید دینا چاہتا ہے، وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ الحذر اے بھولے مومن الحذر!!"

(اقتباس از مضمون مولانا محمد منظور نعمانی بعنوان :- " اسلام پر آریہ سماج کی نئی یورش۔ سماجی دنیا کو ہمارا انعامی چیلنج "- مطبوعہ ماہنامہ "الفرقان" بریلی' جلد اول، شمارہ ۴، ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ - بحوالہ مقالہ مولانا خلیل الرحمٰن سجاد ندوی بعنوان :"وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان" مطبوعہ مجلّہ "الفرقان" لکھنو، اشاعت خاص (اپریل تا اگست ۱۹۹۸ء) بیاد بانی "الفرقان" حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مرتبہ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی، ص ۳۱۱-۳۱۲)۔

۱۷- استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی چشتیؒ

(م ۱۹۹۹ء، خوشاب)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ (م ۱۹۳۷ء) کے دست اقدس پر سلسلہ چشتیہ میں براہ راست بیعت یافتہ استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی (ولادت ۱۹۱۶ء- وفات ۲۱ فروری ۱۹۹۹ء پدھراڑ ضلع خوشاب) جلیل القدر علماء و مشائخ اہل سنت میں منفرد و ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ جن کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط علمی و تدریسی و دینی خدمات کو مولانا سردار احمدؒ، شاہ محمد عارف اللہ قادریؒ، مفتی احمد یار خان نعیمیؒ اور قاضی عبدالنبی کوکبؒ جیسے متعدد اکابر مشائخ اہل سنت خراج تحسین پیش کر چکے ہیں۔ نیز جن کے سینکڑوں نامور تلامذہ میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، شارح البخاری مولانا غلام رسول سعیدی، علامہ سید محمود احمد رضوی، پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی گولڑوی، مولانا عبدالحکیم شرف قادری اور صاحبزادہ غلام معین الدین نظامی آف معظم آباد (استاذ شعبہ فارسی جامعہ پنجاب، لاہور) جیسی متعدد نابغہ روزگار ہستیاں بھی شامل ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تعارف مصنف" بقلم عبدالحکیم شرف قادری مشمولہ "سیف العطا" تالیف علامہ عطا محمد بندیالوی، مطبوعہ عطا بندیالوی اکیڈمی لاہور، مئی ۱۹۹۴ء، ص ۱-۳۷).

علامہ عطاء محمد بندیالوی کی دس سے زائد علمی تصانیف و مقالات میں تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل آپ کی معرکۃ الآراء وقیع علمی تصنیف "سیف العطاء علی أعناق من طغی و أعرض عن دین المصطفی" (موضوع نکاح سیدہ باغیر سید کی شرعی حیثیت) بطور خاص لاجواب و نادر المثال ہے۔ جس میں قرآن و سنت و اقوال فقہائے امت (بالخصوص فقہ حنفی) کی رو سے آپ نے نکاح سیدہ فاطمیہ ہاشمیہ با قریشی (ہاشمی و غیر ہاشمی) نیز عالم عربی و عجمی بحیثیت کفو سیدہ (بلا اجازت ولی) و باغیر کفو یعنی جملہ اہل اسلام (باجازت ولی) کو درست و ناقابل تنسیخ ثابت فرما کر دختران سادات و امت اسلام پر احسان

عظیم فرما دیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بالدلائل واضح فرمادیا ہے کہ امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ، مدینہ) اور امام ابو الحسن کرخی حنفیؒ و امام ابو بکر جصاص حنفیؒ نیز امام سفیان ثوریؒ جیسے اکابر فقہاء و محدثین "کفو نسبی" کو شرط نکاح تسلیم ہی نہیں کرتے' اور محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر ہر مسلمان عورت کے ہر مسلمان مرد سے نکاح بلا تمیز ذات پات (فاطمی و ہاشمی و قریشی و غیر قریشی و عرب و عجم) کو بلا شرط کفو نسبی شرعاً درست و ناقابل تنسیخ قرار دیتے ہیں۔

مولانا عبد الحکیم شرف قادری خلاصہ کتاب "سیف العطاء" بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"تفصیل تو آپ استاذ گرامی کی اس تقریباً تین سو صفحات پر محیط کتاب میں بچشم خود ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں درج ذیل سطور میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :-

لغت میں کفاءۃ کا معنی برابری ہے۔ جبکہ فقہی طور پر مرد کا درج ذیل امور میں عورت کے برابر ہونا مراد ہے :-

۱- اسلام	۲- آزادی	۳- تقویٰ
۴- نسب	۵- مال	۶- پیشہ

عورت اور اس کے رشتہ داروں کے لئے یہ بات باعث عار ہے کہ وہ ان امور میں کم تر مرد کی بیوی بنے۔

لزوم نکاح کے لئے مرد کا نسبی طور پر عورت کے لئے کفو (برابر) اور ہمسر ہونا شرط ہے یا نہیں ؟ امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ اور احناف کے ائمہ میں امام ابو الحسن کرخیؒ اور امام ابو بکر جصاصؒ کے نزدیک شرط نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کفو ہونے کا اعتبار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب آپس میں کفو ہیں، دوسرے قریشی ان کے کفو نہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم اگرچہ تمام قریش سے افضل ہیں، تاہم قریش کے تمام قبائل و بطون آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک دیگر امور کے علاوہ نسب میں بھی مرد کو عورت کا کفو ہونا چاہیے۔ لیکن یہ عورت اور رشتہ داروں کا حق ہے۔ وہی اگر اپنے حق کو ساقط کر دیں تو کسی کو کیا اعتراض ہو

سکتا ہے۔

گولڑہ شریف کے عرس پر یہ اعلان کیا گیا کہ سید زادی کا کفو صرف سید ہی ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک قریشی، ہاشمی بھی سیدہ کا کفو نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ سید نہ ہو۔ اور یہ کہ ایسا نکاح سیدہ کے ساتھ حرام ہے۔ اگرچہ سیدہ بھی راضی ہو اور اس کے رشتہ دار بھی رضامند ہوں۔

یہ فتویٰ نہ صرف ائمہ احناف کے خلاف ہے" بلکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے بھی خلاف ہے۔ اس متشددانہ فتویٰ کا نتیجہ ہے کہ بعض امیر کبیر سادات اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنے رشتہ داروں میں اس لئے نہیں کرتے کہ وہ غریب ہیں۔ اور غیر سادات میں اس لئے نہیں کرتے کہ ادھر حرام کا فتویٰ موجود ہے۔ نتیجہ یہ کہ ان صاحبزادیوں کو مجبوراً تجرد کی زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ اس کا وبال کس کے سر ہوگا؟"۔

(تقدیم عبدالحکیم شرف قادری بعنوان "تعارف مصنف" مشمولہ "سیف العطاء" تالیف علامہ عطاء محمد بندیالوی، ص ۳۶-۳۷، عطاء بندیالوی اکیڈمی، لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)۔

علامہ عطاء محمد بندیالوی' سید نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی کی معرکۃ الآراء تصنیف "نام و نسب" کے جواب میں تحریر شدہ کتب و رسائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یہاں ذیل میں "نام و نسب" کے جواب میں آج تک شائع ہونے والے رسائل کی فہرست پیش کی جا رہی ہے۔ تاکہ شوق تحقیق رکھنے والے قارئین خود مطالعہ فرما کر ان کے دلائل کا وزن معلوم کر سکیں۔ یہ جملہ رسائل غالباً درگاہ گولڑہ شریف سے دستیاب ہوں گے۔

۱- فقہ اسلامی کا اجماعی فتویٰ. از پیر محمود شاہ- حویلیاں
(یہ حضرت اب مرحوم ہو چکے ہیں)

۲- حسب و نسب۔ از مفتی غلام رسول جماعتی (مقیم لنڈن)۔

۳- احقاق الحق فی شرطیۃ الکفو والنکاح۔ از مفتی عبدالشکور ہزاروی وزیر آبادی.

۴- عدم التکافؤ بین السید و غیر السید .
از مولانا فیض احمد صاحب (مؤلف "مہر منیر")۔

۵- سیدہ کا نکاح غیر سید سے نہیں ہو سکتا۔ از محمد عبدالحی چشتی مرحوم.

۶- سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ جائز نہیں۔ از جی اے حق چشتی (...)۔

۷- انکشاف الاسرار فی تعظیم آل النبی المختار۔ از قاضی محمد اسرار الحق حقانی

۸- ابتغائے ادب۔ از مولوی محمد عمر چشتی

(عطاء محمد بندیالوی، سیف العطاء، ص ۲۷۰-۲۷۱، عطاء بندیالوی اکیڈیمی، لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)۔

یہ فہرست رسائل درج کرنے کے متصلاً بعد علامہ بندیالوی فرماتے ہیں :-

"قارئین! ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا رسائل کا تفصیلی جواب تو یہاں ممکن نہیں۔ بہر حال سب میں ایک بات قدر مشترک کی حیثیت رکھتی ہے کہ سب میں دلائل کے بجائے اہل بیت کے فضائل و مکارم کے ذکر پر انحصار کیا گیا ہے۔ جن سے کسی خوش عقیدہ اہل سنت کو انکار و اختلاف نہیں۔ مگر یاد رہے کہ فضائل اور چیز ہیں اور مسائل و احکام شرعیہ اور۔ فضائل کسی طور شرعی مسائل پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ اور یہ کہ شرعی مسائل کا سب پر یکساں اطلاق ہوتا ہے۔ کوئی شخص، قبیلہ اور خاندان کی بزرگی و جلالت کے سبب کسی شرعی حکم کے دائرہ اطلاق سے باہر نہیں نکل سکتا۔ لہذا بندہ ان تمام رسائل کو صرف اہل بیت کے مجموعہ ہائے فضائل ہی سمجھتا ہے۔ مگر جن فقہی عبارات کو بطور ثبوت و دلیل پیش کیا گیا وہ بھی محل نظر ہیں۔ بہر حال مندرجہ بالا ان تمام رسائل کا جواب فقیر کی کتاب میں موجود ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ان رسائل کے بعض نادان مؤلفین نے تو سیدہ کے غیر سید سے نکاح کو بلا دلیل ایذائے رسول اور ایذائے اہل بیت کہہ کر سادہ لوح عوام الناس کے عقیدت مندانہ جذبات سے کھیلتے ہوئے انہیں گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن ان کی اس سے زیادہ بے بسی اور کیا ہو گی کہ وہ اپنے اس خود ساختہ نظریہ کے ثبوت میں نہ کوئی آیۂ قرآنی، نہ کوئی حدیث صحیح اور نہ کسی امام مجتہد کا کوئی قول مختار پیش کر سکے ہیں۔

(عطاء محمد بندیالوی، سیف العطاء، ص ۲۷۱-۲۷۲، عطاء بندیالوی اکیڈمی، لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)۔

علامہ بندیالوی' ایذائے اہل بیت کے حوالہ سے فرماتے ہیں :-

"اگر ولی رضامند ہے تو سیدہ کا نہ تو عجمی سے نکاح موجب اذیت اہل خانہ ہو گا اور نہ اپنے قرابت دار سے"۔ (سیف العطا' ص ۲۷۴)۔

"جن احادیث میں یہ مفہوم ملتا ہے کہ میرے اہل بیت کا لحاظ رکھو، یا ان کو اذیت نہ دو تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حضور علیہ السلام کے ان ارشادات عالیہ کا مقصد یہ تھا کہ امت کا کوئی فرد ان سے نکاح نہ کرے یا یہ نکاح ناجائز یا حرام ہے۔ یا اس عمل سے مجھے یا میرے اہل بیت کو اذیت پہنچے گی۔ اگر کسی حدیث صحیح میں بطور خاص اس قسم کی صراحت کسی مفتی کی نظر سے گزری ہو تو وہ ازراہ کرم اس فقیر کو بھی آگاہ کر دے۔

اذیت کے مفہوم کو صرف سیدہ کے غیر کفو میں نکاح کرنے میں محصور کرنا ایک خود ساختہ مفروضہ تو کہلا سکتا ہے، مگر اسے شریعت یا فقہ کے کسی اصول کا ایسا درجہ نہیں دیا جا سکتا کہ مقلدین ائمہ اس کی پابندی کو جزو عقیدہ سمجھ کر اس پر کاربند رہنے کے مکلّف ٹھہریں۔

جب اذیت رسانی کے سینکڑوں پہلو موجود ہیں کہ انسان کسی دوسرے انسان کو دنیوی زندگی میں ذہنی، جذباتی، مالی، جانی، اور دیگر مختلف قسم کی اذیتیں پہنچا سکتا ہے اور پہنچا رہا ہے' تو خواہ مخواہ اہل بیت سے متعلق امتناع اذیت کی احادیث کو صرف سیدات کے غیر کفو میں نکاح کرنے میں محصور کرنا ایک ایسا کمزور اور غیر معتبر انداز اجتہاد ہے، جس کی پشت پر نہ قرآن کریم کی کوئی آیت موجود ہے' نہ کوئی حدیث صحیح' اور نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام مجتہد کا کوئی مستند قول۔ لہذا اس قسم کے مفروضات کو عوام الناس پر پیش کرنا اور اسے شریعت کی ایک شق تصور کرانا شریعت مصطفیٰ کے ساتھ کھلا مذاق اور ایک نہایت ہی مذموم جسارت ہے"۔ (علامہ عطاء محمد بندیالوی' سیف العطاء' ص ۲۷۴-۲۷۵)۔

"غیر ہاشمی قریش کے ساتھ
سیدات فاطمیہ کے چند اہم نکاح

قارئین ! سیدات فاطمیہ کے ساتھ غیر سیدوں کی مناکحت کے تذکرے متعدد کتب تاریخ و سیرت میں موجود ہیں- یہاں خوف طوالت کی وجہ سے ان سب کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی- بہر حال حنبلی مذہب کی مستند کتاب "مغنی" ابن قدامہ میں ایسے بہت سے نکاحوں کا ذکر ہے- جن میں سے چھ اہم نکاحوں کا ذکر کیا جارہا ہے- یاد رہے کہ ابن قدامہ حضرت غوث اعظم جیلانی قدس سرہ العزیز کے شاگرد ہیں :-

نکاح اول :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو نکاح کردیں-

نکاح دوم :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی ایک شخص ابوالعاص بن الربیع کو نکاح کردی-

حالانکہ حضرت عثمانؓ اور ابوالعاصؓ غیر ہاشمی قریشی تھے- اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تینوں صاحبزادیاں ہاشمیات تھیں- اور بنو ہاشم دوسرے قریش سے افضل ہیں، جو ہاشمی نہیں۔ تو ان نکاحوں سے ثابت ہوا کہ سب قریش اور عرب ایک دوسرے کی کفو ہیں اور ان میں تفاضل کا اعتبار نہیں-

نکاح سوم :- حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کردیا-

نکاح چہارم :- حضرت فاطمہ بنت امام حسینؓ بن علیؓ کو ایک شخص عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے اپنے نکاح میں لیا-

نکاح پنجم :- حضرت سکینہ بنت امام حسینؓ بن علیؓ کو مصعب بن زبیرؓ نے اپنے نکاح میں لیا-

نکاح ششم :- حضرت مصعب بن زبیرؓ کے فوت ہونے کے بعد حضرت سکینہؓ کے ساتھ ایک شخص عبداللہ بن عثمان بن حکیم نے نکاح کیا-

نکاح سوم سے لے کر ششم تک نکاح کرنے والے سب مرد، غیر ہاشمی قریش ہیں اور تمام مستورات، جن سے نکاح کیا گیا سادات فاطمیہ ہیں۔ (یعنی حضرت ام کلثومؓ حضرت فاطمہ اور حضرت سکینہ)۔

ان نکاحوں سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ ہاشمی قریشی سیدہ فاطمیہ کا کفو ہے"۔

(عطاء بندیالوی 'سیف العطاء' ص ۱۰۳-۱۰۴، عطاء بندیالوی اکیڈمی لاہور مئی ۱۹۹۴ء)

علامہ بندیالوی "کفو" کے حوالہ سے رقمطراز ہیں :۔

"کفو کی شرعی تعریف کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد' عورت کے نسب میں برابر ہو۔ اور دین اسلام، تقوی، مال اور حرفت میں برابر ہو، کم نہ ہو۔

(عطاء بندیالوی 'سیف العطاء' ص ۴۱)۔

"اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کفو عورت کا حق ہے یا عورت کے اولیاء کا؟ "تنویر الابصار" میں ہے کہ کفاءت عورت کا حق نہیں۔ بلکہ عورت کے ولی کا حق ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو :- والکفاءۃ ھی حق الولی لا حقھا.

یعنی کفاءت ولی کا حق ہے نہ کہ عورت کا۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو میں نکاح کیا تو اس میں عورت کے اولیاء کی بے عزتی ہے۔ لہذا اولیاء کو فسخ کا حق حاصل ہے۔ تاکہ اپنی بے عزتی کی تلافی کر سکیں' خلاف عورت کے۔ چونکہ عورت نے اپنی رضامندی سے نکاح غیر کفو میں کیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ عورت اس کو اپنی بے عزتی نہیں سمجھتی' ورنہ ایسا نہ کرتی۔ ثابت ہوا کہ "کفو" اولیاء کا حق ہے۔ اور حق رکھنے والا اپنے حق کو ساقط کر سکتا ہے۔ لہذا اگر عورت کے اولیاء اپنا حق ساقط کر کے عورت کو غیر کفو میں نکاح کی اجازت دیدیں تو یہ نکاح لازم ہوگا۔ اور قاضی اس نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا۔ (عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۴۱)۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ (۸۰-۱۵۰ھ' کوفہ) کے نزدیک تمام قریشی (ہاشمی وغیر ہاشمی) باہم کفو ہیں۔ عرب عربوں کا اور عجمی عجمیوں کا کفو ہیں۔ نیز جمہور علماء فقہ حنفی کی رو سے عجمی عالم سیدہ علویہ فاطمیہ کا بھی کفو ہے۔ اور غیر کفو میں بھی باجازت ولی

نکاح درست ہے۔ جبکہ حنفی فقہاء میں سے امام ابو الحسن کرخی حنفیؒ اور امام ابو بکر جصاص حنفیؒ بھی امام دار الھجرۃ امام مالکؒ بن انس (۹۳-۱۷۹ھ' مدینہ) نیز امام سفیان ثوریؒ کی طرح ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان عورت سے نکاح بلاامتیاز نسب درست قرار دیتے ہیں۔ اور علامہ ابن عابدین شامیؒ کا کہنا ہے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی مذہب نہ ہوتا تو امام کرخی وجصاص اسے اختیار نہ کرتے۔ اس حوالہ سے عربی عبارات شامی وغیرہ نقل کرنے کے بعد علامہ ہندیالوی لکھتے ہیں :-

وہ ائمہ جن کے نزدیک نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفو غیر معتبر ہے

"ان چار اماموں کے نزدیک چونکہ نکاح میں نسب کے لحاظ سے کفو کا اعتبار نہیں اور ہر مرد مسلمان خواہ وہ کسی بھی نسب کا ہو' سید ہو یا غیر سید' ہر مسلمان عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے' خواہ وہ عورت سیدہ ہو یا غیر سیدہ۔

اسی طرح ہر مسلمان عورت خواہ سیدہ ہو یا غیر سیدہ' ہر مسلمان مرد سے نکاح کر سکتی ہے' خواہ مرد سید ہو یا غیر سید۔

خلاصہ یہ کہ ان چار ائمہ کے نزدیک ایک عجمی موچی اور جولاہا بھی سیدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔اور یہ نکاح جائز ہے۔

ان چار ائمہ کی دلیل اول یہ حدیث شریف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔ تمام لوگ باہم نسب کے لحاظ سے اس طرح برابر ہیں جیسا کنگھی کے دندانے باہم برابر ہوتے ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں۔ ہر عربی خواہ کسی نسب کے ساتھ تعلق رکھتا ہو ہر عجمی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔اسی طرح ہر عجمی مرد اور عورت ہر عربی کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ ان چار اماموں کے نزدیک ایک عجمی مسلمان موچی عربی سیدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔اور یہ نکاح صحیح ہے۔اس کو قاضی بھی فسخ نہیں کر سکتا۔

ان ائمہ کی دلیل دوم قرآن کی یہ آیت ہے۔ قولہ تعالیٰ :-

إن أكرمكم عندالله أتقاكم۔

یعنی تم میں سے اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔ یعنی فضیلت کا مدار تقوی پر ہے نہ کہ نسب پر۔

علامہ شامیؒ نے کہا کہ امام ابوالحسن کرخی اور امام ابوبکر جصاص رحمہما اللہ تعالیٰ نے جو نکاح میں کفو کا اعتبار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے کہ نکاح میں کفو کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب نہ ہوتا تو یہ دونوں امام اس مذہب کو اختیار نہ کرتے۔

اب ان چاروں اماموں رحمہم اللہ تعالیٰ کی دلیل سوم ملاحظہ ہو:۔

حدیث شریف میں ہے:- من أبطابه عمله لم يسرع به نسبه۔

یعنی جس آدمی کو اس کے برے عمل نے پیچھے دھکیل دیا، شرافت نسبی اس کو دوڑا نہیں سکتی۔

ان تینوں دلیلوں سے ثابت ہوا کہ نکاح کے معاملہ میں سب مسلمان برابر ہیں۔ نسبی اونچ نیچ کا اعتبار نہیں۔ فضیلت تقوی سے ہے، نہ کہ نسب سے۔

قارئین یہاں تک کفو کے لحاظ سے امام مالک، امام ثوری، امام ابوالحسن کرخی اور امام ابوبکر جصاص رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ذکر کیا گیا کہ ان چار ائمہ کے نزدیک نکاح میں کفو نسبی کا اعتبار نہیں۔ اور ہر مرد خواہ سید ہو یا غیر سید، ہر عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، خواہ وہ عورت سیدہ ہو یا غیر سیدہ، نکاح درست اور جائز ہے"۔

(علامہ عطاء محمد بندیالوی، سیف العطاء ص ۴۸-۴۹)۔

سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم (قریشی غیر ہاشمی) کو بنو ہاشم و فاطمہ سمیت پوری امت پر از روئے اجماع امت بہ ترتیب امامت و خلافت جو فضیلت حاصل ہے اور ان کے بعد سیدنا علیؓ (قریشی ہاشمی) کو جو چوتھا درجہ فضیلت حاصل ہے، اس کے حوالہ سے بحث کفاءت ہی کے تسلسل میں علامہ بندیالوی رقمطراز ہیں:-

"اگر سادات فاطمیہ تمام قریشیوں سے افضل ہوں تو لازم آئے گا کہ خلفاء

راشدین سے بھی افضل ہوں-اور یہ خلفاء بھی ان کی کفو نہ ہوں-لیکن اس پر اجماع ہے کہ خلفاء راشدین تمام امت سے افضل ہیں-ان خلفاء میں سے صرف حضرت علیؓ ہاشمی ہیں' باقی تینوں غیر ہاشمی قریش ہیں"۔

(عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۰۵' عطاء بندیالوی اکیڈمی لاہور' مئی ۱۹۹۴ء)۔

علامہ بندیالوی سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ کی فضیلت علمیہ کے حوالہ سے اسی سلسلہ کلام میں فرماتے ہیں :-

علماء احناف کا موقف

عجمی عالم' عربیہ کی کفو ہے

"خیر الدین رملی جو کہ صاحب " درمختار" کا استاد ہے' اس نے بحوالہ " مجمع الفتاوی" ذکر کیا کہ عجمی عالم علویہ کی کفو ہے- اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حسب یعنی شرف علم' نسب کے شرف سے قوی تر ہے-اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ' حضرت فاطمہؓ سے افضل ہیں- کیونکہ عائشہؓ کے لئے علم کا شرف ہے-اور خیر الدین رملی نے یہ بھی ذکر کیا کہ محیط بزازیہ' فیض' جامع الفتاوی اور صاحب "درر" نے اسی مسئلہ کے ساتھ جزم کیا ہے-اور مسئلہ سے مراد یہ ہے کہ علم کی شرافت نسب کی شرافت سے بہت قوی ہے- اور حضرت عائشہ حضرت فاطمہ سے افضل ہیں- رضی اللہ تعالی عنہما-

قارئین! اب غور فرمایئے کہ قبل ازیں درمختار اور شامی کے حوالہ سے ذکر کیا گیا-اور اب خیر الدین رملی' مجمع الفتاوی' محیط' بزازیہ' فیض' جامع الفتاوی اور صاحب "درر" کے حوالہ سے یہ دونوں مسئلے ذکر کئے گئے-جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اکابر فقہاء ان دو مسئلوں میں متفق ہیں کہ :-

شرف العلم اقوی من شرف النسب۔

اور :- حضرت عائشہ صدیقہؓ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل ہیں"۔

(عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۷۰-۱۷۱)۔

"اس کے بعد علامہ شامی نے فرمایا :۔

كتب العلماء طافحة بتقديم العالم على القرشي ولم يفرق سبحانه تعالى بين القرشي وغيره في قوله:۔ هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ علماء کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ عالم غیر قرشی مقدم ہے قرشی پر۔اور اللہ تعالی نے بھی قرشی اور غیر قرشی کے درمیان فرق نہیں فرمایا ' اس ارشاد میں کہ :۔جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں۔

مطلب یہ کہ عالم' غیر عالم سے افضل ہے' خواہ عالم قرشی ہو یا غیر قرشی۔اور اسی طرح غیر عالم' قرشی ہو یا غیر قرشی۔ تو نص قرانی سے ثابت ہوا کہ عجمی عالم عربیہ عورت سے افضل اور اس کی کفو ہے۔اس طرح قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ شرف علم شرف نسب سے اقوی ہے"۔(عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۷۱)۔

عجمی عالم کے سیدہ علویہ و عربیہ کا کفو ہونے کے سلسلہ میں علامہ بندیالوی متعدد دلائل نقل کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں :۔

" العجمي العالم كفو للعربي الجاهل لأن شرف العلم يقاوم شرف النسب — والعالم الفقير كفو للجاهل الغني و للعلوي لما عرفت ان شرف العلم يقاوم شرف النسب "۔

خلاصہ عبارت متن اور شرح کا یہ ہے کہ عجمی عالم' عربی جاہل کی کفو ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگرچہ عربی جاہل میں شرافت نسبی ہے' لیکن عجمی عالم میں شرافت علمی ہے جو شرافت نسبی کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور عالم فقیر' جاہل غنی اور اولاد حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی کفو ہے۔اور اس کی دلیل بھی وہی ہے جو ذکر ہو چکی کہ شرافت علمی شرافت نسبی کا مقابلہ کرتی ہے۔اب شامی نے اس مسئلہ کے متعلق تصریح کی ہے :۔

ولذاقيل اى لكون شرف العلم أقوى قيل إن عائشة أفضل لكثرة

علمها – وظاهره أنه لايقال إن عائشة أفضل من جهة النسب لأن الكلام مسوق لبيان أن شرف العلم أقوى من شرف النسب. فمانقل عن أكثر العلماء من تفضيل عائشة محمول على بعض الجهات كالعلم وكونها فی الجنة مع النبی صلی الله علیه وسلم و فاطمة مع علی رضی الله تعالی عنهما – ولهذاقال فی بدء الامالی :–

ولصديقة الرجحان فاعلم – على الزهراء فی بعض الخلال

خلاصہ عبارت کا یہ ہے کہ چونکہ شرافت علمی' نسبی سے اقوی ہے- اور حضرت عائشہ کا علم زیادہ ہے' تو حضرت عائشہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل ہیں۔ اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے-

اس کی دو دلیلیں ہیں- اول :- حضرت عائشہؓ کا علم زیادہ ہے-

دوم :- حضرت عائشہؓ کے بدن پاک کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نے مساس کیا ہے- جبکہ حضرت فاطمہ زہراؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کے بدن نے مساس کیا ہے- اور آنحضرتؐ کا جسم اطہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بدن سے افضل ہے-

اس طرح حضرت عائشہؓ دو وجہ سے حضرت فاطمہ زہراؓ سے افضل ہیں- اور "بدء الامالی" کے شعر میں اسی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو حضرت زہرا رضی اللہ تعالی عنہما پر بعض وجہ سے فضیلت ہے- اور ان بعض وجوہ سے مراد وہی دو وجوہات ہیں جن کا ذکر اوپر شامی کی عبارت میں ہے- اب در مختار' علامہ شامی' قاضی خان' ابن ہمام اور دیگر مستند فقہاء کی مذکورہ بالا عبارات کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے"-

(علامہ عطا محمد بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۷۴-۱۷۵)۔

"عجمی عالم علویہ اور سادات فاطمیہ کی کفو ہے

قارئین! یہ خلاصہ چند امور پر مشتمل ہے-

امر اول :- عجمی عالم بھی علویہ اور سادات کی کفو ہے-اور ان کے درمیان نکاح جائز ہے-خواہ ولی راضی ہو یا نہ ہو----

امر دوم :- شرافت علمی شرافت نسبی سے برتر ہے اور نص قرآنی سے ثابت ہے۔ قولہ تعالی :۔ (هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون)...

امر سوم :- اکثر علماء کا یہ فتوی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے افضل ہیں۔ اور یہ امر دوم پر مبنی ہے"۔

(علامہ عطاء محمد بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۷۵-۱۷۶)۔

علامہ عطاء محمد بندیالوی' علامہ شامی کی عجمی عالم کو عربیہ وعلویہ کا کفو قرار دینے کی ایک دلیل یوں نقل فرماتے ہیں :-

" اور علامہ شامی نے اس پر ایک عجیب دلیل دی ہے-کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ عجمی خواہ عالم ہو یا غیر عالم' عربیہ کی کفو نہیں ہے-علامہ شامی کی دلیل ملاحظہ ہو :-

كيف يصح لأحد أن يقول إن مثل أبى حنيفته أو الحسن البصرى رحمهما الله تعالى وغيرهما ممن ليس بعربى انه لا يكون كفواً لبنت قرشى جاهل أولبنت عربى بوال على عقبيه' فلا جرم انه جزم بما قاله المشائخ' صاحب" المحيط" وغيره كما علمت' وارتضاه المحقق ابن همام و صاحب" النهر" وتبعهم الشارح فافهم. والله سبحانه تعالى أعلم-

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ عجمی عالم بھی عربیہ کی کفو نہیں تو لازم آئے گا کہ امام ابو حنیفہؒ اور حسن بصریؒ اور دوسرے ائمہ جو عربی نہیں عجمی ہیں' ایک قریشی جاہل اور عربی' جو ایڑیوں پر پیشاب کرتا ہے' مذکورہ بالا عجمی ائمہ ان ہر دو

یعنی قریشی جاہل اور عربی کی لڑکیوں کے کفو نہیں۔اور یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ تو ثابت ہوا کہ عجمی عالم' قرشیہ اور عربیہ کی کفو ہے۔ تو "تنویر الابصار" کا یہ کہنا بالکل غلط ٹھہرا کہ عجمی عالم ہو یا سلطان غیر عالم' عربیہ عورت کی کفو نہیں۔

اس طویل عبارت کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ "فتاوی مہریہ" میں جو عربی عبارت "در مختار" کی قرار دی گئی ہے ' وہ دراصل "تنویر الابصار" کی ہے۔ جسے خود "در مختار" شامی اور دوسرے مشائخ نے رد کیا ہے۔

(عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۷۲-۱۷۳ عطاء بندیالوی اکیڈمی لاہور' مئی ۱۹۹۴ء)

فتوی سید مہر علی شاہ میں درج عبارت :۔ "العجمی لا یکون کفواً للعربیة ولوکان عالماً أو سلطاناً وهو الأصح — در مختار" پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے علامہ بندیالوی فرماتے ہیں :-

"چہارم :- مذکورہ بالا عبارت کے حصہ اول یعنی:۔ "العجمی لا یکون کفواً للعربیة" کو "در مختار" کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اور "در مختار" پر افتراء ہے۔ کوئی جاہل مفتی ہے' جو اس عبارت کو "در مختار" کی عبارت ثابت کرے ؟" فتاوی مہریہ" میں اس عبارت کو "در مختار" کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ عبارت دراصل "تنویر الابصار" کی ہے جو "در مختار" کا متن ہے۔اور اس میں عجمی مرد میں تعمیم کی گئی ہے کہ عجمی مرد خواہ عالم ہو یا سلطان جاہل عربیہ کی کفو نہیں۔ "در مختار" اور شامی دونوں نے اس تعمیم کو رد کر دیا ہے۔اور یہ تعمیم مردود ہے۔" در مختار" اور شامی کا رد انشاء اللہ عنقریب ذکر کیا جائے گا"۔

(علامہ عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۲۳)۔

علامہ بندیالوی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ جیسی قرآن و سنت و فقہ حنفی کا بحر ذخار ہستی فتوی میں غلط حوالہ کتاب نہیں دے سکتی :-

"عبارت مذکورہ بالا :- العجمی لا یکون کفواً للعربیة ولوکان عالماً

أو سلطاناً" آپ نے ذکر نہیں فرمائی اور نہ اس سے استدلال فرمایا- بلکہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔یا جامع فتاوی نے عمدا اعلی حضرتؒ کو بدنام کرنے کے لئے یہ خیانت کی ہے- حضورؒ کی طرف غلطی منسوب کرنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ کاتب یا جامع کی طرف منسوب کی جائے"-(عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۲۴)۔

اس فتوی کے جامع پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" فتاوی مہریہ پر اعتراضات

اول :- جو عبارت "در مختار" کی نہیں' اسے "در مختار" کی عبارت کہا گیا-

دوم :- جس عبارت کو "در مختار" نے رد کیا اور اس کے نزدیک جو قول مردود ہے اس کو "در مختار" کا مختار قرار دیا گیا-

سوم :- قول مردود کو" وھو الاصح " کہا گیا-

چہارم :- فتاوی مہریہ میں مردود قول سے استدلال کیا ہے-

پنجم :- جب "فتاوی مہریہ" کے جامع کو یہ علم بھی نہیں کہ جس عبارت سے استدلال کیا جارہا ہے' وہ کس کتاب کی عبارت ہے' "در مختار" کی یا "تنویر الابصار" کی ؟ اور وہ عبارت مردود ہے یا مختار ؟ تو اس کو اعلی حضرت کے فتاوی جمع کرنے کا کوئی حق نہیں تھا"-(علامہ عطا محمد بندیالوی' سیف العطاء' ص ۱۲۳-۱۲۴)۔

پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کے فتوی میں درج دوسری عبارت حوالہ کے مطابق غیر کفو میں بلا اجازت ولی' نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا اور یہی قول فساد زمانہ کو دیکھتے ہوئے فتوی کے لئے اختیار شدہ قول ہے-اس حوالہ سے علامہ بندیالوی فرماتے ہیں :-

"قارئین! اب عبارت کے حصہ دوم پر بحث کی جاتی ہے :-

ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ أصلاً وھو المختار للفتوی لفسار الزمان — در مختار—

یہ عبارت "در مختار" کی ہے اور اس پر کئی ابحاث ہیں :-

بحث اول :- کسی عورت نے بغیر اجازت ولی اقرب خود بخود غیر کفو میں نکاح کر لیا تو اس میں دو مذہب ہیں :-

مذہب اول :- ظاہر الروایہ۔ کہ نکاح تو منعقد ہے لیکن لازم نہیں- قاضی ولی اقرب کے مطالبہ پر فسخ کر سکتا ہے-اگر ایک ولی اقرب نے قبل از عقد نکاح' یا بعد از عقد نکاح' نکاح پر صراحتہً رضامندی ظاہر کر دی تو نکاح لازم ہو جائے گا-اور کوئی دوسرا ولی اس نکاح کو قاضی سے فسخ نہیں کرا سکتا-

مذہب دوم :- غیر ظاہر الروایہ یعنی نوادر۔ کہ اگر عورت نے بغیر اجازت ولی اقرب خود بخود غیر کفو میں نکاح کر لیا تو اس مذہب دوم کے مطابق ابتدا سے نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا-اور اب قاضی اس نکاح کو ولی اقرب کے مطالبہ پر فسخ نہیں کر سکتا-اس لئے کہ فسخ اس چیز کا ہوتا ہے جس کا وجود ہو-اور چونکہ مذہب دوم کے مطابق اس صورت میں نکاح کا وجود ہی نہیں لہذا تنسیخ قاضی کی ضرورت ہی کیا ہے- حضرت گولڑوی کے فتوی کا تعلق بھی اسی مذہب دوم سے ہے-اور اس صورت میں اگر ایک ولی اقرب نے قبل از عقد نکاح' نکاح کی اجازت صراحتاً دیدی تو نکاح درست' صحیح اور نافذ و لازم ہو جائے گا- اور اگر ولی مذکور نے بعد از نکاح' نکاح پر صراحتاً رضامندی ظاہر کر دی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔اور اس رضامندی سے پہلا نکاح درست اور صحیح نہیں ہوگا- اب اس پر دلائل ملاحظہ ہوں :-شرح و قایہ اور اس کے متن میں ہے :-

نفذ نكاح حرة مكلفة ولو فى غير الكفوء بغير ولى اى بلا رضاه و إذنه – وللولى الاعتراض فى غير الكفوء–

و روى الحسن بن زياد عن ابى حنيفته رحمهما الله تعالى عدم جواز النكاح من غير كفوء وعليه فتوى قاضى خان–

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آزاد اور عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح کفو اور غیر کفو دونوں میں نافذ اور صحیح ہے-خواہ ولی اقرب کی نہ رضا ہو نہ اذن-البتہ اگر ولی کا اذن اور رضا نہ ہو تو ولی اس نکاح پر اعتراض کر سکتا ہے-اور ولی کے مطالبہ پر قاضی اس

نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ یہ ظاہر الروایہ ہے۔

اور حسنؒ بن زیاد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ بلا اذن ولی اقرب حرہ عاقلہ بالغہ کا نکاح غیر کفو میں جائز نہیں اور قاضی خان نے اس پر فتوی دیا ہے۔ یہ غیر ظاہر الروایہ اور نوادر سے ہے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ ظاہر الروایہ اور غیر ظاہر الروایہ کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ ایک عورت حرہ عاقلہ بالغہ نے خود اپنا نکاح بلا اذن ولی کے غیر کفو میں کیا۔ اور اگر مذکورہ عورت نے ولی کے اذن اور رضا سے غیر کفو میں نکاح کیا تو دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ نکاح جائز اور حلال ہے، کسی حنفی کا اس سے اختلاف نہیں۔

تو آج کے جاہل اور نام نہاد مفتیوں کا یہ کہنا کہ غیر کفو میں نکاح ناجائز ہے خواہ ولی کی رضا اور اذن سے ہو یا نہ ہو، یہ قول باطل اور دین سے ناواقفیت پر مبنی ہے"۔
(علامہ عطاء محمد بندیالوی، سیف العطاء، ص ۱۳۰ - ۱۳۱ عطاء بندیالوی اکیڈمی لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)۔

اس بیان کے ساتھ اگر یہ امر بھی ملحوظ رکھا جائے کہ امام ابو الحسن کرخیؒ اور امام ابو بکر جصاصؒ جیسے جلیل القدر حنفی فقہاء بھی امام مالکؒ کی طرح نکاح میں کفو نسبی کے قائل نہیں اور ان کے نزدیک ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان عورت سے بلا امتیاز قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم نکاح درست ہے، تو فقہ حنفی کی رو سے بھی کسی عاقلہ بالغہ مسلمہ کے مبینہ "غیر کفو" میں نکاح بلا اجازت ولی کو فسخ کرانے یا سرے سے غیر منعقد قرار دینے (روایت حسن بن زیاد) کا حق متفق علیہ قرار نہیں پاتا۔ جبکہ فقہاء مؤیدین کے مطابق ہر دو حنفی ائمہ نے امام ابو حنیفہ کی کسی روایت کے مطابق ہی یہ مسلک اختیار کیا ہوگا۔

(وفی حاشیة الدرر أن الإمام أباالحسن الكرخی والإمام أبابكر الجصاص وهمامن كبار علماء العراق و من تبعهما من علماء العراق لم يعتبروا الكفاءة فی النكاح. ولولم يثبت عندهم هذه الرواية عن ابی حنيفة لما اختاروها۔ (عطاء بندیالوی، سیف العطاء، ص ٤٧)۔

چنانچہ اس سلسلہ میں امام کرخی و امام ابو بکر جصاص نیز ان کے مقلد متعدد

فقہائے احناف کی مذکورہ رائے کو اختیار کرنا کیونکر فقہ حنفی کے منافی قرار دیا جاسکتا ہے ؟اس حوالہ سے بھی کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرد کے بجائے کفو نسبی عورت کی شادی کے وقت ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔لیکن مرد بلاامتیاز کفو کم تر عورت سے بھی شادی کر سکتا ہے۔جبکہ ان سے اختلاف کرنے والے صاحبین (امام ابو یوسفؒ و امام محمد بن حسن شیبانیؒ) مرد کے لئے بھی اپنے کفو میں شادی کرنے کو شرط نکاح قرار دیتے ہوئے فقہ حنفی سے انحراف کے مرتکب قرار نہیں پاتے۔

"خلاصہ یہ کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ مرد مثلاً نسب کے لحاظ سے' عورت سے کم نہ ہو۔جبکہ عورت نسب کے لحاظ سے مرد سے کم ہو سکتی ہے۔

اب صاحبین کا مذہب ملاحظہ ہو :- "در مختار" میں ہے :-

" فی الظهيرية وغيرها:. وهذا عنده و عندهما معتبر فی جانبها أيضا ".

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ کفو صرف مرد کی جانب سے ہے' عورت کی جانب سے کفو کا کوئی اعتبار نہیں۔یعنی مرد مثلاً نسب کے لحاظ سے عورت سے کم نہیں ہو سکتا۔البتہ عورت نسب کے لحاظ سے کم ہو سکتی ہے۔یہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔اور صاحبین کے نزدیک جیسے مرد کی جانب سے کفو کا اعتبار ہے' اسی طرح عورت کی جانب سے بھی کفو کا اعتبار ہے"۔(عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۴۲-۴۳)۔

ایک ضروری وضاحت

قارئین کرام! آخر میں یہ فقیر مولوی عطاء محمد چشتی گولڑوی عرض پرداز ہے کہ میری اس ساری علمی اور تحقیقی کاوش کا مقصد نہ تو کسی کی جانب داری اور نہ کسی کی مخالفت ہے۔ بلکہ میرا واحد مقصد و مدعی ان چند نام نہاد مفتیوں اور خطیبوں کے اس نظریہ باطل کا رد کرنا تھا جنہوں نے میرے پیرو مرشد' رازیٔ دوراں' مجدد دین و ملت' حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ پر یہ افتراء اور بہتان باندھا کہ یہ فتوی آپ کا ہے کہ سیدہ فاطمیہ کا

نکاح غیر سید سے' خواہ وہ ہاشمی غیر فاطمی یا قریشی غیر ہاشمی ہو ' ناجائز ہے-اور یہ کہ اگر ولی اپنی رضامندی سے بھی سیدہ کا نکاح غیر کفو یعنی ہاشمی' قریشی' علوی' عباسی کے علاوہ دوسری قوموں کے کسی فرد کے ساتھ کردے تو ایسا نکاح بھی سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا- علاوہ ازیں میں نے حضرت اعلیٰؒ سے منسوب ایک ملفوظ پر بھی بحث کی کہ اس سے یہ کاسہ لیس مفتی اور خطیب جو کچھ مراد لیتے ہیں' وہ ثابت نہیں ہوتا- نیز حضرت اعلیٰؒ کا جو فتویٰ بہ سلسلہ نکاح سیدہ باغیر سید "فتاویٰ مہریہ" میں مطبوع ہے' صورت مسئولہ میں اس کا جواب فقہ احناف کی معتبر اور ناقابل تردید کتابوں میں کیا پایا جاتا ہے-اس لئے کہ حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ خود بھی حنفی المسلک تھے' جس کا آپ' نے اپنی تصانیف میں کئی مقامات پر خود ذکر بھی فرمایا ہے-لہذا آپؒ فقہ حنفی کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتے-اس لئے فقیر نے" فتاویٰ مہریہ " کے سوال اور جواب کا تجزیہ فقہ احناف کی معتبر کتابوں کی عبارات کے حوالوں سے کیا' تاکہ ابہام رفع ہو جائے اور حقیقت مسئلہ سامنے آجائے- بحمد اللہ کہ مسئلہ کی حقیقت اصلیہ اب کھل کر سامنے آگئی"-

(علامہ عطاء محمد بندیالوی' سیف العطاء' ص ۲۷۷-۲۷۸' عطا بندیالوی اکیڈمی' لاہور' مئی ۱۹۹۴ء)۔

۱۸- مولانا عبدالحکیم شرف قادری

(جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

جلیل القدر عالم و محقق شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) اسلام اور ذات پات کے سلسلہ میں سادات کرام کے خصوصی حوالہ سے فرماتے ہیں :-

"سادات کرام کا عظیم ترین شرف یہ ہے کہ انہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ اس شرف کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ علوم دینیہ، تقوی و طہارت، اعمال صالحہ اور احوال باطنہ میں سب لوگوں سے آگے ہوتے، جبکہ آج حالت یہ ہے کہ اس طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے اور ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی گئی ہے کہ وہ سادات ہیں، چاہے کچھ بھی کرتے رہیں' اور باقی لوگ امتی ہیں۔ حالانکہ سادات کرام سمیت تمام مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

دوسری بات بعض علماء نے ان کے ذہنوں میں یہ راسخ کر رکھی ہے کہ سید زادی کا نکاح کسی غیر سید مرد کے ساتھ یہاں تک کہ کسی قریشی، ہاشمی مرد کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ اگرچہ لڑکی راضی ہو اور اس کے قریبی رشتہ دار بھی راضی ہوں۔ اگر ایسا نکاح ہو گیا تو میاں بیوی کی مباشرت زنا قرار پائے گی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

غور فرمائیں آج تک لاکھوں، کروڑوں سید زادیوں کے نکاح ان کے قریبی رشتہ داروں کی اجازت اور رضا سے غیر سید مردوں سے ہو چکے ہیں اور وہ ازواجی زندگی بسر کر چکی ہیں اور کر رہی ہیں۔ یہ علماء ایمان کو حاضر کر کے اور خاندان نبوت کی عظمت کو پیش نظر رکھ کر بتائیں کہ کیا آپ کا یہ شدید ترین فتوی جسے دھراتے ہوئے بھی قلم کانپ کانپ جاتا ہے۔ ان سید زادیوں کی تعظیم ہے یا توہین ؟"۔

(علامہ عطاء محمد بندیالوی، سیف العطاء، تقدیم مولانا عبدالحکیم شرف قادری بعنوان "تعارف مصنف، ص ۳۰-۳۱، عطاء بندیالوی اکیڈمی لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)

محترم مفتی عبدالشکور ہزاروی کے فتوی حرمت نکاح سیدہ باغیر سید (جس کو صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گیلانی جیسے وارثان پیر مہر علی شاہؒ نے تسلیم نہیں کیا) پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ شرف قادری فرماتے ہیں :-

"گولڑہ شریف کے عرس کے موقع پر یہ اعلان کیا گیا کہ سید زادی کا کفو صرف سید ہی ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک قریشی، ہاشمی بھی سیدہ کا کفو نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ سید نہ ہو. اور یہ کہ ایسا نکاح سیدہ کے ساتھ حرام ہے۔ اگرچہ سیدہ بھی راضی ہو اور اس کے رشتہ دار بھی رضامند ہوں۔ یہ فتوی نہ صرف ائمہ احناف کے خلاف ہے، بلکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے بھی خلاف ہے۔ اس متشددانہ فتوی کا نتیجہ ہے کہ بعض امیر کبیر سادات اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنے رشتہ داروں میں اس لئے نہیں کرتے کہ وہ غریب ہیں۔ اور غیر سادات میں اس لئے نہیں کرتے کہ ادھر حرام کا فتوی موجود ہے۔ نتیجہ یہ کہ ان صاحبزادیوں کو مجبوراً تجرد کی زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ اس کا وبال کس کے سر ہو گا؟"

(علامہ عطا محمد بندیالوی، سیف العطا، تعارف مصنف از عبدالحکیم شرف قادری، ص ۳۷)

۱۹-صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی

(گولڑہ شریف' اسلام آباد)

سیدنا پیر مہر علی شاہ حسنی چشتی گولڑویؒ کے پڑپوتے اور حضرت بابو جی (سید محی الدین) کے پوتے' ممتاز شاعر و مؤلف فاضل جلیل صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی چشتی نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "نام و نسب" (مطبوعہ ۱۹۸۹ء) میں ذات پات کی بیجا پابندیوں کو رد کرتے ہوئے قرآن و سنت و اقوال و سیرت اسلاف کی روشنی میں ناقابل تردید دلائل و تصریحات پیش فرما کر علماء و مشائخ امت کی ترجمانی کا حق ادا فرما دیا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی دلائل و قیمتی مباحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں بطور خلاصہ و نتیجہ کلام فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو غیر کفو میں سیدہ کے نکاح کر لینے کی صورت بھی وہی بنتی ہے، جو غیر سیدہ کے لئے ہے۔ مثلاً یہ کہ اگر کوئی سید خاندان کی لڑکی اپنے ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر، غیر کفو میں شادی کر لیتی ہے تو اس کا نکاح منعقد نہ ہو گا۔ اور اگر سیدہ بالغہ غیر کفو میں شادی کرنے پر رضامند نہیں' مگر ولی اس کی مرضی کے بغیر غیر کفو میں شادی کر دیتا ہے تو از روئے شریعت محمدی ایسا نکاح بھی درست نہیں ہو گا۔ کیونکہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے' اسے خود اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے کی کھلی اجازت ہے۔...

اور اگر سیدہ اور اس کا ولی غیر کفو میں شادی ہو جانے پر رضامند ہیں تو وہ نکاح درست اور نسب ثابت ہو گا۔

بہر حال یہ جو بعض سادات سمجھتے ہیں کہ ان کی کسی عزیزہ یا بیٹی کا نکاح غیر کفو میں ہو ہی نہیں سکتا، یا از روئے قرآن و حدیث ناجائز ہے تو یہ محض ان کی خوش فہمی ہے۔ ہمیں کوئی ایسی نص قطعی نہیں ملتی، جس سے سادات کے اس عقیدہ کو درست ثابت کیا جا سکے۔" (نصیر الدین گیلانی، نام و نسب، ص ۸۴-۸۵، گیلانی پبلشرز، گولڑہ، ۱۹۸۹ء)

جلیل القدر عالم و محقق شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) سید نصیر الدین گیلانی کی تصنیف "نام و نسب" کے حوالہ سے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" کچھ عرصہ تو اس کتاب کی طرف کسی کی توجہ نہ گئی۔ مگر جونہی اس کے مندرجات سے آگاہی ہوئی تو ایک خاص فکر رکھنے والے علماء میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ صاحبزادہ صاحب کے خلاف محاذ بنالیا گیا۔ ان کی کتاب کی تقسیم بند کرادی گئی اور کئی طرح سے ان پر دباؤ ڈالا گیا کہ اپنی اس تحقیق سے رجوع کریں۔ لیکن صاحبزادہ صاحب نے یہ موقف محض سنی سنائی، واعظانہ باتوں یا جذباتی تخیلات کی بنا پر نہیں، بلکہ پورے عالمانہ اور دیانتدارانہ غور و خوض اور تحقیق کے بعد اختیار کیا تھا۔ اس لئے وہ اپنے موقف پر بدستور قائم ہیں۔ اور ان کی پیشکش ہے کہ :-

"اگر کسی عالم دین کو میرے موقف سے اختلاف ہو تو براہ راست گفتگو کر کے مجھے قائل کرے"۔

حقیقت یہ ہے کہ عہد حاضر میں صاحبزادہ نصیر صاحب گولڑوی کی استقامت نے قرون اولی کے متدین اور متصلب علماء کرام کی یاد تازہ کر دی۔ اس عالمگیر قسم کی ممانعت، متعصبانہ برتاؤ، سوشل بائیکاٹ، اپنوں اور بیگانوں کے طعن و تشنیع اور طرح طرح کی دل آزاریوں اور پھر ایک مہیب دباؤ کو صرف شریعت کی بالادستی ثابت کرنے کے لئے اس خندہ پیشانی کے ساتھ قبول اور برداشت کرنا، بالخصوص شاہانہ ماحول میں پروان چڑھنے والے ایک "صاحبزادہ" کیلئے ناممکن سی بات لگتی ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔"

(تقدیم بعنوان "تعارف مصنف" بقلم مولانا عبدالحکیم شرف قادری در تالیف، علامہ عطاء محمد بندیالوی چشتی، سیف العطاء، ص ۳۳، مطبوعہ عطاء بندیالوی اکیڈیمی، مدرسہ احیاء العلوم، لاہور، بار اول مئی ۱۹۹۴ء)۔

۲۰- ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

(مدیر "فکر و نظر" ادارہ تحقیقات اسلامی' اِسلام آباد)

ممتاز عالم و محقق و صاحب طریقت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن مفتی عبدالشکور ہزاروی کے "فتوی دربارہ حرمت نکاح سیدہ با غیر سید" کے جواب میں فرماتے ہیں-(مشمولہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۳ نومبر ۱۹۹۲ء و ۷ جنوری ۱۹۹۳ء) :-

"حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب مرحوم نکاح کی حرمت کے قائل نہیں تھے- جس کی تصدیق پیر سید نصیر الدین صاحب گولڑوی نے اپنی کتاب "نام و نسب" میں کی- حضرت کے پیش نظر "غیر کفو" میں "بغیر اجازت ولی نکاح" کا مسئلہ تھا- اور حضرت پیر صاحب کے درجہ کا عالم اس اجتماعی نقطۂ نظر کے خلاف فتوی نہیں دے سکتا-

"راقم الحروف----کسی عالم باعمل' صوفی کامل کی عبارت کی ایسی توضیح قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں جس سے "صاحب قول" کو شریعت مصطفوی سے متعلق اجماعی نقطہ نظر سے ٹکرا دیا جائے"-

ڈاکٹر ساجد الرحمٰن نکاح سیدہ باغیر سید کو جائز ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ایسی بے شمار سیدات ہیں جن کے اولیاء کی رضامندی سے ان کے نکاح غیر سادات کے ساتھ ہوئے ہیں- اور ان کی اولاد در اولاد سے نسلوں کا تسلسل قائم ہے"-

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن آخر کلام میں التجا فرماتے ہیں کہ :-

"اگر اس طرح ایک مرد درویش فخر سادات حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی کی خانقاہ کو شریعت مطہرہ کے بنیادی اصولوں کی پامالی کے لئے استعمال کیا جاتا رہا تو لوگوں کا خانقاہی نظام پر جو تھوڑا بہت اعتماد باقی ہے وہ بھی اٹھ جائے گا"-

۲۱- مفتی سیف اللہ حقانی

(دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

"قریش کے قبائل آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت علیؓ نے سیدہ ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے کر دیا تھا"۔
(فتوی مفتی سیف اللہ حقانی ، دار الافتاء ، دارالعلوم حقانیہ ، اکوڑہ خٹک، سرحد)۔

۲۲- مفتی عبداللطیف

۲۳- مولانا سید محمد ایوب جان بنوری

(دارالعلوم سرحد' پشاور)

"قبائل قریش، سیدہ فاطمیہ کے کفو ہیں۔ حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ سے حضرت عمرؓ نے نکاح فرمایا۔ سیدہ فاطمیہ کا نکاح قبائل قریش میں ہو سکتا ہے۔ اور سیدہ باجازت ولی غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے"۔

(فتوی مفتی عبداللطیف مع تصدیق
مولانا سید محمد ایوب جان بنوری ،
امیر جمعیت علمائے اسلام، سرحد)۔

۲۴- مفتی عبداللطیف

(جامعہ نظامیہ رضویہ ،لاہور)

" سادات ، اہل بیت بنی ہاشم ہیں اور بنی ہاشم قریش کے بارہ قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ قریش کے تمام قبائل ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ ان کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ جائز ہے۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا۔ جو کام خود حضورؐ نے کیا ہو، اس کو ناجائز و حرام کہنے اور سمجھنے والا ایمان کے کس درجہ میں ہو سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔

کوئی عاقلہ بالغہ سیدہ اپنے ولی کی رضا مندی کے بغیر غیر کفو میں نکاح نہیں کر سکتی ۔ اور ولی کی اجازت کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اگر کوئی سیدہ کسی غیر قریشی عالم، صالح سے نکاح کرے اور ولی کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں "۔(دارالافتاء ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)۔

۲۵- مفتی عبدالقیوم خان

(ادارہ منہاج القرآن' لاہور)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی عظیم الشان تحریک " منہاج القرآن " سے وابستہ ممتاز عالم و محقق مفتی عبدالقیوم خان اپنے ایک فتویٰ پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے سید زادی کا غیر سید سے نکاح جائز و درست ہونے کی تاکید مزید فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"س :- آپ نے ماہنامہ "منہاج القرآن" میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے جائز ہے"---

پھر اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے علاوہ دیگر اکابر علمائے کرام کے فتوے بھی ایسا نکاح حرام قرار دیتے ہیں۔۔۔۔

مجھے آپ کا فتویٰ پڑھ کر دکھ ہوا۔ براہ کرم تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

ج :۔ آپ کو شرعی علمی مسئلہ پڑھ کر جو دکھ ہوا ہمیں اس پر دکھ ہے۔ مسائل شرعیہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہوتے ہیں' خالی جذبات یا اظہار دکھ سے نہیں۔ ایمان اتنا کمزور نہیں ہونا چاہئے کہ بغیر شرعی حکم کے محض کہنے سننے پر اسے بدلتے رہیں۔ استقامت چاہئے' اختلافی مسائل سننے کا حوصلہ چاہئے۔ بات صحیح ہو تو قبول کرنا ہی سعادت ہے۔ مسئلہ شرعی یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان عورت سے سوائے محرمات کے باہمی رضامندی سے نکاح جائز ہے۔

مسئلہ نسب سید اور غیر سید کا نکاح

مسائل شرعیہ میں ہزار بار اختلاف کریں مگر دباؤ سے نہیں "دلیل سے"

(مجلّہ "منہاج القرآن" لاہور ستمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۸۔ زیر سرپرستی ڈاکٹر طاہر القادری)۔

مفتی عبدالقیوم "محرمات" (جن عورتوں سے نکاح حرام ہے مثلاً ماں بہن بیٹی وغیرہ) کی تفصیل لکھنے کے بعد "سیدزادیوں" سمیت جملہ خواتین اسلام واہل کتاب سے نکاح کو درست قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ان "محرمات" کو چھوڑ کر باقی تمام مسلمان یا اہل کتاب عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح رضا و رغبت سے شرعاً جائز ہے۔۔۔

وہ اسلام جس نے قبائل و اقوام کو ذریعہ فضیلت نہیں' ذریعہ تعارف بتایا' اس کا نام لیکر اتنی غلط بات کرنی اور اس پر اصرار کرنا؟ مساوات اسلامی کے اصول بتانے پر کوئی ناراض ہو تو اس کی مرضی۔ اللہ و رسولؐ کو ناراض کر کے ہم کسی کو راضی نہیں کر سکتے"۔

(مجلّہ "منہاج القرآن" لاہور ستمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۸ ' جواب از مفتی عبدالقیوم)۔

۲۶- ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

(جامعہ پنجاب' لاہور)

عالمی شہرت یافتہ استاذ و محقق علوم عربیہ واسلامیہ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (سابق صدر شعبہ عربی و ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ ، جامعہ پنجاب لاہور) اسلام کو ذات پات کے تعصبات سے پاک قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"اسلامی شریعت ایسا حکم ہرگز نہیں دیتی جس سے اخوت و مساوات پر حرف آتا ہو یا اللہ کے بندے مشکل میں پڑتے ہوں"۔

اگر سیدزادی کی غیر سید سے شادی قطعی حرام قرار دیدی جاتی تو اس سے اسلام کی حکمت مساوات پر بھی زد پڑتی -اور استطاعت سے بڑھ کر مشکل بھی آ جاتی- سیدہ پر یہ لازم آتا کہ اپنے نانا کی سنت نکاح سے اعراض کی مرتکب ہو اور عمر بھر کے لئے کنواری بیٹھ جائے-

چنانچہ سورہ احزاب میں پردے کا حکم دیا تو ازواج کے ساتھ بنات نبیؐ کو بھی شامل کیا- مگر اس صورت میں ازواج مطہرات کو امت کی مائیں کہا تو بنات نبیؐ کو امت کی بیٹیاں نہیں کہا-اسی طرح جب حکم دیا کہ ازواج نبیؐ سے امت کے لئے شادی کرنا ممنوع اور حرام ہے تو دختران نبیؐ کے لئے یہ حکم نہیں دیا- ورنہ امت کے لئے ان سے نکاح حرام ہو جاتا- حتی کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر بھی دختران نبیؐ حرام ہو جاتیں-

لیکن اللہ کی حکمت یہ تھی کہ آزادی اور خوشی کی جو نعمت امت کی دیگر عورتوں کو نصیب ہے' اس سے آل نبیؐ کی خواتین کو محروم نہ رکھا جائے۔۔۔

اہل بیت کی خواتین کو غیر سید مسلمان عالم دیندار اور خوشحال سے نکاح کرنے سے روکنا انہیں اس مودت و رحمت سے محروم کرنا ہے-

(اقتباس از مضمون ڈاکٹر ظہور احمد اظہر مطبوعہ روزنامہ "جنگ" لاہور' مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۲ء)۔

۲۷- قاضی محمد طاہر علی ہاشمی

(خطیب جامع مسجد حویلیاں' ہزارہ)

قاضی محمد طاہر علی ہاشمی (خطیب جامع مسجد حویلیاں' ہزارہ) معروف عالم' قاضی چن پیر شاہ الہاشمی قدس سرہ کے فرزند ارجمند اور علماء و محققین اہل سنت (حنفی دیوبندی) میں ممتاز مقام کے حامل ہیں- آپ کی کئی علمی و دینی تصانیف علماء و مشائخ امت سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں- جن میں " تذکرہ سیدنا معاویہؓ " "تعارف سیدنا معاویہؓ" "تعارف اہل بیتؓ" "اصلاح معاشرہ" اور "تحقیق نکاح سیدہ" سر فہرست ہیں-

قاضی طاہر ہاشمی نے تقریبا ڈیڑھ سو صفحات (۱۴۴) پر مشتمل اپنی مختصر و جامع تحقیقی تصنیف "تحقیق نکاح سیدہ" جواز المناکحۃ بین السیدۃ و غیر سید- (مطبوعہ قاضی چن پیر اکیڈیمی حویلیاں ہزارہ' ۱۹۹۳ء) میں اسلام اور ذات پات کے حوالہ سے قیمتی مباحث قلمبند فرمائے ہیں- اور قرآن و حدیث' فقہ و سیرت نیز تاریخ و تعامل امت کے مستند حوالہ جات سے ثابت فرمایا ہے کہ اسلام میں سید و غیر سید' فاطمی و ہاشمی و قرشی اور عربی و عجمی کی بنیاد پر تفریق و امتیاز یا کفو نسبی کی آڑ میں نکاح و ازدواج بین مسلمین و مسلمات میں خلاف شریعت مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں- اس سلسلہ میں مؤلف نے نکاح کی اہمیت' محرمات شرعیہ' مسئلہ کفاءت' نکاح میں ولی کی اہمیت' نکاح سیدہ کی شرعی حیثیت' لفظ "سید" کی لغوی تشریح و تاریخی حیثیت' نکاح سیدہ کے جواز پر چند فتوے' نکاح سیدہ اہل تشیع کی نگاہ میں' اور تعامل امت' جیسے عنوانات قائم کر کے قرآن و سنت و اکابر امت کے حوالہ سے تفصیلی دلائل یکجا فرما دیئے ہیں- چنانچہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی ایک منفرد و فیصلہ کن علمی تصنیف ہے جو فاضل جلیل سید نصیر الدین گیلانی کی معروف و معرکتہ الآراء تصنیف "نام و نسب" (گیلانی پبلشرز' گولڑہ' ۱۹۸۹ء) کی تائید و حمایت میں تحریر شدہ کتب و مقالات بسلسلہ جواز نکاح سیدہ باغیر سید و تردید مخالفین نکاح میں ممتاز و نمایاں حیثیت کی حامل ہے- اس کے چند اہم اقتباسات آئندہ صفحات

میں درج کئے جا رہے ہیں جن سے اصل کتاب کی اہمیت و قدر و قیمت کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

قاضی طاہر ہاشمی "نکاح کی اہمیت" "محرمات شرعیہ" اور "مسئلہ کفاءت" کے زیر عنوان قرآن و حدیث و فقہائے امت کے متعدد و متنوع حوالہ جات درج کرنے کے بعد "کفاءت پر عمومی بحث" کے زیر عنوان لکھتے ہیں :-

"کفاءت پر عمومی بحث

قرآن، حدیث اور فقہ کی رو سے کفاءت کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے۔ آخر میں بطور خلاصہ ایک عمومی بحث پیش خدمت ہے :-

دراصل نسلی تفوق و برتری ایک ایسی گمراہی ہے، جس سے دنیا میں ہمیشہ بڑے بڑے فساد رونما ہوئے ہیں۔ یہودیوں نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی چہیتی قوم قرار دیا اور اپنے مذہبی احکام تک میں یہودیوں اور غیر یہودیوں کے لئے الگ الگ ضابطے بنا لئے۔ ہندوؤں کے ہاں باقاعدہ کچھ لوگوں کو اونچا اور کچھ کو نیچا سمجھ لیا گیا۔ اور سب انسانوں پر برہمنوں کی برتری قائم کر دی گئی۔ اونچی ذات کے انسانوں کو پاک اور نیچی ذات کے انسانوں کو ناپاک سمجھا گیا۔ کچھ ایسی ہی حالت امریکہ میں کالوں اور گوروں کے درمیان قائم ہو گئی۔

تاریخ شاہد ہے کہ تمدنی دنیا میں نسب پر سب سے زیادہ فخر کرنے والی قوم، قوم عرب ہے۔ عرب تو تفاخر نسبی کے والہ و شیدا تھے۔ بازار عکاظ اس قسم کے خیالات کا مرکز تھا۔ کیا یہ بات قرین انصاف ہے کہ ایک انسان صرف اس لئے ذلیل اور حقیر ٹھہرا دیا جائے کہ وہ کسی عام گھرانے میں پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس پیدائش میں نہ اس کے اختیار کو دخل ہے اور نہ خواہش کو۔ اور کیا کسی انسان کو صرف اس لئے بڑا اور قابل احترام مان لیا جائے کہ وہ کسی خاص نسل یا خاندان میں پیدا ہو گیا ہے؟ اسی بناء پر اسلام نے نسل و نسب اور رنگ و وطن کے امتیازات باطل مٹا کر صرف اپنی نسبت قائم رکھی۔ مسلمان کے لئے مسلمان ہونا کافی ہے۔ اس میں نہ ہاشمی کی تخصیص ہے نہ غیر ہاشمی کی، نہ عربی کی اور نہ ہی عجمی کی۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی - کاندریں رہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اسلام اصول پسندی کا نام ہے قوم پرستی کا نہیں اور اس کی بنیاد فطری اصولوں پر ہے' قومیت' وطنیت اور رنگ وروپ پر نہیں۔ اس لئے اس کا کوئی بھی موضوع کسی خاندان یا وطن یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہو سکتا۔ اس کی عبادت گاہوں میں کوئی اونچ نیچ نہیں۔ اس کے دیئے ہوئے حقوق میں امیر و غریب سب برابر ہیں۔ اس کے حلقہ غلامی میں آکر ایک اچھوت بھی اتنا ہی اونچا ہے جتنا کہ ایک اونچی ذات کا پرانا مسلمان۔ اس کی حدود و تعزیرات میں اعلیٰ وادنیٰ کا کوئی فرق نہیں۔ اس کی دینی ودنیوی ترقیات اور مقبولیت عنداللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات تک پہنچنے میں کسی رنگ و نسل اور خاندان کی کوئی تخصیص نہیں۔ اگر اس کی ان اخلاقی رحمتوں اور قانونی حقوق میں کالے' گورے' خاندانی یا غیر خاندانی اور سید یا امتی کا فرق معتبر ہوتا۔ (واضح رہے کہ "سید" اور "امتی" کا تصور غیر اسلامی ہے۔ آنحضرتؐ کے علاوہ سارے مسلمان امتی ہیں۔ اس میں آپؐ کی ازواج مطہرات اور اولاد بھی شامل ہے۔ کیونکہ دو ہی صورتیں ہیں۔ یا پیغمبر ہوگا۔ یا امتی۔ اب جو سید آپنے آپ کو امتی نہیں کہتے' وہ دوسرے معنوں میں نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اور آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا مدعی شرعاً کس زمرے میں شامل ہوگا مسلمان یا------؟)

۔اور قوم پرستی کے اصول سے اس کی رحمتیں تقسیم ہوتیں تو وہ مذہب یقیناً رحمت عالم کہلانے کا مستحق نہ ہوتا۔ لیکن الحمدللہ اسلام اس بدنما داغ سے پاک وصاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے "إنما المؤمنون إخوة" کا اعلان کر کے قومیت ونسلیت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر محض اچھا نسب اور نسب کارآمد ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ کے والد' حضرت لوطؑ کی بیوی' حضرت نوحؑ کا بیٹا اور آنحضرتؐ کے چچا سب سے پہلے نجات یافتہ ہوتے۔ اور اگر محض بری نسبت کے لئے برے نتائج لازمی ہوتے تو فرعون کی بیوی آسیہؓ' ابو جہل کا بیٹا عکرمہؓ اور اکثر وبیشتر صحابہؓ جو مشرکین عرب کی اولاد تھے' کبھی بھی نجات یافتہ نہ ہوتے۔ مگر وہاں کو را نسب اور نسبت کارآمد نہیں جب تک اس کے ساتھ ایمان اور عمل صالح نہ ہو۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نسلی اور نسبی تفوق وبرتری کا مرض انسانیت کا سب سے بڑا کوڑھ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان پر بالادستی کا اظہار کرے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی باپ کی اولاد' ایک ہی خاک پاک کے پتلے' ایک ہی اللہ کی مخلوق اور ایک ہی زمین کے مکین ہیں۔ پھر یہ تفاوت کیوں؟

اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اے انسانو! تم سب ایک ہی مادے سے بنے ہو۔ ایسا نہیں کہ کسی کا مادہ تخلیق تو بہت پاکیزہ اور بڑھیا ہو اور کسی کا گھٹیا یا ناپاک۔ سب کی پیدائش اسی حقیر پانی سے ہوتی ہے اور طریقہ پیدائش بھی ایک ہی ہے۔

اسلام قوموں اور قبیلوں کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے باعث تعارف قرار دیتا ہے نہ کہ باعث عزت و ذلت۔ اگر پیدائش کی بنیاد پر عزت وذلت کا فیصلہ کر دیا جاتا تو یہ ایک بڑا ظلم ہوتا۔ کیونکہ کسی انسان کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جہاں چاہے پیدا ہو جائے۔ البتہ یہ اختیار ضرور دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جیسے چاہے عمل کرے۔

اسلام میں اصل بنائے شرف وفضیلت صرف تقوی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے اہل خاندان کو جمع کر کے نام بنام مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

اے فاطمہؓ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو' اس لئے کہ میں اللہ تعالی کے ہاں تمہارے کام نہیں آسکوں گا۔ اور اے صفیہؓ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو کیونکہ میں اللہ کے ہاں تمہارے کام نہیں آسکوں گا۔

بارگاہ ایزدی میں کوئی حسب ونسب کسی کے کام نہیں آسکے گا۔ ہر انسان کو صرف اپنے اعمال ہی اللہ کی گرفت سے بچا سکیں گے۔

فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ :-

شکر ہے اس اللہ کا جس نے تم سے جاہلیت کا عیب اور تکبر دور کر دیا۔ لوگو! تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہیں ایک نیک اور پرہیزگار جو اللہ کی نگاہ میں عزت والے ہیں اور دوسرے فاجر وشقی جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہیں۔ ورنہ سارے انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔

ایسے ہی الفاظ آنحضرت نے اپنے آخری حج کے موقع پر میدان عرفات میں ادا فرمائے تھے :-

لوگو! خبردار رہو- تم سب کا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی، پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر، کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، مگر تقوی کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو-

اس طرح کے بہت سے ارشادات حدیث میں موجود ہیں جن میں آپ نے باپ دادا پر فخر کرنے کی ممانعت فرمائی ہے- آپ نے فرمایا :-

قیامت کے دن تمہارا نسب نہیں پوچھا جائے گا-

اللہ تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے اعمال اور نیات دیکھتا ہے- یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسلام نے جس زمانہ میں انسانی مساوات اور وحدت کا یہ درس دیا تھا، وہ آج کے زمانے سے بہت مختلف تھا- اس وقت تو کوئی یہ سننا بھی گوارہ نہ کرتا تھا کہ سارے انسان برابر ہو سکتے ہیں- اس دور میں غلامی کا رواج تھا- اس دور میں یہودی تصورات غالب تھے- اس دور میں شودروں کا مقام ناپاک جانوروں سے بھی بدتر تھا، اور اس دور میں انسان بھیڑ بکریوں کی طرح خریدے اور بیچے جاتے تھے- ایسے دور میں اسلام نے انسانی مساوات اور وحدت کا یہ سبق دیا اور عملا ایک ایسا معاشرہ قائم کر کے دکھا دیا جہاں واقعی ان اصولوں پر پورا پورا عمل ہوتا تھا-

یہ ان ہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ صدر اول کے مسلمانوں میں ذات پات کی اونچ نیچ، سیاہ و سفید اور عربی و عجمی کا مطلق فرق و امتیاز نہ تھا- حضرت سلمان فارسیؓ کا صحابہؓ میں جو مقام ہے، ہر مسلمان اس سے بخوبی آگاہ ہے۔ وہ نسبا عجمی تھے- ان سے جب ان کے اصل و نسل کا سوال ہوا تو کیا خوب فرمایا :- "سلمان بن اسلام-"

آنحضرتؐ نے ان ہی کے بارے میں فرمایا تھا :- "سلمان منا اہل البیت"۔

حضرت صہیبؓ ملک روم کے باشندے تھے- ذرا اس منظر کو بھی چشم تصور سے دیکھ لیجئے کہ خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظمؓ کے جنازہ پر جب نماز کے لئے صفیں

درست ہو جاتی ہیں تو صدہا قریشی و ہاشمی مقتدی ہوتے ہیں اور حضرت صہیب رومی مقتدا وامام ہوتے ہیں۔ آج بھی اگر ایک بھنگی مسلمان ہو کر عالم بن جائے تو امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے اور صحیح النسب سید کو اس کی امامت میں نماز ادا کرنے سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن انسانی دماغ کی کارستانیوں نے بہر حال کام کیا اور اکثریت کو نسلیت میں گرفتار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کے آخر عہد میں نسلیت کے فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے جاہل بدویوں میں مختلف قسم کے عقائد و نظریات پیدا کر دیئے۔ ان میں سے ایک خاص نسل و نسب کے افراد کی پیدائشی برتری کا عقیدہ بھی تھا۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی تعلیمات کے برعکس فرزندان توحید نے اس جاہلی اور یہودی جذبے کی نئے نئے بھیسوں میں پرورش شروع کر دی ہے۔ اور نوبت بایں جا رسید کہ نسلی غرور اور قومی تعصب تقریباً ہر مسلم گھرانے میں داخل ہو گیا ہے۔ اب تو یہ مرض اتنا متعدی ہو گیا ہے کہ نسل اور قوم کے نام پر تنظیمیں قائم ہو رہی ہیں' انجمنیں بن رہی ہیں' اور ذات پات کے نام سے کانفرنسوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام میں نسلی طور پر اور پیدائش کی وجہ سے نہ کوئی مکرم ہو سکتا ہے اور نہ دوسروں سے کم تر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسلام میں اس کی مطلقاً کوئی گنجائش نہیں کہ ایک شخص کو محض کسی نسل کی نسبت سے برتر تسلیم کیا جائے یا کم تر گنا جائے۔ نسب و خاندان کا غرور عہد جاہلیت کی یادگار ہے۔ انسان کے فضل و کمال اور مجد و شرف کا انحصار اس کی جدوجہد' سعی و کوشش اور عمل و عمل پر ہے' نہ کہ خاندان اور نسل پر۔ اور مختلف قبائل سے اس کی نسبت محض تعارف کے لئے ہے' نہ کہ تفاخر کے لئے۔ یہ طویل تمہید یقیناً ایک اصلی مسئلہ کے سمجھنے میں معاون ثابت ہو گی۔

بہر حال فقہاء کے نزدیک کفاءت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی لڑکی نے غیر کفو میں اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے' تو اس کے اولیاء کو اس پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہو گا اور وہ عدالت سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرا سکتے ہیں۔ لیکن اگر لڑکی کے اولیاء کی مرضی سے غیر کفو میں نکاح ہوا ہے تو یہ نکاح بالاتفاق صحیح اور نافذ ہے اور اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔

زیر بحث عنوان کی ابتدا میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک چند امور میں کفاءت کا اعتبار ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں :-

-اسلام ' نسب ' آزادی ' دیانت ' پیشہ ' مال اور عمر-

اسلام کے تحت یہ تفصیل بھی موجود ہے کہ جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ مسلمان نہیں ' وہ اس عورت کا کفو نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا-

اب یہ بے چارہ نکاح کیسے کرے گا؟ کیونکہ مذکورہ عورت اس کی ہم کفو نہیں ہے- کہیں اسے اسلام قبول کرنے کی سزا تو نہیں دی جا رہی؟ حالانکہ آنحضرتؐ کے لئے کسی کا اسلام قبول کرنا سب سے زیادہ خوشی کا باعث تھا-

امام مالکؒ ' امام کرخیؒ ' امام جصاصؒ ' سفیان ثوریؒ اور حسن بصریؒ کے نزدیک اسلام کے علاوہ کسی اور بات میں کفاءت معتبر نہیں ہے- کیا ان جلیل القدر ائمہ کے اس اصول کو خلاف اسلام قرار دیا جا سکتا ہے؟

احناف و شوافع کے ہاں جن دیگر امور میں کفاءت کا اعتبار ہے ' ان میں بعض امور میں ان کے دو دو قول ہیں- مثلاً احناف پیشہ میں کفاءت کا اعتبار کرتے ہیں- لیکن امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول عدم کفاءت کا بھی روایت کیا گیا ہے- آج کل مال میں تقریباً کفو کا اعتبار نہیں ہے- پھر مال کوئی ایسی چیز نہیں جو محبت میں حائل ہو- یوں تو کبھی کبھی مال و دولت بھی باعث فساد ہو جایا کرتی ہے-

جہاں تک نسبی کفو کا تعلق ہے وہ بھی زیادہ قابل اعتماد نہیں- جن ائمہ نے نسبی کفاءت کا اعتبار کیا ہے ' ان کے پیش نظر عقلی اور انتظامی مصالح تھے- حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ دینی مصلحت کے پیش نظر نسبی کفاءت ترک کرنا افضل و بہتر ہے- اور صرف انتظامی معاملات کو استوار رکھنے کے لئے نکاح میں کفاءت کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے- امام ابن قیم نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ نسب میں کفو معتبر نہیں ہے اور اس میں شدت اختیار کرنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے- حافظ ابن حجر العسقلانی کے نزدیک نسبی کفاءت کے معتبر ہونے میں کوئی بھی صحیح حدیث نہیں

ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی "معارف القرآن" جلد ہفتم میں حدیث کے ضعف کو تسلیم کیا ہے۔

اس کے بر عکس صحاح ستہ میں احادیث صحیحہ کا ایسا ذخیرہ پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوت و صحابہؓ خیر القرون میں نسبی کفاءت کو اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ اور قرآن مجید سے بھی اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ سلف سے برابر اس پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔ خود آنحضرتؐ نے اپنی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کا نکاح ابو العاصؓ اموی کے ساتھ کیا۔ اور سیدہ رقیہؓ و سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ اموی سے کیا۔ آنحضرتؐ کی نواسی اور حضرات حسنینؓ کی حقیقی بہن سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا جو نسباً عدوی قریشی تھے، ہاشمی نہ تھے۔ حضرت حسینؓ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ کا نکاح، مصعب بن زبیرؓ سے ہوا جو نسباً اسدی تھے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں "باب الاکفاء فی الدین" کا باب باندھا ہے۔ جس سے دینی کفاءت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس کے تحت دو ایسے واقعات نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نسبی کفاءت کا اعتبار نہ تھا۔

پہلا واقعہ حضرت ابو حذیفہؓ کا ہے جو قریشی اور بدری صحابی ہیں۔ انہوں نے حضرت سالمؓ جو ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے، کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید قرشیہ کے ساتھ کردی۔

دوسرا واقعہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب (آنحضرت کی چچازاد بہن) کا نکاح حضرت مقدادؓ سے ہوا۔ حالانکہ ضباعہ اپنے نسب کے اعتبار سے بہت اونچی تھیں۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آنحضرت نے زینبؓ بنت جحش قریشیہ کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے کی۔ سیدہ فاطمہؓ بنت قیس قریشیہ کی شادی زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ سے کی۔ اور حضرت بلال بن رباحؓ کی شادی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بہن سے ہوئی۔ (مزید حوالہ جات آگے مستقل عنوان کے تحت آرہے ہیں)۔

اس طرح کے واقعات کو سامنے رکھ کر باآسانی یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں کفاءت فی النسب کا کیا مقام ہے۔ یہ حقیقت بھی واضح کی جاچکی ہے کہ اسلام میں

عزت و عظمت کا معیار نسب و دولت ' پیشہ ' آزادی اور غلامی نہیں ہے - نہ کوئی نسب اعلی وافضل ہے اور نہ کوئی ادنی اور رذیل - نہ دولت مند ہونا معزز ہونے کی دلیل ہے اور نہ غریب و مفلس ہونا رذیل وذلیل ہونے کی - اسی طرح اسلام میں کوئی پیشہ ذلیل نہیں ہے - حیرت ہے کہ فقہ میں چمڑا رنگنے والے 'جولاہے 'چرواہے 'حجام اور جوتا بنانے والے کو صراف اور بزاز کا غیر کفو قرار دیا گیا ہے - کیونکہ ان کے نزدیک معاشرے میں یہ پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہیں - جبکہ قرآن اور حدیث میں جگہ جگہ کسب حلال اور رزق حلال کا حکم دیا گیا ہے خواہ وہ کسی بھی پیشے سے حاصل کیا جائے -

کیا بکریاں چرانا ذلیل پیشہ ہے ؟ کیا پیغمبروں نے اسے نہیں اپنایا ؟ امام غزالیؒ کو غزالی کیوں کہا جاتا ہے ؟ کیا وہ اون نہیں کاتتے تھے ؟ کیا جوتے بنانا ذلیل پیشہ ہے ؟ کیا مشہور محدث خالدؒ جوتے نہیں بناتے تھے ؟

لہذا دینی کفاءت کے علاوہ کسی اور امر میں کفائت کو دینی حیثیت نہیں دی جاسکتی - ائمہ کے نزدیک کفاءت کا مسئلہ متفقہ بھی نہیں ہے - امام مالکؒ ' امام کرخیؒ ' امام جصاصؒ ' سفیان ثوریؒ ' حسن بصریؒ ' ابن حجر عسقلانیؒ اور امام ابن قیمؒ صرف دینی کفاءت کے قائل ہیں - جن فقہاء نے دیگر امور میں کفاءت کا اعتبار کیا ہے ' وہ اگر آج زندہ ہوتے اور اس تشدد اور تکفیری فتووں کو ملاحظہ کرتے تو وہ یقیناً اپنے قول سے رجوع کر لیتے - انہیں کیا معلوم تھا کہ بعد میں آنے والے غیر کفو میں نکاح کو حرام کر دیں گے - اور سیدہ کے ساتھ نکاح جائز کہنے والوں کو کافر قرار دے دیں گے - اب بھی مصلحت کا یہ تقاضا ضرور ہونا چاہیے کہ حتی الامکان شوہر اور بیوی کے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا جائے - اس سلسلہ میں کوئی حتمی قانون بنا دینا مشکل ہے - حالات کو دیکھتے ہوئے مصلحت کے ماتحت کفاءت پر عمل بھی کیا جاسکتا ہے اور حالات کے مطابق اسے ترک بھی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ مفتی محمد شفیع صاحب کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ کوئی دوسری اہم مصلحت اس کفاءت سے بڑھ کر سامنے آجائے تو عورت اور اس کے اولیاء کو اپنا یہ حق چھوڑ کر غیر کفو میں نکاح کر لینا بھی جائز ہے - خصوصاً جبکہ کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو تو ایسا کرنا افضل و بہتر ہے - اصل بنیادی چیز شوہر اور بیوی کے درمیان مودت و محبت کی فضا قائم کرنا ہے - اگر یہ

کفاءت کا لحاظ کئے بغیر قائم ہو سکتی ہے تو کفاءت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ بصورت دیگر اس کا لحاظ کرنا چاہئے"۔

(طاہر ہاشمی، تحقیق نکاح سیدہ، ص ۶۹-۷۷، چن پیر الہاشمی اکیڈمی، حویلیاں، ہزارہ، ۱۹۹۳ء)۔

قاضی طاہر ہاشمی نے اپنی تصنیف کے آخر میں "تعامل امت" (ص ۱۳۳-۱۴۳) کے زیر عنوان کتب تاریخ و انساب سے ایسی بہتر مثالیں درج فرمائی ہیں جن میں فاطمی و ہاشمی و قریشی و غیر قریشی و عربی و عجمی کے باہم نکاح ہوئے۔ ان میں سے چند اہم مثالیں بطور حوالہ و خلاصہ کلام درج ذیل ہیں:۔

۱۱۔ آنحضرتؐ کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینبؓ اپنے خالہ زاد بھائی ابو العاصؓ بن ربیع اموی کے عقد میں آئیں۔ (کتاب المعارف ص ۱۲۸)۔

۱۲۔ آنحضرتؐ کی دوسری صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ بن عفان اموی کے ساتھ ہوئی۔ (کتاب المعارف ص ۱۲۸)۔

۱۳۔ آنحضرتؐ کی تیسری صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ (اپنی بہن سیدہ رقیہؓ کی وفات کے بعد) حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ (کتاب المعارف ص ۱۲۸)۔

۱۴۔ آنحضرت کی چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ کے ساتھ ہوئی۔ (کتاب المعارف ص ۱۲۸)۔

۱۵۔ سیدہ امامہ بنت ابی العاصؓ از بطن سیدہ زینبؓ، آنحضرتؐ کی سب سے بڑی نواسی ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ نے بروقت وفات حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی سیدہ امامہؓ سے نکاح کرنا کیونکہ وہ میری طرح میرے فرزندوں پر مہربان ہے۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ (کتاب المعارف ص ۱۱۲)

۱۶۔ سیدہ امامہ بنت ابی العاصؓ کا نکاح حضرت علیؓ کے بعد نوفل بن مغیرہ بن حارث کے ساتھ ہوا۔ (کتاب المعارف ص ۱۱۲)۔

۱۷۔ سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ۔ آنحضرتؐ کی نواسی سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی،

حضرات حسنینؓ کی بہن- کا نکاح حضرت عمر فاروق ؓ سے ہوا- (کتاب المعارف ص ۲۱۴)-

۱۸- سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ کی شادی حضرت عمر فاروق ؓ کے بعد محمد بن جعفر طیار ؓ کے ساتھ ہوئی-(کتاب المعارف ص ۲۱۴)-

۱۹-ام کلثوم صغری بنت علیؓ کی شادی کثیر بن عباس کے ساتھ ہوئی :-

أم كلثوم كبرى تزوجها عمر'

وأم كلثوم صغرى' من كثير بن عباس. (مناقب آل أبى طالب).

۲۰- سیدہ رملہ بنت علیؓ کا نکاح معاویہ بن مروانؓ بن حکم اموی کے ساتھ ہوا۔ (کتاب المعارف 'ص ۲۱۴)-

۲۱- سیدہ رملہ بنت علیؓ کا نکاح بعد میں عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث کے ساتھ ہوا۔ (نسب قریش 'ص ۴۵)-

۲۲- سیدہ خدیجہ بنت علیؓ کا نکاح عبدالرحمٰن بن عامر بن کریز اموی کے ساتھ ہوا۔(کتاب المعارف 'ص ۲۱۴)-

۲۳-رقیہ بنت علیؓ کا نکاح مسلم بن عقیلؓ کے ساتھ ہوا۔کتاب المعارف 'ص ۲۰۵)-

۲۴- میمونہ بنت علیؓ کا نکاح عبداللہ بن عقیلؓ کے ساتھ ہوا۔(کتاب المعارف 'ص ۲۰۵)-

۲۵-زینب الصغری بنت علیؓ کا نکاح محمد بن عقیلؓ کے ساتھ ہوا۔

۲۶- سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ کی شادی محمد بن جعفرؓ کی وفات کے بعد انکے بھائی عون بن جعفرؓ کے ساتھ ہوئی-(کتاب المعارف ص ۲۱۵)-

۲۷-سیدہ زینب بنت علیؓ' آنحضرت کی نواسی کا نکاح عبداللہ بن جعفرؓ کے ساتھ ہوا- (کتاب المعارف ص ۲۱۴)-

۲۸- سیدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر طیارؓ 'حضرات حسنینؓ کی بھانجی اور سیدہ فاطمہؓ کی نواسی 'کا نکاح قاسم بن محمد بن جعفرؓ کے ساتھ ہوا- (کتاب المعارف

ص ۲۰۸)۔

۲۹۔ سیدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؓ ' از بطن سیدہ زینب بنت علیؓ کا نکاح قاسم بن محمد بن جعفر کے بعد حجاج بن یوسف کے ساتھ ہوا۔(کتاب المعارف ص ۲۰۸)۔

۳۰۔ سیدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؓ کا نکاح حجاج بن یوسف کے بعد ابان بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا۔(کتاب المعارف ص ۲۰۸)۔

۳۱۔ سیدہ ام حسن بنت علیؓ بن ابی طالب کا نکاح جعدہ بن ھبیرہ مخزومی کے ساتھ ہوا۔(کتاب المعارف ص ۲۱۵)۔

۳۲۔ سیدہ فاطمہ بنت علیؓ بن ابی طالب کا نکاح سعید بن اسود سے ہوا' جو حارث بن اسد کے قبیلہ سے تھے۔(کتاب المعارف ص ۲۱۵)۔

۳۳۔ ام ہانیؓ بنت ابی طالب ' حضرت علیؓ کی ہمشیرہ کا نکاح ھبیرہ مخزومی کے ساتھ ہوا۔(طبقات ابن سعد' مترجم اردو' جلد ہشتم مطبوعہ کراچی' ص ۷۰)۔

۳۴۔ ہند بنت اثاثہ' قریشی خاتون' کا نکاح غیر برادری میں ابو جندب کے ساتھ ہوا۔(طبقات ابن سعد' جلد ہشتم' ص ۳۱۰)۔

۳۵۔ ہند بنت ولید بن عتبہ قریشیہ کا نکاح حضرت سالمؓ کے ساتھ ہوا جو ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔(بخاری' کتاب النکاح' باب الاکفاء فی الدین)۔

۳۶۔ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب' آنحضرتؐ کی چچازاد بہن کا نکاح حضرت مقدادؓ کے ساتھ ہوا۔ حالانکہ ضباعہ اپنے نسب کے اعتبار سے بہت اونچی تھیں۔(صحیح بخاری' کتاب النکاح' باب الأکفاء فی الدین)۔

۳۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ یکے از عشرہ مبشرہ' کی بہن کی شادی حضرت بلالؓ بن رباح حبشی کے ساتھ ہوئی۔ (اسلام کا نظام عفت و عصمت ص ۱۳۴)۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۸۔ سیدہ زینب بن جحش ' آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا۔(طبقات ابن سعد' ص ۱۳۵' جلد ہشتم)۔

۳۹- ام کلثوم بنت عقبہ ابی معیط۔ عقبہ آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن اروی کے لڑکے تھے-اور حضرت عثمانؓ کے ماں جائے بھائی تھے- تو ان کی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ ہوا-(کتاب المعارف ص ۲۴۶)۔

۴۰- درہؓ بنت ابی لہب - آنحضرتؐ کی چچازاد بہن کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ ہوا-(الاصابہ' جلد چہارم' ص ۲۹۷)۔

۴۱- ہندؓ بنت عوام۔ آنحضرت کی پھوپھی زاد بہن' کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ ہوا-(ہند' زبیرؓ بن عوام' یکے از عشرہ مبشرہ کی حقیقی بہن ہیں-اور ام المومنین سیدہ خدیجہ ان کی پھوپھی تھیں- (تیس پروانے شمع رسالت کے' ص ۴۰)۔

۴۲- سیدہ زینب بنت حظلہؓ کا نکاح حضرت اسامہ زید بن حارثہؓ کے ساتھ ہوا- آنحضرتؐ نے سیدہ زینب بنت حظلہ کے بارے میں فرمایا تھا :-

من یتزوج زینب بنت حنظلة فأنا صهره۔ یعنی جو زینب بنت حظلہ سے شادی کرے گا' میں اس کا سسر ہوں-(الاصابہ' جلد چہارم' ص ۳۱۵)۔

۴۳- فاطمہ بنت قیس القرشیہ الفہریہ کا نکاح حضرت اسامہ بن زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ ہوا-(الاصابہ' ص ۳۸۴ جلد چہارم' طبقات ابن سعد ص ۳۵۱)۔

۴۴- سیدہ زینب بنت حسن مثنی بن حسن بن علیؓ کا نکاح مروان بن حکم کے پوتے ولید بن عبدالملک کے ساتھ ہوا- جبکہ وہ خلیفہ تھا- یہ زینب وہ ہیں جن کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علیؓ ہیں-(نسب قریش' تحت اولاد حسن مثنی)۔

۴۵- سیدہ زینب بنت حسن مثنی بن حسن بن علیؓ کا نکاح معاویہ بن مروان کے ساتھ ہوا۔(نسب قریش تحت اولاد حسن مثنی)۔

۴۶- سیدہ نفیسہ بنت زید بن حسن بن علیؓ یعنی حضرت حسنؓ کی پوتی کا نکاح ولید بن عبدالملک بن مروانؓ کے ساتھ ہوا-------(عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب)
(واضح رہے کہ بنو امیہ کے ساتھ یہ رشتہ داریاں واقعہ کربلا کے بعد کی ہیں)(نسب قریش)

۴۷- سیدہ خدیجہ بنت حسین بن حسنؓ' حضرت حسن کی پوتی' کا نکاح مروانؓ کے حقیقی بھائی حارث بن حکم کے پوتے اسماعیل بن عبدالملک بن حارث کے ساتھ ہوا-اس

سے اسماعیل کی اولاد مسلمہ 'اسحاق' حسین' محمد وغیرہ بھی ہوئی۔ بعض علماء نے سیدہ خدیجہ کو ام کلثوم کے نام سے ذکر کیا ہے کہ سیدہ ام کلثوم بنت حسین بن حسنؓ کا نکاح اسماعیل بن عبدالملک کے ساتھ ہوا۔ (نسب قریش' تحت الحارث بن حکم)۔

۴۸- سیدہ حمادہ بنت حسنؓ بن حسن حضرت حسن کی پوتی' کا نکاح (سیدہ خدیجہ کے بعد) اسماعیل بن عبدالملک بن حارث بن حکم کے ساتھ ہوا۔ اور اس سے محمد الاصغر' الولید اور یزید وغیرہ پیدا ہوئے۔ (جمھرۃ الانساب لابن حزم اندلسی)۔

۴۹- سیدہ ام القاسم بنت حسن بن حسنؓ یعنی حسنؓ کی پوتی کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے مروان بن لبان بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا۔ ان سے ایک لڑکا محمد پیدا ہوا۔ (کتاب نسب قریش)۔

۵۰- سیدہ ام القاسم بنت حسن بن حسنؓ کا نکاح مروان بن لبان بن عثمانؓ کے بعد حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ کے ساتھ ہوا۔ (نسب قریش)۔

۵۱- سیدہ فاطمہ بنت حسن بن حسنؓ کا نکاح معاویہ بن عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ اور ان سے یزید' صالح اور حسن پیدا ہوئے۔ (کتاب المعارف ص ۲۰۹)۔

۵۲- ام الحسن بنت حسن بن علیؓ کا نکاح صدیق اکبرؓ کے نواسے عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ ہوا۔ ان کے بھائی زید بن حسنؓ نے شہادت حسینؓ کے بعد اپنے بہنوئی عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد اپنی بہن ام الحسن کو مکہ سے مدینہ لیے گئے۔ (ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی)۔

۵۳- ام کلثوم بنت حسنؓ بن زید بن حسن کا نکاح ابو العباس عبداللہ السفاح عباسی کے ساتھ ہوا۔ ان سے دو بیٹے بھی پیدا ہوئے جو بچپن میں مر گئے۔ (تاریخ طبری)۔

۵۴- سیدہ سکینہ بنت حسین بن علیؓ کا نکاح مصعب بن زبیرؓ کے ساتھ ہوا۔ ان سے ایک بچی فاطمہ پیدا ہوئی۔ (کتاب المعارف' ص ۲۱۸)۔

۵۵- سیدہ سکینہ بنت حسین بن علیؓ کا نکاح مصعب بن زبیرؓ کے انتقال کے بعد عبداللہ بن عثمان بن حکیم بن حزام کے ساتھ ہوا۔ ان سے ایک لڑکی ربیحہ اور دو لڑکے حکیم اور عثمان جسے قرین کہتے تھے' پیدا ہوئے۔ حضرت حسین کے نواسے قرین حضرت حسین

کے نواسے قرین یعنی عثمان بن عبداللہ کی اولاد باقی ہے۔

۵۶- سیدہ ریحہ بنت عبداللہ بن عثمان از بطن سیدہ سکینہ بنت حسینؓ کا نکاح عباس بن ولید بن عبدالملک بن مروان کے ساتھ ہوا۔(نسب قریش)۔

۵۷- سیدہ سکینہ بنت حسین بن علیؓ کا نکاح عبداللہ بن عثمان کے بعد مروان کے پوتے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے بھائی اصبغ بن عبدالعزیز کے ساتھ ہوا۔(کتاب المعارف ص ۲۱۹)۔

۵۸- سیدہ سکینہ بنت حسین بن علیؓ کا نکاح اصبغ بن عبدالعزیز کے بعد (اصبغ بن عبدالعزیز نکاح کے بعد بغیر انہیں دیکھے ہوئے انتقال کر گئے تھے) حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا۔ زید ان ہی کے پاس فوت ہوئے اور سیدہ سکینہ نے ان سے وراثت پائی۔(کتاب المعارف، ص ۲۱۹):۔

۵۹- فاطمہ بنت حسین بن حسین علیؓ کا نکاح حسن بن حسن مثنی کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا۔ ان سے ایک لڑکی رقیہ اور دو لڑکے قاسم اور محمد الدیباج پیدا ہوئے۔ محمد کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے الدیباج کہا جاتا تھا۔(کتاب المعارف ص ۲۱۸)۔

۶۰- حضرت علی بن حسین بن علیؓ المعروف زین العابدین نے اپنے والد حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد اپنی والدہ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام کے ساتھ کیا۔ اور اس غلام سے زین العابدین کا ماں جایا بھائی عبداللہ پیدا ہوا۔

اور خود جناب زین العابدین نے اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ اس پر خلیفہ عبدالملک نے ان کو غیرت دلوائی تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہیں آنحضرتؐ کی اچھی تابعداری کرنی چاہیے۔ آنحضرت نے صفیہ بنت حی کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا۔ اور زید بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے نکاح کر دیا تھا۔(کتاب المعارف ص ۲۲۰)"۔

(طاہر ہاشمی، تحقیق نکاح سیدہ، چن پیر اکیڈمی حویلیاں ہزارہ ۱۹۹۳ء، ص ۱۳۴-۱۴۱)۔

"علامہ سید مناظر احسن گیلانی نے والدہ کے بجائے صاحبزادی کا ذکر کیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح ایک آزاد کردہ عجمی غلام سے کیا۔ (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۶۱۔ طاہر ہاشمی، تحقیق نکاح سیدہ، ص ۱۴۱۔ حاشیہ ۱)۔

اسی سلسلہ کلام میں قاضی طاہر ہاشمی مزید رقمطراز ہیں :۔

۶۳۔ سیدہ خدیجہ بنت علی بن حسین بن علیؓ :۔ حضرت زین العابدین کی صاحبزادی سیدہ خدیجہ کا نکاح محمد بن عمر بن علیؓ (غیر سید، غیر فاطمی) کے ساتھ ہوا۔ ان سے عمرو، عبید اللہ اور عبد اللہ پیدا ہوئے۔ (کتاب المعارف، ص ۲۲۳)۔

۶۴۔ سیدہ ام موسیٰ بنت علی بن حسین بن علیؓ :۔ حضرت زین العابدین کی صاحبزادی سیدہ ام موسیٰ کا نکاح داؤد بن علی بن عباس کے ساتھ ہوا۔ (کتاب المعارف، ص ۲۲۲)۔

۶۵۔ سیدہ ام حسن بنت علی بن حسین بن علیؓ :۔ حضرت زین العابدین کی صاحبزادی سیدہ ام حسن سے (ام موسیٰ کے بعد) داؤد بن علی بن عباس نے نکاح کیا تھا۔ (کتاب المعارف، ص ۲۲۲)۔

۶۶۔ سیدہ ملیکہ بنت حسن بن حسین بن علیؓ :۔ حضرت حسینؓ کی پوتی سیدہ ملیکہ کا نکاح جعفر بن زبیر بن عوامؓ کے ساتھ ہوا تھا اور ان سے چند لڑکیا پیدا ہوئیں۔ (کتاب المعارف، ص ۲۳۲)۔

۶۷۔ سیدہ میمونہ بنت حسین بن زید بن علی بن حسینؓ :۔ جناب زین العابدین کی پڑپوتی سیدہ میمونہ کا نکاح مہدی، خلیفہ عباسی سے ہوا۔ (کتاب المعارف، ص ۲۲۲)۔

۶۸۔ سیدہ لبابہ بنت عبید اللہ بن عباسؓ ہاشمی کا نکاح حضرت معاویہؓ کے بھتیجے ولید بن عقبہ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ ہوا۔ (نسب قریش تحت ولد عتبہ بن ابی سفیان)۔

۶۹۔ سیدہ رملہ بنت محمد بن جعفر طیارؓ کا نکاح سلیمان بن ہشام کے بعد ابو القاسم بن ولید بن عتبہ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ ہوا۔ (بحوالہ "رحماء بینھم"۔ مسئلہ اقربا نوازی، ص ۱۲۸)۔

۷۰- سیدہ رملہ بنت محمد بن جعفر طیارؓ کا نکاح سلیمان بن ہشام کے بعد ابو القاسم بن ولید بن عتبہ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ ہوا۔ (قربانوازی' ص ۱۲۸)۔

۷۱- سیدہ ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر طیارؓ :- حضرت حسینؓ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی جناب عبداللہ بن جعفرؓ کی صاحبزادی سیدہ ام محمد کا نکاح یزید بن معاویہؓ کے ساتھ ہوا۔ (کتاب المعارف' ص ۲۰۹)۔

۷۲- سیدہ بنت خلیفہ قائم بامر اللہ العباسی الھاشمی کا نکاح سلجوقی فرمانروا سلطان طغرل بک کے ساتھ ہوا۔ (تاریخ ابن خلدون' خلافت بنو عباس' ص ۲۷۶)"۔

(طاہر ہاشمی' تحقیق نکاح سیدہ' ص ۱۴۲- ۱۴۳' چن پیر اکیڈیمی' حویلیاں ہزارہ' ۱۹۹۳ء)۔

"کتب تاریخ وانساب سے بطور نمونہ چند مثالیں پیش کی ہیں۔ مگر چودہ سو برس کے طویل دور میں ایسے نکاحوں کا احاطہ ایک ضلع کی حد تک بھی کسی فرد کے بس کی بات نہیں ۔اس کے باوجود اتنا مواد موجود ہے کہ جس سے کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔

اس تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ سیدہ کے نکاح کا مسئلہ کسی دور میں کبھی بھی مختلف فیہ نہیں رہا۔ ہمیشہ باہمی رضامندی سے سیدات کے نکاح غیر سادات کے ساتھ خوش اسلوبی کے ساتھ ہوتے رہے' اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

موجودہ دور میں جن ناعاقبت اندیش حضرات نے غیر سید کے ساتھ سیدہ کے نکاح کے حرام ہونے کا فتوی دیا ہے' وہ بالکل غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے۔ اس کے علاوہ وہ سیدات کے ساتھ ظلم عظیم بھی ہے۔

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ سیدہ قریش کے بارہ قبائل میں سے کسی کے ساتھ بغیر اجازت ولی اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور باجازت ولی کسی بھی مسلمان کے ساتھ۔ اسی پر ہر دور کے علماء وفقہاء کا اعتقاد عمل اور فتوی رہا ہے۔

آخر میں فریق مخالف سے گزارش ہے کہ وہ تعصب' ضد' ہٹ دھرمی اور گمراہی کا راستہ اختیار نہ کریں ت اور مسئلہ ہذا پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور حق بات کو قبول کر کے نجات آخرت کی سعادت سے مشرف ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات سننے، حق بات سمجھنے، حق بات قبول کرنے، حق بات کہنے اور حق بات کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اسے مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم".

(طاہر ہاشمی، تحقیق نکاح سیدہ، ص ۱۴۳ - ۱۴۴، چن پیر اکیڈمی، جویلیاں، ہزارہ، ۱۹۹۳ء)۔

قاضی طاہر ہاشمی کی منفرد تالیف "تحقیق نکاح سیدہ" کے ان چند اہم اقتباسات سے "اسلام اور ذات پات" کے حوالہ سے دینی و تاریخی حقائق کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وما يذكر إلا أولوا الألباب.

خلاصہ و نتیجہ اقوال اکابر امت

بسلسلہ ذات پات

ابتدائے اسلام سے عصر جدید تک اقوال اکابر امت و فقہائے اہل سنت بسلسلہ ذات پات (بشمول حق ولی در نکاح و مسئلہ کفو) کا خلاصہ و نتیجہ درج ذیل نقاط پر مبنی قرار دیا جاسکتا ہے :-

ا- مسلمان عورت کے نکاح کے سلسلہ میں فقہائے مہ ثین اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی ولی کسی عورت کی رضامندی کے بغیر کفو یا غیر کفو میں کہیں بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا-

ا- لڑکی کی رائے کو "ولی" کی رائے پر ترجیح ہوگی کیونکہ عورت کا حق ولی کے حق سے زیادہ مؤکد ہے- اگر ولی کسی کفو سے اس کی شادی کرنا چاہے اور لڑکی آمادہ نہ ہو تو اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا- اور اگر خود عورت کسی کفو سے شادی کرنا چاہے اور اس کا ولی راضی نہ ہو تو اس ولی کو مجبور کیا جائیگا- اور اگر ولی اصرار کرے گا تو قاضی (جہاں عورت چاہے) اس عورت کی شادی کردے گا-

(امام شرف الدین النووی الشافعی 'شرح مسلم' کتاب النکاح)۔

ب- عورت کو "ولی" کی رائے لینی چاہئے مگر ولی کو بھی یہ اختیار ہرگز نہیں کہ صرف اپنی رائے سے عورت کی شادی کردے- اس لئے کہ معاملہ عورت کا ہے- اور اپنا معاملہ جو خود عورت سمجھتی ہے مرد نہیں سمجھ سکتا- نفع و نقصان عورت کو پہنچنے والا ہے اس لئے اس سے حکم لینا ضروری ہے- (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی ' حجتہ اللہ البالغہ ' باب صفتہ النکاح)-

ج- اس باب کے پورے ذخیرہ احادیث کو سامنے رکھ کر یہی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ دونوں پر ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کی رضا کے بغیر نکاح نہ کرے- عورت کو ولی کی بات کا وسعت بھر پاس رکھنا چاہئے- اور ولی کے لئے عورت کی رضا حاصل کرنا

ضروری ہے- نہ ولی اس حد تک زیادتی کرے کہ عورت اپنے جائز حق سے محروم ہو جائے اور نہ عورت اتنی بے راہ روی اختیار کرے کہ ولی اور خاندان کے لئے باعث ننگ و عار بن جائے-

یوں تو بالغہ لڑکی پر ولی کو جبر کا بالکل اختیار نہیں' ہاں مستحب ہے کہ مشورہ دے-ولی اور عورت کی رائے میں جب اختلاف ہوگا تو بالغہ کی رائے کو ترجیح دی جائے گی-جس کی قرآن وحدیث سے تائید ہوتی ہے-

(انور شاہ کشمیری 'فیض الباری شرح البخاری' المجلد الرابع' باب من قال لا نکاح الا بولی)

د- عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام' کنواری ہو یا ثیبہ۔

(مفتی اعظم مولانا امجد علی رضوی حنفی' بہار شریعت' ج ۷' ص ۳۹)۔

۲- ہر مسلمان عورت کا ہر مسلمان مرد سے محرمات شرعیہ (یعنی شرعاً حرام کردہ رشتوں' ماں بہن بیٹی باپ بھائی بیٹا وغیرہ) کو چھوڑ کر نکاح و ازدواج بلا امتیاز قریش وبنو ہاشم وبنو فاطمہ وعرب عجم شرعاً درست و مستند و معتبر ہے-اور باہم شادی بیاہ کے لئے صرف فریقین کا مسلمان ہونا واحد متفق علیہ شرط لازم ہے-(جبکہ مسلمان مرد کے لئے خاتون اہل کتاب یعنی یہودیہ و نصرانیہ سے شادی کی بھی شرعاً اجازت ہے)۔اس سلسلہ میں حسب و نسب اور ذات پات میں مرد کا عورت کے یا عورت کا مرد کے ہم پلہ (کفو نسبی) ہونا قطعاً واجب و لازم نہیں-کیونکہ حدیث نبوی کے مطابق :- تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح مساوی و برابر ہیں-کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں' بلکہ فضیلت کا معیار صرف تقوی ہے-(إن الناس سواسية كأسنان المشط لا فضل لعربي على عجمي إنما الفضل بالتقوى) . (فتح القدير).

اور ایسی تمام احادیث اللہ تعالی کے اس فرمان کی بھی تائید و تصدیق کرتی ہیں جس میں تمام انسانوں کو ایک ہی ماں باپ آدم و حوا کی مساوی النسب و مشترک الاصل اولاد اور شعوب و قبائل کو محض ذریعہ تعارف و شناخت قرار دیتے ہوئے تقوی کو واحد

معیار فضیلت قرار دیا گیا ہے۔(ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ الحجرات ۱۳)۔ یقیناً تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے)۔

بانی فقہ مالکی امام دار الھجرۃ مالک بن انس (۹۳-۱۷۹' مدینہ) امام سفیان ثوری اور فقہائے مالکیہ کا یہی فتوی ہے۔ جبکہ حنفی المذھب فقہائے عراق میں سے امام ابو بکر جصاص حنفی (م ۳۷۰ھ) اور امام ابو الحسن کرخی حنفی (م ۴۳۰ھ) نیز ان کے مئویدین فقہائے احناف کا بھی یہی مذھب وفتوی ہے۔ وفی "حاشیة الدرر" :-

"ان الا مام أبا الحسن الكرخى و الا مام أبا بكر الجصاص و همامن كبار علماء العراق ومن تبعهما من علماء العراق لم يعتبروا الكفاء ة فى النكاح – ولولم يثبت عندهم هذه الرواية عن أبى حنيفه لما اختاروها"۔ (عطاء بندیالوی' سیف العطاء' ص ۴۷)۔

امام ابو الحسن کرخی اور امام ابو بکر جصاص جو دونوں عراق کے علمائے کبار میں سے ہیں' نیز (حنفی) علماء عراق میں سے ان کے متبعین نے نکاح کے سلسلہ میں کفو (نسبی) کو معتبر قرار نہیں دیا۔ اگر یہ روایت ان کے نزدیک ابو حنیفہؒ سے ثابت شدہ نہ ہوتی تو وہ اسے کیونکہ اختیار کرپاتے؟)۔

۳۔ امت مسلمہ کی اکثریت کے سنی فقہی مسلک فقہ حنفی کے بانی امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت (۸۰-۱۵۰ کوفہ) بروایت غالبہ شادی بیاہ میں اسلام کی متفق علیہ شرط لازم کے علاوہ کفو نسبی کو بھی معتبر قرار دیتے ہیں۔ جس کی دلیل وہ احادیث نبویہ ہیں جن کے مطابق قریش' قریش کا' عرب' عربوں کا اور عجمی و موالی' اہل عجم و موالی (غلام' آزاد کردہ غلام) کا کفو ہیں :-

(قريش بعضهم أكفاء لبعض بطن ببطن۔ والعرب أكفاء لبعض قبيلة بقبيلة – والموالى بعضهم أكفاء لبعض رجل برجل–

ولا يعتبر التفاضل فيها بين قريش لماروينا۔

(الهداية و متن الهداية)۔

ترجمہ :- قریش باہم ایک دوسرے کا کفو ہیں' ہر گروہ قبیلہ دوسرے گروہ قبیلہ کا- نیز عربوں کے تمام قبیلے بھی باہم ایک دوسرے کا کفو ہیں اور موالی (عجمی و غلام) میں ہر شخص دوسرے شخص کا کفو ہے-

تاہم قریش کے مابین باہم فضیلت ہماری اس روایت (حدیث) کے مطابق قابل توجہ نہیں-

چنانچہ فقہ حنفی کی رو سے قریش کے تمام قبیلے اور شاخیں (قریشی۔ تمیمی عدوی اموی ہاشمی' عباسی' فاطمی' صدیقی فاروقی عثمانی' حسنی حسینی وغیرہ) شادی بیاہ کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے ہم پلہ (کفو نسبی) ہیں- اسی طرح غیر قریشی عرب' عربوں کا اور عجمی عجمیوں کا کفو نسبی ہیں-

ب- امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مسلمان مرد کے لئے مسلمان عورت سے شادی بیاہ کے سلسلہ میں کفو نسبی شرط لازم نہیں- اور عالی نسب مرد کمتر نسب کی عورت سے شادی کر سکتا ہے- جس کی دلیل فقہ حنفی میں یہ دی جاتی ہے کہ ادنی نسب عورت سے شادی میں مرد کی برتری متاثر نہیں ہوتی- جبکہ اعلی نسب و حیثیت کی خاتون کے اپنے سے کمتر نسب و حیثیت کے مرد سے شادی کرنے سے خاتون کی برتر حیثیت کمتر شوہر کے تابع ہو جانے کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے- لہذا مرد کے برعکس عالی نسب مسلمان خاتون کے لئے کفو نسبی معتبر قرار پاتا ہے-

ج- امام ابو حنیفہؒ کے برعکس ان کے خاص شاگردوں اور ساتھیوں (صاحبین) امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مسلمان عورت کی طرح مسلمان مرد کے لئے بھی کفو نسبی معتبر ہے اور اسے بھی کمتر نسب کی عورت سے شادی نہیں کرنا چاہئے-

د- امام ابو بکر جصاصؒ حنفی اور امام ابو الحسن کرخیؒ حنفی نیز ان کے ہم خیال فقہائے احناف کے قول کے مطابق نہ تو مسلمان مرد کیلئے کفو نسبی میں شادی ضروری ہے اور نہ مسلمان عورت کے لئے- بلکہ تمام مسلمان مرد اور عورتیں (محرمات کو چھوڑ کر) بلا امتیاز قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم باہم شادی بیاہ کر سکتے ہیں- کفو نسبی (نسب میں مرد و زن کا ہم پلہ ہونا) بطور شرط نکاح معتبر قرار نہیں پاتی-

۴-فقہ حنفی کی رو سے اگرچہ قریش ہی قریش کا' غیر قریشی عرب ہی غیر قریشی عربوں کا' اور غیر عرب ہی غیر عربوں کا کفو نسبی ہیں' لیکن غیر عرب یعنی عجمی عالم بھی نہ صرف تمام عرب خواتین کا بلکہ سیدہ علویہ فاطمیہ و ہاشمیہ کا بھی کفو (ہم پلہ) قرار پاتا ہے-اور اس سے شادی کفو میں شادی تسلیم کی جائے گی- جس کی دلیل یہ ہے کہ علم کو نسب پر فضیلت حاصل ہے اور اسی علم پر بکثرت علماء کے نزدیک سیدہ فاطمہ زہراؓ کی فضیلت نسبیہ (از قریش بنی ہاشم) کے باوجود سیدہ عائشہ صدیقہؓ (قرشیہ تیمیہ غیر ہاشمیہ) کو فضیلت علمیہ حاصل ہے۔(حنفی المذہب علامہ ابن عابدینؒ) شامیؒ نے اسی مسئلہ کے متعلق تصریح کی ہے :-

"خلاصہ عبارت کا یہ ہے کہ چونکہ شرافت علمی' نسبی سے اقوی ہے' اور حضرت عائشہ کا علم زیادہ ہے' تو حضرت عائشہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں-اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے-اس کی دو دلیلیں ہیں :-

اول :- حضرت عائشہؓ کا علم زیادہ ہے-

دوم :- حضرت عائشہؓ کے بدن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نے مساس کیا ہے جبکہ حضرت فاطمہ زہراؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کے جسم نے مساس کیا ہے-اور آنحضرتؐ کا جسم اطہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بدن مبارک سے افضل ہے-

اس طرح حضرت عائشہؓ دو وجہ سے حضرت فاطمہ زہراؓ سے افضل ہیں-اور "بدالامالی" کے شعر میں اسی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بعض وجہ سے فضیلت حاصل ہے-اور ان بعض وجوہ سے مراد وہی دو وجوہات ہیں جن کا ذکر اوپر شامی کی عبارت میں ہے-(عطاء ہندیالوی سیف العطا' ص ۱۷۵)۔

"شرافت علمی شرافت نسبی سے برتر ہے اور یہ نص قرآنی سے ثابت ہے--(کیا علم رکھنے والے علم نہ رکھنے والوں کے مساوی ہیں؟) قولہ تعالیٰ :-

هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون۔"

(سیف العطاء ص ۱۷٦)۔

چنانچہ فقہ حنفی کی رو سے کسی بھی علاقہ و نسب سے تعلق رکھنے والا عالم بلاامتیاز قریش و بنو ہاشم و بنو فاطمہ و عرب و عجم ہر مسلمان خاتون کا کفو قرار پاتا ہے۔ کیونکہ شرافت و فضیلت علمی کو شرافت و فضیلت نسبی پر فوقیت حاصل ہے۔ اور اگر عالم سے مراد بغیر کسی قید کے مطلقاً "صاحب علم" ہے۔ تو قرآن و اسلامیات کے ضروری علم کے ہمراہ امت مسلمہ اور بنی نوع انسان کی فلاح دنیوی و اخروی کی خاطر کسی بھی شعبہ علم سے تعلق رکھنے والے ہر تعلیم یافتہ مسلمان کو صاحب علم یا "عالم" تسلیم کرنے میں بظاہر کوئی امر مانع نہیں۔ جبکہ قرآن و حدیث و علوم عربیہ و دینیہ کا حامل اس تعریف "عالم" میں بدرجہ اولی شامل ہے۔ اور یہ موقف عصر جدید میں فروغ پذیر ہے۔

۵۔ فقہ حنفی کی رو سے اگرچہ قریش قریش کا، غیر قریشی عرب غیر قریشی عربوں کا، اور غیر عرب غیر عربوں کا کفو ہیں، اور عجمی عالم بھی قریش و عرب حتی کہ سیدہ علویہ فاطمیہ کا کفو ہے، جن میں سے ہر ایک سے نکاح بلااجازت ولی بھی شرعاً درست ہے، تاہم کسی بھی مسلمان عورت کا اپنے ولی کی رضامندی سے غیر کفو (کم نسب و حیثیت) مسلمان مرد سے نکاح شرعاً درست و منعقد شدہ ہے۔ کیونکہ "کفو نسبی" عورت اور اس کے ولی کا حق ہے۔ جس سے وہ دستبردار ہونا چاہیں تو شرعاً اجازت ہے۔

ب۔ فقہ حنفی کی رو سے اگر کوئی مسلمان عورت اپنے ولی کی رضامندی کے بغیر اپنے کفو (ہم پلہ مرد) کے علاوہ کسی سے نکاح کرلے تو ایک قول کے مطابق نکاح شرعاً درست و منعقد قرار پاتا ہے۔ تاہم "ولی" کو شرعی عدالت سے رجوع اور قاضی سے تنسیخ نکاح کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ اور قاضی تمام حقائق و شواہد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نکاح کی تنسیخ یا عدم تنسیخ کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

ج۔ فقہ حنفی کے دوسرے قول کی رو سے اگر کوئی مسلمان عورت اپنے ولی

کی رضامندی کے بغیر "غیر کفو" میں نکاح کرے اور ولی بعد ازاں اس نکاح پر رضامندی ظاہر کردے تو نکاح شرعاً درست و منعقد قرار پاتا ہے۔

د۔ فقہ حنفی کے ایک اور قول کے مطابق اگر کوئی مسلمان عورت اپنے ولی کی رضامندی کے بغیر "غیر کفو" میں نکاح کرلے تو اس کا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا خواہ ولی بعد میں راضی بھی ہو جائے کیونکہ اس قول کے مطابق "ولی" کی رضامندی بوقت نکاح لازم ہے۔

۶۔ بانی فقہ شافعی و تلمیذ امام مالکؒ، امام محمد بن ادریس الشافعی الھاشمیؒ (۱۵۰-۲۰۴ھ، قاہرہ) کے فقہی مسلک کے مطابق صرف بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب باہم ایک دوسرے کا کفو نسبی (ہم پلہ) بسلسلہ نکاح و ازدواج ہیں۔ جبکہ غیر ہاشمی قریشی النسب حضرات، غیر ہاشمی قریش کا کفو ہیں۔ مگر بنو ہاشم کا کفو قرار نہیں پاتے۔ اور غیر قریشی عرب، غیر قریشی عربوں کا اور غیر عرب، غیر عربوں کا کفو ہیں۔

۷۔ فقہ اسلامی کے ائمہ اربعہؒ (امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد) میں سے بلحاظ ترتیب زمانی امام چہارم و بانی فقہ حنبلی، امام احمد بن حنبل (۱۷۴ھ-۲۴۱ھ، بغداد) سے "کفو نسبی" کے متعلق دو روایتیں مروی ہیں۔ جن میں سے ایک اپنے استاد امام شافعی کی تائید میں اور دوسری اس کے برعکس ہے:-

"مغنی ابن قدامہ جو فقہ حنفی کی مستند کتاب ہے اور ابن قدامہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہے۔ اور خود حضرت غوث اعظم بھی حنبلی مذہب کے پیروکار ہیں۔ تو "مغنی" ابن قدامہ کی عبارت ملاحظہ ہو:-

والرواية الثانية عن أحمد أن العرب بعضهم لبعض أكفاء لأن النبى صلى الله عليه وآله وسلم زوج بنتيه عثمان و زوج أباالعاص بن الربيع زينب وهمامن بنى عبدشمس۔

وزوج على عمر ابنته ام كلثوم .و تزوج عبدالله بن عمرو فاطمة

بنت الحسين بن علی رضی الله تعالی عنهم . و تزوج المصعب بن الزبير أختهاسكينة – و تزوجها أيضا عبدالله بن عثمان بن حكيم بن حزام –

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ کفو کے متعلق امام احمد سے دو روایات ہیں :۔

روایت اول کا ترجمہ یہ ہے کہ جو عرب غیر قریش ہیں، وہ قریش کی کفو نہیں۔ جیسا کہ احناف کا مذہب ہے۔ اور جو قریش بنی ہاشم نہیں وہ بنی ہاشم کی کفو نہیں۔ اور یہ بعض شافعیوں کا مذہب ہے۔ اور جو امام شافعی کا مذہب ہے اس کی تفصیل قبل ازیں گزر چکی ہے۔

امام احمد کی دوسری روایت یہ ہے کہ تمام عرب ایک دوسرے کی کفو ہیں۔ خواہ وہ بنی ہاشم ہوں یا نہ۔ اور جو عرب بنی ہاشم نہیں خواہ قریش ہیں یا غیر قریش عرب سب ایک دوسرے کی کفو ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر سید ہاشمی، قریش اور عرب یہ سب سادات فاطمیہ کی کفو ہیں اور ان کے درمیان نکاح جائز ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان غنیؓ کو نکاح کر دیں۔ اور تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ ابو العاص کو نکاح کر دی۔ جبکہ حضرت عثمان اور ابو العاص دونوں ہاشمی نہ تھے بلکہ یہ ہر دو عبد شمس کی اولاد سے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان اور ابو العاص عرب ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ عرب ایک دوسرے کی کفو ہیں۔ نیز کہ حضرت عثمانؓ اور ابو العاصؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفو ہیں، تو غیر سید ہاشمی قریشی بطریق اولی سیدہ فاطمیہ کی کفو ہوں گے۔

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہما حضرت عمرؓ کو نکاح کر دی۔ اور حضرت ام کلثومؓ بلاواسطہ سادات فاطمیہ سے تھیں اور سیدہ تھیں۔ جبکہ حضرت عمر فاروقؓ نہ تو سید اور سادات فاطمیہ سے تھے اور نہ ہاشمی تھے۔ البتہ قریش اور عرب تھے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ جو کہ غیر سید قریش اور عرب ہیں، حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہما کی کفو ہیں۔ اور حضرت علیؓ امیر عمرؓ کو اپنی اور اپنی صاحبزادی کی کفو جانتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح "کفو" میں کیا

تھا-اور یہ نکاح ان کے نزدیک درست تھا-(عطابندیالوی' سیف العطاء' ص ۶۴-۶۵)

۸- فقہائے محدثین امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ ھ) امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) امامؒ شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) اور امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ) سے متصل اور امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ سمرقند) نے حدیث نبوی کے مستند ترین مجموعہ "الجامع الصحیح" (صحیح البخاری) میں روایت فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب (ہاشمیہ قریشیہ) کی شادی مقدادؓ بن اسود (غیر ہاشمی غیر قریشی آزاد کردہ غلام) سے کردی-(صحیح البخاری باب الاکفاء فی الدین)۔

(ب) جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (اسدیہ ہاشمیہ) کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قریشی) سے کر دیا-

(ج) اور سیدہ فاطمہ بنت قیس قرشیہ کی شادی انہی زید بن حارثہ کے فرزند اسامہ بن زید سے کردی-

(د) جبکہ یکے از عشرہ مبشرہ سیدنا عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ (قریشی) کی ہمشیرہ (قرشیہ) کی شادی بلال بن رباح حبشی (غیر قریشی غیر عرب آزاد کردہ غلام) سے ہوئی-

(ھ) اور بدری صحابی ابو حذیفہ قرشی نے اپنی بھتیجی سیدہ ھند بنت ولید قرشیہ کی شادی ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام سالمؓ سے کی- وعلی ھذا القیاس۔

۹-خلاصہ اقوال یہ کہ تمام انسان مساوی النسب و مشترک الاصل اولاد آدم و حوا ہیں- جو عقیدہ اسلام کی بناء پر امت مسلمہ وغیر مسلمہ میں منقسم ہیں- معیار فضیلت تقوی ہے اور ہر مسلمان مرد' ہر مسلمان عورت سے (نیز یہودیہ نصرانیہ اہل کتاب سے) اور ہر مسلمان عورت ہر مسلمان مرد سے' بلا تمیز ذات پات (محرمات شرعیہ کے علاوہ) شادی بیاہ کر سکتی ہے- کیونکہ شادی بیاہ کے سلسلہ میں جس شرط نکاح پر قرآن و سنت'

صحابہؓ و تابعینؒ نیز علماء و فقہائے امت سو فیصد متفق ہیں' وہ صرف اور صرف فریقین کا مسلمان ہونا ہے- جبکہ کفو نسبی (نسب کے لحاظ سے ہم پلہ ہونا) کو بسلسلہ نکاح و ازدواج (بالخصوص عورت کے لئے) شرط لازم قرار دینا ایسا فعل ہے جس کی تائید نہ تو سنت رسولؐ و تعامل صحابہؓ و اہل بیتؓ سے ہوتی ہے- اور نہ ہی ائمہ اربعہؒ اس پر باہم متفق ہیں- بلکہ امام دارالہجرۃ امام مالک نیز امام ابوبکر جصاص و امام ابوالحسن کرخی جیسے فقہائے احناف اس کے سرے سے قائل ہی نہیں- جبکہ امت کے اکثریتی مسلک فقہ حنفی کی رو سے نہ صرف مرد کے لئے کفو نسبی میں شادی لازم نہیں' بلکہ ہر مسلمان عورت کا بھی اپنے کفو میں بلا اجازت ولی' اور غیر کفو میں با اجازت ولی' بلا امتیاز قریش و ہاشم و عرب و عجم نکاح و ازدواج شرعاً درست ہے- علاوہ ازیں ولی کو عورت کی مرضی کے خلاف اس کا نکاح کرنے کا قطعاً اختیار حاصل نہیں۔ اور کسی بھی اختلاف کی صورت میں بالعموم ترجیح عورت کی اپنے نکاح کے بارے میں رائے کو حاصل رہے گی-

١٠- فاعلم ان التقوى أعلى الأنساب و أقوى أسباب الثواب. قال الله تعالى:-إن أكرمكم عندالله أتقاكم-

وقال عليه السلام :- آلى كل برتقى-

ولهذاعد سلمان الفارسى رضى الله عنه من اهل البيت.

فقال :- سلمان منا اهل البيت-

ونفى الله تعالى ولد نوح عليه السلام من نوح.

فقال :- إنه ليس من أهلك إنه عمل غير صالح -

وقرب رسول اله صلى الله عليه وآله وسلم بلالاً الحبشى به وبعد أبالهب القرشى-

(الامام الموفق بن احمد المكى الكردرى' مناقب أبى حنيفه' ج ا' ص ١١)

پس جان لو کہ تقویٰ ہی سب سے اونچا نسب اور سب سے قوی ذریعہ ثواب ہے-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے

جو سب سے بڑھ کر متقی ہے۔

اور آپ علیہ السلام نے فرمایا :۔ہر نیک متقی شخص میری "آل" ہے۔

نیز اللہ تعالی نے فرزند نوح علیہ السلام کے نوح سے تعلق کی نفی فرمادی۔ پس فرمایا :۔یقیناً وہ تیرے اہل بیت میں شامل نہیں وہ تو ایک غیر صالح عمل ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال حبشی کو تو خود سے قریب کیا مگر قریشی ابو لہب کو دفع دور کیا۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

باب پنجم

طب جدید اور ذات پات

۵- طب جدید اور ذات پات

قرآن و سنت و تاریخ و سیرت کی روشنی میں ذات پات کے تعصبات جاہلیہ سے ماوراء اسلامی و انسانی معاشرہ کے قیام نیز بلا امتیاز ذات پات شادی بیاہ کی تائید و اثبات کے لا تعداد شرعی و تاریخی دلائل و امثلہ کے ساتھ ساتھ طبّی نقطہ نظر سے بھی خارج از خاندان و برادری نکاح و ازدواج لا تعداد موروثی امراض کے خاتمہ اور ذہنی و جسمانی لحاظ سے اعلیٰ و صحتمند تر نسلوں پر مشتمل انسانی معاشرہ کے قیام میں بڑا ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کی مختلف انسانی و حیوانی و زرعی و معاشرتی تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ خارج از ذات شادی بیاہ (Cross Marriage) نیز حیوانات کی مختلف نسلوں کے ملاپ سے تولید اور پھلوں پھولوں کی پیوند کاری انتہائی مفید اور بہتر نتائج و ثمرات کی حامل قرار پاتی ہے۔

ان مختلف و متنوع تحقیقات و تجربات کے تفصیلی مطالعہ و تجزیہ کا خلاصہ و نتیجہ تو ماہرین علوم ہی کماحقہ پیش کر سکتے ہیں، لہذا اس مستقل بالذات موضوع کی وسعتوں اور پنہائیوں کا احاطہ موجودہ مختصر و عمومی تصنیف میں خارج از امکان ہے۔ تاہم "ما لا یدرك كله لا يترك كله" (Something is better than nothing) کے اصول کے تحت اس سلسلہ میں تفصیلی تحقیق و تصنیف و اظہار رائے کا معاملہ ماہرین طب پر چھوڑتے ہوئے عمومی استفادہ کے لئے بعض مختصر بیانات درج کئے جا رہے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خاندان برادری سے باہر شادی بیاہ (Cross Marriage) بالعموم بہت سی موروثی بیماریوں کے خاتمہ اور ذہنی و جسمانی لحاظ سے زیادہ صحتمند نسلوں کی تخلیق کے امکانات کو کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے۔

"Apart from having religious, ethical and cultural impacts on the social architecture, family marriages do have medical and clinical implications. Human genome consists of six billion nucleotides in a double stranded helical DNA molecule. This genetic message is inherited by the offspring from his parents who contribute equally towards this pool of information which is imperative for his survival. It codes for the building and operation of human body. Recent research has successfully established a link between malfunctioning genes and various pathologies. The genetic basis of many common conditions is now a well known fact as a part of the complex multigenic system.

Some typical examples of hereditary disorders are haemophilia A & B , hereditary congenital hypothyroidism, diabetes mellitus, cystic fibrosis, retinitis pigmentosa, thalassaemia, sickle cell anaemia etc. The probability of these pathologies running down into generations is supposed to be more pronounced in societies where family marriage custom is prevalent".

Dr. Qurrat-ul-Ain Haider, Pakistan Institute of Medical Sciences, Islamabad &

Dr. Hasnain Haider Khawaja, Faculty of Pharmacy, University of the Punjab, Lahore, Pakistan).

"The incidents of congenital and genetic diseases such as cystic fibrosis, muscular dystrophy, hemolytic anemia, hemophilia is higher in among the offspring of cousin marriages, marriages between individuals that are second cousin or more closely related, than the offspring of unrelated individuals. Occurrence of Autosomal recessive diseases are almost exclusively in the offspring of interrelated couples resulting in roughly double death rate of the offspring of closely related parents than the offspring of unrelated parents.

Genetics has shown that the chromosomes within the nucleus of the cell are the sites of the genes of heredity. Half of these are passed down from the father, with the remaining half from the mother. There are 2,600 kinds of genetic diseases and some 300 types of chromosomal diseases are known. Every person has at least 50,000 genes in a normal cell, some of which are harmful. When both mother and father possess the same harmful genes and these genes are mixed together, an unhealthy infant will be the result. However, under conditions where marriage partners are not closely related, it is exceedingly unlikely for both sides to have same harmful genes. Should one side possess one or many destructive genes, it is not necessary the case that the corresponding gene of the other side shares the same defect. If they marry, the defective gene of the one side will be repressed by the normal gene of the other side,

and the infant will be still healthy.

In smaller religious communities and tribes where marriage outside the religion or tribe is forbidden, and in small geographically isolated population where migration into the population from the outside is at near zero, occurrence of genetic diseases such as cystic fibrosis, limb-gridle muscular dystrophy, pyruvate kinase deficient hemolytic anemia is very high. Therefore, marriages outside the religious sub groups, clan and family are recommended to reduce the incidents of genetics diseases and child death".

Dr. Anjum Sohail, Associate Professor, Centre of Excellence for Molecular Biology (CEMB)
& Dr. Muhammad Amin Athar, Assistant Professor,Center for Advanced Molecular Biology (CAMB) University of the Punjab, Lahore.

کزن میرج اور طب و حکمت

اس سلسلہ میں ماہر طب جناب حکیم الطاف حسین بٹالوی انتہائی قیمتی نقاط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ہم قارئین کو شادی کے ایک پہلو جسے "کزن میرج" کہا جاتا ہے' میڈیکل سائنس کی رو سے کزن میرج سے جو معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں' اسی حوالہ سے پیدا ہونے والے خطرات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ نسل انسانی جو تیزی کے ساتھ جینیاتی اور موروثی کمزوری اور بیماریوں کی طرف راغب دکھائی دیتی ہے اس کے آگے بند باندھا جا سکے۔ پوری دنیا ماسوائے پاک و ہند کے کزن میرج کا کہیں بھی رواج نہیں ہے۔ تازہ ترین تحقیقات کی روشنی میں میڈیکل سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ جینیاتی یا موروثی اثرات کی وجہ سے لاحق ہونے والے امراض کی فہرست گو کافی طویل ہے لیکن ان امراض کے سلسلے میں سائنس دان ۱۶۰۰ ایسے جین کی شناخت میں کامیاب ہو گئے ہیں جن کا مختلف امراض سے گہرا تعلق ہے۔ مثال کے طور پر پولیو کا مرض ہی لیں جس کے خلاف پوری دنیا میں مہم جاری ہے اور یہ ایک مشترکہ خطرہ انسانیت بنی ہوئی ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ موروثی امراض کسی سرحد کی پابند نہیں ہوتیں۔ عالمی ادارہ یونی سیف' یو این ڈی پی' ورلڈ بنک اور راک فیلر فاؤنڈیشن سے مل کر کام کرتا ہے اس ادارے نے پولیو کے خاتمہ کی جدوجہد میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اور پاکستان کے حوالے سے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں پولیو کے امراض میں جو بچے شدید حالت میں پائے گئے ان میں سے ۷۰ فیصد والدین آپس میں حقیقی کزن تھے۔ پولیو کے مکمل خاتمہ کے لئے لوگوں کو کزن میرج سے پیدا ہونے والے جینیاتی اور موروثی امراض سے آگاہ کرنے کی مہم چلانے کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا۔

پاکستان میں اوسط عمر میں کمی کے حوالہ سے بھی حال ہی میں ایک رپورٹ منظر عام

پر آئی ہے۔ جس میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا گیا ہے کہ کزن میرج والے جوڑوں کی اوسط عمر میں کمی دوسرے جوڑوں کے مقابلہ میں بڑی حیران کن ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات دوسرے جوڑوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ اس وقت پاکستان میں سرطان کا موذی مرض جو تیزی سے بڑھ رہا ہے اب تک ۵ لاکھ سے زائد افراد اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ کینسر ہسپتال کے ماہر ڈاکٹر جی ایم شاہ کے مطابق پاکستان میں کینسر کی سب سے بڑی وجہ جہاں موجودہ آبادی میں اضافہ ہے' لیکن عالمی ادارہ صحت کی جو رپورٹ اس حوالہ سے منظر عام پر آئی ہے' اس میں بتایا گیا ہے کہ کینسر کے مریضوں میں حقیقی کزن میرج جوڑوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے۔ جینیات پر ہونے والی تحقیق نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ موروثی اثرات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک مخصوص موروثی اثر یا جینیاتی خصوصیت اور کسی مرض کے باہمی تعلق کی گتھی کے سلجھانے سے اس مرض کے علاج اور تدارک کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔

جینیاتی امراض بالعموم ابتدائے عمر سے ہی مرض کو جکڑ لیتے ہیں ان میں ہیموفیلیا' تھیلاسیمیا اور درانتی جیسے خون کے سرخ خلیات' لبلبے اور غدودوں کی موروثی خرابیاں شامل ہیں۔ جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ موروثی اثرات کا امراض کے جنم لینے میں خاصا دخل ہے۔ ان میں قلب کے امراض' سرطان' دمہ' ذیابیطس' دماغی امراض' ڈپریشن' تپ دق' پولیو' مالیخولیا' فشار خون' گٹھیا' داد چنبل اور گنجا پن وغیرہ شامل ہیں۔

نئی طبی تحقیق کے مطابق جینیاتی طب کے میدان نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ ان امراض کا علاج اور تدارک ممکن ہو چکا ہے لیکن اس کے لئے طرز حیات کی تبدیلی کو ناگزیر قرار دیا گیا ہے۔ اور حقیقی کزن میرج سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنے کو اولیت دی گئی ہے۔

کزن میرج سے مراد چچازاد' ماموں زاد' حقیقی کا آپس میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا قرار دیا جاتا ہے کیونکہ تحقیق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ بعض جرثومے نسل در نسل چلتے ہیں۔ موجودہ صدی میں علاج امراض کے سلسلہ میں بڑی اہم پیش رفتیں ہوئیں اور عالمی ادارہ صحت نے بھی یہ تصور کر لیا کہ دق اور ٹل کا چیچک کی طرح

دنیا سے خاتمہ ہو گیا ہے۔ لیکن عالمی ادارہ صحت کو اس وقت اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی جب برّ صغیر کے حوالہ سے حالات وواقعات نہ صرف اس مرض کی بہ شدت واپسی کی گواہی دے رہے ہیں' بلکہ سب سے زیادہ تشویش دق وسل کی واپسی سے لاحق ہے۔ اور ذیابیطس ایک وبائی مرض کی طرح پھیل رہا ہے۔ طبّی نکتہ نگاہ سے دق اور سل کے جراثیم چونکہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوتے۔ جس طرح ہیپاٹائٹس کا وائرس انسانی جسم میں چوروں کی طرح چھپا رہتا ہے اور برسوں اپنی موجودگی کا احساس تک نہیں ہونے دیتا' ایسے ہی انسانی جسم میں دق کے جرثومے بھی موجود رہتے ہیں اور کزن میرج جوڑوں میں یہ جرثومے زیادہ گھر کرتے ہیں۔ اور دواؤں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بڑھا کر نئی قوت وشدت سے مریض کو اپنے پنجے میں جکڑ لیتے ہیں۔ بلکہ ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہونے کی ان میں زیادہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اور اکثر ایسی صورت حال بھی پیدا ہوتی ہے کہ دوائیں بے اثر ہو جاتی ہیں۔ یہ صورت حال بڑی تشویش انگیز ہے۔

آپ نے اکثر سنا ہو گا کہ فلاں کی ماں یا نانی کا بھی اس مرض میں انتقال ہوا تھا یا فلاں کے باپ دادا کو بھی یہ مرض لاحق تھا۔ یہ محض اڑتی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ میڈیکل سائنس کی وہ حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ انسانی جسم میں خون ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا اثر پوری انسانی زندگی پر ہوتا ہے۔ نئی تحقیق کی روشنی میں چونکہ ماموں زاد اور چچازاد حقیقی کے شادی ہونے کی صورت میں میاں بیوی کے جسم میں ایک جیسا خون ہی گردش کر رہا ہوتا ہے۔ اور پھر دنیائے طب میں جو انقلابات برپا ہو رہے ہیں' مشرق ومغرب میں جو مدوجزر محسوس کئے جا رہے ہیں' ان کا ادراک کامل' احساس تامہ' وقت کا بڑا اہم تقاضا ہے اور عالم اسلام کی اہم ضرورت ہے۔

طب عصری کے محیر العقول انکشافات نے نہ صرف ایک عام آدمی کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے بلکہ ماہرین طب بھی بہ حیرت انگشت بہ دنداں ہیں۔ یہ حیرت علمی یقیناً قابل فہم اور سزا وار تحسین ہے۔ پاکستان میں ۱۰۰ ایسے شادی شدہ جوڑوں کا سروے کیا گیا جو کزن میرج کی وجہ سے زندگی گزار رہے تھے۔ جب ان کا طبّی معائنہ کیا گیا تو حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ بظاہر تندرست اور توانا میاں بیوی میں دق کے جرثومے موجود

تھے۔ جب مزید تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ بیوی کی ماں بھی اس بیماری میں جاں حق ہوئی تھی۔ ایسے ہی دنیا بھر کے طب اس بات پر متفق ہو چکے ہیں کہ اگر دماغی امراض' ذیابیطس کا مؤثر خاتمہ مقصود ہے' تو کزن میرج سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے"۔

(روزنامہ "دن" لاہور' سنڈے میگزین مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۹ء' ص ۲۳' مضمون حکیم الطاف حسین بٹالوی بعنوان:- کزن میرج کی ہر ممکن حوصلہ شکنی ضروری ہے۔ امراض قلب اور ذیابیطس سے بچنا ہے تو)۔

خلاصہ کلام

"کزن میرج" اور اپنے مخصوص خاندان' برادری میں شادی بیاہ' نیز خاندان' برادری سے باہر شادی بیاہ کے طبی و جینیاتی فوائد و نقصانات کی بحث میں قدیم و جدید تحقیقات کی تمام تر اہمیت کے اعتراف اور ان کے نتائج پر حتی الامکان عملدر آمد کی کوشش کے باوجود یہ بات پیش نظر رہنا چاہیے کہ طبی و سائنسی تحقیقات مختلف زمان و مکان میں تجربات و تغیرات کے ارتقائی عمل سے گزر کر بذات خود اپنے مواقف و نتائج پر نظر ثانی کرتی رہتی ہیں۔ لہذا کسی بھی طبی تحقیق کو دائمی حرف آخر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ "خالق طب و حکمت" اور "عالم الغیب والشھادۃ" نیز "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو "کزن میرج" اور خاندان برادری میں شادی بیاہ کو واجب و لازم ٹھہرایا اور نہ ہی اسے حرام کردہ رشتوں (محرمات) میں شامل فرمایا۔ لہذا نہ تو نوجوانوں کو محض جدید طبی تحقیقات کی بناء پر روش بغاوت اختیار کرتے ہوئے خاندانی عزت و وقار کو مجروح کرنا چاہیے' اور نہ ہی بزرگوں کو جدید طبی تحقیقات اور اسلامی اخوت و مساوات کو نظر انداز کرتے ہوئے نئی نسلوں پر جبراً "کزن میرج" اور لازماً خاندان برادری میں شادی بیاہ کا "مارشل لاء" نافذ کرنا چاہیے۔ بلکہ نوجوانوں اور بزرگوں کو اعتدال و توازن اور باہم افہام و تفہیم سے حسب خواہش و ضرورت خاندان برادری میں نیز خاندان برادری سے باہر وسیع تر امت مسلمہ میں بھی نکاح و ازدواج پر کھلے دل سے عمل پیرا ہونا چاہیے۔ وخیر الأمور أوسطھا۔

☆☆☆

خلاصہ و نتیجہ کلام بحوالہ
"اسلام اور ذات پات"

اسلام اور ذات پات کے حوالہ سے قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ، اقوال اکابر امت، طب جدید اور نکاح و ازدواج کی عملی مثالوں کے مطالعہ و تحقیق و تجزیہ سے درج ذیل نقاط پر مبنی خلاصہ و نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے :۔

۱۔ قرآن مجید اور حدیث و سنت کی رو سے ہر زمان و مکان کے تمام انسان ایک ہی ماں باپ آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد ہونے کی بناء پر مشترک الاصل و مساوی النسب آل نبی و اولاد رسول (آدمؑ) ہیں۔ جب کہ خود آدم علیہ السلام مٹی سے تخلیق شدہ ہیں۔ لہذا اولاد آدمؑ کے مابین نسلی تفاخر و تنافر یا تعظیم و تحقیر کی کوئی حقیقی بنیاد موجود نہیں۔

۲۔ اولاد آدمؑ کے مابین واحد حقیقی معیار فضیلت تقوی و پرہیزگاری ہے جس کی اساس دین و ایمان ہے۔ اور اسی دین و ایمان کی بناء پر ہر زمان و مکان کی مشترک الاصل و مساوی النسب اولاد آدمؑ، امت مسلمہ و امت غیر مسلمہ میں منقسم ہے۔ چنانچہ محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر امت مسلمہ سے تعلق رکھنے والے تمام مردوں اور عورتوں کے مابین نکاح و ازدواج بلا امتیاز رنگ و نسل و حسب و نسب بر بنائے اسلام شرعاً جائز و حلال ہے۔

جبکہ مسلم مرد کو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کی عورت سے بھی شادی کی بلا امتیاز ذات پات اجازت ہے۔ البتہ مسلمان عورت کے لیے اہل کتاب میں سے کسی مرد کے ساتھ نکاح و ازدواج شرعاً ممنوع ہے۔ جس کے عقلی و نقلی دلائل اسلامیہ نیز نسل و خاندان میں نسب پدری کے معتبر ہونے سے قطع نظر ایک عملی وجہ ممانعت یہ بھی قرار پاتی ہے کہ مسلمان مرد کے گھر میں موجود اہل کتاب کی عورت کے لئے قابل احترام و ایمان جملہ انبیاءؑ و مرسلینؑ و کتب مقدسہ اس کے مسلمان شوہر کے لئے بھی واجب الاحترام اور ان پر ایمان

جزو عقیدہ اسلام ہے۔ جب کہ یہود و نصاریٰ سمیت جملہ اہل کتاب نہ صرف قرآن مجید و نبوت محمدیہ پر ایمان کو جزو عقیدہ تسلیم نہیں کرتے' بلکہ اس کے علی الاعلان منکر ہیں۔ لہذا مسلمان عورت کا قرآن و نبوت محمدیہ و معتقدات اسلامیہ پر ایمان' یہودی یا نصرانی شوہر کے گھر میں سیدنا داؤدؑ و موسیٰ و عیسیٰؑ وزبور و تورات و انجیل کی طرح کسی شرعی مقام و تحفظ و اہمیت کے حامل قرار نہیں پا سکتے۔ و علی ھذا القیاس۔

۳- قرآن و سنت کی رو سے تمام انسان مشترک الاصل و مساوی النسب اولاد آدمؑ و حوّا ہیں۔ لہذا کسی عربی کو عجمی پر' عجمی کو عربی پر' گورے کو کالے پر' یا کالے کو گورے پر' کسی بھی نسلی و گروہی عصبیت جاہلیہ کی بنا پر باہم کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع نیز دیگر مواقع پر رنگ و نسب سمیت تمام مفاخر جاہلیہ کو ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہوئے اپنے قدموں تلے روندنے کا اعلان فرمایا۔ اور محض کعبہ کی دیکھ بھال اور پانی پلانے (سدانت و سقایت) کے اعزاز و خدمت کو برقرار رکھتے ہوئے تمام آثار جاہلیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ نیز یہ اعلان فرمادیا کہ تمام انسان اولاد آدم و حوا ہیں۔ جبکہ تخلیق آدمؑ مٹی سے کی گئی ہے۔ پس اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہے :۔ (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ القرآن)۔ اور انسان بس دو ہی قسم کے ہیں یعنی صالح متقی نیک بخت اور فاجر ذلیل بدبخت۔ (الناس رجلان :۔ بر تقی کریم و فاجر شقی ھین علی اللہ – الحدیث)۔

۴- قرآن و سنت کی رو سے انبیاء و مرسلین سلام اللہ علیھم اجمعین کو تمام جن و انسان و مخلوقات پر کلی فضیلت و برتری حاصل ہے۔ جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں۔ اور انبیاءؑ و مرسلینؑ کے بعد اہلِ بیت نبوت سمیت ایک لاکھ سے زائد جملہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام غیر صحابہؓ پر کلی فضیلت و برتری شرعاً حاصل ہے۔ نیز خود انبیاءؑ و مرسلینؑ' پھر صحابہؓ و اہلبیتؓ کے مابین بھی مختلف مدارج فضیلت و فروق مراتب موجود و منصوص ہیں۔

تاہم ان مدارج فضیلت و فروق مراتب کی بنا پر نہ تو انبیاءؑ و مرسلینؑ کا غیر نبی و غیر رسول، خواتین سے نکاح و ازدواج ممنوع قرار پایا۔ اور نہ ہی اولاد انبیاءؑ و مرسلینؑ کا اولاد غیر انبیاءؑ و غیر مرسلینؑ سے شادی بیاہ ممنوع قرار پایا۔

اسی طرح نہ تو صحابہؓ و اہل بیتؓ کا باہم یا غیر صحابہؓ و غیر اہل بیتؓ سے شادی بیاہ ممنوع قرار دیا گیا۔ اور نہ ہی اولاد صحابہؓ و اہل بیتؓ کو غیر اولاد صحابہؓ و اہل بیتؓ میں شادی بیاہ سے منع کیا گیا۔ اور نہ ان میں سے ہر ایک کے لیے امت سے علیحدہ، نکاح و ازدواج، کے کوئی علیحدہ احکام و فرامین نازل کیے گئے۔

۵- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں بیٹوں (سیدنا قاسمؓ و عبداللہ و ابراہیم رضی اللہ عنہم) کے بچپن میں وفات پا جانے کے بعد یہ اعلان خداوندی نازل ہوا کہ محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ دادا نہیں بلکہ سب کے لیے یکساں طور پر رسول خدا و خاتم الانبیاء ہیں۔(ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين)- (الأحزاب)-

نیز نہ صرف زوجہ رسولؐ سیدہ عائشہؓ (قرشیہ غیر ہاشمیہ) کی تعلیم و برأت کے سلسلہ میں آیات سورہ نور نازل ہوئیں، بلکہ مختلف قبائل قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم سے تعلق رکھنے والی تمام ازواج رسولؐ کو رب العالمین نے ازروئے نص قرآنی " امهات المؤمنين"(احزاب: ٦) منفرد و بيمثال (لستن كأحد من النساء- احزاب : ٣٢)۔ " اهل البيت" (احزاب:٣٣) اور مصداق آیہ تطهير " ازواج مطهرات" (ويطهركم تطهيرا- احزاب:٣٣) قرار دے کر نسبت مصطفویہ کو نسبت نسبیہ و جغرافیہ پر فوقیت کلیہ عطا فرمائی۔

اسی طرح قرآن و سنت و اجماع امت کی رو سے بالترتیب سیدنا ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (قرشی غیر ہاشمی، تیمی و عدوی و اموی) کو، نیز ان کے بعد سیدنا علیؓ (قرشی ہاشمی) کو جملہ صحابہؓ و اہل بیتؓ و امت اسلام پر فضیلت کلیہ بعد از انبیاءؑ و مرسلینؑ حاصل ہوئی۔

۶- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹے (قاسمؓ و عبداللہؓ) اور چار بیٹیاں (سیدہ زینبؓ و رقیہؓ وام کلثومؓ و فاطمہؓ) سیدہ خدیجہؓ (قرشیہ اسدیہ غیر ہاشمیہ) کے بطن سے تھیں۔ جبکہ تیسرے صاحبزادے جناب ابراہیمؑ حرم رسولؐ سیدہ ماریہ قبطیہؓ (غیر ہاشمیہ، غیر قرشیہ، غیر عرب، قبطیہ مصریہ) کے بطن سے تھے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قرشی غیر حجازی) آپ کے منہ بولے بیٹے (متبنی) تھے۔ جنہیں اولاد کو حقیقی باپ کی طرف منسوب کرنے کے حکم خداوندی سے پہلے بالعموم "زید بن محمدؐ" کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اور وہ وفات نبویہ تک اپنے بیٹے اسامہ بن زیدؓ سمیت منفرد و بےمثال محبوب مصطفیٰؐ رہے۔

۷- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چار میں سے تین بیٹیوں کی شادیاں غیر ہاشمی افراد سے کیں۔ چنانچہ سیدہ زینبؓ بنت رسولؐ کی شادی سیدہ خدیجہؓ کے بھانجے ابو العاصؓ بن ربیع الاموی (قرشی غیر ہاشمی) سے ہوئی۔

سیدہ رقیہؓ وام کلثومؓ دختران رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ہاشمی النسب چچازاد فرزندان ابو لہب (عتبہ و عتیبہ) کی جانب سے بلا رخصتی طلاق دیے جانے کے بعد سیدہ رقیہؓ کی شادی نبی علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے عثمانؓ بن عفان الاموی (قرشی غیر ہاشمی) سے ہوئی۔ اور غزوہ بدر کے موقع پر وفات سیدہ رقیہؓ (رمضان ۲ھ) کے بعد سیدہ ام کلثومؓ بنت رسولؐ کی شادی بھی سیدنا عثمانؓ الاموی (قرشی غیر ہاشمی) سے کر دی گئی۔ حتی کہ وفات ام کلثوم (۹ھ) کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہماری کوئی اور بیٹی ہوتی تو اسے بھی عثمان سے بیاہ دیتے۔ (لو أن عندنا أخرى لزوجناها بعثمان — ابن كثير، البداية وغيره)۔

البتہ نبی علیہ السلام کی چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ بنت رسولؐ کی شادی آپ کے قرشی النسب ہاشمی چچازاد علیؓ بن ابی طالب سے ہوئی۔

۸- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار نواسوں میں سے اول و دوئم نواسۂ رسولؐ، علی

بن ابی العاصؓ الاموی القرشی (ردیف رسولؐ در فتح مکہ و بروایت شہید یرموک) و عبداللہ بن عثمانؓ الاموی القرشی (مہاجر ذوالھجرتین) غیر ہاشمی تھے۔ جبکہ سوئم اور چہارم نواسۂ رسولؐ حسن و حسین بن علیؓ ، ہاشمی النسب قرشی تھے۔

نیز سب سے بڑی نواسی رسولؐ (راکبہ دوش رسولؐ در نماز) سیدہ امامہ بنت ابو العاصؓ و زینبؓ ، غیر ہاشمیہ (قرشیہ امویہ) تھیں۔ اور دیگر دو نواسیاں سیدہ زینب و ام کلثوم بنت علیؓ و فاطمہؓ ، قرشیہ ہاشمیہ تھیں۔

ان نواسیوں میں سے سیدہ امامہؓ امویہ قرشیہ کی شادی وفات سیدہ فاطمہؓ کے بعد ان کی وصیت کی بنا پر علی مرتضیٰؓ (قرشی ہاشمی) سے ہوئی۔ سیدہ زینب بنت علیؓ کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیارؓ (قرشی ہاشمی غیر فاطمی) سے ہوا۔ اور سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ و فاطمہؓ کی شادی امام و خلیفہ ثانی عمر فاروقؓ (قرشی عدوی، غیر ہاشمی) سے ہوئی۔

۹- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب (ہاشمیہ قرشیہ) کی شادی مقدادؓ بن اسود (غیر ہاشمی، غیر قرشی، کم نسب مولی) سے اور اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش (قرشیہ اسدیہ ہاشمیہ) کا نکاح بالاصرار اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ (غیر ہاشمی غیر قرشی کم نسب) سے کر کے قریش و بنو ہاشم کے کفو و تفاخر نسبی پر کفو اسلام و مساوات انسان کو ترجیح و سربلندی عطا فرمائی۔

انہی تعلیمات قرآنیہ و احادیث و سنن نبویہ کے مطابق سیدنا ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و معاویہؓ و حسنؓ و حسینؓ و بنو ہاشم و قریش و انصار و مہاجرین و جملہ اہل بیتؓ و اصحابؓ رسولؐ از عرب و عجم نے اپنی نیز اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادیاں بلا امتیاز قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم مختلف ذاتوں اور خاندانوں میں کیں۔ اور ان کے اتباع میں یہ سلسلہ گزشتہ چودہ صدیوں سے بلا انقطاع جاری و ساری ہے۔

اسی سلسلہ میں مختلف آیات و احادیث بسلسلہ فضیلت انبیاءؑ و صحابہؓ و اہل بیتؓ ، فضیلت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و حسنینؓ ، فضیلت سیدہ آسیہؑ و مریمؑ و خدیجہؓ و عائشہؓ و فاطمہؓ نیز فضیلت قریش و بنو ہاشم و اصحاب بدر و احد و بیعت رضوان و جملہ صحابہ کرام و اہل بیت عظام

رضی اللہ عنہم کا مفہوم و مطلب کہیں بھی ممانعت نکاح بین الافضل و غیر الافضل قرار نہیں پاتا۔ اور نہ ہی قرآن و سنت و تاریخ و سیرت و تعامل امت سے اس کی تائید و تصدیق ہو پاتی ہے۔ ولا یکون ذلك أبداً۔

۱۰- قرآن و سنت و اقوال اکابر امت کی رو سے نکاح و ازدواج کے سلسلہ میں واحد متفق علیہ "کفو معتبر" دین اسلام ہے۔ جب کہ شادی بیاہ کے سلسلہ میں لزوم کفو نسبی و امتیاز ذات پات شدید اختلافی حیثیت کا حامل ہے۔ فقہ اسلامی کے چاروں جلیل القدر اماموں (ائمہ اربعہؒ - امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ و شافعیؒ و احمدؒ) میں سے امام دار الھجرۃ امام مالکؒ بن انس (استاذ امام شافعیؒ بلاواسطہ - واستاذ امام احمدؒ بالواسطہ) کے فتویٰ کے مطابق محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر ہر مسلمان مرد و زن کا باہم نکاح و ازدواج بلا تمیز کفو نسبی و ذات پات شرعاً درست و معتبر ہے۔ اور ائمہ احناف میں سے امام ابو الحسن کرخیؒ اور امام ابو بکر جصاصؒ بھی امام دار الھجرۃ امام مالکؒ (۹۳-۱۷۹ھ مدینہ) کے فتوی کے تائید کنندہ ہیں۔

جبکہ امام ابو حنیفہؒ (۸۰-۱۵۰' کوفہ) کے نزدیک مسلمان عورت کا کفو نسبی میں بلا اجازت ولی اور غیر کفو نسبی یعنی جملہ اہل اسلام (غیر از محرمات شرعیہ) کے ساتھ بااجازت ولی نکاح و ازدواج بلا تمیز ذات پات درست ہے۔ نیز سادات قریش کے تمام قبائل (قرشی' تیمی' عدوی' صدیقی' فاروقی' عثمانی' اموی' ہاشمی' عباسی' علوی' حسنی' حسینی' زبیری' اسدی وغیرہ)۔ باہم ایک دوسرے کا کفو نسبی ہیں۔ اور تمام عرب عربوں کا' نیز تمام اہل عجم' عجمیوں کا کفو ہیں۔

علاوہ ازیں فقہ حنفی کی رو سے یہ صرف "غیر کفو" میں سیدہ و غیر سیدہ کو (با اجازت ولی) نکاح کی پوری اجازت ہے' بلکہ ہر عجمی عالم بھی (نسب پر علم کی فضیلت شرعیہ کی بناء پر) اہل عرب حتی کہ سیدہ علویہ فاطمیہ ہاشمیہ کا "کفو" قرار پاتا ہے۔ چنانچہ مختلف اہل علم کے نزدیک قرآن و اسلام کا بنیادی علم رکھنے والے کروڑوں جدید تعلیم یافتہ غیر عرب (عجمی) مسلمانوں کو مختلف اہل عرب نیز سیدہ علویہ' فاطمیہ' ہاشمیہ کا "کفو نکاح" قرار پانے کے حق سے محروم کرنے کے لیے "عالم" کے بجائے "جاہل" قرار نہیں

دیا جا سکتا۔

امام شافعیؒ (۱۵۰-۲۰۴ھ) کے نزدیک تمام قریش کے بجائے صرف بنو ہاشم باہم کفو ہیں۔ اور امام احمدؒ (۱۶۴-۲۴۱ھ) سے مروی ایک قول امام شافعیؒ کی تائید میں اور دوسرا اس کے برعکس ہے۔

چنانچہ امام ابو حنیفہؒ و امام مالکؒ کا مجموعی موقف جس پر امت مسلمہ کی غالب اکثریت صدیوں سے عمل پیرا ہے' یہی ہے کہ محرمات شرعیہ کو چھوڑ کر ہر مسلمان مرد و زن کا باہم نکاح و ازدواج' بلا تمیز ذات پات و کفو نسبی شرعاً درست و منعقد قرار پاتا ہے۔ اور اسے متعدد دیگر ائمہ اہل سنت و اکابر امت کی بھی تائید شرعی حاصل ہے۔ (عند جمہور الاحناف' در غیر کفو بااجازت ولی' بالاتفاق)۔

تاہم اگر اپنے کفو نسبی اور ذات برادری میں مناسب رشتے مل جائیں اور کوئی شرعی و طبّی ممانعت بھی نہ ہو' نیز فریقین نکاح و اولیاء بھی راضی ہوں تو اپنی ذات برادری اور کفو نسبی کو شادی بیاہ کے سلسلہ میں ترجیح دینے میں بھی کوئی شرعی ممانعت و قباحت نہیں۔ بلکہ متعدد صورتوں میں یہ افضل و بہتر ہے۔

۱۱- طبّی نقطہ نظر سے اپنے قریبی رشتہ داروں اور ذات برادری سے باہر شادی کرنا لاتعداد موروثی امراض کے خاتمے اور متعدد امراض کی شدت میں کمی نیز صحتمند و ذہین تر نسلوں کی تخلیق و ارتقاء کا باعث ہے۔

جبکہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں شادی (کزن میرج) یا بطور مجموعی ایک ہی نسلی پس منظر کی حامل اپنی ہی ذات برادری میں نسل در نسل شادی بیاہ بالعموم ذہنی و جسمانی معذوری و کند ذہنی نیز دیگر متعدد ذہنی و نفسیاتی و جسمانی امراض و عوارض کے امکان میں بدرجہا اضافہ کا باعث قرار پاتا ہے۔

۱۲- پاکستان کے خصوصی حوالہ سے یہ بات قابل ذکر و تحسین ہے کہ بطور مجموعی ذات برادری کے شدید تعصبات و جکڑبندیوں کے باوجود گزشتہ نصف صدی میں سادات و

غیر سادات، کم و بیش ہر ذات برادری سے تعلق رکھنے والے نمایاں و جلیل القدر پیکران جرأت و عزیمت علماء و دانشوران، خواتین و حضرات نے معاشرتی و اجتماعی دھاروں کا رخ پھیرتے ہوئے سید و غیر سید و ذات پات کی غیر اسلامی و غیر انسانی تقسیم کو حسب ضرورت رد کیا۔ اور ذات برادری سے باہر شادی بیاہ کی ذاتی و خاندانی مثالیں قائم کر کے نیز ان کی حمایت و دفاع کر کے رسول خدا سیدنا آدم و سیدہ حوا سلام اللہ علیھما کی تمام اولاد کے مشترک الاصل و مساوی النسب ہونے نیز شعوب و قبائل کے نکاح و ازدواج میں رکاوٹ کے بجائے محض ذریعہ تعارف ہونے کے اسلامی تصور کو تقویت بخشی۔ اور اس سلسلہ میں تنقید و استہزاء و تکلیف و ایذاء کے مراحل سے صبر و ثبات کے ساتھ گزر کر منارہ نور و قابل تقلید رہنمایان ملت قرار پائے۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء۔

اور خلاصہ و حاصل کلام بحوالہ "اسلام اور ذات پات" بزبان اقبال یوں ہے کہ :۔

نه افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و ازیک شاخساریم
تمیز رنگ و بو برما حرام است
که ما پرورده یک نو بهاریم

☆☆☆

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

☆☆☆☆☆☆

فہرست المراجع (عربی)

١ — الله جل جلاله ـ القرآن الكريم.

٢ — الآلوسی ' شهاب الدين محمود ـ روح المعانی '
ملتان ' مكبتة إمدادية.

٣ — إبن أبی العز الحنفی ـ شرح العقيده الطحاوية '
لاهور ' المكتبةالسلفية.

٤ — ابن الأثير الجزری ـ أسد الغابة فی معرفة الصحابة '
طهران ' المكتبة الإسلامية ١٣٣٦ھ (وحاج بلال زاده '
مصطفی نجار ١٢٨٦ھ).

٥ — ابن تيمية ' الحرانی 'الامام ـ منهاج السنة ' مصر.

٦ — إبن حجر ' العسقلانی ـ الإصابة فی تمييز الصحابة ' القاهرة.

٧ — إبن حزم ' أبومحمد علی بن احمد بن سعيد ـ جمهرة أنساب
العرب (تحقيق وتعليق: عبدالسلام محمد هارون) مصر
دارالمعارف ' ١٣٨٢ھ / ١٩٦٢م.

٨ — إبن سعد ' الطبقات الكبری (٨) بيروت ' دار صادر ' ١٩٥٨م.

٩- إبن عبدالبر ' الأندلسى ـ الإستيعاب فى معرفة الأصحاب.

١٠- إبن قدامة ـ المغنى.

١١- إبن قتيبة. كتاب المعارف. (تحقيق و تقديم: دكتور ثروت عكاشة) القاهرة ' دار المعارف ' الطبعة الرابعة ' ١٩٨١م.

١٢- إبن كثير ' الدمشقى. البداية والنهاية 'لاهور ' المكتبة القدوسية' ١٩٨٤م.

١٣- إبن كثير ' الدمشقى. تفسير القرآن العظيم ' لاهور' سهيل اكيديمى ' ١٣٩٣هـ/١٩٧٣م.

١٤- إبن ماجة ' الامام ' محمد بن يزيد ـ سنن إبن ماجة.

١٥- إبن هشام ـ السيرة النبوية (ضبط و تحقيق و شرح:. مصطفىٰ السقا ' إبراهيم الأبيارى ' عبدالحفيظ شلبى) بيروت' دار إحياء التراث العربى ' الطبعة الأولى ' ١٤١٥هـ/١٩٩٥م.

١٦- إبن همام ' كمال الدين ـ فتح القدير ' شرح الهداية.

١٧- أبو حنيفه ' الامام ' نعمان بن ثابت. الفقه الأكبر ' طبع دهلى.

١٨- أبو داؤد ' الإمام سليمان بن الأشعث. سنن أبى داؤد.

١٩ – البخارى ' الإمام محمد بن اسماعيل۔صحيح البخارى۔

٢٠ – البيهقى ' الإمام ۔ شعب الإيمان ' بيروت ' دارالكتب العلمية۔
ب۔"دلائل النبوة"۔ بيروت ' دارالكتب العلمية۔

٢١ – التبريزى ' الخطيب '۔ولى الدين محمدبن عبدالله ۔مشكوة المصابيح ' لاهور ' مكتبة رحمانية۔

٢٢ – الترمذى ' الإمام أبو عيسى محمد بن عيسى۔ سنن الترمذى۔

٢٣ – ثناء الله ' الأمرتسرى۔ تفسير القرآن بكلام الرحمن ' لاهور وكوجرانوالة ' إدارة إحيا السنة۔

٢٤ – ثناء الله ' پانى پتى ' القاضى ۔التفسير المظهرى ' دهلى ' دارالاشاعة لندوة المصنفين۔

٢٥ – الدهلوى ' الشاه ولى الله المحدث۔ حجة الله البالغة ' طبع الهند۔

٢٦ – الذهبى ' الإمام۔ ميزان الإعتدال فى نقد الرجال۔

٢٧ – الزبيرى ' مصعب۔ كتاب نسب قريش (تصحيح و تعليق ونشر:إ۔ ليفى۔ بروفنسال) القاهرة دار المعارف الطبعةالثانية ' ١٩٨٢م۔

٢٨ – زين الدين ' العلامة۔ مسالك الافهام ' شرح شرائع الإسلام للحلى ' طبع الطهران۔

٢٩- السرخسى ' العلامة. المبسوط.

٣٠- عبدالباقى ' محمد فؤاد.المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم ' لاهور ' سهيل اكيديمى.

٣١- علىؓ بن أبى طالب. نهج البلاغة ' مصر.

٣٢- على متقى ' البرهانفورى. كنز العمال فى سنن الأقوال والأفعال.

٣٣- عنبة ' جمال الدين احمد. عمدة الطالب فى أنساب آل أبى طالب ' لكهنؤ ' المطبع الجعفرى.

٣٤- قطب ' سيد . فى ظلال القرآن ' القاهرة ' دار الشروق ' ١٤٠١هـ/١٩٨١م.

٣٥- الكشميرى ' الشيخ محمد أنور . فيض البارى ' شرح البخارى.

٣٦- مالك بن أنس ' الإمام . الموطا ' بيروت ' دار النفائس ' ١٩٧١م.

٣٧- المراغى ' الشيخ احمد مصطفى. تفسير المراغى القاهرة ' ١٣٦٥هـ.

٣٨- مسلم ' بن الحجاج ' الامام القشيرى النيسابورى. الجامع الصحيح.

٣٩ـ المفيد، الشيخ محمد بن محمد بن النعمان. الإرشاد فى معرفة حجج الله على العباد، (با ترجمه وشرح فارسى: سيد هاشم رسولى محلاتى) ايران، انتشارات علمية إسلامية، ١٣٨٧هـ.

٤٠ـ المكى، الكردرى، الموفق بن أحمد. مناقب أبى حنيفة، بيروت، دار الكتاب العربى، ١٤٠١هـ/١٩٨١م.

٤١ـ النسائى، الإمام أحمد بن شعيب. السنن.

٤٢ـ النووى، الإمام شرف الدين. شرح مسلم للنووى.

٤٣ـ و. ونسنك والآخرون. المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوى، طبع ليدن.

فهرست المراجع (فارسى)

٤٤ـ اقبال، علامه محمد. كليات اقبال (فارسى)، لاهور، شيخ غلام على اينڈ سنز.

٤٥ـ دهخدا، على اكبر. لغت نامه، تهران. (زير نظر: دكتر محمد معين).

٤٦ـ شريعتى، دكتر على. فاطمه فاطمه است، تهران، سازمان

انتشارات حسینیه ارشاد' طبع دوم ' تیر ماه ' ۱۳۵۶ .

۴۷ — قزوینی — صافی شرح اصول کافی ' طبع لکھنو.

۴۸ — قمی ۔ حاج شیخ عباس۔ منتھی الآمال در احوالات نبی والآل' ایران' سازمان انتشارات جاویدان' جلد اول ۱۳۸۸ھ ' وجلد دوم ۱۳۸۹ھ.

۴۹ — کاشانی ' میرزا محمد تقی سپر. ناسخ التواریخ ' طبع ایران.

۵۰ — مجلسی ' ملا باقر — حیات القلوب ' طبع ایران.

فہرست المراجع (اردو)

۵۱- آزاد' مولانا ابوالکلام- تذکرہ' لاہور' میری لائبریری' تیسری بار' جون ۱۹۶۴ء۔

۵۲- ابن کثیر الدمشقی۔ تفسیر ابن کثیر (اردو ترجمہ) کراچی نور محمد کارخانہ تجارت

۵۳- الازہری' پیر محمد کرم شاہ-ضیاء القرآن' لاہور' ضیاء القرآن پبلیکیشنز' رمضان ۱۳۹۹ھ.

۵۴- اصلاحی' مولانا امین احسن۔ تدبر قرآن' لاہور' فاران فاؤنڈیشن مکتبہ جدید پریس طبع اول ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ / نومبر ۱۹۷۸ء

۵۵- اقبال، علامہ محمد- کلیات اقبال (اردو)، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، فروری ۱۹۷۳ء.

۵۶- امرتسری، مولانا ثناء اللہ- تفسیر ثنائی، لاہور، ادارہ ترجمان السنہ، نقوش پریس، طبع دوم، ستمبر ۱۹۷۱ء.

۵۷- امرتسری، مولانا ثناء اللہ- مقدس رسولؐ، لاہور، عبداللہ اکیڈیمی، فیصل ٹاؤن، فضل حق اینڈ سنز پرنٹرز، پبلشرز، بار دوم، دسمبر ۱۹۹۵ء

۵۸- انصاری، مولانا سعید- سیر الصحابیاتؓ، گجرات، مکتبہ ظفر، ۱۹۷۳ء۔

۵۹- بریلوی، مولانا احمد رضا خان۔ فتاوی رضویہ (۵) طبع ہند۔

۶۰- بندیالوی، علامہ عطاء محمد۔ سیف العطاء علی اعناق من طغی واعرض عن دین المصطفیٰ، لاہور، عطاء بندیالوی اکیڈیمی، مئی ۱۹۹۴۔

۶۱- التبریزی، امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب۔ الاکمال فی اسماء الرجال (اردو ترجمہ مطبوعہ مع مشکاۃ المصابیح)، لاہور، مکتبہ رحمانیہ۔

۶۲- تھانوی، مولانا محمد اشرف۔ بہشتی زیور (کامل جدید) لاہور، کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ۔

۶۳- تھانوی' مولانا محمد اشرف علی-بیان القرآن' تھانہ بھون (مظفر نگر' یوپی)
طبع اول' اشرف المطابع' ۱۳۵۳ھ' وطبع جدید' لاہور' مکتبہ الحسن۔

۶۴- تھانوی' مولانا محمد اشرف علی-فتوی مشمولہ "فتاوی امدادیہ" (جلد ثانی)۔

۶۵- دہلوی' مفتی کفایت اللہ-کفایت المفتی' ملتان' مکتبہ امدادیہ۔

۶۶- دارالعلوم' دیوبند-فتاوی دارالعلوم دیوبند' مکمل ومدلل (جلد ہشتم) طبع ہند۔

۶۷- رضوی' مولانا امجد علی اعظمی۔بہار شریعت' لاہور / کراچی'
شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

۶۸- زکریا' شیخ الحدیث مولانا محمد-تبلیغی نصاب' لاہور' کتب خانہ فیضی۔

۶۹- سنبھلی' مولانا عتیق الرحمٰن-واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر' ملتان' میسون
پبلیکیشنز۔

۷۰- صدیقی' مولانا نعیم-محسن انسانیت' لاہور' اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ'
جولائی ۱۹۷۲ء۔

۷۱- کاندھلوی' مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی۔مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت'
اخذ و تلخیص بعنوان :۔ فضائل و مناقب اہل بیت کی روایات' ایک ناقدانہ جائزہ"
کراچی' الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ۔

۷۲- گولڑوی، پیر سید مہر علی شاہ- فتاوی مہریہ (مرتبہ فیض احمد) لاہور، ۱۹۷۷ء-

۷۳- گیلانی، مولانا سید مناظر احسن- امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی، طبع ہند-

۷۴- گیلانی، سید نصیر الدین نصیر- نام و نسب، گولڑہ شریف، گیلانی پبلشرز ۱۹۸۹ء-

۷۵- مودودی، مولانا سید ابوالاعلی۔ تفہیم القرآن، تفسیر سورۃ الحجرات، لاہور، ادارہ ترجمان، ستمبر ۱۹۷۳ء.

۷۶- مودودی، مولانا سید ابوالاعلی۔ رسائل و مسائل (حصہ سوم) لاہور، بارھویں اشاعت، اگست ۱۹۸۴ء۔

۷۷- موسوی، ڈاکٹر موسی۔ الشیعة والتصحیح "اردو ترجمہ بعنوان "اصلاح شیعہ" مترجم: ابو مسعود آل امام، فروری ۱۹۹۰ء-

۷۸- نعمانی مولانا محمد منظور- تحدیث نعمت، لکھنؤ، الفرقان پبلیکیشنز، مرتبہ: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی۔

۷۹- نعمانی، مولانا محمد منظور۔ معارف الحدیث، لاہور، العزیز اکیڈمی۔

۸۰- ہاشمی، قاضی محمد طاہر- تحقیق نکاح سیدہ (جواز المناکحۃ بین السیدۃ و غیر السید)۔ حویلیاں، ہزارہ، چمن پیر الہاشمی اکیڈمی، ۱۹۹۳ء-

اردو مجلّات و جرائد

۸۱- ماہنامہ "ترجمان القرآن" لاہور' اکتوبر ۱۹۹۶ء۔

۸۲- مجلّہ "الفرقان" لکھنو' اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ' (اپریل تا اگست ۱۹۹۸ء)۔

۸۳- ماہنامہ "منہاج القرآن" لاہور (ستمبر ۱۹۹۲ء)۔

۸۴- روزنامہ "جنگ" لاہور (۲۳ دسمبر ۱۹۹۲ء)۔

۸۵- روزنامہ "دن" لاہور (۱۸ جولائی ۱۹۹۹ء)۔

۸۶- روزنامہ "نوائے وقت" لاہور (۲۳ نومبر ۱۹۹۲ء' و ۷ جنوری ۱۹۹۳ء)۔

”اسلام اور ذات پات“

آراء اھل علم و تحقیق

ا۔ جسٹس (ر) غلام مجدد مرزا

(سابق چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ)

(سابق جج سپریم کورٹ آف پاکستان)

ڈاکٹر مظہر معین کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو عربی زبان سے بے پناہ لگاؤ اور عقیدت ہے۔ حال ہی میں جو کتاب "اسلام اور ذات پات" کے نام سے شائع ہونے والی ہے' ایک نہایت مفید اور جامع کتاب ہے۔ یہ ہر مکتبہ فکر کے لیے مشعل راہ ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے قرآن و حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ ذات پات ایک غیر فطری اور غیر اسلامی نظریہ ہے۔ موصوف نے قرآنی آیات کے حوالے دیئے ہیں اور ان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ ارشادات نبوی کے حوالے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اکابرین کے اقوال بھی درج ہیں اور اولیاء اللہ کی ان خدمات کا بھی ذکر کیا ہے جو اسلام پھیلانے کے سلسلہ میں کی گئیں۔

اس کتاب سے صحیح معنوں میں مستفید ہونے کے لیے قرآن' حدیث اور سرور دو عالمؐ کی حیات طیبہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ وہ اس لیے کہ یہ ایک دستور العمل اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہمیں یہ واضح ہو جائے گا کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے رنگ و نسب اور ذات پات کو ترک کر کے تقویٰ کو فضیلت کا معیار قرار دیا ہے۔ تاہم اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ سرکار دو عالمؐ کی ذات گرامی رحمۃ للعالمین ہے۔ ایک رب العالمین اور دوسرا رحمۃ للعالمین۔ انسان دولت' عہدے اور جاہ و جلال سے اشرف المخلوقات کہلوانے کا مستحق نہیں کیونکہ یہ سب عارضی اور فانی چیزیں ہیں۔ اسی ضمن میں کسی شاعر نے کہا ہے :۔

نہ گور سکندر نہ ہے قصر دارا
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

رب کریم اور اس کے محبوبؐ نے جس بات پر زور دیا ہے' وہ عمل ہے اور عمل صراط مستقیم پر چلنے کا دوسرا نام ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین صاحب نے اس موضوع پر کتاب لکھ کر اپنے عمل کا ثبوت دیا ہے۔ یاد رہے کہ علم، عمل کو جنم دیتا ہے اور عمل، اخلاص کو، اور وہ لوگ بہت خوش نصیب اور مبارک ہیں جو علم، عمل اور اخلاص رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ راہ آسان بھی ہے اور کٹھن بھی۔ تاہم اچھائی اور برائی کی تمیز سے آگاہ کرنا بندہ بشر کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ اور اگر تعلیم یافتہ شخص علم رکھتے ہوئے بھی اچھائی اور برائی سے آگاہ نہیں کرتا، تو اسلام کی رو سے وہ مجرم ہے۔

موجودہ حالات میں اس کتاب کی اشد ضرورت تھی۔

۱۵ مارچ ۲۰۰۰ء (غلام مجدد)

.....

۲۔ جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل

(لاہور ہائیکورٹ' لاہور)

قرآن پاک میں تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے ایک حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

يأيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالاً كثيراً ونساء واتقوا الله الذى تساء لون به والأرحام۔ إن الله كان عليكم رقيبا۔

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جسکے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو۔ اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔[۴ : ۱]۔

قرآن پاک کی آخری سورۃ "الناس" میں فرمایا گیا :-

قل أعوذ برب الناس. ملك الناس . إله الناس . من شرالوسوس الخناس . الذى يوسوس فى صدور الناس . من الجنة والناس.

اے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس بات کا اعلان فرما دیجئے کہ میں تمام انسانوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں جو تمام انسانوں کا بادشاہ ہے' تمام انسانوں کو معبود ہے۔ اس وسوسہ ڈالنے والے' پیچھے ہٹ جانے والے (شیطان) کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے' خواہ وہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے۔ [۱۱۴ : ۱ تا ۶]۔

خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ :-

"کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر' نہ ہی کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور نہ ہی کسی سیاہ کو کس سرخ پر' مگر بر بنائے تقویٰ۔ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے"۔ (سنن

البیہقی۔ شعب الایمان۔ باب فی حفظ اللسان' ج ۴' صفحہ ۲۸۹۔ بروایت حضرت جابر بن عبداللہ۔ خطبہ حجتہ الوداع)۔

رشتوں ناطوں کو جوڑے رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے اور رشتوں ناطوں کو توڑنا قطع رحمی۔ پہلی بات کی تاکید ہے اور دوسری بات کو سخت کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔

صلہ رحمی بالکل اور چیز ہے اور ذات پات اور رنگ و نسل پر فخر و غرور بالکل اور۔ اسلام جاہلیت کی عصبیت' جاہلیت کی حمیت اور جاہلیت کے اندھیروں کو ختم کر کے باہمی اخوت و محبت کی روشنی لایا ہے۔

اسلام تو خالص دین ہے اور قیامت تک قائم و دائم رہے گا۔ اسکے اصول دائمی اور ابدی ہیں' تمام بنی نوع انسان کیلئے ہیں۔ قصور ہے تو ہمارا ہے' بے عملی ہے تو ہم میں' تفرقہ بازی ہے تو ہم میں ہے' نفرتوں کی آگ ہے تو ہم نے جلائی ہے۔ اسکے پیچھے کیا عناصر رُو بعمل ہیں' وہ ہمارے اپنے کرتوت ہیں۔ اسلام تو برّ و تقویٰ پر تعاون اور اثم و عدوان پر عدم تعاون کا سبق دیتا ہے۔ ہم نے ذاتی مفادات' خواہشات نفسانی' کو "الٰہ" کا درجہ دے دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف سے ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ اصلاحِ احوال "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے تمام تقاضے عملی طور پر پورا کرنے سے حاصل ہو گی۔ باہمی اخوت و محبت ایک دوسرے کا احترام اور اسکی خاطر ایثار کرنے سے جنم لے گی۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعوے کے ثبوت میں تقاضا یہ کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے۔ اس پر مزید یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات پر اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور خود مومنوں کو بھی درود سلام بھیجنے کا حکم ہے۔ گویا ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبیست

قرآن و سنت کی روشنی میں ذات پات' رنگ نسل مدار عزت نہیں ہیں۔ اس موضوع پر گرامی قدر ڈاکٹر سید مظہر معین صاحب استاذ شعبہ عربی' پنجاب یونیورسٹی اورئینٹل کالج' لاہور نے بڑی جانفشانی سے قرآن و سنت' آثار صحابہؓ اور تاریخ اسلام سے

مستند حوالوں کے ساتھ مواد اکٹھا کر کے یکجا کر دیا ہے۔ کتاب کا نام "اسلام اور ذات پات" بڑا مناسب نام ہے۔ مؤلف موصوف نے بڑی شستہ اور سلیس زبان اور بڑے اعلیٰ اسلوب میں موضوع پر گفتگو کی ہے۔ اردو ادب میں بھی یہ کتاب اپنا سکہ منوائے گی اور زندگی کے ہر طبقے کے لئے علم و آگہی کا سبب ہے۔ آیندہ تحقیق کرنے والوں کے لئے یہ محنت بہت قیمتی ثابت ہو گی۔ آج کل جس طرح ذرائع ابلاغ خاص طور پر کمپیوٹر اور انٹرنیٹ (Internet) نے ساری دنیا کو ایک عالمی گاؤں کی شکل دے دی ہے' اس تالیف کو پروفیسر صاحب انگریزی اور عربی میں ترجمہ کر کے پوری دنیا کے سامنے رکھ دیں تو یہ بھی اسلام کی تبلیغ کی ایک جدید شکل ہو گی۔ اسی طرح آج کل شماریات سے بڑا کام لیا جا رہا ہے تمام ممالک سے اعداد و شمار (Data) اکٹھا کر کے یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کہ کہاں کہاں کتنے افراد نے ذات پات کی پرواہ کئے بغیر صرف تقویٰ اور دینداری کو رشتوں ناطوں میں سامنے رکھا ہے۔

مجھے احساس ہے کہ ایک استاد کی تالیف پر اظہار رائے کر رہا ہوں۔ اس لئے پورے ادب کے ساتھ یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کتاب کا حسن اور قدر و قیمت بعد میں نکھرتے اور سامنے آتے ہیں جب وہ پڑھنے والوں کی نظر سے گزرتی ہے۔ جس طرح تعریف و تحسین کی اپنی وقعت ہے' اسی طرح تنقید و تعاقب کا بڑا درجہ ہے۔ جس طرح تحسین ناشناس اور سکوت قدر شناس کی کوئی اہمیت نہیں' اسی طرح شناساؤں کی تحسین اور قدر شناسوں کا ایک ایک جملہ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ لہذا اگر کسی طرف سے کوئی خلوص دل اور نیک نیتی کے جذبے سے کڑی تنقید آئے تو اپنی کاوش پر نظر ثانی میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرنا اور اصلاح کر لینا عظمت کا نشان ہوا کرتا ہے۔

میں اپنی طرف سے جناب مؤلف کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کی یہ سعی جمیل' اصلاح احوال کی طرف ایک مقبول عام قدم ثابت ہو۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

لاہور : ۲۳۔مارچ ۲۰۰۰ء (جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل)

۳۔ ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک

(پروفیسر ایمریطس' سابق ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ' جامعہ پنجاب)
(سابق وائس چانسلر جامعہ پنجاب و اسلامیہ یونیورسٹی' بہاولپور)

اسلام توحید و رسالت اور حیات بعد الموت کے اصول دین پر مبنی وہ دین سماوی ہے جس نے وحدت نسل انسانی کے تصور کو اجاگر کرتے ہوئے اولاد آدمؑ پر مشتمل امت مسلمہ و کافرہ کے مابین حد فاصل صرف عقیدہ و تقویٰ کو قرار دیا۔ (إن الدين عندالله الاسلام۔ آل عمران:۱۹)۔ (إن أكرمكم عندالله أتقاكم)۔ (الحجرات:۱۳)۔

اور نبی آخر الزمان' علیہ الصلوٰۃ والسلام' نے اعلان فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر' عجمی کو عربی پر' گورے کو کالے پر' کالے کو سرخ پر کوئی فضیلت' ماسوائے تقویٰ کے' حاصل نہیں۔ (لا فضل العربي على عجمي' ولا لعجمي على عربي' ولا لأحمر على أسود' ولا لأسود على أحمر' إلا بالتقوى۔ مسند احمد :۵/۵۱۱)۔

مگر امت مسلمہ نے' بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں' رنگ و نسل اور ذات پات کی ہندوانہ تقسیم نیز بعض دیگر عوامل کے زیر اثر اسلامی اخوت و مساوات (إنما المؤمنون إخوة. الحجرات:۱۰) کو نظر انداز کرتے ہوئے ذات برادری سے باہر شادی بیاہ نیز دیگر امور معاشرت میں جو انتہا پسندانہ طرز عمل اختیار کیا' وہ اسلامی معیار کفاءت و فضیلت (إن أكرمكم عندالله أتقاكم۔ الحجرات:۱۳) کے سراسر منافی ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین نے "اسلام اور ذات پات" کے زیر عنوان چار سو صفحات پر مشتمل جو کتاب تصنیف کی ہے' وہ اسی اجمال کی تفصیل ہے۔ یہ کتاب قرآن و حدیث' سیرت و تاریخ' نیز اقوال اکابر اسلام کے کثیر و مستند دلائل و حوالہ جات پر مبنی ایک ایسی علمی و تحقیقی تصنیف ہے' جس میں موضوع زیر بحث کی مناسبت سے انتہائی اہم اسلامی معلومات جمع و مرتب کر کے مربوط و مؤثر انداز میں پیش کر دی گئی ہیں۔ اور کم از کم برصغیر کی کسی تصنیف میں کیفیت و کمیت ہر دو لحاظ سے ایسا بیش قیمت علمی و دینی مواد غالباً اس سے پہلے

اس انداز میں جمع نہیں ہو پایا۔ چنانچہ "کفو دین و تقویٰ" کی "کفو نسبی" پر فضیلت اور سیدہ و غیر سیدہ سمیت مختلف النسب اہل اسلام کے مابین نکاح و ازدواج کے شرعاً جائز و درست ہونے نیز اسلام کے رنگ و نسل اور ذات پات جیسی عصبیات جاہلیہ سے پاک و مادار ہونے کی تائید و اثبات میں یہ کتاب ایک منفرد و مستند دستاویز ہے۔ اور اس کا مطالعہ ہر صاحب علم و تحقیق اور تعلیم یافتہ مرد و زن کے لئے انتہائی مفید ہے۔

(ذوالفقار علی ملک)

۴۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

(سابق ڈین کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ جامعہ پنجاب)

کتاب "اسلام اور ذات پات" عزیز مکرم ڈاکٹر مظہر معین استاذ شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی کی تصنیف لطیف ہے' راقم السطور نے اس کے موضوعات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی ہے اور چیدہ چیدہ مقامات کو بغور پڑھا ہے' جس قدر پڑھا ہے اس سے معلومات کے ساتھ ساتھ شوق مزید بڑھا ہے جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کتاب مستطاب نہ صرف یہ کہ دین اسلام کے تصور وحدت نسل انسانی اور نظریہ اخوت و مساوات کی آئینہ دار ہے بلکہ دلچسپ اور مفید بھی ہے۔

ہمیں یہ حقیقت مان لینا چاہیئے کہ دین فطرت اسلام' جو ہر زمان اور ہر مکان کے لئے ضابطہ زندگی و سرچشمہ ہدایت ہے' ایک سادہ' آسان اور انسانیت دوست دین ہے مگر جب وہ برصغیر میں ایک سیاسی قوت کے جلو میں وارد ہوا تو اس کے حقیقی علمبردار ــــ عہد نبوی و خلافت راشدہ کے اہل ایمان ــــ اپنا فریضہ منصبی ادا کرنے کے بعد دنیا سے جا چکے تھے اور اب اسلام کی باگ ڈور بنو امیہ و بنو عباس کے ہاتھ میں تھی جن کا ظاہری لبادہ تو خلافت تھی مگر باطن میں ملوکیت ہی کی ایک صورت تھی۔ اس لئے ان سیاسی حکمرانوں کا مطلوب و مقصود محض شہادت حق اور اعلائے کلمۃ اللہ نہ تھا' بلکہ مال غنیمت اور کشور کشائی تھی۔ بعد کے تمام ادوار میں ــــ غزنوی عہد سے سلطنت مغلیہ کے زوال تک ــــ یہی مال غنیمت و کشور کشائی ہی اسلامی سیادت و حکومت سمجھی جاتی رہی۔ ان حکمرانوں کے ذاتی کردار یا ذاتی توجہ سے دین حق کی اشاعت و تبلیغ کا کوئی منظر سامنے نہیں آیا۔ الا ماشاء اللہ۔ یوں ایک ہزار سالہ حکمرانی کے باوجود برصغیر میں اسلام اقلیت کا مذہب ہی رہا اور یہ اقلیت اکثریت میں نہ بدل سکی۔ اگر اصحاب علم اور اہل طریقت کی سعی مشکور نہ ہوتی تو شاید یہ اقلیت بھی کم تر و حقیر تر ہی رہتی۔

اس کے ساتھ ہمیں یہ حقیقت بھی مان لینا ہو گی ــــ جو پہلی حقیقت سے تلخ تر اور زیادہ المناک ہے ــــ کہ زرق برق اور ظاہری کروفر سے عبارت ہندو معاشرتی روایات نے

اسلام کی معاشرتی اقدار اور سماجی انصاف کی راہ میں سد سکندری کھڑی کر دی۔ اسلامی تعلیمات کا سماجی ڈھانچہ صرف کتابوں میں مقید رہ گیا۔ عملی طور پر ہندوانہ سماجی رسوم نے معاشرے کے مسلم حصے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شادی بیاہ اور موت فوت کی رسوم نے تو مسلم معاشرے کو یوں گھیر لیا کہ ہندو اور مسلم رسم و رواج میں صرف نام کا فرق باقی رہ گیا۔ ذات پات اور طبقاتی تقسیم کا لاشعوری اعتراف بھی ہندو معاشرہ کے ان اثرات کا ایک عملی مظاہرہ ہے۔

ذات پات کے مسئلے کو اصول کفائت کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ ذات پات ایک عقیدہ ہے' ایک مذہب ہے جس کی زد اسلام کے تصور وحدت نسل انسانی' احترام آدمیت اور نظریہ مساوات پر پڑتی ہے۔ جبکہ کفائت ایک فقہی مسئلہ ہے جس کا تعلق سماجی سکون اور معاشرتی توازن و اعتدال سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قبیلے اور ہر طبقے کا یہ حق بھی ہے اور فرض بھی ہے کہ اپنی بچیوں اور بچوں کے لئے ان کے ہم پلہ اور ہم سر رشتے تلاش کریں۔ تاکہ انمل بے جوڑ شادیوں سے سماجی سکون تباہ نہ ہو اور اسلامی معاشرہ توازن اور اعتدال سے محروم نہ ہو جائے۔ مگر اسلام میں کسی گروہ یا طبقے کو وہی درجہ مل جائے کہ جو ہندو معاشرے میں برہمن کو حاصل ہے تو یہ اسلام کے نظریہ احترام آدمیت' مساوات اور اخوت دین پر ضرب کاری کے مترادف ہے۔ اس لئے مسئلہ کفائت اپنی جگہ مسلم اور ذات پات کی لعنت مسترد ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین کی یہ کاوش یہی پیغام دے رہی ہے۔ انہوں نے قرآن و سنت' فقہائے اسلام' مفسرین اور اہل علم کی تعلیمات و آراء کو جس محنت اور توجہ سے یک جا کر کے ایک خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے وہ قابل قدر بھی ہے اور قابل تحسین بھی ہے۔ میری رائے میں یہ کتاب اس باب میں ایک معتبر کوشش' ایک مفید ذخیرہ معلومات اور ایک اہم پیغام ہے جسے ہر مسلمان تک پہنچنا چاہیئے' مجھے امید بھی ہے اور میری دلی دعا بھی ہے کہ یہ کتاب اسلامی معاشرے کے سدھار اور روح اسلام کو عام کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ آمین۔

(ظہور احمد اظہر)

۵ ۔ ڈاکٹر جمیلہ شوکت

(سابق رکن "اسلامی نظریاتی کونسل" پاکستان)

(ڈین "کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ" جامعہ پنجاب)

ڈاکٹر مظہر معین کی کتاب "اسلام اور ذات پات" ایک منفرد علمی و تحقیقی تصنیف ہے جس میں قرآن و سنت، تاریخ و سیرت اور اقوال اکابر امت کے بکثرت مستند و معتبر حوالہ جات نقل کرتے ہوئے پوری بنی نوع انسان کے مشترک الاصل اور مساوی النسب اولاد آدم و حوا سلام اللہ علیہما ہونے کا اثبات کیا گیا ہے اور ان کے مابین حقیقی حد فاصل و معیار فضیلت صرف اور صرف عقیدہ اسلام و تقویٰ رحمان کو قرار دیا گیا ہے۔ مصنف نے اس کی تائید میں مختلف و متنوع مگر مستند و معتبر تفاسیر قرآن سے بھی بکثرت اقتباس و استشہاد کیا ہے۔

"کفو نسبی" کے حوالہ سے مختلف فقہی آراء و مباحث نقل کرتے ہوئے مصنف نے "محرمات شرعیہ" کے علاوہ ہر مسلمان عورت کے ہر مسلمان مرد سے نکاح و ازدواج کے بلا تمیز ذات پات شرعاً جائز و منعقد ہونے کے حق میں مؤثر و مسکت فقہی و شرعی دلائل درج کئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ (۸۰۔۱۵۰ھ، کوفہ) کے فقہی مسلک کی رو سے ہر مسلمان عورت کے "کفو نسبی" میں "بلا اجازت ولی" اور "غیر کفو نسبی" میں "با اجازت ولی" نکاح و ازدواج کے بالا تفاق جائز و منعقد ہونے، نیز امام دار الہجرۃ امام مالکؒ (۹۳۔۱۷۹ھ، مدینہ) کی جانب سے نکاح و ازدواج میں "کفو نسبی" کے بجائے فریقین کے مسلمان ہونے کو واحد بنیادی شرط نکاح قرار دینے کے فقہی مواقف سے بطور خاص استشہاد و استدلال کیا گیا ہے۔ اور بر صغیر کے نامور علماء و مشائخ و دانشوران کے اہم تائیدی و توضیحی اقوال و مباحث بھی درج کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر مظہر معین نے "شعبہ عربی" جامعہ پنجاب میں بیس برس سے زائد عرصہ تک عربی زبان و ادب اور قرآن و حدیث و تاریخ اسلام کی تدریس نیز بیس سے زائد بیش قیمت

تحقیقی مقالات (زیادہ تر عربی زبان میں) شائع کرنے کے بعد زیر نظر کتاب "اسلام اور ذات پات" تصنیف فرمائی ہے۔ یہ اپنے موضوع، طرز استدلال، اور کثرت معلومات کے لحاظ سے نادر المثال علمی و دینی تصنیف ہے، جو برصغیر میں ذات پات کی تقسیم پر مبنی معاشرتی نظام کی جکڑ بندیوں اور تعصبات کے پس منظر میں اسلامی راہ اعتدال اور انسانی مساوات کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر عالم و محقق و دانشور کے لئے بطور خاص مفید و ناگزیر ہے۔

(جمیلہ شوکت)

۶۔ ڈاکٹر سید خورشید رضوی

(سابق صدر شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، لاہور)

(سابق رئیس قسم الترجمہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد)

دنیائے جدید میں جن حوالوں سے اسلام کی برتری کو غیر مسلم دانشوروں نے بھی تسلیم کیا ہے، ان میں ایک حوالہ رنگ و نسل سے بالاتر ہونے کا اسلامی تصور ہے۔ مغربی تہذیب تمام تر ترقی کے باوجود نسل پرستی (Racism) کا توڑ مہیا نہیں کر سکی۔ اور کالے گورے کا امتیاز ان کے ہاں آج بھی معاشرتی مسائل پیدا کرتا رہتا ہے۔ جبکہ مسلمان معاشرے میں آج بھی کالے اور گورے عملاً ایک ہی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔

رنگ و نسل اور ذات پات کا تصور اسلام کے مزاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اسلام کی نگاہ میں شعوب و قبائل کا وجود محض تعارف باہمی کے لئے ہے اور برتری کا حقیقی معیار صرف تقویٰ ہے۔ افسوس کہ انسانی برادری کے اس وسیع الاساس تصور کا نقش ہمارے معاشرے میں مدہم پڑتا چلا گیا اور ذات برادری کی تقسیم سے گویا جاہلی تفاخر کی روح بیدار ہو گئی۔ اور اخوت و مساوات کے اصول محض الفاظ بن کر رہ گئے۔ اس صورت حال کے سب سے سنگین نتائج ازدواجی روابط کے دائرے میں ظاہر ہوئے اور بہت سی معصوم روحوں کو تاعمر ناکردہ گناہی کی سزا بھگتنی پڑی۔ اقبالؒ نے بڑی دردمندی سے فرمایا تھا:-

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ڈاکٹر مظہر معین صاحب کی تصنیف "اسلام اور ذات پات" اسی دردمندانہ اجمال کی تفصیل ہے۔ ڈاکٹر صاحب عربی زبان و ادب کے فاضل استاد اور ملت اسلامیہ کے لئے گہرا درد رکھنے والے انسان ہیں۔ انہوں نے خیر خواہی ملت کے نقطہ نظر سے جرأت مندی کے ساتھ اس مسئلے کا عالمانہ جائزہ لیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب قرآن و حدیث سے براہ راست

استفادے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں میں اسلامی ورثے کے دور بدور ذخائر پر بھی گہری نگاہ رکھتے ہیں اور ان کا مزاج ادعائی نہیں بلکہ تحقیقی ہے۔ چنانچہ ان کا یہ کام محض ایک جوشیلے مصلح کا عاجلانہ ابال نہیں' بلکہ ایک ژرف بیں عالم کی سنجیدہ کاوش ہے۔ جس میں نگاہ اعتدال سے اس مسئلے کی مختلف پرتوں کو جانچنے پرکھنے اور اسلام کی ازلی سادگی و کشادگی پر سے صدیوں کی بے اعتدالیوں کی تہوں کو ہٹا کر خالص اسلامی نقطہ نظر کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے کسی استدلال سے دیانتدرانہ علمی اختلاف کی گنجائش تو نکل سکتی ہے (اور انہوں نے خود اپنے کام کی افادیت کا معیار اہل علم کی تائید و تنقید ہی کو قرار دیا ہے) لیکن ان کی اس فاضلانہ کوشش کی اہمیت اور خلوص سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ تصنیف سنجیدہ علمی و دینی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

(خورشید رضوی)

۷۔ ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری

(پروفیسر و چیئرمین' شعبہ عربی' پنجاب یونیورسٹی لاہور)
(سابق ڈین "کلیہ علوم اسلامیہ والسنہ" بہاء الدین زکریا یونیورسٹی' ملتان)

معاشرتی زندگی میں فساد و ابتری پیدا کرنے کیلئے یوں تو شیطان کے ترکش میں مختلف النوع تیر ہیں مگر ان میں سب سے خطرناک اور زہریلا تیر رنگ و نسل کی بنیاد پر اولاد آدم کے مابین تقسیم و تفریق کا تیر ہے۔ فاطر ہستی نے تو "خلقکم من نفس واحدة" (النساء: 1۔ اس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا) کہہ کر ابنائے آدم میں تفریق کو مٹا دیا۔ مگر انسان نے اپنے معروضی حالات' مصالح اور وقتی تقاضوں کے پیش نظر باہم امتیاز کے کئی نئے پیمانے اور معیار تلاش کر لئے۔ اللہ نے تقویٰ کو معیار قرار دیا' ہم نے ایک دوسرے پر فخر و مباہات کے زمینی معیارات وضع کر لئے۔

پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین نے اپنی کتاب "اسلام اور ذات پات" میں مسلمان معاشروں کی اسی مہلک بیماری یعنی نسلی تفاخر کو موضوع بنایا ہے۔ انہوں نے تاریخ کے دریچوں سے جھانکتے ہوئے اس معاشرتی مرض کے متعدد گوشے نمایاں کئے ہیں۔ ذات پات کے مسئلہ پر صدر اسلام سے لیکر دور حاضر تک مفسرین نے جو آراء دی ہیں' ڈاکٹر مظہر معین نے انہیں نہایت جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مزید برآں اس سلسلہ میں تعلیمات نبویہ ﷺ اور اکابرین ملت کے افکار و اقوال کا بھی باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔ ان کی رائے میں مختلف معاشرتی طبقات میں ذات پات کے بارے میں حد سے زیادہ حساسیت اور "سخت گیری" (Obsession) اسلامی تعلیمات سے ہماری افسوس ناک غفلت اور بے توجہی کا نتیجہ ہے۔

ذات پات کے بت کو توڑنے کے لئے پروفیسر موصوف کی یہ اولین کوشش نہایت بھرپور' جامع اور قابل قدر ہے۔ آپ کی یہ کتاب اسلامی معاشروں میں وحدت انسانی کے تصور کو اجاگر کرنے کے لئے ہمیشہ بہترین مثال رہے گی۔ خدائے بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ وہ آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(محمد اکرم چوہدری)

۸ ۔ سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی

(محقق و مؤلف' استاذ شعبہ عربی' جامعہ پنجاب)

بر صغیر میں ذات پات کا مسئلہ زہر قاتل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ قریشی' ہاشمی' فاطمی' سید' انصاری' مغل' پٹھان' راجپوت' جاٹ' ارائیں' گجر' کشمیری' سندھی' بلوچی وغیرہ اور مختلف عربی' عجمی' ترکی اور ہندی نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنی ذات برادری سے باہر نکاح وازدواج بالعموم اپنے قول و فعل کے مطابق ناقابل برداشت اور باعث ننگ و عار قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ حقہ پانی بند ہو جاتا ہے۔ بر صغیر کے مسلمانوں میں ذات پات کی یہ قید ہندو اکثریت کے فلسفہ ذات پات کا واضح اثر ہے۔ جس میں ہندو معاشرہ چار ذاتوں میں متفرق ہو جاتا ہے۔ i- برہمن ii- کھشتری iii- ویش iv- شودر۔

ہندوؤں میں کروڑوں اچھوتوں یعنی ہریجنوں کا مسئلہ بھی اسی بنا پر سنگین صورت اختیار کر گیا ہے۔ "کفو" کے مسئلے کی غلط تفہیم نے برادری کی حد بندیوں میں شدید کردار ادا کیا ہے۔ اس طرح نسلی تفاخر اور تنافر نے ایک ہی دین کے پیروکاروں کو بری طرح بانٹ کے رکھ دیا ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین صاحب نے ذات پات کے اس پرانے اور موذی روگ کے دکھ اور درد کو محسوس کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی رو سے اس کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔ اور اس کے جملہ پہلوؤں پر متوازن تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔

انہوں نے اسلام کے وحدت انسانی کے تصور کو اجاگر کیا ہے۔ جس کی ایک بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو نفس واحدہ سے پیدا کیا ہے۔ (النساء' ۴:۱) اور دوسری بنیاد یہ کہ تمام بنی نوع انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا تھا۔ (خطبہ نبوی: حجۃ الوداع) لیکن وحدت انسانی کا یہ تصور جلد پامال ہو گیا۔ وجہ یہ کہ باہمی اختلاف انسان کے تخلیقی مزاج ہی میں ودیعت تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

اگر تمہارا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک جماعت (امت) کر دیتا لیکن یہ لوگ ہمیشہ باہمی اختلاف کرتے رہیں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے۔ اور اس نے اسی اختلاف مزاج کے لئے ان کو پیدا کیا۔ چنانچہ تمہارے پروردگار کا قول پورا ہو گیا کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ (ھود ۱۱: ۱۱۸۔۱۱۹)۔

لہذا وحدت انسانی دو واضح طبقات میں تقسیم ہو گئی:

۱۔ اہل اسلام اور اہل ایمان کا طبقہ۔

۲۔ اہل کفر اور اہل شرک کا طبقہ

اور یہ دونوں الگ الگ امت قرار پائے۔ پہلے طبقہ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

إن هذه أمتكم أمة واحدة (الأنبياء : ۹۲)

بلاشبہ اس کو ملت ابراہیمؑ قرار دیا گیا۔ (القرآن)

یہ ملت ابراہیمؑ پر خبیث اور طیب کے دو طبقات میں تقسیم ہو گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

خبیث (ناپاک) عورتیں' خبیث (ناپاک) مردوں کے لئے ہیں اور خبیث (ناپاک) مرد' خبیث (ناپاک) عورتوں کے لئے ہیں۔

جبکہ طیب (پاک) عورتیں' طیب (پاک) مردوں کے لئے ہیں اور طیب (پاک) مرد' طیب (پاک) عورتوں کے لئے۔ (النور' ۲۴= ۲۶)۔

مزید ارشاد ربانی ہے:

زانی (بدکار مرد) زانیہ (بدکار عورت) یا مشرکہ عورت کے سوا کسی اور سے نکاح نہ کرے اور زانیہ (بدکار عورت) زانی (بدکار مرد) یا مشرک مرد کے سوا اور کسی سے نکاح نہ کرے۔ اور یہ (یعنی) زانیہ (بدکار عورت) سے نکاح کرنا مومنوں پر حرام ہے۔ (النور' ۲۴=۳)

کفو کا یہ تعین از روئے ذہنی و ثقافتی و عملی کردار کے ہوا ہے۔

طیب اور خبیث کی اس تقسیم کو متقی اور فاجر کی تقسیم بھی کہا گیا ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ اسلامی معاشرے میں فضیلت کی اساس تقویٰ کو حاصل ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرے کا اصل جوہر متقی مرد اور عورت ہیں۔ ان کے ہاں محرمات کو چھوڑ کر باقی لوگ اسلام' ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر باہم کفو ہیں۔ مزید یہ کہ:

۱۔ مسلمان متقی مرد کا نکاح اہل کتاب صالحہ عورت سے شرعاً جائز ہے۔

۲۔ لیکن مسلمان متقی عورت کا نکاح اہل کتاب صالح مرد کے ساتھ شرعاً جائز نہیں ہے۔

اس سے خوب واضح ہوتا ہے کہ ذات پات کا وہ شدید تصور جو ساری دنیا کی اقوام و ملل' قبائل اور برداریوں میں موجود ہے' اسلامی تعلیمات میں کہیں موجود نہیں ہے۔ اور اسلام حقیقتاً واحد آفاقی دین ہے۔

مزید بر آں جناب مصنف نے مسلمان معاشرے میں مساوات کا جو محترم تصور موجود ہے۔ اس کے بارے میں بھی واضح کیا ہے کہ یہ تصور بھی برہمن اور پنڈت کی برتر جاتی کے تصور جیسا نہیں ہے اور پیغمبر اسلامؐ کی حیات طیبہ سے معتبر مثالیں پیش کی ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:

۱۔ حضرت پیغمبر اسلام نے باوجود اس کے کہ وہ سارے عرب میں خانہ کعبہ کی تولیت کی بناء پر محترم قبیلہ بنو ہاشم کے فرد تھے' پھر بھی آپ نے متعدد غیر قریشی خواتین (حضرت جویریہؓ 'حضرت میمونہؓ) اور غیر عرب خواتین یعنی حضرت صفیہؓ اسرائیلیہ اور ماریہ قبطیہؓ سے نکاح کئے۔

۲۔ حضرت پیغمبر اسلامؐ نے اپنے قبیلہ بنو ہاشم کی شادیوں میں بھی یہ نسلی و قبائلی تعصب روا نہیں رکھا چنانچہ:

(i) آپ نے اپنی سگی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ بنت جحش کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنی حضرت زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ کر دی۔ جو نسب میں حضرت زینبؓ سے کم تر تھے۔

(ii) آپ نے اپنی سگی چچازاد حضرت ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب کی شادی ایک آزاد کردہ مسلمان غلام حضرت مقداد بن اسود کے ساتھ کردی جو نسب میں بھی حضرت ضباعہؓ سے کم تر تھے۔

واضح رہے کہ حضرت زیدؓ بن حارثہ اور مقدادؓ بن اسود دونوں کا شمار سابقین اسلام میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں سے پیغمبرؐ اسلام کی قریبی' اوپر درج دونوں خواتین کی شادیوں میں کفو کا تعین اسلام' ایمان اور تقویٰ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

صدر اسلام میں سادات کی شادیاں ہاشمی' صدیقی' فاروقی' عثمانی' علوی اور قریشی خاندانوں میں ہوتی رہی ہیں۔ اور ان خاندانوں کی شادیاں سادات میں ہوتی رہی ہیں' اور واضح ہے کہ ان خاندانوں کی اصل ایک ہے یعنی قریش۔

جناب فاضل مصنف نے معتبر حنفی فقہی حوالہ جات سے مزید واضح کیا ہے کہ:

۱۔ "کفو نسبی" میں "بلا اجازت ولی" مرد عورت کا نکاح شرعاً جائز ہے۔

۲۔ "کفو غیر نسبی" میں "با اجازت ولی" مرد و عورت کے درمیان نکاح شرعاً جائز ہے۔

جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک کفو نسبی کی جائے فریقین کے درمیان نکاح کے لئے واحد شرط مسلمان ہونا ہے۔

واضح رہے کہ ائمہ اسلام کی اس وسعت نگاہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آزاد طبع لوگ اس سے سول میرج کا جواز تلاش کریں۔ کیونکہ "سول میرج" کا قانون انبیاء کرامؑ کی شرائع میں سے کسی شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ یہ اسی طرح کا بعض مغربی عدالتوں کا خود ساختہ قانون ہے جیسے کے ان کی کسی عدالت نے ہم جنس پرستوں کی باہمی جنسی زندگی کو شادی کا جواز دیا ہے۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن لکھتے ہیں:

"نکاح دیوانی (سول میرج) جو احکام شریعت کے مطابق نہ ہو کالعدم ہے۔ کیونکہ یہ وہ نکاح ہے جو کسی نافذ الوقت دیوانی قانون کے تحت اور اس کے مطابق کیا جائے۔

اگر یہ نکاح احکام شریعت کے مطابق نہ ہوا ہو تو کالعدم ہو گا۔" (مجموعہ قوانین اسلام :۱: ۲۱۳)۔

اسلام کی رو سے نکاح محض ایک سماجی اور جنسی معاہدہ نہیں ہے' بلکہ یہ ایک شرعی معاہدہ ہے اور شرع کی شرائط اور بیان کردہ طریق سے قائم ہوتا ہے۔ (ایضاً :۳۲)۔

اسی طرح فاضل مصنف کی یہ مراد نہیں ہے کہ خواہ مخواہ برادریوں کے نظام کو توڑا جائے اور برباد کیا جائے۔ بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ اگر برادریوں میں اچھے رشتے میسر آرہے ہوں تو برادری افضل ہے۔ اور اگر برادریوں میں کسی وجہ سے رشتے ناپید ہوں تو دوسری ہم حیثیت برادری میں رشتہ تلاش کرنے میں دامان نگاہ کو تنگ نہیں کرنا چاہیے۔ شرعی اور قانونی جواز دوا کی طرح ہوتا ہے جس سے مریض کی جان بچانا مقصود ہوتا ہے۔ ورنہ دوا بے جا استعمال کرنا نقصان دہ ہوتا ہے اور مہلک بھی ہو سکتا ہے۔

اس طوالت سے مقصود جناب ڈاکٹر مظہر معین صاحب کے موقف کو واضح کرنا ہے۔ اور یہ واضح کرنا ہے کہ اس موضوع پر ان کی یہ کتاب نہایت قیمتی کاوش ہے اور اسلامی لٹریچر میں ایک اچھا اضافہ ہے۔ یقیناً اس سے فکر اور تحقیق کا نیا راستہ واضح ہو گا۔ انہوں نے یہ سعی خالص ملی اور دینی سوز اور درد کے تحت انجام دی ہے اور یہ سعی ہر صورت مستحسن اور خوشگوار ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

(سید محمد کبیر احمد مظہر)

۹۔ ڈاکٹر خالد محمود شیخ

(ڈائریکٹر "ادارہ علوم اسلامیہ" میرپور)
(آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی)

پاکستان اور برصغیر کے مسلمان ایک طرف تو عرصہ دراز سے "مسلم تشخص" "وحدت امت" اور "اتحاد عالم اسلام" کے لئے حیرت انگیز طور پر پرجوش اور سرگرم عمل نظر آتے ہیں، اور دوسری طرف قریشی، اموی، ہاشمی، عباسی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، حسنی، حسینی، مغل، پٹھان، بلوچ، راجپوت، شیخ، جاٹ، ارائیں، کشمیری، ککے زئی اور دیگر لاتعداد نسلوں اور برادریوں میں یوں تقسیم و متفرق ہیں کہ نہ صرف اپنی "قوم برادری" سے باہر شادی بیاہ اب تک بالعموم ناقابل برداشت چلا آرہا ہے، بلکہ شہری و دیہاتی معاشرت میں بھی ہندوؤں کے طبقاتی نظام (برہمن، کھشتری، ویش، شودر) کے متوازی ذات پات اور اونچ نیچ کے طبقات نیز شریف و کمین کی تفریق بڑی شدت کے ساتھ موجود ہے۔ اور برصغیر میں ذات پات کے ستائے ہوئے غیر مسلموں کے اسلام کے دامن اخوت و مساوات میں پناہ لینے میں ایک بنیادی رکاوٹ ہے۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے علماء و محققین مختلف دعوتی و معاشرتی حوالوں سے اس المناک صورتحال کا نہ صرف احساس و ادراک کرتے رہے ہیں، بلکہ وقتاً فوقتاً اپنے اقوال و فتاوی اور تصنیفات و تحقیقات کے ذریعے ذات پات اور رنگ و نسل کے جاہلی تعصبات کی حوصلہ شکنی فرماتے ہوئے اسلامی اخوت و مساوات کو نمایاں تر کرتے چلے آئے ہیں۔

اس پس منظر میں اسلامی لٹریچر میں ایک ایسی علمی و دینی تصنیف کی اشد ضرورت تھی جو وحدت ربانی و وحدت نسل انسانی، دین و تقوی کی نسل و نسب پر فوقیت اور کفو و ولی نکاح سمیت جملہ متعلقہ امور میں قرآن و سنت و سیرت اور تاریخ و تفسیر و اقوال اکابر امت کے عظیم الشان سرمایہ کو جدید اسلوب تحقیق کے مطابق اختصار و جامعیت کے ساتھ یکجا کرتے ہوئے تلخیص و استنباط نتائج کا کٹھن فریضہ سرانجام دے۔ چنانچہ عربی زبان و ادب اور

قرآن وحدیث وسیرت وتاریخ کے استاذ و محقق جناب ڈاکٹر مظہر معین نے یہ فریضہ بطریق احسن انجام دیا ہے۔ اور اپنی گرانقدر تصنیف "اسلام اور ذات پات میں وہ بیش قیمت و مستند مواد یکجا کر دیا ہے جو قرآن و سنت کی بنیاد پر تشکیل شدہ مثالی اسلامی معاشرہ کی نشاندہی نیز رنگ و نسل اور ذات پات جیسے جاہلی تعصبات کی تردید و بیخ کنی کے لئے کافی و شافی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور مسلمانان پاکستان و برصغیر کو بطور خاص اس شاندار علمی تصنیف سے استفادہ کرتے ہوئے تعصبات جاہلیہ سے نجات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(خالد محمود)

۱۰۔ ڈاکٹر سید علی اصغر چشتی

(استاذ "شعبہ حدیث و سیرت")
(علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد)

اسلام نے مدارج انبیاء و مرسلینؑ (تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض.. البقرة: ۲۵۳) اور مناقب صحابہ کرامؓ کے اعلان واعتراف کے باوجود پوری بنی نوع انسان کو اولاد آدم و حوا سلام اللہ علیھما قرار دیتے ہوئے شعوب و قبائل کی تقسیم کو محض ذریعہ تعارف اور تقوی کو واحد معیار فضلیت قرار دیا۔ (الحجرات: ۱۳)۔

اور خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ و صحابیاتؓ پر مشتمل جو مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل دیا' اس میں مختلف النسب خواتین قریش و عرب و عجم از روئے نص قرآنی "امھات المؤمنین" (احزاب: ۶) "ازواج مطہرات" اور "اھل البیت" (احزاب: ۳۳) کے مناصب عالیہ پر فائز کی گئیں۔ سیدنا ابو العاص امویؓ' سیدنا عثمان امویؓ' اور سیدنا علی ہاشمیؓ داماد رسولؐ قرار پائے۔ سیدہ ضباعہؓ ہاشمیہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کا نکاح کم نسب مقداد بن اسودؓ سے اور سیدہ زینبؓ بنت جحش اسدیہ ہاشمیہ کا نکاح جناب رسول اللہ کے متبنی و آزاد کردہ غلام زید بن حارثؓ سے کیا گیا۔ سیدنا بلال حبشیؓ داماد اشراف عرب بنائے گئے اور سلمان فارسیؓ کو اھل بیت رسولؐ میں شامل فرمایا گیا۔ (سلمان منا اهل البيت. الحديث)۔ نیز "لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی" . . . (مسند احمد: ۵/۵۱۱) کا فرمان نبوی جاری ہوا۔

اس مثالی اسلامی معاشرہ میں نہ تو "کفو نسبی" کے نام پر سیدہ و غیر سید' قرشیہ و غیر قرشی اور عربیہ و غیر عرب کے مابین نکاح و ازدواج مکروہ و ممنوع تھا اور نہ ہی ذات پات اور رنگ و نسل کے جاہلی تعصبات کو سند جواز فراہم کی گئی۔ وعلی ھذا القیاس۔

اس پس منظر میں جناب ڈاکٹر مظہر معین نے موضوع زیر بحث کی مناسبت سے

قرآن و سنت و سیرت نیز اقوال اکابر امت کے مستند و معتبر دلائل و شواہد پر مشتمل جو بیش قیمت علمی مواد اپنی نادر المثال اسلامی تصنیف "اسلام اور ذات پات" میں جمع فرمایا ہے' وہ ذات برادری کی زنجیروں میں جکڑے مسلمانان پاک و ہند کے سامنے "کفو نسبی" کے بجائے "کفو دین و تقوی" کی ترجیح اور اسلامی اخوت و مساوات پر مبنی عصر نبوی و قرون اولیٰ کے مثالی اسلامی معاشرہ کی عمدہ تصویر کشی کرتے ہوئے اسلامی نقطہ نظر کی متوازن نشاندہی کرتا ہے۔ اور یاران نکتہ داں کو یہ صلائے عام دیتا ہے کہ غیر مسلموں کو ہدف تنقید بنانے کی بجائے اپنے گریبان میں جھانکتے ہوئے ذات پات' رنگ و نسل اور دیگر جاہلی تعصبات سے نجات حاصل کریں۔ واللہ الموفق۔

(علی اصغر چشتی)

۱۱۔ جناب حفیظ تائب

(استاد، محقق، ماہر سیرت و نعت و منقبت)

(سابق صدر، شعبہ پنجابی، جامعہ پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر سید مظہر معین عربی زبان و ادب کے جید، ماہر اور مخلص استاد ہیں۔ انہوں نے سن ۱۹۷۴ء میں شعبہ معاشیات سے ایم اے اکنامکس کرنے کے بعد ۱۹۷۶ء میں پنجاب یونیورسٹی ہی سے ایم اے عربی کیا تو مولانا نور الحسن خاںؒ، ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اور سید محمد کبیر احمد مظہر جیسے فاضل اور بالغ نظر اساتذہ سے کسب فیض کا موقع ملا۔ وہ ۱۹۷۹ء کے اوائل میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ عربی میں ایم اے عربی کی تدریس پر مامور ہوئے، جہاں انہوں نے گزشتہ اکیس برس میں بیک وقت قرآن و حدیث (الادب الدینی) "تاریخ الادب العربی" اور "تاریخ الاسلام" جیسے مضامین پڑھائے۔ نیز کچھ عرصہ جدید عربی شاعری بھی پڑھائی اور اب "تاریخ الاسلام والادب العربی" کے ہمراہ عربی افسانہ، ناول، ڈرامہ (الأدب القصصی) پڑھا رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کا جو عربی نصاب وہ پڑھاتے رہے ہیں، اس میں منتخبات تفسیر ابن کثیر، الکشاف، البیضاوی، روح المعانی، المراغی، فی ظلال القرآن اور منتخبات موطا امام مالک، صحیح البخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ شامل تھے۔

ڈاکٹر مظہر معین نے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ، قاہرہ) کے تلمیذ خاص اور مشہور مصری محدث و مؤرخ و مؤلف شمس الدین السخاویؒ (م ۹۰۲ھ، مدینہ منورہ) کے احوال و آثار نیز ان کے مخطوط "ارتیاح الاکباد" کی تحقیق و تدوین پر ۱۹۸۸ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اور پی ایچ ڈی عربی کے کئی مقالات کے نگران ہونے کے ساتھ ساتھ ایم اے عربی کے متعدد تحقیقی مقالات کی نگرانی بھی کر چکے ہیں۔ نیز ان کے بیس سے زائد مطبوعہ تحقیقی مقالات میں سے زیادہ تر عربی میں اور بقیہ اردو زبان میں ہیں۔ عربی اسلامی

تحقیق میں انہوں نے اپنے پیشروؤں کے بلند معیارات کو قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ جدید تر تحقیقی و تجزیاتی اصولوں سے استفادہ کر کے کئی نئے آفاق دکھائے ہیں۔

اس تعلیمی و تحقیقی پس منظر کے حامل ڈاکٹر مظہر معین ایک وسیع المطالعہ دانش ور ہیں اور جس موضوع پر بھی کام کرتے ہیں' اس کے تمام پہلوؤں پر نگاہ ڈالتے ہوئے معتبر و مستند شواہد وذرائع کی روشنی میں نتائج بر آمد کرنے کا حق ادا کرتے ہیں۔ پچھلے کئی برس سے "اسلام اور ذات پات" جیسا اہم' گھمبیر' نازک' بلکہ جذباتی موضوع ان کی تحقیق و جستجو کا مرکز رہا ہے۔ انہوں نے اس موضوع کی تمام جزئیات کو قرآن مجید' حدیث نبوی' تاریخ و سیرت' اکابرین امت کے مواقف اور طب جدید کی روشنی میں کھنگالا ہے اور حکیم الامت کا ہمنوا ہو کر رشتہ و پیوند اور رنگ و خوں کو بتان وہم و گمان قرار دیتے ہوئے "لا الہ الا اللہ" کا نعرہ لگایا ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین کے نقطہ نظر سے اختلاف شاید ہو سکے' مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس موضوع پر ایسی جامع و بلیغ کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔ لہذا اختلاف (اگر کہیں ہو) علمی انداز میں سامنے لایا جائے اور مصنف کے محرک جذبے کو نظر انداز نہ کیا جائے کہ بقول علامہ اقبال :

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو برما حرام است
کہ ما پروردہ یک نوبہاریم

(حفیظ تائب)

۱۲ ۔ ڈاکٹر معین نظامی

(محقق، مؤلف، استاد شعبہ فارسی، جامعہ پنجاب)
(خانقاہ "معظمیہ" چشتیہ نظامیہ، معظم آباد، سرگودھا)

بہت معذرت خواہانہ انداز میں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں ذات پات اور اس کی حدود و قیود کا مروجہ تصور، روح اسلام کے صریحاً منافی ہے۔ یہ مسئلہ سراسر ہندومت کے اثرات کا نتیجہ ہے اور ہندو مذہب و ثقافت کی چند ان "باقیات سیئات" میں سے ہے جو ہماری سادہ لوحی، لاعلمی یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے آج تک ہمارے سماج پر مسلط ہیں۔ اور بدنصیبی کی بات ہے کہ ہم تاحال ان مسلمہ غیر اسلامی خیالات و رسوم سے چھٹکارا پانے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔

اقوام و مذاہب کی تاریخ اور معاشروں کی تدریجی تشکیل پذیری کے غیر جانبدارانہ جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوائل میں بہت سے معاملات محض تہذیبی مظاہر یا معاشرتی رسوم کے طور پر متعارف ہوتے ہیں اور مرور ایام کے ساتھ اتنے راسخ ہو جاتے ہیں کہ عقیدہ و مذہب کا روپ دھار کر اٹل قانون کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اور ان سماجی رسموں سے انحراف کو مذہب سے بغاوت گردانا جاتا ہے۔ یہ بغاوت ناقابل تلافی جرم بن جاتی ہے اور باغیوں کو گردن زدنی قرار دینے میں مذہبی و ریاستی ادارے یک زبان ہو جاتے ہیں۔ ذات پات کا مسئلہ بھی ایسے ہی معاملات میں شامل ہے۔

ہندومت میں انسانی برابری کا تصور موجود نہیں ہے، بلکہ اس کی بنیادیں ذات پات کے ڈھانچے پر قائم ہیں۔ (۱)۔ انسانی سماج کی اس غیر منصفانہ تقسیم نے ہندو معاشرے کو الگ الگ ٹکڑوں میں بانٹ رکھا تھا۔ اس سے زیادہ ناخوشگوار اور تکلیف دہ صورت حال یہ تھی کہ ہندومت اپنے پیروکاروں کو اپنے طبقے کے علاوہ ہندوؤں کے دوسرے طبقوں یا دیگر اقوام و مذاہب کے لوگوں سے شادی بیاہ کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ ایسی مناکحت ہندوؤں کے مذہبی نقطہ نظر سے جائز نہیں رہ گئی تھی۔ (۲)۔ ایسے میں جب برصغیر میں مسلم

حکومت قائم ہو گئی اور مسلمان فاتحین اور مبلغین کے جلو میں آنے والے مختلف ملکوں اور تہذیبوں کے متعدد مسلمان یہاں آباد ہو گئے تو ثقافتوں کی باہمی آویزش اور آمیزش کے نتیجے میں تین صورتیں سامنے آئیں :

ا۔ بہت سے ہندو صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات کی صداقت اور آفاقیت سے متاثر ہو کر یا بعض دیگر محرکات کے سبب سے مسلمان ہونے لگے۔ ان نو مسلموں نے اپنی بہت سی رسموں کو جان بوجھ کر یا بظاہر اسلامی احکام سے متصادم نہ پا کر اپنائے رکھا۔ ذات پات کی تقسیم کا مسئلہ ان میں سر فہرست تھا۔ اکثر نو مسلم قبیلوں میں برادری سے باہر شادی اور بیواؤں کے عقد کو حرام کی حد تک ناپسندیدہ سمجھا جاتا رہا۔ بہت سے قبائل میں عورتوں کو ستی کے سے انداز میں مردہ شوہروں کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بیٹیوں کو شیر خوارگی ہی میں مار ڈالنے کی قبیح حرکت کا ارتکاب بھی ہوتا رہا۔ خواتین کو وراثت میں سے شرعی حق نہ دینے کا سلسلہ تو آج تک برقرار ہے۔ اور اس سب کچھ کے بعد بھی وہ لوگ بہ زعم خویش مسلمان تھے۔(۳)۔ اکبر' جہانگیر اور اورنگ زیب نے شاہی فرامین کے ذریعے اور بیشتر علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے اپنے اپنے دائرہ کار اور حکمت عملی کے مطابق ان انحرافات کے سدباب کے لیے کوششیں کیں۔

۲۔ برصغیر میں آباد ہو جانے والے مسلمان خانوادوں میں بھی ہندو تہذیب کے زیر اثر رنگ و نسل کی تمیز' نسلی تفاخر' خاندانی عصبیت اور ذات پات کی تفریق جیسی برائیاں پیدا ہونے لگیں۔ یہ برائیاں آہستہ آہستہ ان مسلمانوں مین بھی اتنی ہی گہری جڑیں پکڑ گئیں جتنی ہندو معاشرے میں تھیں یا نو مسلم برادریوں میں موجود تھیں۔

۳۔ مسلمانوں کے ساتھ رہن سہن کے نتیجے میں غیر متعصب ہندو' اسلام کے تصور مساوات سے متاثر ہوئے اور ان میں اپنے مذہب کی اس غیر انسانی طبقہ بندی کے خلاف بہت سی اصلاحی تحریکوں اور مصلحین نے جنم لیا۔ بھگتی تحریک' اسلامی تعلیمات کے زیر اثر پیدا ہونے والا ایک ایسا ہی بھرپور رد عمل تھا۔(۴)۔ پندرہویں صدی عیسوی کے مصلح شاعر کبیر نے بھی ذات پات کے خلاف سخت احتجاج کیا۔(۵)۔ ایک آزاد منش

شاعر دادو دیال (۱۵۴۴۔ ۱۶۰۳ء) نے بھی انسانی مساوات کا پرچار کیا۔ (۶)۔ ہندوؤں کے ستنامی فرقے کا بانی بیر بھان (پ: ۱۵۴۳ء) بھی ذات پات کے تصور اور اس کی عائد کردہ پابندیوں کا شدید مخالف تھا۔ (۷)۔ ان اجتماعی اور انفرادی کوششوں کے ضمنی یا وقتی فوائد تو ضرور ہوئے لیکن ان کی بدولت ہمہ گیر اثرات مرتب نہ ہو سکے۔

ان معروضی کوائف کو سامنے رکھ کر بدیہی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں سدھار اور مسلمانوں کی حالت زار میں بگاڑ کی صورت حال رونما ہوئی جو مختلف شکلوں میں آج تک کم و بیش موجود چلی آ رہی ہے۔

شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور کے فاضل استاد پروفیسر ڈاکٹر سید مظہر معین کی زیر نظر تصنیف "اسلام اور ذات پات" اسی نہایت اہم اور حساس مذہبی و سماجی مسئلے کا دینی، علمی، فکری، سائنسی اور ثقافتی حوالوں سے بھرپور احاطہ کرتی ہے، جو صدیوں سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو درپیش ہے۔

ڈاکٹر مظہر معین نے قرآن و حدیث، عرب و عجم کے اکابر امت کے اقوال، تاریخ اسلام کے نظائر اور چاروں فقہی مکاتب کی آراء کی روشنی میں ہر ممکن نقلی و عقلی حوالے سے بہت دیانتدارانہ انداز میں استنباط نتائج کا کٹھن فریضہ انجام دیا ہے اور اس سنگین مسئلے کا مدلل رد کیا ہے۔ اس موضوع پر غالباً اس سے پہلے کوئی ایسی جداگانہ کتاب نہیں لکھی گئی جو اس قدر مبسوط اور مربوط ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی عرق ریزی سے مستند اور معتبر مواد شامل کتاب کیا ہے۔ ان کا انداز استدلال عالمانہ اور اسلوب تحریر محققانہ ہے۔ ظاہر ہے موضوع کی سنجیدگی اسی روش تحریر کی متقاضی تھی۔ کتاب میں کچھ ناگزیر فقہی اصطلاحات و مباحث بھی شامل ہیں لیکن اس کے باوجود نہ مبحث دقیق ہوا ہے اور نہ ہی اسلوب بوجھل۔ کتاب کے اختتام پر "خلاصہ و نتیجہ کلام" دیا گیا ہے جو عام قارئین کے لیے بہت مفید ہے۔ اس میں بیان کردہ نقاط، اس موضوع پر فی الواقع منشور اسلام کہلانے کے لائق ہیں۔ مذہبی سکالرز اور فقہی محققین کے لیے بھی اس کے مطالب بہت اہم دستاویز ثابت ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

بارگاہ الٰہی میں بصد عجز و انکسار یہ دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل، مصنف کی سعی مشکور کو شرف قبول عطا فرمائے اور اس کتاب کو امت مسلمہ کے لیے صحیح معنوں میں مشعل راہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

(معین نظامی)

(حواشی)

(1-) برصغیر میں اسلامی کلچر: پروفیسر عزیز احمد، اردو ترجمہ: ڈاکٹر جمیل جالبی، لاہور ۱۹۹۰ء، ص ۱۲۹۔

2- The Delhi Sultanate; R.C. Mujamdar, Bombay, 1960, Vol.VI, p-619.

3-(الف) منتخب التواریخ: عبدالقادر بدایونی، کلکتہ، ۱۸۶۹ء، ج ۲، ص ۳۶، ۳۳۶، ۳۵۶۔
(ب) اقبال نامہ جہانگیری: معتمد خان، کلکتہ، ۱۸۶۵ء، ص ۱۷۰۔

4- تفصیلات کے لیے:

(A) The influence of Islam on the cult of Bhakti in Medieval India: Yousaf Husain, 1933.

(B) Influence of Islam on Indian Culture: Tara Chand, Allahabad, 1936.

5- برصغیر میں اسلامی کلچر، ص ۲۲۱۔

6- Hindu religious Poetry: Ahmad Shah, Kanpur, 1925, p. 40-42.

7- The Religious Sects of Hindus: H.H. Wilson, London, 1846, Vol.I, p-64.

۱۳۔ڈاکٹر سیدہ نادرہ زیدی

(محققہ اردو زبان وادب' عارفہ علوم جعفریہ)
(سینئر ریسرچ آفیسر' شعبہ اقبالیات' جامعہ پنجاب)

قرآن کریم نے تمام انسانوں کو ایک ہی ماں باپ یعنی روئے زمین پر اولین پیغمبر خدا جناب آدم علیہ السلام اور زوجہ آدم سیدہ حوا سلام اللہ علیہا کی اولاد قرار دیا۔ اور ان کے شعوب و قبائل میں تقسیم ہو جانے کو محض ایک فطری ذریعہ تعارف و شناخت قرار دیتے ہوئے عقیدہ و تقوی کو واحد بنیادی معیار فضیلت کے طور پر تسلیم کیا۔ (إن أكرمكم عند الله أتقاكم۔الحجرات: ۱۳' تفسير الميزان للطباطبائی)۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن وسنت کی بنیاد پر ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؑ پر مشتمل جو عظیم الشان امت مسلمہ تشکیل دی' اس میں جناب ابوبکر تیمی' عمر عدوی' ابوالعاص و عثمان اموی' حمزہ و علی ہاشمی' ابوذر غفاری' سلمان فارسی' بلال حبشی' صہیب رومی' عمار بن یاسر' مقداد بن اسود اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم سمیت تمام انصار و مہاجرین اور قبائل عرب و عجم اسلامی مواخات و مساوات کی عملی مثال پیش کر رہے تھے۔ (إنما المومنون إخوة۔ الحجرات: ۱۰)۔

اس اولین مثالی اسلامی معاشرہ میں نہ تو فرقہ بندی اور ذاتیں تھیں اور نہ ہی امتیاز رنگ و نسب و عرب و عجم۔ نہ عورت اور غلام کی تحقیر و تذلیل تھی اور نہ عربی کو عجمی پر یا گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل تھی۔ فتح مکہ کے روز (۱۰ رمضان ۸ھ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو مسلم سادات قریش و بنو ہاشم کی موجودگی و ناپسندیدگی کے باوجود غلام ابن غلام بلال حبشیؓ کو کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا حکم دیکر اسلامی اخوت و مساوات کو اوج کمال و بام عروج تک پہنچا دیا۔ اور انہی بلال حبشیؓ کی شادی ایک معزز عرب خاندان میں بالاصرار کروائی۔ نیز کم نسب مقدادؓ بن اسود کا نکاح اپنی ہاشمی النسب چچازاد سیدہ ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے کر کے نسبی کمتری و برتری کو ازدواجی مساوات میں

تبدیل فرمادیا۔(البخاری۔باب الاکفاء فی الدین' والکافی۔ کتاب النکاح)۔

اپنی پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ بنت جحش کا نکاح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ بولے فرزند اور آزاد کردہ غلام جناب زیدؓ بن حارثہ سے کر کے تمیز بندہ و آقا کو تعلق رشتہ و ناطہ میں بدل دیا۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد جب زیدؓ و زینبؓ نے باہم علیحدگی کا فیصلہ کر لیا' تو رحمۃ للعالمینؐ نے اظہار افسوس کے باوجود انہیں شریعت کا عطا کردہ حق طلاق و خلع استعمال کرنے سے محروم نہیں فرمایا۔ اور بعد ازاں اپنے آزاد کردہ غلام کی مطلقہ سے بحکم خداوندی نکاح فرما کر "تفاخر نسبی" اور "حرمت زوجہ متبنی" نیز "نکاح مطلقہ" کے حوالہ سے مروجہ غیر اسلامی رسوم و رواج کو قرآن خدا اور اسوہ حسنہ کے ذریعہ مسترد فرمادیا۔(الاحزاب : ۳۷)۔

اھل اسلام کے مابین بلا تمیز ذات پات جواز نکاح کے سلسہ میں درج ذیل روایات بھی اہم ہیں :۔

عن أبی عبدالله علیه السلام قال : إن رسول الله صلی الله علیه وآله زوج مقداد بن الأسود ضباعة ابنة الزبیر بن عبدالمطلب' وإنما زوجه لتتضع المناکح ولیتأسوا برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولیعلموا أن أکرمهم عندالله أتقاهم.

(الکلینی' الفروع من الکافی' کتاب النکاح).

ترجمہ : ابو عبداللہ (امام جعفر) علیہ السلام سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے مقداد بن اسود کی شادی ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے کرائی۔ ان کی شادی اس لئے کی تاکہ منکوحہ کا مقام کم ہو اور لوگ رسول اللہ صلی علیہ و آلہ کی پیروی کریں اور جان لیں کہ اللہ کے نزدیک ان میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔

عن علی بن بلال قال : لقی هشام بن الحکم بعض الخوارج فقال : یا هشام إما تقول فی العجم یجوز أن یتزوجوا فی

العرب ؟ قال: نعم. قال : فالعرب يتزوج من قريش؟ قال : نعم.قال: فقريش يتزوج فی بنی هاشم؟ قال : نعم. قال : عمن اخذت هذا؟ قال : عن جعفر بن محمد سمعته يقول : أتتكافأ دمائكم ولاتتكافأفروجكم.

قال : فخرج الخارجی حتی أتی أبا عبدالله عليه السلام فقال: إنی لقيت هشاماً فسألته عن كذا فأخبرنی بكذا وكذا وذكرأنه سمعه منک ؟ قال: نعم قد قلت ذلک.....

(الكلينی' الفروع من الكافی' كتاب النكاح' الجزء الخامس' ص '۳۴۵' طهران ' دارالكتب الإسلامية' ۱۳۹۱ھ)

ترجمہ : علی بن بلال سے روایت ہے ھشام بن حکم سے ایک خارجی ملا اور کہنے لگا : اے ھشام! کیا تمہاری رائے میں عجمیوں کا عربوں میں شادی کرنا جائز ہے ؟ ھشام نے جواب دیا! ہاں۔ اس نے پوچھا : پس کیا عرب' قریش میں شادی کر سکتا ہے ؟ ھشام نے کہا : ہاں۔ اس نے پوچھا : تو کیا قریشی بنو ہاشم میں شادی کر سکتا ہے۔ ھشام نے کہا : ہاں۔ اس نے پوچھا : تو نے یہ مسئلہ کس سے اخذ کیا ؟ ھشام نے کہا : جعفر بن محمد سے۔ میں نے انہیں فرماتے سنا ہے کہ جب تمہارے خون یکساں ہیں تو تمہاری عزتیں کیوں مساوی نہیں ہوں گی۔

ھشام نے بیان کیا کہ وہ خارجی وہاں سے نکل کر ابو عبداللہ (امام جعفر) علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے ھشام سے فلاں بات پوچھی ہے اور اس نے یوں جواب دیا ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے یہ بات آپ سے سنی ہے۔ آپ نے فرمایا : ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔

عن ابی عبدالله عليه السلام قال:

الكفو أن يكون عفيفاً وعنده يسار۔

(الكلينی الفروع من الكافی' كتاب النكاح' باب الكفو' الجزء الخامس' ص '۳۴۷' طهران' دارالكتب الإسلامية ۱۳۹۱ھ)

ترجمہ : ابو عبداللہ (امام جعفر) علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا :

"کفو" یہ ہے کہ کوئی شخص پاکباز ہو اور اس کے ہاں تنگی نہ ہو۔

جناب علی و حسن و حسین نیز دیگر ائمہ کرام علیہم السلام نے اسوہ رسولؐ کی تقلید میں "کفو نسبی" سے باہر بھی مختلف النسب خانوادہ ہای عرب و عجم میں اپنے اور اپنی اولاد ذکور و اناث کے نکاح کر کے ثابت فرمادیا کہ فرق مناقب و مدارج کے باوجود اہل اسلام کا بلا امتیاز قریش و بنو ہاشم و عرب و عجم باہم نکاح و ازدواج جائز و معتبر ہے۔ اور اسی اسوہ حسنہ کی تقلید میں قائد انقلاب ایران سید روح اللہ موسوی خمینی (۱۹۰۲۔۱۹۸۹ء) نے اپنی ایک صاحبزادی (سیدہ زہرا خمینی) کی شادی ڈاکٹر محمود بروجردی سے اور دوسری صاحبزادی کی شادی شیخ احمد انصاری سے کر کے سیدہ و غیر سید کے مابین شادی کے جواز و انعقاد پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ نیز امام خمینی فرماتے ہیں :-

(۱۸۳۸)۔ جس کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس کو اپنا خمس نہ دے جب کہ وہ اسے اپنے مصرف میں صرف کرے۔ البتہ اگر سیدانی پر دوسرے لوگوں کے اخراجات واجب ہوں اور وہ ان کے اخراجات نہیں دے سکتی تو پھر جائز ہے کہ انسان اس عورت کو خمس دے تاکہ وہ ان پر صرف کرے۔

(امام خمینی، توضیح المسائل، اردو ترجمہ از : مولانا سید صفدر حسین نجفی، ص ۲۷۵، امامیہ پبلیکیشنز، لاہور، محرم ۱۴۰۷ھ)

اسی حوالہ سے مفسر قرآن علامہ سید علی حائری فرماتے ہیں :-

"عقل و نقل اور بالضرورۃ یہ بات ثابت ہے کہ تمام آدمی باعتبار ذات متحد ہیں۔ ان کی یہ مماثلت اور کفاءت ذاتی ثابت ہے۔ اس وجہ سے ہی ان کے درمیان رشتہ کا لین دین ثابت ہے۔ اس بات کی وضاحت میں حضرت علی کی حدیث میں آیا ہے کہ تمام لوگ مماثلت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے "کفو" ہیں۔ ہمارے باپ آدم اور ہماری ماں حوا ہیں :-

إن الناس من جهة التماثل أكفاء. أبونا آدم والأم حواء.

شیخ سعدی نے اس کا ترجمہ شعر میں کیا ہے:-

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

(علامہ حائری' لوامع التنزیل' طبع لاہور' ص ۴۷۵)

علامہ حائری ایک "اشکال" کے جواب میں مزید وضاحت فرماتے ہیں:-

"اشکال : "من لا یحضرہ الفقیہ" میں مذکور ہے۔ کیا یہ روایت نہیں کہ جب حضورؐ نے حضرت علیؑ، جعفرؓ، عقیلؓ کی اولاد کی طرف دیکھا تو فرمایا:-

ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کے لئے اور ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا مخصوص رشتہ داری اور حصر کا اظہار کر رہا ہے' کیونکہ "لام" تخصیص اور علت کا فائدہ دے رہا ہے۔ یعنی اولاد رسولؐ' امت میں سے غیر کے لئے حلال نہیں؟

جواب

قطع نظر قیل و قال کے' جو کچھ حدیث مذکور میں موجود ہے' اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ ایسا کرنا "اولیٰ" ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرتا کہ جب کسی طرح رشتہ کے لئے "اولوالارحام" میں سے کوئی معقول آدمی مل جائے تو اس سے انکار کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ لہذا اولاد فاطمہ کا عقد آپس میں کرنا اولیٰ ہے۔ جب آسانی کے ساتھ مناسب رشتہ مل جائے۔ یہ اچھا' مفید اور بہتر ہے۔

اگر اس روایت کو "اولویت" پر محمول نہ کیا جائے' تو لازم آئے گا کہ بلاضرورت "خبر واحد" کے ساتھ قرآن کریم کے عموم کو مخصوص کر دیا جائے۔ جیسا کہ :- وانکحوا الأیامی۔ اور :- فانکحوا ماطاب لکم من النساء۔ یہ آیات تمام امت کو عام حکم دے رہی ہیں اور بالاجماع بنی فاطمہ امت میں داخل و شامل ہیں۔ لہذا اس عام حکم سے باہر نہیں ہو سکتے۔ جب تک اسی قسم کی قطعی الثبوت خاص حکم والی آیت نہ ہو"۔

(علامہ حائری' لوامع التنزیل' ص ۴۷۵۔۴۷۶' مطبوعہ لاہور)

استاذ عربی زبان و ادب اور محقق علوم اسلامیہ ڈاکٹر سید مظہر معین نے اپنی نوعیت کی اولین اور گرانقدر جامع تصنیف "اسلام اور ذات پات" میں قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ اور اقوال اکابر اسلام کے مستند و معتبر حوالہ جات سے، نیز طب و حکمت کے مختصر اقتباسات سے، رنگ و نسل اور ذات پات کے تعصبات سے پاک خالص اسلامی معاشرہ کی جو تصویر کشی فرمائی ہے، وہ صدیوں سے ذات برادری کی زنجیروں میں جکڑے برصغیر پاک و ہند کے بے کس و بے بس عامۃ المسلمین کے لئے باعث تسکین و نجات ہے۔ اور انشاء اللہ نسلی تعصبات کا شکار عوام و خواص تک اسلامی تعلیمات کی مختصر و جامع اور بلیغ و مؤثر انداز میں تبلیغ و اشاعت میں فیصلہ کن کردار ادا کرے گی۔ جس میں ان لاتعداد مظلوم و مقہور دختران و فرزندان سادات و غیر سادات کی دعائیں بھی شامل حال رہیں گی جو ذات برادری کے نام پر یا تو زندگی بھر کے لئے جیون ساتھی سے محروم رکھے گئے یا بے جوڑ شادیوں کے نتیجہ میں زندہ در گور ہو گئے۔ اور ایسی نادر المثال کتاب جب ڈاکٹر مظہر معین جیسے نجیب الطرفین حسینی سید کے قلم سے تصنیف ہوئی ہو، تو اس کی دوچند اہمیت کے ادراک کے ساتھ ساتھ جرأت و جسارت اور کرب و ابتلاء کے ان تمام مراحل کا بھی بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے، جن سے گزر کر ایسی تصنیف منظر عام پر آتی ہے۔ پس اس کی تائید و اشاعت (بعض مندرجات سے ممکنہ جزوی اختلاف کی گنجائش کے باوجود) ہر صاحب فکر و نظر پر لازم ہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

(نادرہ زیدی)

۱۴۔ جناب خاقان حیدر غازی

(ایم اے عربی' مصنف' شاعر' مداح اہل بیتؑ)

محترم ڈاکٹر مظہر معین صاحب نے "اسلام اور ذات پات" کے زیر عنوان جو علمی و تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی ہے' وہ آیات قرآن' روایات حدیث و سیرت و تاریخ' اور اقوال فقہائے جمہور و اکابر اسلام کا عمدہ و نادر مجموعہ ہے۔ اگرچہ اصول روایت و درایت کی روشنی میں مختلف اقوال و روایات کے حوالہ سے علمی و فقہی اختلاف کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے اور مؤلف محترم نے تائید و تنقید ہر دو کی اہمیت کا اعتراف کتاب کے مقدمہ میں بھی فرمایا ہے' مگر اس موضوع پر بطور مجموعی اپنے مواد' اسلوب اور استنباط نتائج کے لحاظ سے یہ کتاب ایک عظیم الشان علمی و ادبی شاہکار قرار پاتی ہے' جو انشاء اللہ رنگ و نسل اور ذات پات کے دیوتاؤں کی پرستش کرنے والوں کے لئے ایک ضرب ید اللہی ثابت ہو گی۔

عالم اسلام میں رنگ و نسل اور ذات پات سمیت مختلف جاھلی تعصبات جس عمل اور رد عمل کا نتیجہ ہیں' اس کے ایک اہم پہلو کی نشاندہی کرتے ہوئے "دو سو سے زائد کتب و مقالات کے مؤلف مفکر ایران ڈاکٹر علی شریعتی (۱۹۳۳۔۱۹۷۷ء) رقمطراز ہیں کہ :

"اسلامی خلافت" بنو امیہ کے آخری اور بنو عباس کے ابتدائی دور میں "عربی حکومت" میں بدل گئی اور اموی خلافت میں تفاخر عربی و تحقیر ایرانی کی روح از سر نو بیدار ہو گئی۔ جس کا رد عمل "اصالت ملی" اور "تفاخر قومی" کی ایرانی روح کی اس بازگشت میں ہوا' جو اپنی کامل و روشن تر صورت میں "شعوبی تحریک" کے روپ میں جلوہ گر ہوئی۔ "شعوبیت" کے علمبردار جو ابتدا میں "اھل تسویہ" تھے جن کا نعرہ مساوات عرب و عجم تھا اور جن کا انحصار قرآن کی اس آیت پر تھا : (لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا' پھر تمہارے شعوب و قبائل بنا دیئے تاکہ باہم تعارف ہو' مگر تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ متقی ہے) کسی حد تک "تفضیلی" بن گئے۔ یعنی عجمیوں کی عربوں پر برتری کے قائل۔ اور ان تاریخی و قومی مفاخر و علامات کے احیاء کے لئے کوشاں

ہو گئے، جنہیں اسلام نے ذہنوں سے مٹا دیا تھا :-

"در اوخر عصر بنی امیه و اوایل بنی عباس که "خلافت اسلامی" جای خود را به "حکومت عربی" داد و روح تفاخر عربی و تحقیر ایرانی دردستگاه خلافت اموی احیاء شد عکس العمل آن بازگشت روح ایرانی به اصالت ملی و تفاخر قومی خود بود که تجلی کامل و روشن آن نهضتی بنام "نهضت شعوبی" تحقق یافت—

شعوبیه که درآغاز "اهل تسویه" بودند یعنی شعارشان برابری عرب و عجم بود و تکیه شان برایں آیه از قرآن که : "یاأیها إلناس انا خلقناکم من ذکر وأنثی وجعلنا کم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أکرمکم عندالله أتقاکم" کم کم اهل تفضیل شدند. یعنی برتری عجم بر عرب. و با احیاء مفاخر تاریخی و ارزش های قومی و یاد آوری آنچه اسلام از یادها برده بود می کوشیدند".

(علی شریعتی تشیع علوی و تشیع صفوی ملیت. نهضت شعوبی شیعی ص ۸۹-۸۸)

اگرچہ جناب رسالتمآبؐ سے فضائل و مناقب کے حوالہ سے مختلف روایات مروی ہیں، مگر ڈاکٹر علی شریعتی کے بقول کوئی ایسی روایت محکم قرار نہیں دی جاسکتی جو نسل ونژاد پرستی کا اثبات کرے :۔

"پیامبر اسلامی که همه نژادها را یکی میشمارد و همه شرافتهای خونی رابا "خاك" یکی می سازد و برتری راتنها به تقوی منحصر میکند و با اشرافیت قومیت و نژاد پرستی و راسیسم دشمنی میورزد وآن راچناں عمیق و شدید میکوبد که حتی درجامعه های غیر مسلمان مشرق زمین. که بافرهنگ و تمدن و اخلاق اسلامی تماس داشته اند ریشه کن و بالاقل بی رمقش مینماید وحتی به فاطمه اش که تنها واسطة العقد نبوت و امامت است "وتنهاوارث او" و "پاره از تن او" رسماً و جداً می گوید – فاطمه کارکن! که من برای توهیچ کاری نمی توانم کرد :.

(علی شریعتی تشیع علوی و تشیع صفوی ملیت نهضت شعوبی شیعی ص ۹۰)۔

ترجمہ :۔ پیغمبرؐ اسلام جو تمام نسلوں کو یکساں شمار کرتے ہیں اور شرافتمای خون کو خاک میں ملا کر برابر کر دیتے ہیں' نیز فضیلت کا معیار صرف تقویٰ کو قرار دیتے ہیں' اور قومیت' اشرافیت' نیز نسل و نژاد پرستی سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان پر ایسی گہری ضرب کاری لگاتے ہیں کہ سرزمین مشرق کے ان غیر مسلم معاشروں میں بھی جو اسلامی اخلاق و تہذیب و تمدن سے متاثر ہوئے' جڑ سے اکھاڑ دیتے یا کم از کم بے جان کر دیتے ہیں' حتیٰ کہ اپنی فاطمہ سے جو کہ سلسلہ نبوت و امامت کی واحد درمیانی کڑی ہیں' نیز "آپؐ کی تنہا وارث" اور "آپؐ کے جسم کا ٹکڑا" ہیں' باضابطہ طور پر سنجیدگی سے فرماتے ہیں :- فاطمہ عمل کرو کیونکہ میں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

ان چند تائیدی اشارات کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ فضائل و مناقب شرعیہ کے برحق ہونے کے باوجود اسلام رنگ و نسل اور ذات پات کے تعصبات کو تسلیم نہیں کرتا۔

رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ مؤلف محترم کی اس عظیم الشان علمی تصنیف کو ذات پات کے تابوت میں آخری کیل کا مقام دے۔ اور بالخصوص پاک و ہند میں ذات پات کی بنیاد پر اھل اسلام کے مابین شادی بیاہ اور اخوت و مساوات کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے والے انتہا پسند خواص و عوام کی ھدایت کا مؤثر ذریعہ بنائے۔ آمین۔

بلھے شاہ اسیں ھسدے ساں سانوں دکھڑے پے گئے سہنے
ساڈے ھتھ وی خالی ھو گئے اسیں ٹونباں پائیاں گہنے
کد تک شاھا چوچک دے گھر کھیڈے ڈھکدے رھنے

(خاقان حیدر غازی)

۱۵۔ سید ضیاء الدین علی حسین

(ماہر تعلیم، عالم قرآن واسلام، ایم اے عربی از "اورینٹل کالج" لاہور)
(سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز، از مدینہ سیداں، گجرات)

عزیزم ڈاکٹر مظہر معین کی کتاب "اسلام اور ذات پات" قرآن و سنت اور فقہ و سیرت کے مستند و معتبر حوالہ جات پر مبنی ایک جامع اور عمدہ تصنیف ہے۔ جس میں اسلامی اخوت و مساوات، "کفو دینی" کی "کفو نسبی" پر فوقیت نیز سیدہ و غیر سید کے مابین نکاح کے شرعی جواز سمیت بکثرت اہم دینی و تاریخی شواہد جمع کر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اسلام سے بالعموم نامکمل واقفیت اور انتہا پسندانہ نسلی عصبیت کے پاکستانی تناظر میں ان حدود و قیود کو خوبی واضح کرتی ہے، جن کا تعین رب العالمین، رحمۃ للعالمینؐ نیز خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؓ اور مختلف زمان و مکان کے اکابر اسلامؒ نے احکام شریعت کے حوالہ سے کیا ہے۔ اور اگرچہ ہر شخص شادی بیاہ میں بالعموم اپنے خاندان برادری کی طرف فطری میلان رکھتا اور اسے ترجیح دیتا ہے، مگر اس ترجیح و میلان کو عصبیت جاہلیہ کی بناء پر حق و باطل یا حلال و حرام کا مسئلہ بنا دینا، یا خاندان برادری سے باہر مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے شادی بیاہ کو بالکل ممنوع قرار دینا، حتیٰ کہ فاطمی سادات کا غیر فاطمی بنو ہاشم اور غیر ہاشمی قریش میں بھی نیز غیر قریشی اشراف میں شادی بیاہ سے شدت سے اجتناب کرنا اور اسے ناجائز سمجھنا وہ امور ہیں، جن کو قرآن و سنت اور تاریخ و سیرت کی تائید و حمایت قطعاً حاصل نہیں۔

لہذا جزوی اختلاف کی گنجائش کے باوجود اس بیش قیمت علمی کتاب کا مطالعہ اور قرآن و اسلام کے مطابق اپنے متعصبانہ و انتہا پسندانہ رویوں کی اصلاح ہر مسلمان اور پاکستانی کے لئے لازم ہے۔

وما علینا إلا البلاغ المبین۔

(سید ضیاء الدین علی حسین)

۱۶۔ کیپٹن(ر) سید محمد اشرف

(عارف قرآن واسلام' زائر حرمین و بیت المقدس)

(از سادات خوارزم' مدینہ سیداں' گجرات)

گزشتہ اسی سالہ زندگی کا اکثر حصہ مطالعہ قرآن واسلام میں صرف کرنے اور قیام پاکستان سے پہلے زیارت بیت المقدس و مزارات انبیاء کرام علیہم السلام نیز بعد ازاں حج و زیارت حرمین کے بعد اس بات پر میرا اعتقاد مزید مستحکم ہوا کہ مقام خدا و مصطفیٰؐ' مقام انبیاءؑ و صحابہؓ نیز مناقب اولیاء و صالحینؒ کی دینی درجہ بندیوں کے باوجود اسلام میں ذات پات' رنگ و نسل اور دیگر جاہلی تعصبات کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسی حد بندی موجود ہے جو سید و غیر سید' ہاشمی و غیر ہاشمی' قریشی و غیر قریشی' عرب و غیر عرب کے درمیان شادی بیاہ کو ممنوع قرار دیتی ہو اور ذات پات کی ہندوانہ تقسیم کو اسلامی سند جواز فراہم کرتی ہو۔

تاہم اس سلسلہ میں مجھے کوئی ایسی کتاب زندگی بھر نہ مل پائی جو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو علمی و تحقیقی انداز میں سمیٹتے ہوئے قرآن و سنت' فقہ و سیرت اور اکابر امت کے حوالہ سے جامع و مدلل انداز میں مذکورہ مسائل کا احاطہ کرتی ہو۔ اس پس منظر میں عزیزم ڈاکٹر سید مظہر معین کی تصنیف "اسلام اور ذات پات" کا مطالعہ کیا تو قرآن و سنت کی روشنی میں ذات پات کی حقیقت' نکاح سیدہ باغیر سید کے شرعی جواز' کفو نسبی پر کفو دینی کی فوقیت سمیت جملہ ضروری احکام و مسائل یکجا نظر آئے اور یوں محسوس ہوا کہ اس موضوع پر عالم و عامی ہر دو کی دینی و معاشرتی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام ہو گیا ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں کتاب کے آخر میں موجود خلاصہ و نتیجہ ہی بذات خود کافی و شافی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ذات پات اور رنگ و نسل کے جاہلی تعصبات سے نجات دلا کر اسلامی اخوت و مساوات اور عقائد اہل سنت پر ثابت قدم فرمائے اور رشتہ ناطہ میں ذات پات کے بجائے اعتقادی ہم آہنگی کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سید محمد اشرف)

۱۷۔ ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری

(سیرت نگار، محقق، مؤلف "تذکرہ صوفیائے کشمیر")

(سابق صدر شعبہ کشمیریات، جامعہ پنجاب)

ڈاکٹر مظہر معین کی کتاب "اسلام اور ذات پات" ایک عظیم عالمانہ کاوش ہے۔ عالم اسلام میں بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے یہ روشنی کا مینار ثابت ہو سکتی ہے۔ کتاب کا ماحصل اور اسلامی فضیلت کی کسوٹی صرف عقیدہ اسلام اور تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے جو کہ بالکل درست ہے :-

ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

اسلام ایک مکمل طرز حیات ہے۔ غیر مسلموں نے اس دین کو قبول تو کیا، لیکن اپنی بدعتیں اس میں شامل کرتے رہے اور برصغیر میں ان کا فروغ بدرجہ اتم رہا۔ غیر اسلامی رسومات نے مذہبی عقائد کو مسخ کر کے رکھا۔ اسلام میں ذات پات اور فرقہ بندی کا کوئی تصور نہ تھا۔ بقول اقبال :-

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں　　کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ذات پات کی تمیز نے سب سے اہم اثر سادات کی نسل اور ازدواجی روابط پر ڈالا ہے جس کو مصنف نے خوب محسوس کیا ہے۔ اسی درد نے غالباً آپ کو یہ کتاب لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ تاکہ اولاد آدمؑ نسلی امتیاز (Racial discrimination) جیسی لعنت سے چھٹکارا پائے۔ إن أكرمكم عندالله أتقاكم (الحجرات: ۱۳)۔ یہ ذات پات کی تمیز، گورے اور کالے کے جداگانہ رنگ کا، نسل کا امتیاز نہ صرف قرآن حکیم اور حدیث نبوی کے فرمان کے سراسر منافی ہے، بلکہ انسانی قدروں کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔

ڈاکٹر سید مظہر معین نے کتاب میں مستند اور معتبر شواہد اپنے دلائل کو استحکام دینے کے سلسلے میں پیش کئے ہیں جو نہایت ہی آسان اور دلپذیر اسلوب میں ہیں۔ میں ڈاکٹر مظہر معین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے اہم موضوع کو کتابی شکل دے کر ہمارے لئے مینارہ نور تعمیر کر دیا ہے۔ اب ہر شخص کم از کم مسئلہ کی اصل روح کو تو چھو سکتا ہے۔ یہ کتاب بھی مجاہد کی اذان نظر آتی ہے۔ خدا ہم سب کو توفیق دے کہ رنگ و نسل اور ذات پات کے تعصبات کو ختم کر سکیں۔ آمین یارب العالمین۔

(سید محمد یوسف بخاری)

۱۸۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

(مؤلف، محقق علوم اسلامیہ و شرقیہ، ماہر اقبالیات)
(استاذ شعبہ اردو، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب)

جاہلیت و جہالت نے انسان اور انسان کے درمیان تفریق اور تفوق کے لیے طرح طرح کے بت تراش لیے ہیں اور ان بتوں کی پرستش نے انسانی معاشرے کو ہمہ نوع انتشار و افتراق اور تباہی سے دوچار کر دیا ہے۔ علامہ اقبال نے ایک جگہ ان کا اس طرح ذکر کیا ہے :

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات

بعثت نبویؐ کے وقت عربی معاشرہ شدید قسم کے جاہلی تعصبات کا شکار تھا۔ انسانیت پر نبی آخر الزمانؐ کے بے پایاں احسانات کا ایک ناقابل فراموش پہلو یہ بھی ہے کہ آپؐ نے رنگ و نسل کے بتوں کو پاش پاش کر کے صرف نیکی اور تقویٰ کو عزت و افتخار اور فضیلت و برتری کا معیار قرار دیا۔

اسلام کا مزاج آفاقی ہے، مگر بد قسمتی سے مسلم معاشرے میں مرور زمانہ کے ساتھ جاہلی تعصبات پھر سر اٹھانے لگے۔ ہندو سماج کے زیر اثر برعظیم میں مسلمانوں کے ہاں بھی ذات پات کا امتیاز برتا جانے لگا۔ بیسویں صدی کی تحریکات آزادی کا ایک قابل قدر اور روشن پہلو یہ ہے کہ ان کے ذریعے مسلمانوں کے ہاں اسلامی اور ملی تشخص کا جذبہ نمایاں ہو کر سامنے آیا، ملی تشخص کے اسی جذبہ کی بنا پر، پاکستان جیسا عظیم الشان ملک وجود میں آیا۔ لیکن بد قسمتی سے ہندی مسلمانوں کی سائیکی میں ذات اور برادری کے تعصبات اس طرح رچ بس گئے تھے کہ یہ ملی جذبہ بھی ان تعصبات کو ختم نہیں کر سکا۔ اگرچہ مسلمانوں میں تعلیم کا تناسب بھی بڑھا ہے، دینی اور اسلامی تحریکوں کے اثرات میں بھی اضافہ ہوا ہے، مسلمانوں کے اندر خوش حالی کے نتیجے مین حج اور عمرے کا رجحان بھی خاصا زیاد ہو گیا ہے اور معاشرے میں ایک عمومی دینداری کی فضا بھی نظر آنے لگی ہے لیکن ان تمام قابل قدر رجحانات کے باوجود نمود و نمائش کا رجحان اور بتان رنگ و بو کا شکنجہ ہماری معاشرتی زندگی کو ابھی تک بری

طرح جکڑے ہوئے ہے۔

ڈاکٹر سید مظہر معین نے مسلم معاشرے کی اس دکھتی رگ کو چھیڑا ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم، سیرت رسولؐ اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں ذات پات کے اس جاہلی تصور کا تجزیہ کیا ہے۔ معاشرتی رویوں اور شادی بیاہ کے معاملات میں خاندانی امتیازات اور بے جا قسم کے تفوق اور برتری کے جھوٹے معیارات طرح طرح کے فتنہ و فساد، جھگڑوں اور مقدموں کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ زیر نظر کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ حقیقی اسلامی تصورات اور ہمارے خود ساختہ معیارات میں بعد المشرقین ہے اور ہم ذہنی و فکری اور معاشرتی و تمدنی اعتبار سے ابھی بہت کچھ اصلاح و ہدایت کے محتاج ہیں۔ زیر بحث موضوع پر پروفیسر موصوف نے جو کاوش و عرق ریزی کی ہے۔ وہ ان کے دلی اضطراب، دردمندی اور شدید اصلاحی جذبے کی غماز ہے۔ انہوں نے اپنے موقف کے حق میں جو تفصیلی شواہد مہیا کیے ہیں، وہ بہت مسکت اور مستند اور جامع و مانع ہیں۔

عہد حاضر میں امت مسلمہ کو بہت سے خطرات درپیش ہیں۔ اور خصوصاً اہل مغرب کی ہمہ نو یلغار اور اسلامیان عالم پر ذہنی و فکری اور سائنسی و مادی غلبے کے لیے اس کی مجنونانہ تگ و دو ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے تو ہمیں اپنے ریزہ ریزہ تنکوں کو چن کر آشیاں بندی کرنی ہے۔ پھر اپنی گم شدہ متاع و میراث کی بازیافت کا مرحلہ بھی سر کرنا ہے۔ اگر ہم بدستور ذات پات کے غیر اخلاقی اور احمقانہ تصورات سے چمٹے رہیں گے تو جمود اور جہالت کی اسیری سے کبھی چھٹکارا نہیں پا سکیں گے۔

ہم سب ڈاکٹر مظہر معین کی دلی تمناؤں میں شریک ہیں کہ مسلم معاشرہ ذات پات کے جھنجٹ سے آزاد ہو کر اس منزل کو اپنا مقصود بنائے جس کے بارے میں شاعر مشرق نے کہا تھا:

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے، جس کی گرد راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے

امید ہے علمی دنیا میں پروفیسر موصوف کی اس کاوش کا بہ نظر استحسان خیر مقدم کیا جائے گا۔

(رفیع الدین ہاشمی)

۱۹ ۔ ڈاکٹر سید محمد ابراہیم غزنوی

(ماہر طب' مصنف' دانشور)

قرآن و سنت کی تعلیمات نیز سیرت طیبہ و تعامل صحابہؓ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سیدنا آدمؑ و حوا کی اولاد کے مابین نکاح و ازدواج کی ممانعت' اختلاف کفر و اسلام کی بناء پر تو درست ہے' مگر امتیاز رنگ و نسل کی بناء پر درست نہیں۔ اور اہل اسلام کے مابین ذات پات کی دیواریں کھڑی کر کے انہیں باہم نکاح و ازدواج سے محروم کرنا مناسب نہیں۔ حتیٰ کہ "کفو نسبی" کو پیش نظر رکھنے والے جلیل القدر فقہاء کرامؒ نے "غیر کفو نسبی" میں عورت کے بھی "با اجازت ولی" شادی بیاہ کو بالاتفاق جائز قرار دیکر از خود ثابت فرما دیا ہے کہ "کفو نسبی" سے باہر کسی مسلمان عورت یا مرد کا شادی بیاہ کرنا حرام نہیں' بلکہ جائز و حلال ہے۔ اور اسلامی مساوات صرف نماز کی صفوں تک محدود نہیں' بلکہ شادی بیاہ سمیت انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام دائروں پر محیط ہے۔

علاوہ ازیں ایک ایلوپیتھک ڈاکٹر کی حیثیت سے راقم الحروف کو بخوبی علم ہے کہ جدید طبی تحقیقات کی رو سے کزن میرج پر اصرار اور نسل در نسل ایک ہی خاندان برادری میں شادی بیاہ کی پابندی بہت سے موروثی امراض کی نئی نسلوں میں منتقلی اور خاندان برادری سے باہر شادی بیاہ' ذہنی و جسمانی لحاظ سے صحتمند تر نسلوں کی تخلیق و تشکیل کے امکانات میں بدرجہا اضافہ کا باعث ہے۔

ان حوالوں سے ڈاکٹر سید مظہر معین کی تصنیف "اسلام اور ذات پات" ایک بیش قیمت اور جامع دینی و تحقیقی تصنیف ہے۔ جس میں قرآن و سنت' اور فقہ و سیرت کے مستند ذخائر سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی اخوت مساوات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ نیز طب و حکمت کے حوالہ سے بھی ماہرین طب و جینیات (Genetics) کی مختصر مگر معتبر آراء شامل کر کے کتاب کی علمی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے۔

یہ کتاب ملک و ملت کے ان طبی و معاشرتی مسائل کے حل کے لئے مشعل راہ اور

منارہ نور ہے جو ذات پات کے غیر اسلامی تعصبات کی بناء پر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو بے جوڑ شادیوں پر مجبور کرنے یا زندگی بھر شادی بیاہ سے محروم رکھنے کا نتیجہ ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کتاب میں بزرگوں کو ذات پات کے تعصب سے اجتناب اور نوجوانوں کو خاندانی عزت و وقار کے منافی بغاوت کی روش اختیار نہ کرنے کا مشورہ دیکر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ مصنف کا مقصد مناظرہ و جدال نہیں' بلکہ باہم افہام و تفہیم سے اصلاح احوال ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(سید محمد ابراہیم غزنوی)

☆☆☆

۲۰۔ سید حیدر فاروق مودودی

(محقق، نقاد، دانشور)

اسلام زندگی کے ہر میدان میں توازن و اعتدال کی راہ کا علمبردار ہے۔ اس نے بلاشبہ غلامی سے لے کر ذات پات تک، انسانی عزت و شرف کو پامال کرنے والی جملہ روایات اور قوانین کو ایک تدریج کے ساتھ ختم کیا اور دنیا کو سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر انصاف اور عدل کی راہ اپنانے کا پیغام دیا ہے۔

برادرم ڈاکٹر مظہر معین نے اپنی اس تالیف "اسلام اور ذات پات" میں ایک اہم معاشرتی مسئلے کو موضوع بحث بنایا ہے جس کے باعث بعض اوقات اچھے خاصے تعلیم یافتہ اور متمول خاندانوں کی بچیاں بروقت مناسب رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے عمر بھر تنہا زندگی گزارنے پر بھی مجبور کر دی جاتی ہیں۔ اس ضمن میں یہ عجیب ستم روا رکھا جاتا ہے کہ بیٹے کے لیے تو ذات برادری سے باہر شادی کرنا گوارا کر لیا جاتا ہے لیکن بیٹی کی خاندان اور برادری سے باہر شادی کو 'آن' کا مسئلہ بنا کر اسے زندگی بھر کے لیے زندہ درگور کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ اسلام کی معتدل تعلیمات اور عصر حاضر کی تعلیم و ترقی، دونوں مل کر بھی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں۔

نکاح ایک خاندان کی تعمیر اور ترقی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف ایک خاندان وجود میں آتا ہے بلکہ پہلے سے موجود خاندانوں کے درمیان اخوت و محبت کو پروان چڑھانے والے رابطے بھی وجود میں آتے ہیں۔ اس میدان میں بھی اسلام نے توازن و اعتدال کی راہ اپنانے کی تلقین کی ہے اور معاشرے کو انتشار اور ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رکھنے کے لیے "کفو" کا اصول عطا کیا ہے۔

'کفو' ایک وسیع مفہوم رکھنے والی اصطلاح ہے۔ نکاح کے معاملے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "کفو" کا لحاظ رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور اسی بنیاد پر ہمارے جملہ فقہاء نے بالعموم اس کی تائید کی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے

خاندان حسب نسب' سماجی' معاشی' تعلیمی اور دیگر پہلوؤں سے ہم پلہ ہوں۔ ان کے درمیان زبان و ثقافت کا بعد بھی نہ ہو۔ نسلی اور نسبی ہم آہنگی بھی اس کا ایک لازمی اور ضروری حصہ ہے مگر اسے ایک حد تک ہی اہمیت دینی چاہیے اور ذات' برادری کے معاملے میں بھی شدت کی بجائے اعتدال کی روش اپنانی چاہیے۔

"کفو" کے اصول پر عمل کرنے کا مقصد یہ کہ نکاح کے بعد شوہر اور بیوی میں ایسی مغائرت پیدا نہ ہو کہ وہ زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے رفیق اور دمساز بننے کی بجائے ایک دوسرے کے ناقد بن جائیں اور گھریلو زندگی طنز و تعریض اور اختلاف عادات کے باعث تلخ ہو جائے۔

البتہ ولی اور عورت اگر دونوں اپنے اس "کفو" کے استحقاق سے دستبردار ہو جائیں تو "غیر کفو" میں بھی نکاح جائز ہے جیسا کہ حضرت زینبؓ کا نکاح زیدؓ بن حارثہ' فاطمہؓ بنت قیس کا نکاح اسامہؓ بن زیدؓ سے ہوا تھا۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ نکاح میں حسب و نسب کی اہمیت نہیں۔ ایسا سمجھنا سنگین غلطی ہے۔ اس کا معنی صرف یہ ہے کہ مذکورہ دونوں خواتین اپنے حق کفو سے دستبردار ہو گئی تھیں اور ان کے اولیاء نے بھی اپنا حق ترک کر دیا تھا۔

چنانچہ حسب و نسب کی اہمیت کی مکمل نفی کرنا اور حسب و نسب پر مکمل انحصار کرنا دونوں ہی غلط اور انتہا پسندانہ نظریات ہیں۔ اسلام کی متعین کردہ راہ متوازن اور معتدل ہے۔

میری دعا ہے کہ ڈاکٹر مظہر معین کی یہ تالیف اس مقصد کے حصول میں معاون ثابت ہو اور نسلی اور نسبی ہم آہنگی نہ ہونے سے بھی بعض اوقات جو معاشرتی قباحتیں وجود میں آجاتی ہیں' معاشرے کو اس سے محفوظ رکھنے میں اپنا مثبت حصہ ادا کر سکے۔

(سید حیدر فاروق مودودی)

۲۱۔ڈاکٹر ثریا ڈار

(صدر شعبہ عربی' اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

رب کائنات نے سیدنا نوحؑ کے فرزند کو اہل بیت نوحؑ سے خارج قرار دیا (ھود : ۴۵۔۴۶)۔ زوجہ فرعون سیدہ آسیہؓ اور مادر عیسیٰؑ سیدہ مریمؑ کو مثالی خواتین اسلام قرار دیا۔ نیز سیدنا نوحؑ و لوطؑ کی بیویوں کو کفر و عصیان کی مثال قرار دیا۔ (التحریم : ۱۰۔۱۲)۔ غیر ھاشمی سیدہ عائشہؓ کی تعظیم و برأت میں آیات قرآن نازل فرمائیں (النور : ۱۔۲۶)۔ اور مختلف قبائل عرب و عجم سے تعلق رکھنے والی جملہ ازواج مصطفیٰؐ کو "امھات المومنین" اور "اھل بیت رسولؐ" نیز "ازواج مطہرات" کے شرف ابدی سے سرفراز فرمایا۔ (احزاب : ۶ و ۳۴)۔

سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام نے اعلان فرمایا کہ : "کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت حاصل نہیں"۔ (مسند احمد 'شعب الایمان للبیھقی)۔ سیدنا ابو العاص امویؓ' سیدنا عثمان امویؓ' اور سیدنا علی ھاشمیؓ کو شرف داماوی عطا فرمایا۔ اور اپنی چچازاد سیدہ ضباعہ ھاشمیہؓ کا نکاح کم نسب مقدادؓ بن اسود سے نیز پھوپھی زاد سیدہ زینبؓ ھاشمیہ قرشیہ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ سے بنفس نفیس کرایا۔

یہ ہیں وہ چند اشارات جو محترم ڈاکٹر مظہر معین صاحب کی عظیم الشان محققانہ تصنیف "اسلام اور ذات پات" سے ماخوذ اور رنگ و نسل و ذات پات کے جاھلی تعصبات سے پاک اسلامی معاشرہ کی قرآن و سنت و سیرت کے حوالہ سے نقشہ کشی کے لئے بطور مثال کفایت کرتے ہیں۔ و مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مستند روایات اور معتبر اقوال و اقتباسات پر مبنی اس جامع و منفرد علمی و دینی شاہکار کو مسلمانان پاک و ہند میں بالخصوص اور دیگر اھل اسلام میں بالعموم قبول عام بخشے اور رنگ و نسل' ذات پات نیز دیگر عصبیات جاھلیہ سے نجات دلانے میں فیصلہ کن مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(ثریا ڈار)

۲۲۔ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

(استاذ "ادارہ علوم اسلامیہ" جامعہ پنجاب' لاھور)
(فرزند مولانا محمد مالک کاندھلویؒ بن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

اسلام نے جو نظام زندگی ہمیں عطا فرمایا ہے' اس کی فکری و عملی بنیادیں اعتدال اور انسانی فطرت قرار دی ہیں۔ اسلام نے ہر شعبہ زندگی میں جو ہدایات و تعلیمات عطاء فرمائی ہیں' وہ افراط و تفریط سے پاک ایسی معتدل بنیادوں پر استوار ہیں کہ جو فطرت انسانی سے قریب تر واقع ہو۔

ذات پات کا لحاظ' اس کی بنیادی و اساسی اہمیت' یا اس کا غیر اہم ہونا ایسی حقیقت ہیں' جو ہر مذہب اور ہر نظریہ میں ہمیشہ موضوع گفتگو رہی ہیں۔ اور ہر نظریہ اور ہر فکر ان کے بارہ میں ہدایات دیتے وقت افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے۔ کسی نظریہ میں ذات کے اعتبار سے تعارف کو بھی منع کر دیا' ذات کا نام لینے کی بھی ممانعت ہو گئی' اور کسی نظریہ نے اسی ذات پات کو تمامتر فضیلتوں کا معیار و عنوان قرار دیا۔

اسلام نے جہاں اور شعبہ ہائے زندگی میں افراط و تفریط سے پاک معتدل راہ فکر و عمل عطاء کیا' وہاں ذات پات کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی اعتدال فکر عطاء فرمایا۔ قرآن کریم میں شعوب و قبائل کی تقسیم کو تعارف کا ذریعہ بنا کر یہ واضح کر دیا کہ خاندانی تعارف و امتیاز کو قرآن تسلیم کرتا ہے لیکن ساتھ ہی "إن أكرمكم عندالله أتقاكم" کہہ کر یہ بھی واضح کر دیا کہ خاندانوں اور قبائل کی تقسیم یا یہ نسبت کسی فضیلت' عزت و تکریم کی بنیاد یا اس کا عنوان نہیں بن سکتی۔ فکر و عمل اور نظریہ و اخلاق کا یہ اعتدال صرف اور صرف اسلام کا خاصہ ہے۔

استاذ محترم ڈاکٹر مظہر معین صاحب نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھا کر اہم دینی' علمی اور اخلاقی خدمت کا فریضہ سر انجام دیا ہے۔ قرآن کریم کی آیات مبارکہ' احادیث نبویہ' ہر طبقہ فکر کے نامور محدثین' فقہاء اور صوفیاء کی آراء نقل کر کے اس مسئلہ کو جس

طرح منقح کیا' یہ انہی کا حصہ ہے۔بقول مولینا محمد یوسف بنوریؒ:۔

"مسودہ کا جستہ جستہ مطالعہ کیا' صحیح اور عمدہ پایا۔"

محترم پروفیسر صاحب نے اس موضوع پر آیات مبارکہ' احادیث نبویہ اور محدثین وفقہاء کے اقوال کی روشنی میں قاری کی بہت صحیح اور خوبصورت انداز میں رہنمائی فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے۔اور طالبان وتشنگان علم کو ان کے علوم سے زیادہ سے زیادہ فیضاب فرمائے۔آمین۔

وما توفیقی إلا بالله علیه توکلت وهو رب العرش العظیم۔

(محمد سعد صدیقی)

۲۳۔ جناب محمد حماد لکھوی

(استاذ "ادارہ علوم اسلامیہ" جامعہ پنجاب)
(برادر زادہ مولانا معین الدین لکھوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیوی واخروی فلاح انسانیت کا ضامن دین اسلام' حسب و نسب' رنگ و نسل اور ذات پات کی تفریق انسانیت اور باہمی تفاخر و منافرت کے مصنوعی دائروں کو ختم کر کے عالمگیر دائرہ انسانیت کا پیغام لے کر آیا۔ شعوب و قبائل کا تصور' وجہ تفاخر و امتیاز کی بجائے فقط ظاہری پہچان و تعارف کا انتہائی سطحی تصور قرار پایا۔ تکریم و فضیلت کا معیار دین فطرت کے ضابطوں پر عمل کے ذریعے تقویٰ کی منزل ارفع و اعلیٰ کا حصول ٹھہرا۔ اور یوں گذشتہ کئی صدیوں سے ان تنگ دائروں میں محصور انسانیت کو دائرہ اسلام کے طفیل آزادی اور مساوات واخوت کی فضا میسر آئی۔

عصر حاضر میں (گذشتہ چند صدیوں سے) انسانیت ایک بار پھر ان مصنوعی دائروں کے بھنور میں ہے۔ امت مسلمہ بھی' خصوصاً برصغیر میں' مختلف جغرافیائی و معاشرتی عوامل کی بناء پر نظریہ اسلام سے بعد و غفلت کے سبب اس تفریق و تفوق کا شکار ہے۔ نتیجتاً بے شمار معاشرتی و خاندانی مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ حسب و نسب اور ذات پات پر یقین و اصرار اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ مختلف خاندان و قبائل اپنے نسلی تشخص کی خاطر تنظیم سازی کر رہے ہیں۔ وہ دین' جس نے فارس کے سلمانؓ اور حبشی النسل بلالؓ کو "خاندان اسلام" کا معزز ترین رکن قرار دے کر خونی رشتہ داری کی بجائے دینی رشتہ داری کو تمام تعلقات و معاملات کی اصل بنیاد قرار دیا تھا' اسی دین کی پیروی کے دعویدار مختلف بنیادوں کا سہارا لیکر ذات پات کے جاہلی تعصب کے افسوسناک اظہار و ارتکاب میں شعوری یا لاشعوری طور پر مصروف ہیں۔ ذات برادری کی ان امتیازی لکیروں کو مزید گہرا کرنے کیلئے ازدواجی روابط سے متعلق حسب خواہش وضع کئے جانے والے خود ساختہ اصول' تحریم و تحلیل تک جا پہنچے ہیں۔ وسعت واخوت اور مساوات و اعتدال پر مبنی نظریہ اسلام کے سراسر منافی یہ معاشرتی روش نتائج کے اعتبار سے از حد سنگین اور خوفناک ہے۔

محترم ڈاکٹر سید مظہر معین صاحب کی زیر نظر تصنیف میں اسی مضمون کا احاطہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور ائمہ و مشاہیر کے اقوال کے علاوہ مستند تاریخی حوالوں سے بھی محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں اس موضوع پر قلم اٹھانا جرأت مندی اور ملی درد کی عکاسی کرتا ہے جو کہ ڈاکٹر صاحب کی کھری اور سادہ شخصیت کا لازمی جزو ہے۔ ان کی گفتگوؤں اور تقریروں میں علمی قابلیت' بیان حقیقت اور جرأت اظہار سے ڈاکٹر صاحب کو جاننے والے تمام لوگ پہلے سے واقف ہیں۔ تحریری طور پر اعلیٰ معیار تحقیق اور عالمانہ طرز استدلال کا منہ بولتا ثبوت تصنیف ہذا کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب میں اگرچہ خاص طور پر ازدواجی رشتوں سے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو موضوع بنایا گیا ہے' لیکن اس سلسلے میں اسلام کا تصور اخوت و مساوات اور جملہ ضروری تفصیلات بھی مربوط و مبسوط انداز میں بیان کر دی گئی ہیں۔ ازدواجی روابط کے حوالے سے نکاح کیلئے ولی کی شرط اجازت کی اہم ضمنی بحث بھی شامل کتاب ہے۔

خالص تحقیقی انداز میں ذخیرہ معلومات کے علاوہ ہر باب کے اختتام پر خلاصہ بحث اور آخر میں تمام ابواب کے اختتام پر نسبتاً مفصل اور جامع خلاصہ نیز استنباط نتائج کتاب کی مقصدیت میں مزید اضافہ کر دیتے ہیں۔ مختلف مقامات پر بعض اوقات تکرار مضامین کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ شاید تحریر کو مربوط کرنے کیلئے موضوع کا تقاضا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے فاضلانہ استدلال و استنباط سے دیانتدارانہ علمی اختلاف و تنقید کی گنجائش بہر حال موجود ہے' لیکن ان کی اس علمی و تحقیقی کاوش کی مقصدیت و اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب جہاں ناقدین و محققین کیلئے اس موضوع کے مزید گوشے وا کرنے کے مواقع فراہم کرے گی' وہاں عام قارئین کیلئے اسلامی نقطہ نظر کی تفہیم اور اہم معاشرتی مسائل کے حل میں معاون و مفید ثابت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب کی ملت اسلامیہ کیلئے اس مخلصانہ اور خیر خواہانہ علمی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(محمد حماد لکھوی)